RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

اعلان - اس کتاب کے آخری صفحہ [illegible] تو آپ مال مسروقہ تصور کریں

Checked
1987

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

بطرز شایستہ و بالفاظ بایستہ کتابے بینظیر درباب اثبات حق مذہب جعفری [illegible]

LIBRARY

شمس الضحی
یعنی
اظہار الہدی
اردو

Checked
1987

سنہ ۱۳۰۹ م

از تصنیف جدید مولوی فصیح احمد صاحب دیوبندی سابق اہلسنت والجماعت

در مطبع نیاز مند آگرہ زیور طبع پوشید

اس کتاب کا آخری صفحہ ضرور ملاحظہ کیجئے

NOT TO BE ISSUED

CHECKED 1996

داخلہ نمبر ۱۰۰۳۶
فن نمبر الف ۲۷
کتاب نمبر ۱۴۰/ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

((الحق یعلو ولا یعلیٰ))

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین الی یوم الدین — اما بعد بندہ درگاہ رب صمد شیخ احمد ابن مولانا مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم ومغفور طالبان حق کی خدمت مین گذارش کرتا ہی کہ بعد شایع ہونے رسالہ انوار الہدیٰ کے ایک اشتہار میری نظر سے گذرا کہ مطبع گلشن علم آگرہ مین کتاب اظہار الہدیٰ بجواب انوار الہدیٰ مولفہ عاصی کے طبع ہوتی ہے مین بہت خوش ہوا تہا کہ طالبان حق کے لئے عمدہ ذریعہ حق وباطل کی تمیز کرنیکا بہم پہونچیگا اور اوسی روز سے مین اوسکے مطالعہ کی آرزو مین تہا۔ اور میرے بعض احباب مخالف بہی مجہے یاد دلاتے رہتے تہے کہ آپکی کتاب کا جواب چہپتا ہے اور طرز یاد دہانیدہی ایسا تہا کہ گویا وہ جواب اونکے ہی مساعی جمیلہ سے تالیف ہوا ہے لیکن جبکہ رسالہ اظہار الہدیٰ طبع ہو کر شایع ہوا اور بعض لوگون نے اوسکا مطالعہ کیا تو شاید اس نظر سے کہ اکثر لوگون کے ناپسند ہوا تہا اوسکا ذکر ہی کرنا مجہہ سے چہوڑ دیا اور درپی اس امر کے ہوئے کہ یہ کتاب نادیدہ بہ ہہی۔ لیکن ایک روز بتاریخ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع اتفاقاً ان صاحب سے ذکر جواب انوار الہدیٰ کا آیا تو فرمایا بیشک میرے پاس ایک نسخہ رسالہ اظہار الہدیٰ کا آیا ہی مین آپکو نہ دکہلاؤنگا بلکہ اہل سنت وجماعت صاحبون کو بہی اوسکی

دیکھنے اور خریدنے سے منع کرون گا کہ درحقیقت وہ انوار الہدی کا معقول جواب نہین ہے اور الٹا باعث تضحیک اہلسنت وجماعت صاحبون کا بھی اوسکے دیکھنے سے اور خریدنے سے منع کرون گا۔ اور یہہ بھی ارشاد کیا کہ مین نے مصنف اظہار الہدی کو ایک بہت بڑا طول وطویل خط اسی بارہ مین لکھا ہی کہ اگر تمکو جواب لکھنا نہ آتا تھا تو کیون ناحق اہل سنت کو بدنام کیا غرض کہ اوس کتاب کے دیکھنے کے لئے مین نے بہت کچھ اصرار کیا لیکن میرے اوس دوست مخالف نے بوجہ مخالفت مذہب ہرگز گوارا نہ کیا کہ مین اوس کتاب کو دیکھ بھی سکون حالانکہ بروی قاعدہ مولف کو ایک جلد میرے پاس بھیجنی واجب تھی اور اسقدر مذمت اظہار الہدی کی جو منار الیہ نے مجھسے کی اسکی یہ وجہ تھی کہ طبع ہونے سے پیشتر وہ میرے ذہن مین اپنی تقریر سے یہہ بات جمائے ہوئے تھے کہ اگر یہ رسالہ سارا اونکی تصنیف نہین ہی تو شرکت اونکی ضرور ہی اور جبکہ اکثر لوگون نے اوس رسالہ کو ناپسند کیا تو اس خیال سے کہ مبادا لوگ مجھپر قہقہہ لگا دین پہلے سے ہی اپنے تعلق اور لگاؤ کو دور کر دینا چاہے لیکن دیکھنے والے سمجھ گئے اور تاڑنے والے تاڑ گئے کہ آپکی افکار عالی کا نتیجہ اس رسالہ مین کہان کہان ہی۔ اور کلام غیر کہان ہی کیونکہ انسان کا انداز گفتگو کب چھپتا ہے خصوصاً ہردم پاس بیٹھنے والے کلام کرنیوالے کسطرح شناخت نہ کر سکینگے **بقول شاعر**۔ بہررنگے کہ خواہی جامہ می پوش ؛ من انداز قدت را می شناسم ؛ القصہ آج یہ کتاب اظہار الہدی یاوری بخت سے بازار مین بکتی ہوئی ایک مہربان کی معرفت مجھے بھی مل گئی مین نے جو اوسکو مطالعہ کیا تو سخت حیران ہوا کہ اہل مطبع نے بھی اشتہار مین لکھا تھا کہ بجواب انوار الہدی یہ رسالہ طبع ہوتا ہی اور مولف نے بھی رسالہ مذکور مین یہی لکھا ہے مگر انوار الہدی کی ایک دلیل بلکہ ایک جملہ یا کلمہ کا بھی جواب نہین دیا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعض آیات قرآنی کسی مترجم قرآن سے ایسی نقل کر لی گئین ہین کہ جنمین کہین تقریب سے ذکر مہاجرین والانصار کا آیا ہی اور بعد اوسکے کتب مناظرہ سے شیعون کے مطاعن لکھکر ایک رسالہ کی صورت

بنا کر شائع کر دیا اور اخیر مین چند اوراق لگائے ہین کہ جنمین انوار الہدی کی ۳۳ مضامین متفرقہ پر اعتراضات کئے ہین یہ امر دو وجہ سے خالی نہین کہ یا تو مولف صاحب علم مناظرہ سے واقف نہین اور اونکو جواب لکھنا نہین آیا۔ یا در حقیقت دلایل مندرجہ انوار الہدی اونکے نزدیک لاجواب ہین اور قصداً اوسکے تمام دلائل اور مضامین کو تسلیم کرکے جواب سے درگذر فرمائی ہے لیکن جہانتک ہمنے اوس رسالہ کو دیکھا مولف نے فقط صحابہ کی فضائل اور شیعون کی ہجو پر اکتفا فرمایا ہے اور فضائل بھی ماشاء اللہ وہ درج فرمائے کہ جنکو بارہا علمای شیعہ رد کر چکے ہین بلکہ خود کتاب انوار الہدی مین بہت سے وسیع تردید اونکی ہوئی ہے مگر مولف نے بجاے اسکے کہ اون فضایل کی تردید مندرجہ انوار الہدی کا جواب لکھتے فقط اون آیات کو کسی اردو ترجمہ قران سے نقل کر دیا ہان اگر مخالف صاحب جداگانہ کوئی کتاب تصنیف فرماتے تو اون آیات اور دلائل کے درج کرنیکا مضایقہ نہ تھا اور جبکہ ایک کتاب کا جواب لکھتے ہین تو جب تک کہ اوسکے اعتراضات کو رفع نکر دین اوس سند یا دلیل کو لکھہ نہین سکتے جسکے نسبت اعتراضات ہو چکے ہین۔ مگر معلوم ہوا کہ مخالف صاحب فن تصنیف و تالیف سے ہی آگاہ نہین ہین۔ اور فہم بھی کسیقدر ناقص پایا ہے۔ رای اکثر کجی پر جاتی ہے۔ ذہن کے بھی غبی معلوم ہوتے ہین بعض موقع پر ایسی سیدہی سٹہاون دیکھنے مین آئین کہ جنسے یہ معلوم ہوا کہ آپ رد ہیلہ اور روح اللہ کو ہم معنی ہی سمجھتے ہین۔

فن مناظرہ بہت مشکل ہے جس شخص کے مزاج مین تعصب ہو وہ مناظرہ نہین کر سکتا مناظرہ امر حق کے ظاہر کرنے مین بحث کرنیکو مناظرہ کہتے ہین اور جب تک کہ فریقین سخن پروری اور تعصب مذہب سے قطعاً بری ہو کر اپنی نیت مین فقط انکشاف امر حق مد نظر نہین مناظر نہین کہلا سکتے۔ ہمارے مخالف صاحب نے تو ابتداء تالیف سے ہی تعصب اگلنا شروع کر دیا اور شروع خطبہ سے ہی درپی ابطال مشکل کشائی علی مرتضی کی ہو گئی۔ اگر اہل سنت جماعت کو ایسے مباحثہ کے وقت جو خلاف آداب مناظرہ مین بہت کچھ پس و پیش سوچنا پڑتا ہے۔ مگر ہمارے مخاطب صاحب نے تو سنن بلکہ اسلام کو بالاے طاق رکھکر وہ کلمات نازیبا

حضرات اہلبیت کی شان مین لکہے کہ مخاطب صاحب کے مقابلہ ہر گو یا تمام سنی بہی شیعہ ہوگئے اور رسالہ مخاطب مین پورا لطف مباحثہ رافضی اور خارجی کا آگیا۔

اگرچہ مین نے رسالہ انوار الہدی مین بہی لحاظ اس امر کا رکہا تہا کہ ضرورت سے زیادہ ذکر صحابہ مین کچہ نہ لکہا جاوے مگر مولف اظہار الہدی نے جناب سرور کائنات کی عترت و اہلبیت و اولاد کی نسبت وہ کلمات نازیبا لکہے کہ خدا کی پناہ اور پہر شیعون کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا بلکہ مجہہ بیگناہ کی نسبت ایسے سخت الفاظ استعمال کئے ہین کہ اگر کوئی شخص بجای میرے ہوتا تو وہ اون الفاظ سے مشتعل ہو کر کہلم کہلا جواب مین گالیان لکہتا اور اگر کبہی ملاقات نصیب ہوتی تو لپاڈگی کی نوبت پہونچتی۔ اور طرفہ یہ ہے کہ خاتمہ اظہار الہدی پر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جواب الجواب مین تہذیب کا خیال رہے۔ خود آپ نے پہکڑون کو مات کر دیا۔ اگرچہ ہم بہی خانصاحب کو پشتو بہ پشتو جواب دے سکتے تہے مگر اس خیال سے کہ ایسی لایعنی گفتگو علم و ادب کے خلاف ہے اور بد تہذیب کلام کرنا جاہلون کا شعار ہے اوس سے گریز کیا۔

مولف صاحب نے انوار الہدی کے جواب مین اپنے رسالہ کا نام اظہار الہدی رکہا ہے اور یہ رسالہ تردید مین اظہار الہدی کے ہے اور چونکہ اظہار الہدی بوجہ اپنی اندرونی ظلمت کی محتاج اس امر کا ہے کہ روز روشن مین اوسکے عیوب اہل نظر کے روبرو ظاہر کئے جاوین اسلئے رسالہ ہذا کا نام ہم نے شمس الضحیٰ۔ لاظہار الہدی رکہا۔ خداوند اپنے حبیب پاک کے طفیل سے اہل انصاف اور طالبان حق کو اس سے مستفید کرے۔

ہم نے اظہار الہدی کا جواب مولوی جہانگیر خان صاحب اوسکے مولف کی طرح برائے نام ہی نہین لکہا ہے بلکہ بہ لفظہ اوسکی کامل تردید کی ہے۔ اظہار الہدی کی عبارت کے شروع مین لفظ قال۔ یا قال المولوی جہانگیر خان یا قولہ ثبت کیا گیا ہے۔ اور جس موقع پر تردید اور جواب اوس کا شروع کیا گیا۔ وہان لفظ اقول۔ یا اقول و بہ نستعین لکہا گیا ہے۔ ناظرین اس ذریعہ سے عبارت اظہار الہدی اور عبارت عاصی مندرجہ شمس الضحی کو شناخت کر سکین گے

قال المولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی اوغیرہ نوتریقے۔ واضح ہو کہ حضرات شیعہ صرف فضایل اصحاب باصفا ہی کا انکار نہین کرتے بلکہ تمام کتاب اللہ مین بہی نقصان کا اقرار کرتے ہین۔ **اقول**۔ یہ تو صرف مخاطب کے سمجہنے کا قصور ہے شیعہ ہرگز فضایل اصحاب باصفا کے منکر نہین ہین۔ بلکہ اونکی غایت درجہ کی فضایل اور مناقب بیان کرتے ہین ہان نیک و بد کی البتہ تمیز کرتے ہین اصحاب رسول اللہ صلعم مین جو لوگ منافق ہین اون اصحاب بردغا کی خدع اور ریب اور نفاق اور شقاق ظاہر کر کے جتلاتے ہین کہ جو فضایل اور مناقب اصحاب الجنۃ کی ہین اونکو اصحاب الجحیم سے منسوب مت کرو شناخت مومنین صحابہ کی ہمارے ہاتہہ مین موجود ہے خود رسول خدا فرما چکے ہین کہ محب علی مومن ہے اور مبغض علی منافق ہے اور اکثر صحابہ سے مروی ہے کہ ہم عہد رسول خدا صلعم مین مومن اور منافق کو حب و بغض سے شناخت کیا کرتے تہے پس جن صحابہ کی نسبت بغض و عداوت و ایذا دہی اہلبیت پیغمبر ثابت ہو اوسکو اصحاب الجحیم سمجہلو اور جو اونکے مطیع اور فرمانبردار اور محب ہین اصحاب باصفا ہین اونکے فضایل اور مناقب کا منکر بعینہ خدا اور رسول کے منکر کے برابر ہے۔

کمال کتاب اللہ مین نقصان ہونیکے عقیدہ مین اہل تشیع ہی منفرد نہین ہین۔ مولوی صاحب نے آپ اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر نہین دیکہا مشکواۃ شریف اگر کبہی دیکہی ہے تو اوسمین ملاحظہ فرمائے ورنہ کسی عالم اہلسنت وجماعت سے دریافت کریجئے کہ مشکواۃ شریف مین کسقدر روایات موجود ہین کہ جنسے نقصان اور کمی سور قرآنی ظاہر ہو رہی ہے

دیکہئے فن مناظرہ سے ناواقف ہونیکی یہ خرابیان ہین کہ مولف الظہار الہدی نے دعوی تو کمی سور قرآنی کا کیا اور اوسپر تعریضاً آپ یہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے باوصف باب علوم ہونیکے تحریف کلام الہی کو کیون درست نہ کیا۔ کوئی اون حضرت سے پوچہے کہ تحریف کا کیا ذکر تہا اور کون شخص تحریف قرآنی کا قائل ہے۔ جو یہ اعتراض کیا گیا۔ میری راے مین مولویصاحب تحریف کے معنے سے خبردار نہین ہین شاید سنا سنائی یہ لفظ کمی کے معنی مین لکہدیا ہے۔ کیونکہ مین دیکہتا

ہین کہ آگے اظہار الہدی مین خود مولویصاحب مرتکب تحریف اور الحاق کے ہوے ہین اگر تحریف اور اوسکے گناہ سے واقف ہوتے تو شاید ایسی مبادرت نہ کرتے اور اگر تحریف کو جان بوجھہ کر آپ نے ارتکاب تحریف قرانی کیا ہی تو آپ عجب مسلمان ہین اور دیکھئے طرفہ یہ ہے کہ اسی رسالہ مین مولویصاحب معتبر علماے اہل تشیع کے اقوال سے یہ امر ثابت کر چکے ہین کہ قران موجودہ اصلی قران ہی اور اوسکی تواتر اور صحت مین کچھہ شک نہین بجز اسکے کہ کچھہ کمی ہی پہر معلوم نہین ہوتا کہ یہ اعتراض کہ حضرت علی نے تحریف کو کیون درست کیا کسلئے اور کسوجہ سے مولف اظہار الہدی نے قایم کیا یہ بات علم و دیانت سے بعید ہی اور پہر اسپر صبر نکر کے آپنے نہایت غیر موزون اور بے محل یہ مصرع لکھا — چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد ؛

قال ایضاً۔ لہذا موقعہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ واسطے افادہ خاص و عام کے ایک مختصر تالیف ترتیب دیجاوے کہ واقف اس اختصار دُرِ نثار کو قدرت مقابلہ مذبذب و متعصب سے حاصل ہوجاوے۔ الخ۔ **اقول**۔ خانصاحب اس دُرِ نثار سے پیشتر نہایت بہتر یہ ہوتا کہ آپ کشتی اور لیزم اور گدکہ پھری کے فن مین کوئی تصنیف فرماتے ورنہ ابتداءً ایسے تعصب سکھانے کا نتیجہ تو یہی ہے کہ آپ اپنی ذریات کو بدنام کرائین اور دران حالیکہ خود مولف صاحب داب مناظرہ سے واقف نہین دلیل آپکی ہمیشہ دعوی کے خلاف ہوتی ہی وہ دوسرونکو مناظرہ کیا سکھاوینگے — اور پہر عجب یہ ہی کہ عوام کالانعام کو آپ مقابلہ آرائی سکھلاتے تو مضایقہ نہین لیکن خواص کو آپ نے کس طرح اپنی تلمذ مین داخل کیا۔ کیا علمای اہلسنت بہی آپکے ہدایت نامہ سے تعصب افغانی حاصل کرینگے ؛

اما قولہ۔ چونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ باطن اس قبہ کا ہر حال مین خالی از فساد نہین تاہم بعض اہلسنت والجماعت کے شریک مجالس و محافل ناروا و ناسزا کہ شرعاً و عرفاً ممنوع ہی اور نامشروع ہی ہوتے ہین اور تعزیہ بنانے اور مرثیہ سننے پر مرتے ہین حالانکہ ہر کہ و مہ بخوبی جانتا ہی کہ نجا؛

شیعان پاک کی تو تبرا پر ہی موقوف ہے۔ پس حتی الامکان اہل سنت وجماعت کو واجب بلکہ فریضہ تر ہے کہ جلسہ ناجائز سے اجتناب قبول کرین۔

اقول۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جنکو خاندان رسالت سے کچھ بھی الفت کا لگاؤ ہے۔ وہ تو سفیانیون کی ممانعت سے رک نہین سکتے جس مجلس پاک مین کہ فریضہ مومنین ہی مصایب یا فضائل اہلبیت علیہم بیان ہوتے ہونگے برابر حاضر ہونگے۔ ہان سفیانیون مروانیون نے پہلے بھی بہت کچھ روک ٹوک کی ہے اور اب بھی جو کوئی باعتبار نسب یا باعتبار مذہب اونکی ذریت مین داخل ہے۔ مجالس عزاء سید الشہدا سے نہایت درجہ ناراض ہوتا ہے۔ لیکن شیعون کی اسمین کوئی خطا نہین ہے کیسکے گھر بلانے نہین جاتے جسکو ابوسفیان کی صاحبزادی کا لحاظ بہ نسبت محمد صلعم کی صاحبزادی کے زیادہ ہے وہ خود ہی مثل مخاطب صاحب کی مجتنب ہوتا ہے بعضے بوجہ لحاظ مسلمانی کہ آخر اونکے باپ دادا کا کلمہ پڑھتے ہین حاضر مجلس ہوتے ہین اور اکثر تبرک کے لالچ سے بھی شامل ہوجاتے ہین لیکن شیعہ نہ کسیکو بلانے جاتے ہین نہ کسی آئے ہوئے کو اوٹھاتے ہین اگر مخاطب صاحب کو ایسا ہی تعصب ہے تو امام باڑہ کے دروازہ پر کھڑے ہوجایا کرین اور کسی سنی کو اندر نہ جانے دین اسمین شیعون کو بھی فائدہ ہے۔ بلکہ دینی اور دنیوی دونون فائدے ہین مگر مولوی صاحب ایک بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ آپ جیسے علماء تو یہ بات سمجھتے ہین کہ جو دشمنان اہلبیت پیغمبر ہین وہ آپکے نزدیک اکابر دین ہین مگر جہلا اس بات سے بلکل واقف نہین اگر اونکو بھی یہ علم ہوجاوے کہ دشمنان اہلبیت بموجب عقاید اہل سنت اکابر دین ہین تو وہ بیچارے خود ہی مجالس سے کنارہ کش ہوجاوین اور یہ طعن آپنے شیعون پر آپنے بیجا طور سے دیا کہ اونکی نجات ہی تبرا پر موقوف ہے۔ مین کہتا ہون کہ کوئی متنفس بھی خواہ شیعہ ہو یا سنی بغیر تبرا نجات نہین پاسکتا۔ تبرا کے معنی بیزاری کے ہین۔ جو مسلمان حضرات اہلبیت کے دشمنون اور قاتلون سے بیزار نہین ہے۔ وہ قطعی مسلمانی سے خارج ہوجاتا ہے نجات کا درجہ تو دوسرا ہے۔ آپ ہی خود غور کرکے دیکھیں

شرمائین کہ اگر دشمنان و قاتلان اہل بیت پیغمبر کی محبت آپکے دلمین ہو اور اونکے اوس فعل سے آپ رضامند ہون تو آپ مسلمان نہین رہ سکتے ہان اگر آپ اونسے بیزار اور اونکے افعال سے ناراض ہین تو بیشک مسلمان ہین اور اوسیکا تبرا ہی۔ آپنے تبرا کا نام ہی نام سنا ہی اوسکے معنی سے خبردار نہین ہوئے جسوقت اوسکے معنی معلوم ہوئے اور کچھ ذرہ برابر بہی دل مین ایمان ہی تو بالضرور اپنے آپکو بہی تبرائی سمجھنے لگو گے۔

دیکھئے یہ آپکی ناواقفیت کا سبب ہے کہ آپنے اسکے بعد یہ لکہا کہ آٹھوین محرم کو حلوے پر تبرا پہونکتے ہین تبرا کوئی دعا یا اسم یا جادو یا ٹونا نہین ہی کہ کوئی حلوے پر پہونکے اور شیعونکو ایسی ضرورت نہین ہی کہ کسیکو دہوکہ سے وہ حلوا کہلاوین بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ پاک نیاز کسنے ناپاک مونہہ اور غیر مستحق کے پیٹ مین نہ جائے شیعہ لوگ باواز بلند پکار دیتے ہین کہ مخالف یہان سے چلا جائے۔ مگر چونکہ حلوے کی حلاوت سے اکثرون کو مونہہ مین پانی بہر آتا ہی وہ اقرار لسانی کرکے کہا جاتے ہین۔ مجھے بڑا تعجب اس بات کا ہی کہ آپنے شیعون کی مجالس مین شریک ہونیکو تو معصیت خیال کیا اور پیغمبر خدا صلعم کی مخالفت اور اونکے اہل بیت سے دشمنی رکہنا اور اونکے حقوق غصب کرنا اور اونپر فوج کشی کرکے اونسے لڑنا اور اونکو زہر دیکر ہلاک کرنا اور تشنہ اور گرسنہ ذبح کرنا ثواب عظیم قرار دیا اور پہر بہی ادعاء مسلمانی قایم ہی۔ لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم اس بیان کے خاتمہ پر عجیب بے محل فقرہ آپنے بیان کیا کہ جو شخص مخالف عترت رسول ہو اونکی مجالس وغیرہ سے مخالفت تامہ رکہتا ہو تو اولاد رسول مین سمجھا جاتا ہے بمقتضاے اس قول کے من سلک علی طریقتی فہو الی۔ یعنی جو میرے رستہ پر چلا وہ میری اولاد سے اب تو معلوم ہوا کہ تمام جولاہے اور حجام تیلی اور قصاب سب آل رسول ہو جائینگے۔ اب مخالف صاحب کو یہ خبر نہین ہے کہ جسکو آپ سنت نبوی سمجھ رہے ہین وہ سب بدعات

مختصر عہ اصحاب ثلثہ ہین جناب رسول خدا کا مسلک وہی ہی جو اونکی اہلبیت کا طریق تہا اسلئے یہہ معنی نہین ہین کہ امام حسن اور امام حسین نعوذ باللہ آل رسول سے علیحدہ ہوگئے اور مولوی جہانگیر خان نسل رسول صلعم مین داخل ہوے

اس حدیث کا مطلب یہ ہی کہ مثلاً اگر کوئی اہل سنت رسول صلعم کے طریقہ کو چہوڑ کر سنی ہوجاوے تو اوسکی نسبت کہا جائیگا کہ وہ آل رسول نہین ہی بلکہ آل رسول وہ ہی ہین جو اونکے طریق پر بہی چلتے ہین۔ دوسری نسب کے لوگ اونکی طریق پر چلنے سے بہی سید نہین ہوسکتے ہین:۔

زبدۃ العارفین شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء مین ذکر جعفر صادق علیہ السلام کال تردید اس عقیدہ فاسد کی ہی۔ اوس کو ملاحظہ فرمائے۔

قال — مجملاً ذکر اصحاب رسالت ماب صلعم کا۔ اقول۔

ناظرین اہل بصیرت غور فرماوین کہ یہ رسالہ بنام رد جواب انوار الہدیٰ شایع کیا گیا ہی اوسمین شروع سے لیکر اخیر تک خلافت و امامت کی بحث ہی مگر مولف صاحب نے معاملہ خلافت مین اسلئے قطعی سکوت کیا کہ وہ اپنے نزدیک خلافت شیخین کا جواز ثابت نہین کرسکتے اور جن دلایل سے انوار الہدیٰ مین خلافت اصحاب ثلثہ ناحق و ناجائز ثابت کی گئی ہے۔ اونکی تردید محال ہی اور فن مناظرہ کا مسلمہ قاعدہ ہی کہ جس اعتراض یا استدلال پر جواب مین سکوت کیا جاوے وہ قطعی مسلمہ اوس فریق کا ہوجاتا ہی۔ اسلئے بموجب قاعدہ مقررہ مناظرہ یہ امر مسلمہ مولوی جہانگیر خان کا ہے کہ خلافت بغیر حکم خدا و رسول قایم نہین ہوسکتی اور جو آٹہہ صفات خلیفہ مین ہونے چاہئین وہ سب حضرت علی مین مجتمع ہین اور خلفاء ثلثہ مین ایک بہی صفت ثابت نہین ہوئی اور احکام اور نصوص اور استخلاف مرتضوی جنکی نسبت مولف اظہار الہدیٰ نے لب کشائی نہین کی بمقابلہ تمام اہلسنت و جماعت مسلمہ ہوچکی ہین اب اگر انپر کوئی بحث کرے تو مولوی جہانگیر خان کو زمرۂ اہلسنت سے خارج کرے

قال المولوی جہانگیر خان۔ ہم بالیقین کہہ سکتے ہین کہ خلفاء راشدین اور اصحاب انصار و مہاجرین رضؓ کی جانب کفر و نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت رسول رب مطلق صریح کفر ہی

اقول۔ کہے ہین اور کہہ سکتے ہین زمین و آسمان کا فرق ہی۔ آپ کا کہہ سکنا تزلزل عقیدت کو ثابت کرتا ہی۔ دیکھیے ہم بالیقین کہیے ہین کہ خلفاء راشدین اور اصحاب صدیق و یقین خواہ انصار ہون یا مہاجرین ایسے درجہ کے لوگ ہین کہ بعضے تو سوء عقیدت رکھنے مین ہی آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اونکی شان مین ذراسی گستاخی کرنے تو ایمان جاتا رہتا ہے اور بعضے ایسے ہین کہ اون کی شان مین گستاخی کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے فاسق کہلاتا ہے اور جو اونسے علیحدہ انسان صورت ابلیس سیرت ہین اونپر اگر کفر ثابت ہو تو اونکو کافر کہنا اور اگر نفاق ثابت ہو تو اون کو منافق کہنا واجب ہے اور اونکی نسبت حسن عقیدت رکھنے والا خود منافق ہو جاتا ہی بلکہ سکوت کرنیوالا بھی معصیت سے بری نہین ہو سکتا ؛

یہہ مولف صاحب کے سمجھنے کی غلطی ہی کہ جملہ مہاجرین و انصار مصداق آیات قرانی ہین۔ یعنی آیات مناقب و فضائل علی العموم سب مہاجرین و انصار کے حق مین نازل ہوئی ہین بلکہ جو پر دغا ہین اونکے مذمت مین آیات قرانی نازل ہین اور جو اصحاب باصفا ہین اونکی منقبت مین نازل ہوئی ہین سب یکسان نہین ہین۔

استدلال مولف بآیات قرانی دربارہ فضایل اصحاب ثلثہ

قال المولوی جہانگیر خان۔ اول آیت سورہ آل عمران پارہ چہارم۔ کنتم خیر امۃ

مین مسطور اور السنہ ثقات پر مذکور ہین وہ نزاعات اور مشاجرات بظاہر دلالت اس بات پر کرتے ہین کہ بعضے اصحاب طریق مستقیم حق سے تجاوز کر گئی اور حد ظلم اور فسق تک پہونچ گئی اور اسکی وجہ اور عناد اور حسد اور طلب سلطنت اور ریاست اور مایل ہونا بجانب لذات و شہوات کے تہی کیونکہ ہر اصحاب تو معصوم نہ تہا اور نہ وہ ہر شخص کہ جو ملاقی ہوا رسول اللہ صلعم سے موسوم بخیر تہا۔ لیکن علماء نے بدین وجہ کہ وہ اصحاب رسول اللہ کیطرف حسن ظن رکھتے تہے۔ یا ان معاملات مین ایسی تاویلات اور محامل مذکور کی کہ جن سے اون صحابہ کا تضلیل یعنی گمراہی اور فسق اور فجور سے محفوظ رہنا پایا جاوے ؛

یعنی علماء نے اون کے ظلم و ستم و فسق و فجور اور حق سے گذر جانے کو تاویلات و توجیہات سے پوشیدہ کر دیا ؛

یہانتک کہ کہا۔ (علامہ مذکور نے) ولیکن جو کچھہ کہ اسکے بعد ظلم و ستم اہل بیت نبوی پر گذرا ایسا ظاہر ظہور تہا کہ اوسمین کسی نے مجال اخفا کی نہ پائی ؛

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ظالمان اول کے ظلم و ستم کو تو علماے اہل سنت والجماعت نے برعایت صحابہ پوشیدہ کر دیا لیکن پچھلے ظالمون کا ایسا ظاہر ظہور ظلم تہا کہ علماء کو مجال اوسکے اخفا کی نہوئی۔ پس جبکہ صحابہ خصوصاً انکے ممدوح یعنی اصحاب ثلثہ کا یہ حال ہی تو وہ ہرگز مصداق اس آیت کے نہین ہو سکتے ؛

اب رہا یہ امر کہ آپ فرماتے ہین کہ آیمہ اہلبیت کی شان مین اسلئے صادق نہین آسکتی کہ اوسوقت مین حضرت علی کی سواے اور کسیکا نشان بہی نہ تہا اور آیت مین لفظ کنتم بصیغہ جمع ہی یہہ البتہ تعجب خیز بات ہی کہ آپکے مفسر تو اس لفظ خیر امۃ کے مصداق ہین تیرہوین صدی کے پیدا ہوے اہل سنت کو بہی داخل کرین اور آپ آیمہ اہل بیت کے لئے عدم پیدایش کا اعتراض کرین۔ کیا احکام قرآنی اشخاص موجودین پر بہی محدود ہین اگر یہ سچ ہی تو نماز روزہ حج و زکوۃ اوسوقت کے مسلمانون پر فرض نہین۔ اور دوازدہ امام علیہ السلام کا وجود دائم

علیہم السلام کی پیدایش سے پہلے ثابت ہی اکثر احادیث مین رسول خدا صلعم نے نام بنام ذکر دوازدہ امام کا کیا ہے پیغمبران سابق نے اونکی پیشین گوئی کی ہے اسلئے عدم موجودگی ایمہ مطلق قادح مقصود نہین ۔

قال دوم آیت رکوع ۲۰ سورہ و پارہ ایضاً۔ فالذین ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنہم سیاتہم ولادخلنہم جنات تجری من تحتہا الانہار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب ۔

ترجمہ پس وہ لوگ کہ ہجرت کی اون لوگون نے اور نکلے وہ لوگ اپنے شہر سے اور تکلیف دی گئی میری راہ مین اور مقابلہ کیا اون لوگون نے (یعنی کفار سے) اور مقتول ہوئے وہ لوگ (یعنی شہید) البتہ دور کرونگا مین اونسے برائیان اونکی اور البتہ داخل کرونگا مین انکو بہشت مین کہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین ثواب اللہ کے نزدیک ہی اور اللہ کے نزدیک اوسکا عمدہ ثواب ہی

اس آیت شریف مین رب جلیل ہجرت کرنیوالون کی تعریف و توصیف فرماتا ہی اور اونکی قطعی جنتی ہونے کی خوشخبری سناتا ہے۔ تا قولہ دیکھو خدائے پاک کس پیار اور محبت سے مہاجرین کو فرماتا ہے۔ کہ تمہارے اعمالون سے بڑھکر تمکو ثواب ملیگا ۔

اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب فقط ترجمہ کا قران ہاتھہ مین لیکر دیکھتے جاتے ہین جہان کہین لفظ مہاجرین نظر پڑا فوراً اچھل پڑے اور اپنی یادداشت مین لکھہ لیا۔

اوس آیت کے مطلب اور مضمون پہ غور کرنا مادہ کی بات ہی۔ اونہون نے تو فقط لفظ مہاجر پڑہتے ہی سمجھہ لیا کہ اصحاب ثلثہ اُنکی مصداق ہو جائینگی حالانکہ اصحاب ثلثہ کو اس آیت سے کوئی بھی لگاؤ نہین یہ آیات نبی صلعم کے رشتہ دارون و اعمام دینی اعمام مثل حضرت حمزہ و حضرت جعفر ابوعبیدہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کی ثنا مین ہین کہ

ہین کہ اونہون نے ہجرت کی اور گہرون سے نکلے گئے اور راہ خدا مین ایذا پائی اور کافرون سے لڑے انکو قتل کیا اور آپ بہی شہید ہو گئے۔ یہ آیات اون لوگون کی شان مین نہین ہین کہ جنمین بالانفراد ایک ایک صفت منجملہ صفات مندرجہ آیات پائی جاوے بلکہ مصداق انکی وہ لوگ ہین کہ جنمین بالاجتماع ہر چہار صفت پائی جاوین یعنی ہجرت و ترک وطن ایذا براہ خدا قتل کرنا کافرون کو خود مقتول ہوجانا اگر واو عاطفہ کی جگہہ کلمہ او ہر صفت کے بعد ہوتا تو بالانفراد مصداق ہوجاتے اور یہ امر مسلمہ فریقین ہی کہ اصحاب ثلثہ مین چارون صفت مین سے پہلی صفت ہی پوری نہین یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان نے گو ہجرت کی مگر ترک وطن نہین کیا انکے باپ اور اونکے اقرب رشتہ دار مکہ مین رہے اور خدا کی راہ مین ایذا پانا اور کافرون کو قتل کرنا اصحاب ثلثہ کی نسبت مطلق مروی نہین اور چوتہی صفت یعنی کافرون سے لڑکر شہید ہوجانا اون سے کسی طرح متعلق نہین ہے اسلئے مولف اظہار الہدی کا اس آیت پر استدلال کرنا بیجا ناواقفیت اور کم سمجہی کی دلیل ہے ورنہ اسقدر تو وہ کتب تواریخ سے ہی دیکہہ سکتے تہے کہ بروقت نزول آیت اصحاب ثلثہ زندہ موجود تہے اور بعد اسکے کسی جہاد مین مقتول نہین ہوئے۔ **قال** سیوم آیت رکوع ۹ سورہ انفال پارہ دہم لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب عظیم۔

ترجمہ اگر نہ کتاب اللہ سے سبقت کرتی البتہ پہونچتا تمکو بیچ اوس چیز کے کہ تمکو بیچ اوسکے عذاب بڑا بعد ترجمہ مولف نے شان نزول مین قصہ فدیہ ورہائی مشرکان قیدیان بدر کا حسب رای حضرت ابوبکر درج کیا اور اوس رای پر یہ سخت تہدید عمل مین آئی۔ اس سے مولف نے تین فائدے مستخرج کئے اول شیخین کا معرکہ بدر مین شامل ہونا۔ دوم اصحاب ثلثہ کا مہاجرین مین سے ہونا۔ سوم آنحضرت کا رای حضرت ابوبکر کو پسند کرنا۔ بعد اسکے اہل بدر کی وعدہ مغفرت کا ذکر کیا ہے۔

اقول وبہ نستعین۔ مولوی صاحب کے ترجمہ سے دوسری جگہہ بعید نہین کہ سہو کاتب سے لفظ تہی رہ گیا ہو جس سے تمام مطلب خبط ہو گیا۔ ہمکو یاد ہے کہ کسی جگہہ انوار الہدیٰ مین سہو کاتب سے حرف واو رہگیا تہا تو مولوی صاحب نے ہمپر الزام قایم کیا اسلیئے ضرور ہوا کہ ہم اون کو جتلا وین الغرض مولوی صاحب نے جو اس آیت کو فضائل اصحاب ثلثہ مین درج فرمایا ہے یہہ اونکی سادہ لوحی ہے اس آیت سے کسیکی فضیلت ثابت نہین ہوتی بلکہ سخت تہدید اور مذمت مین ہے۔

مطلب اس آیت کا جس کو شاید مولف نے نہین سمجھا یہ ہے۔ کہ اگر پہلے سے حکم الہی (مشعر نہ نازل ہونے عذاب دنیوی امت محمدی پر مثل امم سابقہ) نہوتا تو بیشک تم لوگون پر بہت ہی بڑا سخت عذاب نازل ہوتا +

واقعی جن لوگون کی شان مین کوئی منقبت اور فضیلت نہین ہوتی تو معافی قصور کا پروانہ ہی اونکو سند ہو جاتا ہے اسکی بجنسہ یہہ مثال ہے کہ مثلاً چند شخصون کو کوئی حاکم حکم دے کہ اپنی نیک چلنی ثابت کرو تو اونمین سے چند اشخاص اپنی عمدہ عمدہ کارگذاریون اور نیک چلنیون کے پروانہ اور اسناد پیش کرین اور ایک شخص ایک نقل حکم چوری کے مقدمہ کا پیش کرے کہ دیکھیئے ہمکو پولس نے بالزام سرقہ گرفتار کر کے مجسٹریٹ کے روبرو چالان کیا تہا مگر مقدمہ مین کوئی سقم قانونی ایسا عاید ہو گیا کہ جس سے ہم فقط دہمکی اور تہدید کے بعد رہا ہو گئے اور ہمنے خوش نصیبی سے قید کی سزا نہین پائی یہہ امر خود مولف صاحب نے بہی تسلیم کر لیا ہی کہ یہہ آیت حضرت ابوبکر کیلئے نازل ہوئی ہے اور طرفہ یہہ ہے کہ مولف صاحب نے عذاب عظیم کو عذاب اخروی سمجہا تہا اور اسی طرح پر کہ اس معاملہ خاص مین حضرت ابوبکر پر عذاب نہوگا اس آیت پر استدلال کیا تہا لیکن یہہ بات دوسری نکلی اور عتاب اخروی سے رہائی ثابت نہوئی بلکہ عذاب دنیوی سے رہائی ملی کہ جیسے امم سابقہ مین کوئی عذاب طوفان سے ہلاک ہوا کسی پر آگ

آگ اور گندھک برسی کوئی باد صرصر سے ہلاک ہوا کسی کو صاعقہ نے مارا تو اللہ تعالیٰ مخاطبین آیت سے فرماتا ہی کہ اعمال تو تمھارے ایسے تھے کہ ویسے ہی تمپر سخت عذاب نازل ہوتے جیسے امم سابقہ پر ہوئے تھے لیکن چونکہ مین پیشتر وعدہ کر چکا ہون کہ امت محمدی پر عذاب دنیاوی نازل نکرون گا اسلئے مولف صاحب کی دانائی سے ہمکو سخت تعجب ہی کہ اس آیت کو فضایل حضرت ابوبکر مین کیسے تحریر کیا یہ تو بجنسہ پتھر مار کر مکھیان اڑانا ٹھہرا۔ اصل یہ ہے کہ تصنیف و تالیف کا بہت بڑا درجہ ہے ہر شخص کا کام نہین ہے خصوصاً آج کل کہ جہان دو چار اردو مسائل کی کتب دیکھین اور ایک عمامہ عربون کا سا سر پر باندھا ڈاڑھی لمبی بڑھائی اور مولوی بنگئے اور جہان دو چار آدمیون کے مجمع مین بیٹھکر مولود شریف کی توہین کی صوفیون کو برا بھلا کہا شیعون پر طعن کی اور خاصے عامل بالحدیث ہو گئے خواہ گلستان کا ایک صفحہ بھی نہ پڑھا جاوے اصحاب اہل بدر کی جو فضیلت ہی وہ اون اصحاب سے متعلق ہے کہ جنھون نے جہاد فی سبیل اللہ کیا کافرون سے لڑے اونکو قتل کیا آپ زخمی ہوئے یا شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جہاد مین شریک نہ تھے محض لشکر کے ساتھ بھیڑ وغیرہ کے طور پر ہونا داخل فضیلت نہین اس زمانہ کے حال پر ہی قیاس کر دیکھو کہ کمسریٹ کے آٹا دال پہنچنے والون کو کبھی جنگ کابل کی بہادری کا تمغہ نہین ملا جو افسر یا سپاہی جانبازی کرتے ہین وہ ہی نیکنامی پاتے ہین۔

محض ہجرت کی کوئی فضیلت نہین جسقدر آیات فضایل ہین اونمین اتنی صفات ہونی چاہیئن اول ایمان کامل ہونا۔ دویم ہجرت کرنا۔ سویم خدا کی راہ مین کافرون سے لڑنا انکو قتل کرنا یا آپ مقتول ہونا پس اگر ایک صفت ہجرت کسی شخص مین ثابت بھی ہو تو بجز این نیست کہ ایک ہجرت کرنیوالی عورت کی برابری کر سکین کیونکہ محض ہجرت کی صفت تو زنان مہاجرات مین بھی موجود ہی۔ نسبت رہائی آزادی قیدیان بدرجہ باخذ فدیہ جو کچھہ مولف صاحب نے ارشاد فرمایا محض فضول ہے ہان اگر آپ اس آیت تہدید کو بیان نفرماتے تو ناواقف

لوگ سمجھ جاتے کہ حضرت ابوبکر کی راے ایسی معقول تھی کہ خدا اور رسول نے بھی اوسکو پسند کیا لیکن جبکہ وہ راے ایسی نامعقول تھی کہ خدا تعالے کے نزدیک ایسے مکروہ ثابت ہوے کہ جسکی پاداش مین دنیاوی سخت عذاب نازل ہوتا تو ظاہر ہی کہ کوئی موقع فخر کا نہین نسبت اصحاب اہل بدر جو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پر استدلال کیا گیا ہی اول تو آپکی ممدوحین صحابہ اہل بدر قرار نہین پا سکتے خلیفہ ثالث تو موجود نہ تھے حضرت ابوبکر ڈیرہ کی رکھوالی مین تھے۔ حضرت عمر باوجود موجودی میدان کے مبرا تیرا سو نہ تک رہے تھے۔ علاوہ ازین اس آیت کا یہ منشا نہین کہ اہل بدر جو گناہ چاہین کرین اونسے باز پرسی نہو گی اسمین تو بہت آیات قرانی کی مخالفت ہوتی ہے البتہ منشا آیت موصوف کا یہ ہی کہ آج تک کے تمھارے گناہ معاف ہو گئے۔ آیندہ جو چاہو سو کرو یعنی چاہو نیک کام کرو اوسکی واجبی جزا پاوگے اور چاہو بد کام کرو اوسکی بری سزا پاوگے۔ یہ امر تو کسیطرح ممکن ہی نہین ہی کہ مرتکب کفر و شرک گناہان کبیرہ کے بھی ہون اور باز پرس نہ کیجاوے ہان یہ امر البتہ خدا یتعالی کے اختیار مین تھا کہ بعد ازین اون لوگون کو ایسا نیک اور صالح بلکہ معصوم بنا دے کہ قدرت گناہ کرنیکی نہ پا سکین لیکن یہ ثابت نہین۔ حضرت مسطح برادر خالہ زاد حضرت ابوبکر نے اسکی کیفیت بھی کھول دی وہ بھی جنگ بدر مین موجود تھے اور اونھون نے بی بی عایشہ پر جھوٹی تہمت لگائی اور جھوٹھہ اون کا آیات قرانی سے ثابت ہو گیا اور وہ سزایاب بھی ہوے اگر اہل بدر کا گناہ قابل مواخذہ نہ تھا تو کیا وجہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے اونپر حد افترا لگائی۔ میری راے مین اگر حضرت مسطح مخاطب صاحب کو اپنا وکیل مقرر کرتے تو آپ ضرور اس آیت کو نظیر مین دکھاتے

قال چہارم آیت پارۂ الیعفار کوع ۱۰۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔

وہ لوگ کہ ایمان لائے اور جنھون نے ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا اور جن لوگون نے جگہہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہین اونکے واسطے مغفرت اور

روزی باکرامت ہے

تفسیر مجمع البیان مین مراد مہاجرین اور انصار ہین۔ اور اس آیت شریف سے بلاشک وشبہ مہاجرین و انصار کا ایمان لانا اور قطعی جنتی ہونا ثابت ہوا کہ خدا یتعالے کیسی کیسی بڑائیان اپنے رسول کی عاشقان کی فرماتا ہے۔ اقول اصل مطلب اس آیت شریفہ کا یہہ ہے کہ دو گروہ سچے مومن ہین ایک وہ لوگ کہ جو خدا اور رسول پر ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا دوسرے وہ لوگ جنہون نے جگہہ دی اور نصرت کی یعنی انصار۔ گروہ اول اہل مکہ ہے ثانی اہل مدینہ اس آیت مین تنقیح اس امر کی ہوگئی ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ مین جہاد کرنے سے عاری ہین وہ سچے مومن نہین ہین کیونکہ سچے مومن کے لئے تین صفت کا ثابت ہونا ضرور ہوا۔ اول ایمان۔ دوم ہجرت۔ سیوم جہاد فی سبیل اللہ پس جس شخص مین یہہ تین صفت مجتمع نہین ہین مومن نہین ہے اسلئے مخاطب صاحب کا فرض تہا کہ اصحاب ثلثہ مین کہ فقط ہجرت اور اسلام ثابت ہے ایمان اور جہاد اون کا ثابت کرتے اور جبکہ جہاد اور ایمان ثابت نہین کیا اس آیت پر سند لانا بیکار ہے۔

بعضے نادان شام و ایران کے غیر ذات کو شیخین کی نسبت منسوب کرکے انکا جہاد فی سبیل اللہ ثابت کرتے ہین مگر اونکی یہہ فقط سادہ لوحی ہے دیگر آیات قرآنی مین جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت قید بانفسہم کی لگی ہوئی ہے۔ اور نسبت اصحاب ثلثہ کے بہ نفسہم جہاد کرنا ثابت نہین۔ مخاطب صاحب نے جو شیعون کی نسبت یہہ مصرعہ بے محل موزون کیا ہے۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ تو ظاہر ہے کہ شیعہ اس امر مین پابند حکم خدا و رسول کے ہین مخاطب کا معترض ہونا گویا خدا پر اعتراض کرنا ہے شیعہ جبکہ بقول مخاطب مامور ہین تو معذور ہین۔ اور جو لوگ اس امر مین خدا یتعالی کی مخالفت کرتے ہین وہ بندگان شیطان ہین اور انسانیت سے خارج کیونکہ خدا یتعالی فرماتا ہے لعنۃ اللہ

والملٰئکۃ والناس اجمعین۔ پس جبکہ مستحقین لعن پر خدا اور ملائکہ اور سب آدمی لعنت کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت اس سے مجتنب ہین تو بالناس اجمعین مین شیعہ رہے اور شیعون کے سوا جسقدر برائے نام آدمی ہین وہ دائرہ انسانیت سے خارج ہوکر بہایم اور وحوش مین داخل ہو گئے کیونکہ خدا تعالیٰ اور ملائکہ اور انسان کی تقلید سے پرہیز کرتے ہین۔

قال بنجم آیت رکوع ۳ سورہ توبہ پارہ دہم۔ الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربہم برحمۃ منہ ورضوان وجنت لہم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا ابدا ط — ان اللہ عندہ اجر عظیم۔ ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ مین مال اور جان اپنے سے اونکے لئے بہت بڑا درجہ ہے اللہ کے پاس اور وہی پہونچے مراد کو (یعنی دونون جہان کی نعمتین اور برکتین حاصل کین) اس آیت شریف مین رب الارباب صحابہ و مہاجرین اور مجاہدین کے حق مین پانچ چیزون کی خوشخبری دیتا ہی ۱۔ بڑا درجہ ہی اونکا ۲ دونون جہان کی مراد پائی ۳ اوسکی مہربانی اونپر ہے ۴ اللہ تعالیٰ اونسے راضی ہے ۵ یہہ لوگ ہمیشہ بہشت مین رہینگے۔ اقول ہمارے مخاطب صاحب کی زبان پر لفظ تحریف بہت آتا ہے مگر اب ہم اونکو اونکی تحریف کیطرف توجہ دلاتے ہین اور اول تحریف کے معنی اور اوسکی برائی سے آگاہ کرتے ہین۔ واضح ہو کہ تحریف سے مراد کہ کوئی شخص خلاف سیاق عبارت اپنی مرضی کے موافق عبارت کے بعض الفاظ کو بدل کر یا پس وپیش کر کے یا عبارت مذکور کی کسی جزو ترک کر کے معنی پیدا کرے یا کسی عبارت کی ایسے جزو کو پوشیدہ کرے کہ جس سے اصلی معنی ومطلب منکشف ہو سکتا ہے اور اوس جزو کو مخفی کر کے خلاف عبارت مذکور معنی پیدا کرے تو کہا جاوے گا کہ وہ شخص مرتکب تحریف کا ہوا۔ پس اگر معاملات دنیاوی مین ایسا فعل کیا گیا ہے تو وہ

ہے تو وہ شخص مجرم جرم دغا اور جعلسازی کا ہوا اور اگر کلام الہی مین ایسی تحریف کا ارتکاب کیا ہے تو وہ کافر مطلق ہوجاتا ہے اور اسلام سے خارج ہوگا۔ اب ہم کہتے ہین کہ آیات مستدلہ مخاطب شان مین جناب علی مرتضے علیہ السلام کے نازل ہوئی ہین اور وجہ نزول آیات ہذا اوپر کی آیت مین مذکور ہے۔ اور اون آیات کو مخاطب صاحب نے اسی غرض سے اڑادیا تاکہ ناواقف لوگ اصلیت سے آگاہ نہوسکین اور فقط آیات مستدلہ کو پڑھ کر یہی سمجھین کہ عام مہاجرین ومجاہدین کی شان مین نازل ہوئی ہین وجہ نزول ان آیات کا بموجب تفسیر ثعلبی اور جامع الاصول ابن اثیر اور درمنثور جلال الدین سیوطی اور فضائل الصحابہ حافظ ابونعیم اور سنن امام نسائی یہ ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضے اور عباس بن عبدالمطلب اور طلحہ باہم گفتگو کر رہے تھے عباس اور طلحہ حضرت علی پر اپنا فخر ومباہات جتلا رہے تھے ایک کہتا تھا کہ مین سقایت حاج کرتا ہون یعنی حاجیون کو پانی پلاتا ہون اسلئے تم سے افضل ہون دوسرا کہتا تھا کہ مجھکو فخر عمارت کعبہ کا ہے اسلئے مین افضل ہون حضرت علی اپنے سوابق ایمان واسلام اور ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر استدلال کرتے تھے جسپر خداوند تعالی کو عباس وطلحہ کا حضرت علی سے برابری کرنا۔ ناگوار ہوا اور یہ فرمایا کہ کیا سقایت حاج اور عمارت مسجد الحرام مثل اوس شخص کی فضیلت کے ہوسکتے ہین کہ جو ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخر پر اور جہاد کیا خدا تعالے کی راہ مین۔ خدا کے نزدیک وے لوگ ہرگز اوسکی برابری نہین کرسکتے اور خداوند تعالے قوم ظالمین کو ہدایت نہین کرتا یہ جو ایمان لائے ہین اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کئے اپنی جان اور مال سے اونکے بڑے درجے ہین خدا کے روبرو اور یہی ہین کہ جو مراد کو پہنچے ہین بشارت دیتا ہے اونکو اون کا رب اپنی رحمت اور رضامندی اور بہشت کے واسطے اونکے جنتین دائمی نعمتین ہین اور اونمین وہ ہمیشہ رہینگے خدا کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ کما قال اللہ تعالے۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ

الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاہد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ واللہ لا یہدی القوم الظالمین ۝ الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ہم الفائزون ۝ یبشرہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان وجنت لہم فیہا نعیم مقیم ۝ خالدین فیہا ابدا ۝ ان اللہ عندہ اجر عظیم ۝

ترجمہ۔ آیا سقایت حاجیان اور عمارت مسجد الحرام کو مثل اوس شخص کے کرتے ہو کہ جو ایمان لایا خدا یتعالے اور یوم آخر پر اور جہاد کیا اوس نے خدا کی راہ مین وہ ہرگز خدا یتعالے کے روبرو برابر نہین ہین ۔ اور خدا نہین ہدایت کرتا گروہ ظالمین کو یہ جو ایمان لائے ہین اور ہجرت کی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے اپنی جان اور مال سے انکے بڑے درجے ہین خدا کے روبرو اور یہی کامیاب ہوئے ہین بشارت دیتا ہی اونکو اون کا رب اپنی رحمت اور رضامندی کی اور بہشت کی کہ جسمین اونکے لئے نعمتین دائمی ہین اور وہ ہمیشہ اوسمین رہینگی اور بہ تحقیق کہ اللہ کے پاس اجر بہت بڑا ہی۔

مولف اظہار الہدیٰ نے آیت ماسبق کو لفظ ظالمین تک بالکل حذف کر دیا تاکہ اصل قصہ نزول آیات منکشف نہو جاوے۔ ہم یہ نہین کہتے کہ مہاجرین مین سے کسی نے جہاد فی سبیل اللہ نہین کیا ہی بلکہ بہت لوگ ایسے گذرے ہین کہ رسول خدا صلعم پر اونہون نے اپنی جان قربان کر دی ہے۔ لیکن بحث فقط اصحاب ثلثہ کی نسبت ہی مخاطب صاحب نے جو عام مہاجرین مین اصحاب ثلثہ کو شامل کر کے مصداق بعض آیات کا ٹھیرایا ہی۔ یہ صحیح نہین کیونکہ گو اصحاب ثلثہ کا ہجرت کرنا ثابت ہو لیکن محض ہجرت مین کوئی بزرگی نہین ہے نہ کسی آیت قرانی مین محض مہاجر کی تعریف ہوئی ہی اسلئے

اس لئے آیات مستدلہ مخاطب کو کوئی فائدہ اون کو نہین پہونچا سکین جب تک کہ وہ اصحاب ثلثہ کی تکمیل ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ ثابت نکرویں ۔ ثبوت تکمیل ایمان کے لئے اون اعتراضات کو رفع کرنا پڑے گا جو اونکی نسبت مشعر نافرمانی خدا اور رسول دربارہ حکم تمسک ثقلین و تجہیز جیش اُسامہ و مزاحمت وصیت آخری و غصب حقوق ثقلین عاید ہوتی ہین اور جہاد فی سبیل اللہ مین احد کی فراری خیبر کا گریز حنین کی بہاگڑ خندق کی تن دزدی کا جواب ایسا معقول دینا چاہئے کہ قابل اطمینان ہو اور پہر یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ فلان غزوہ مین اصحاب ثلثہ فلان کافر سے لڑے یا فلان کافر کو قتل کیا یا خود زخمی ہوئے اور اگر یہ امورات ثابت نہون ہین تو جہاد فی سبیل اللہ کا ثابت ہونا درکنا بلکہ یہہ امر ثابت ہوگا کہ اور لوگون کو بہی اپنی گریز سے بددل کرکے جہاد فی سبیل اللہ کے مانع اور حارج ہوئے تہے اور جو لوگ معارک جنگ مین تردد کرتے تہے اور بعض واقعہ پر روپاؤ حریف سے پس پا ہوگئے تو اوسکا مضایقہ نہین وہ فراری چندان معیوب نہین لیکن جن حضرات نے کبہی معرکہ جنگ مین مردآزمائی نہین کی اور پہر بہی فرار ہون تو اسکے یہہ معنی ہین کہ اور لوگ بہی ہمکو دیکہکر فرار ہوجاوین ۔ یہہ صریحی مخالفت خدا و رسول ہے ۔

ان اعتراضات کو رفع کرنا حمایت اصحاب ثلثہ اور تائید مذہب تسنن ہی ورنہ شیعون کو گالیان دینے سے نہ حمایت اصحاب ثلثہ ممکن ہے نہ تائید مذہب تسنن متصور ہے ۔

قال ششم آیت رکوع ۱۲ ایضاً اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقولُ لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فَأنزل اللہ ۔ سکینتہٗ علیہ و ایّدہ بجنودٍ لم تروہا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ہِی العلیا و اللہ عزیزٌ حکیمٌ اھ

ترجمہ ۔ جس وقت نکالا اوسکو ان لوگون نے دوسرا دوسرے کا اوسوقت وہ دونون غار مین تہے جسوقت کہتا ہے واسطے اپنے یار کے نہ غمگین ہو تو تحقیق

اللہ ساتھہ ہم دونون کے ہے پس نازل کی اللہ نے تسکین اوسپر یعنی حضرت ابوبکر پر اور مدد کی اوسکی یعنی رسول اللہ کے ساتھہ لشکر کی کہ جسکو تمنے نہین دیکھا اور کیا کلمہ اون کافرون کا پست اور کلمہ اللہ وہی بلند ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اس آیت شریف سے کمال فضیلت حضرت صدیق اکبر کی پائی گئی۔ الخ۔

اقول۔ مولف اظہار الہدی نے ترجمہ مین بھی تحریف کی ہے اور نیز اصلی مطلب چھپانے کے لئے ایک جملہ کا جملہ جو آیت کا سر تھا قلم سے کاٹ ڈالا اور یہ دونون فعل مسلمانی سے صدہا کوس دور ہین۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور دیگر اونکے ہم مذہب صحابہ کی سخت مذمت مین نازل ہوئی ہین۔ مگر اہل سنت وجماعت حسب عادت خود خدا اور رسول کے معاملات مین بھی دینگا مشتی کرکے ہٹ دھرمی کیا کرتے ہین مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خدا تعالے اوس گروہ صحابہ سے جو جہاد سے جان چرایا کرتے تھے مخاطب ہوکر فرماتا ہے بطور تہدید کے کہ اگر تمنے ہمارے رسول کی مدد نہین کی تو کیا ہوا دیکھو ہمنے اوسکی مدد کی اور اوس قصہ کو یاد کرو کہ جب نبی صلعم کو کفار نے نکال دیا حالانکہ فقط ایک ہی آدمی اوسکے ساتھ تھا مگر اسپر بھی وہ اپنے ساتھی کو اطمینان دلارہا تھا کہ تو رنج مت کر خدا ہمارے ساتھہ ہے یعنی نبی ہمارا ایسا قوی دل ہے کہ حالت تنہائی مین بھی ویسا ہی قوی دل رہا اور ایک آدمی جو اوسکے ساتھ وہ بھی رونے لگا مگر اوسکی خیانت سے مطلق نبی کو تزلزل نہوا بلکہ اوس ہمراہی کو تسلی دینے لگا کہ تو مت گریہ کر خدا ہمارے ساتھہ ہے یعنی مقتضاے نصرت دین یہ تھا کہ وہ ہمراہی نبی کی تسلی کرتا کہ اب کسیطرح کا رنج نکرنا اگر کوئی دشمن آجائیگا تو پہلے ہمارا سر قربان ہوگا اور اپنے جیتے جی آپ پر صدمہ نہ ہونچنے دینگے لیکن ہمراہی بھی وہ تمہارے مثل نصرت سے گریز کرنیوالا تھا مگر ہمنے اپنے نبی پر تسکین حقیقی نازل فرمائی اور اوسکی مدد ایسے لشکرون سے کی کہ جسکو

تم نہ دیکھہ سکے اور کافرون کا بول نیچا کر دیا اور خدا کا ہی بول بالا رہا۔

مولف اظہار الہدیٰ نے براہ خیانت اول تو تحریفاً آیت کا سر قلم کیا اور یہ جملہ بالکل اوڑا دیا۔ اَلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ یعنی اگر تمنے (خطاب باصحاب ممدوح مولف) ہمارے رسول کی مدد نہین کی تو کیا ہوا پس بہ تحقیق کہ ہمنے اوسکی مدد کی۔ جبکہ نکالدیا تھا اوسکو کافرون نے الیٰ آخرہ۔ فائدہ اس آیت کے سر قلم کرنیمین یہ نکالا کہ ایک تو عموم صحابہ کی مذمت مخفی رہی دوسری حضرت ابوبکر کا ذکر بغیر مذمت سمجھا جاوے حالانکہ اس آیت مین کوئی فضیلت یا منقبت کسی قسم کی نہین ہے مگر جہال اہل سنت لفظ ثانی اثنین کو پکڑ کر اور حضرت ابوبکر کی معراج اسکو تصور کر کے وجد مین آجاتے ہین حالانکہ ثانی اثنین کا خطاب بھی حضرت ابوبکر کی نسبت نہین صاف رسول خدا کی نسبت ہے کہ دو مین کا دوسرا جبکہ وہ غار مین تھے اپنے ساتھی سے کہتا ہے۔ کہ تو غم مت کر خدا ہمارے ساتھ ہے۔

پس اگر معیت خدا پر کسیکو استدلال ہو تو محض فضول ہے۔ ہان اگر رسول خدا یون فرماتے کہ ہم دونون کے ساتھہ خدا ہے تو بھی مضایقہ نہ تھا کہ فخر کیا جاتا حالانکہ فخر کی کوئی بات اسمین بھی نہ تھی کیونکہ خدا ہر شخص کے ساتھہ ہے۔ اور ایسا ہمراہی کہ اقرب بہ من حبل الورید۔ یعنی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔ اور اگر اوسوقت کے ہمراہی مین کوئی خصوصیت تصور کیجاوے۔ تو حضرت ابوبکر کے ساتھہ معیت خدا ثابت نہین صرف رسول خدا کی نسبت آیت مین مذکور ہے۔ اور ہمارے ساتھہ کہنا محاورہ کی بات ہے۔ اکثر لوگ بصیغہ متکلم مع الغیر اپنے آپکو بولتے ہین اور رسول خدا صلعم تو اکثر اپنے آپکو بصیغہ متکلم مع الغیر بولتے تھے۔ جیسا کہ محققین علماے اہل سنت معترفین اس بات کے کہ جناب سرورکائنات معراج مین تنہا تھے کوئی شخص آپکے ہمراہ دنیا کی نگئی تھی اور پھر بجان واحد آپ کا یہ کہنا تسلیم کرتے ہین۔ السلام علینا وعلی

عباد اللہ الصالحین - پس ثابت ہی کہ آپ ہمیشہ بصیغہ متکلم مع الغیر بولا کرتے تھے - اور عام رواج بھی اس طرح بولنے کا ہے اور اگر بوجہ ہمراہ ہونے کے بیعت خدا مجازاً حضرت ابوبکر کی نسبت بھی خیال کیا جاوے تب بھی کوئی فخر نہین مثلاً زید پہلوان اور عمر بقال ہم سفر ہین اور زید پہلوان آلات حرب سے آراستہ ہی تو عمر بھی مجازاً کہہ سکتا ہے کہ ہمکو کیا خوف ہے ہمارے ساتھ ہتیار ہین اور زید عمر سے ایسا ہی کہہ سکتا ہے مثلاً راستہ مین چورون یا رہزنون کا خوف ہے اور زید و عمر ہم سفر ہین چلے ہوے جاتے ہین عمر نے بمقتضاے خیانت و بزدلی گریہ وزاری اور آہ بیقراری شروع کی جیسا کہ اکثر بقالون وغیرہ کا دستور ہی اور جبکہ زید نے اوسکو غایت درجہ بیقرار پایا تو اوسکی اسطرح تسلی کردی کہ تو مت ڈر ہمارے پاس ہتیار ہین تو اس کہدینے سے ظاہر ہی کہ زید کی کمر سے تلوار کہل کر عمر کی کمر سے نہین بندہ جائیگی ہتیار تو ہتیار والے کے ہی پاس رہینگے اور اون ہتیارون کا بہروسا بہی تھا ہتیار کو ہی ہے گا کیونکہ اگر اون آلات حرب کا کچہ بھی اثر بقال پر ہوتا تو وہ بھی مثل دوسرے ہمراہی کے قوی دل ہوتا اور ہرگز نوبت بگریہ وزاری نہ پہونچتی بالکل اسی پر حضرت ابوبکر کے حال کو قیاس کر لینا چاہیے کہ اگر اون کے ساتھ بھی خدا کی حقیقی بیعت ہوتے تو وہ بھی مثل رسول خدا صلعم کے مطمئن ہوتے اور ہرگز نوبت بہ گریہ وزاری نہ پہونچتی اسلئے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر سے بیعت خدا تعلق نہ تھی تو اب بجز ندامت کے کوئی کسی قسم کی فضیلت ثابت نہین لہذا اس آیت پر استدلال فضیلت کرنا داخل سادہ لوحی ہے

پھر مولف صاحب کے ترجمہ مین کئی جگہہ تحریف کی ہی - اول معنالی معنی دونون کے ساتھہ کی لکھی ہین حالانکہ صحیح معنی - (ہمارے ساتھہ) ہین بعد اسکے بہت جری تحریف نزول مین یہ کی کہ علیہ کی ضمیر رسول خدا کی نسبت ہی - ا ۔ اوسکو

حضرت ابو بکر کی نسبت لکھدیا یہ بات بہت بڑی نادانی کی ہے۔ کہ جبکہ ان تمام آیات مین کسی جگہہ حضرت ابو بکر سے خطاب نہین کوئی ضمیر اونکی طرف راجع نہین پہر فقط ایک ضمیر کا اونکی طرف راجع ہونا کسطرح تصور کیا جائیگا اور طرفہ یہ کہ علیہ وایدہ پاس پاس ہین علیہ کی ضمیر حضرت ابو بکر کی تصور کیجاوے اور ایدہ کی ضمیر رسول خدا کیطرف حالانکہ دونون ضمیرین ایک ہی شخص کی ہونی چاہئین یعنی۔ پھر ہمنے اوسپر تسکین نازل کی اور ایسے لشکرون سے اوسکی مدد کی کہ جسکو تم نہین دیکھتے تھے اس ذکر کو دو شخصون کی نسبت کسطرح خیال کر سکتے ہین جبکہ دوسرے کا کہین تذکرہ بھی نہین اور اگر یہ حجت کیجاوے کہ حضرت ابو بکر چونکہ محزون و ملول تھے اسلئے اونکو تسکین کی حاجت نہین تو کیا بعید ہے کہ تسکین کا اشارہ اونکی ہی نسبت ہو لیکن ایسا تصور کرتے ہین یہ امر بہی تسلیم کرنا لازم آئیگا کہ جسپر یہ تسکین نازل ہوئی اوسکا بعد ازان مطمئن و متسلی ہونا بھی یقینی امر ہی کیونکہ جسپر تسکین خدا نازل ہووے پھر مضطرب اور مغموم و محزون نہین ہو سکتا مگر کیفیت حضرت ابو بکر کی اسکے خلاف تھی اس قصہ کے بعد چند مرتبہ اون کا مغموم مضطرب ہونا بلکہ گریہ و بکا و زاری و بے قراری اونکی ثابت ہوئی ہے اس واقعہ کے تھوڑی ہی دیر کے بعد سراقہ کا حادثہ پیش آیا یعنی وہ جب تلاش کرتا ہوا غار کے قریب پہونچا تو حضرت ابو بکر مارے شدت خوف کے گریہ وزاری کرنے لگے تب پھر رسول خدا نے اونکو سمجھایا اور فرمایا کہ اے شخص تجھپر کیا مصیبت پڑی ہے مین خدا کے حکم سے ہجرت کرتا ہون وہ ہرگز مجھکو ضایع نہونے دیگا اور ہم ضرور کامیاب ہونگے اوسوقت سمجھانے بجھانے سے پہر خاموش ہوگئے مگر سوارون کے گروہ کو تعاقب کرتا ہوا دیکھکر پہر اسیطرح بے قراری کرنے لگے۔

ہم کہتے ہین کہ جسپر خدا کی تسکین نازل ہو وہ ہرگز ایسا خوف زدہ اور متفکر

مضطرب الحال نہین ہو سکتا اسلئے ثابت ہی کہ تسکین خدا آپکی اوسپر نازل نہین ہوئی۔

اہل انصاف غور کرین کہ تسکین الہی کا نازل ہونا تو بہت بڑا امر ہے لیکن ویسے ہی اگر انسان کچھ حمیت و غیرت رکھتا ہو تو ایک آدمی کو دیکھ کر ایسا خوف زدہ نہین ہو سکتا کیا معیت خدا اور نزول سکینہ نے ایسی مت ماردی تھی اور مزاجی حرارت اور عزت کی حمیت بھی ایسی غارت کردی تھی کہ یہ بھی نہ سمجھے ویا کہ سراقہ اکیلا آدمی ہے اور ہم دو ہین اگر اس نے ہمکو تلاش بھی کیا تو ہم اسکے لئے کافی ہین اس قصہ سے تو حضرت کی صدیقت مین بہت کچھ کلام ہے اور ثابت ہوتا ہی کہ شیعہ سچ کہتے ہین کہ سنیون نے حضرت علی کی القاب مین سے چرا کر صدیق کا لقب اونکو دیدیا۔ ورنہ اہل انصاف غور تو فرمائین کہ خدا کے حکم سے تو یہ ہجرت واقع ہوا اور خود ثبوت پیش کردہ مولف سے ظاہر ہی کہ جناب رسول خدا نے جبرئیل کے آنے اور ہجرت کے حکم لانے کی خبر حضرت ابوبکر کو دی تھی اور ہر چند بار رسول خدا نے فہمایش کی کہ ہمکو کچھ ضرر نہ پہونچیگا اور ہم کامیاب ہونگے پھر کیا وجہ کہ آپکو نہ خدا کے فرمان کا یقین ہوا نہ رسول اللہ کے ارشاد کی اونکے قلب نے تصدیق کی۔

دیکھئے صدیق اکبر ایسے ہوتے ہین کہ رسول خدا نے ایکمرتبہ فرمادیا کہ اے علی تم میرے بستر پر سو جاؤ کوئی ضرر تمکو نہ پہونچ سکیگا بس سنتے ہی اون کے دل نے اس ارشاد کی تصدیق کر لی اور رات بہر تنہائی خوف نہ ہراس اوس محاصرہ کی حالتمین بستر رسول خدا پر آرام کرتے رہے۔

سراقہ کو دیکھ کر جو حضرت ابوبکر آواز سے روئے اوسپر بعض لوگون نے یہ احتمال کیا ہی کہ وہ سراقہ سے ساز کئے ہوئے تھے اوسکو خبر کرنیکے لئے باواز بلند روتے تھے مگر ہمارے نزدیک اس احتمال کی چندان وقعت نہین مگر دوسرا احتمال جو یہ کیا جاتا ہی کہ حضرت ابوبکر اسلئے باواز بلند روئے کہ گرصہ ذبہان آگیا تو

کہ جنھین وہ ہمیشہ رہینگی اور یہ بڑی مراد ہے   اقول ۔
لکن کے لفظ سے معلوم ہوا ہوگا کہ کسی بیان ماسبق کی استثناء مین یہ آیت ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ ضرور اوپر کوئی حال اسکے برخلاف ہے اب مولف کا آیات ماسبق کا چھپانا صاف دلیل اس امر کی ہے کہ یا تو اوسنے کسی مناظرہ کی کتاب سے نقل کرلیا ہے اور خود قران سے واقف نہین ہے یا دیدہ و دانستہ اصحاب ثلثہ کے حالات چھپانے کے لئے اوسنے اون آیات کو ترک کیا ۔ جو لوگ طالب حق ہین وہ اول تو اس تمام سورۂ توبہ کو ملاحظہ کرین کہ کیا کیا کیفیت اصحاب ثلثہ اور اونکی امثال کے اسمین درج ہین اور انشاء اللہ تعالے ہم بعد ختم جواب آیات کے اون تمام آیات کو ملاحظہ کرائینگے لیکن اگر تمام سورہ نہ دیکھین تو اس آیت مستدلہ کے ماقبل آیات کو ملاحظہ فرمائین ۔

فرح المخلفون بمقعدهم خلف رسول الله وكرهوا ان يجاهدوا باموالهم ۔
وانفسهم في سبيل الله وقالوا لا تنفروا في الحر ۔
قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون ۔ الخ یعنی تا وهم كٰفرون +

اب اس آیت مستدلہ سے صاف مراد یہ ہے کہ مومن فقط وہ ہین جنھون نے رسول خدا کے ساتھ ہو کر اپنے مال اور نفس سے جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے ۔ اور بفضلہ تعالے حضرات اصحاب ثلثہ سے جہاد کا ہونا قطعی ثابت نہین اسلئے لامحالہ وہ آیات ماسبق کی مصداق ہین جسکو خود مولف نے جان بوجھ کر براہ عیب پوشی مقتدایان خود ترک کردیا اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ لوگ موقعہ پاتے اور اشاعت قران شریف کی اس درجہ کو تواتر نہ پہونچی ہوئی ہوتی تو بیشک ان آیات کو تو قران سے ہی نکال ڈالتے خصوصاً سورۂ توبہ برات مین کیونکہ تو مثل متقدمین خود علیحدہ ہی کر دیتے جیسا کہ محققین اہل سنت قایل ہوئے ہین کہ سورہ برات مین اسلئے بسملہ نہین ہے کہ اسکے شروع کا ورق دستیاب نہین ہوا اور چونکہ اس سورہ مین اصحاب ثلثہ وغیرہ کی مذمت اکثر نازل ہوئی ہے تو کیا بعید ہے

کہ بر وقت قران مجید یہود و نصاریٰ کیطرح بعض اصحاب پر دغا سے بہی تصرف کیا ہو۔ آیت مستدلہ اور آیت ماسبق سے صحابہ کے دو گروہ پائے جاتے ہین ایک جہاد فی سبیل اللہ سے اکراہ کرنیوالے اور دوسرے جان اور مال سے جہاد کرنیوالے اور دونون گروہ کی تعریف جو آیات مین درج ہے اسلئے آپ اپنے دل مین سمجھ کر کچھ تو شرمائے اور اپنی اس بے تکی استدلالات سے باز آئے کیون ناحق ہمکو چھیڑ کر قلعی اکہڑواتے ہو یہہ باتین تو جاہلون سے بنانی چاہئین کہ اصل مطلب کو چھوڑ کر کسی آیت مین سے ایک فقرہ اپنا مقصود تصور کر کے لکھہ دیا اور تمام عبارت اور مطالب پر خیال نکرنا تو حماقت اور جہالت کے سوا سخت گمراہی اور بے دینی ہے اور اگر آپکو بے تکی باتین کرنیکا ملکہ ہی حاصل ہوگیا ہے اور جاٹ کیطرح کولہو کے بوجھہ مین ہی دبانا منظور ہے تو بہکانیکے لئے سنیون مین بہت لوگ ہین ان تلون مین تیل کہان ۔ اس آیت کے پڑہنے سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو لوگ اپنی جہالت اور حماقت سے تمام صحابہ کو مومن خیال کئے ہوئے ہین وہ صاف گمراہی مین پہنسے ہوئے ہین بلکہ مومن فقط وہ اصحاب ہین کہ جنہون نے اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا ہے اور جو لوگ جہاد سے منکر ہوئے یا بہاگے یا جہاد مین جانے سے انکار کیا اور حیلہ سازی سے رہگئے یا جہاد کو مکروہ جانا وہ قطعی دائرہ ایمان سے خارج ہین اعداء دین کے لئے دوسرا لفظ آیات ماسبق مین مستعمل ہوا ہے ۔ دونون جہان کی خوبیان اور بہشت دوامی اور مرادولی فقط مومنین صحابہ کے لئے ہے ۔ جنہون نے اپنی جان اور مال سے راہ خدا مین جہاد کیا ہے ۔ اور دوزخ کی آگ بشہادت آیت ماسبق یعنی ۔ قل نار جہنم اشد حرا ۔ دوسرے گروہ کے صحابہ کے لئے ہے جنکی کسیقدر تعریف ہم ابہی لکھہ چکے ہین اس امر کا ثبوت کہ سب کے سب مہاجرین اور انصار ایکسان نہین ہین بلکہ انہین سے مومنین بہی ہین اور منافقین بہی ہین اور منافقین بہ نسبت مومنین کے زیادہ ہین ہم انشاءاللہ تعالے بعد ختم آیات مستدلہ سورہ توبہ کی تحریر کرینگے کہ اوس مین جس

موقع پر صحابہ کی ہر دو گروہ کی تشریح ہوئی ہے ۔ صاف لکھا ہے ولیبکوا کثیرا و نیضحکوا قلیلا ۔ روتے ہین زیادہ اور ہنستے ہین کم ۔ اور علاوہ اسکے تمام سورۂ توبہ مین برابر ہر دو گروہ کا بیان ہو رہا ہے ایک جگہہ مومنین و مومنات کا ذکر ہو رہا ہے اور اسکے بعد منافقین اور منافقات کا ذکر ہو رہا ہے بلکہ اس امر کے ثابت کرنیکے لیے کہ تمام مہاجرین و انصار کے بالاستیعاب مدح وارد نہین بلکہ اونمین اسکے برخلاف بھی ہین وہ اگلی آیت ہی کافی ہے جو مولف نے بہ نمبر ہشتم درج کی ہے یعنی مہاجرین و انصار اولین اور اونکے تابعین جو ہین اونمین سے فقط بہشت اون لوگون کے لئے طیار کی گئی ہے کہ جنہون نے سبقت کی ہے لفظ من سے صاف استثناء ظاہر ہی اور ثابت ہی کہ مہاجرین اولین اور انصار اولین اور اونکے اتباع مین ایسے لوگ بھی ہین جو اس آیت کے مصداق نہین ہین

آیت ہشتم ۔ رکوع ۱۳ ۔ پارہ ۱۱ ۔ سورہ توبہ ۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ الخ ۔ اقول ماحصل اس آیت کا اوپر مذکور ہو چکا ہے ۔ مراد سابقون سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے رسول خدا صلعم پر ایمان لانے تابعداری کرنے ہجرت کرنے جہاد کرنےمین اون سے سبقت کی جیسے مہاجرین مین سے حضرت علی مرتضے اور زید بن حارثہ ایمان لانے مین سب پر سبقت کرنیوالے ہین یا حضرت علی مرتضے کہ جہاد مین سب پر سبقت کرنیوالے ہین یعنی ہنوز حکم جہاد بھی صادر نہوا تھا اور حضرت مرتضے نے اپنی جان رسول خدا پر قربان کرنیکے لئے ہجرت کے دن راہ خدا مین بیچ ڈالی تھی ۔ حضرت ابوبکر نے ہجرت مین اپنی جان بیچنے کے عوض ایک اونٹ البتہ رسول خدا کے ہاتھہ فروخت کیا جو دو سو درم کو اونہون نے خریدا تھا اور نوسو درم مین حضرت کے ہاتھہ فروخت کیا اس موقع پر اہل بصیرت کے لئے ایک نکتہ عجیب ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہمراہ رسول خدا کے ہجرت کرنا اور گھر بار بال بچون کا گھر پر بفراغت تمام چھوڑنا اور غار مین بھی رسول خدا کے ساتھہ رہنا بعید نہین ہے کہ کسی مفاد دنیاوی

کے لئے ہوا اور شاید اوس اونٹ کی قیمت کے کچھہ درم حضرت کے ذمہ باقی رہ گئے ہون اور اون کے وصول کرنیکے لئے پہر ہجرت اور ہمراہی ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہوا ہے اونٹ کا دو سو درم مین خریدنا اور نو سو درم مین بایام قرب ہجرت رسول خدا کے ہاتھہ فروخت کرنا مدارج النبوت مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے جسکو یقین نہو دیکھ لے قال آیت نہم۔ سورہ توبہ پارہ ۱۱۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ الخ۔ یعنی بتحقیق کہ اللہ تعالی نے مومنین کی جان اور مال بہشت کے عوض مین خرید لی ہین وہ راہ خدا مین قتال کرتے ہین کافرون کو مارتے ہین خود شہید ہوتے ہین وعدہ ہو چکا اوسپر سچا توریت اور انجیل اور قران مین۔ الخ۔ اقول۔ مین سخت متعجب ہون کہ اور آیات مین تو لفظ ہجرت دیکھہ کر مولف گرویدہ ہو گئے۔ لیکن اس آیت مین کیا بات دیکھی ہے جو اصحاب ثلثہ کو اسکی مصداق ٹھیرایا غلبہ تعصب مین ضرور انسان ایمان سے گذر جاتا ہے طالبان حق اس آیت کے مضمون کو ملاحظہ فرماوین اور پھر اصحاب ثلثہ کے حالات پر غور کرین کہ انمین سے کس صاحب کی جان اور مال خدا نے خریدی یہ کونسے معرکہ مین لڑے ہین اور انہون نے کس کافر کو قتل کیا ہے اور خود کس معرکہ مین شہید ہوئے حضرت عمر کا تو بجز قیدیون کے اور کسی پر ہاتھہ نہین اٹھا اور باقی اون حضرات کی نسبت تو خود اہل سنت کو دعوی شجاعت مردانگی نہین احد و حنین و خیبر و خندق کے معرکون مین سب کے جوہر کھل گئے ہین۔ رہا شہید ہونا خدا کی راہ مین۔ سو یہ بھی اصحاب ثلثہ کی نسبت ثابت نہین حضرت ابو بکر تو اپنی موت سے بیماری مین فوت ہوئے حضرت عمر ابو لولو کے حق مین ظالمانہ حکم دینے سے قتل ہوئے۔ حضرت عثمان دغابازی کے خط لکھنے سے اور اپنے غلام کے ہاتھہ روانہ کرنیکی بدولت بعقیدہ اہل سنت اپنے سے افضل شخص

کے ہاتھہ سے مارے گئے یعنی محمد بن ابو بکر نے اونکو قتل کیا جو خلیفہ اول اور بقول اہلسنت اشرف الصحابہ کا خلف الرشید ہے اور اوس غریب نے بہی حق بجانب قتل کیا کیونکہ خلیفہ ثالث نے اوس بے گناہ کے لئے خط مین حاکم مصر اپنے عزیز کو صاف لکھدیا تہا کہ تم امارت سے معزول نہین ہوئے ہو بوجہ کسی مصلحت کے ہمنے محمد ابن ابو بکر کو امیر کر کے بہیجا ہے لیکن تم اسکو قتل کر ڈالنا اور کار امارت نہ چھوڑنا اب اہل انصاف اپنے دلون مین خود انصاف کر لین کہ آیت کے مصداق کون ہین ۔

قال الجہانگیر خان ۔ دہم آیت رکوع ۵ ۔ پارہ ۱۷ ۔ سورہ حج ۔ الذین ان مکنا ہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور ۔ ترجمہ وے لوگ کہ اگر مقدور دین ہم اونکو کہڑی کرین نماز دین زکوۃ اور حکم کرین بہلے کام کا اور منع کرین برے کام سے اور اللہ کے اختیار مین ہے انجام ہر کام کا ۔ یعنی یہہ مہاجرین دین قایم کرین گے ایک مدت تک آخر اللہ ہی جانتا ہے ۔ دیکہو اس آیت شریف مین اللہ تعالی اصحاب مہاجرین کے حق مین فرمایا ہے الخ

اقول ۔ سبحان اللہ کیا ترجمہ ہے اور کیا خوب معنی لگائے گئے ہین ۔ اور اگلی آیت کو کیا چہوڑا ہے ذرا مہربانی فرما کر تہوڑا سا آگے بہی بڑہو دیکہو خداوند تعالے اسکے بعد یون فرماتا ہے ۔ وان یکذبوک فقد کذبت قبلہم قوم نوح وعاد وثمود و قوم ابراہیم وقوم لوط + واصحاب مدین وکذب موسی فاملیت للکفرین ثم اخذتہم فکیف کان نکیر ۔

شروع رکوع ششم سورہ الحج سے یہہ قصہ بیان ہوا ہے کہ اب لوگون کو جہاد کی اجازت دیجاویگی جبکہ کافرون نے اون کے گہرون سے نکال دیا ہے اور خداوند تعالے اونکی نصرت اور امداد پر قادر ہے اور خداوند تعالی اونکی نصرت کریگا جو اون کی

نصرت کرین اسکے بعد آیت مستدلہ ہے اور آخر فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ اے رسول ان لوگون کے حال سے واقف نہین ہے کہ انجام ان کا کیا ہوگا یہہ بات خدا ہی جانتا ہے کہ یہ لوگ قابو پاکر کیا کیا کرین گے اگر یہ لوگ تجھکو جھٹلاوین یعنی تیری تکذیب کرین تو کچھہ جاے تعجب نہین ہے کیونکہ پیشتر بہی قوم نوح اور قوم عاد و ثمود اور قوم ابراہیم و لوط اور اصحاب مدین نے ایسا کیا ہے۔ یہہ فقرات بنابر تسلی و تشفی جناب سرور کائنات کی خداوند تعالی نے فرمائی کہ امت کی بیوفائی اور نافرمانی کوئی نئی بات نہین کہ فقط تمہارے ہی ساتھہ ایسا ہوا ہو بلکہ پیشتر اکثر انبیا کی امت نے ایسا کیا ہے۔ چنانچہ ظہور مین بہی ایسا ہی آیا کہ قوم مہاجرین ابتدا مین ایسی غریب تہی کہ جسکی حد نہین اور جب زمانہ وفات سرور کائنات قریب پہنچا تو ہر مفلس صاحب ثروت اور صاحب گروہ ہوگیا اوسوقت خدا اور رسول کے اکثر لوگ بہول گئے احکام ہی پر کوئی کان نہین دہرنا قصہ خم غدیر کے بعد رات کو سرراہ سترہ اشخاص و مہاجرین نے رسول اللہ صلعم پر حملہ کیا اور معجزہ نبوی سے حذیفہ بن الیمان نے اون سترہ سوارون کو ایک قمچی سے بہگا دیا بہلا علماے اہل سنت سے کوئی شخص اون لوگون کے نام تو دریافت کرے بجز اسکے کچھہ نہین کہہ سکتے کہ ہماری روایات مین بجاے نام کے فلان و فلان درج ہین ایام مرض مین تمام اکابر مہاجرین نے صریحی عدول حکمی رسول خدا کی کری اور جیش اسامہ سے تخلف کیا اور باوجود تاکید شدید کے حکم نہ مانا یہانتک کہ عدول حکمی کرنیوالے مورد لعنت ہوے کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے۔

اب اہل انصاف کتب معتبرہ سے یہ بات دیکہہ لین کہ رسول خدا صلعم نے مہاجرین مین سے کس کس کو جیش اسامہ مین سے تعینات کیا تہا اور کس کس نے اس حکم کی تعمیل نہین کی۔ کتب کا پتہ دیتے ہین دیکھیے واقدی کی روایت فتوح الشام مین بہت مشرح ہے جسمین فہرست اسماے مندرج ہے اور اصحاب ثلثہ کا سب

سے اول اوسمین نام ہے مدارج النبوت ۔ روضۃ الاحباب معارج النبوت کا اُس سے زیادہ معتبر کوئی کتاب سیر مین نہین ہے اوران ہر سہ کتاب کے مصنف اہل سنت کے بڑے درجہ کے محدث ہین اور اونہون نے تمام حالات کو روایات صحاح ستہ و دیگر کتب معتبرہ حدیث سے اخذ کیا ہے ملاحظہ فرمائیے حضرات مہاجرین نے کس شان و شوکت سے اسامہ بن زید کی ماتحتی مین جانے سے انکار کیا اور رسول خدا نے کس شد و مد سے اسامہ کی فضیلت اون حضرات پر ثابت کرکے عدول حکمی کرنے پر لعنت الہی کا خوف دلایا بعد ازان قصہ طلب قرطاس صحیح بخاری اور نیز کتب سیر مین ملاحظہ فرمائے کہ وہی ضعفاء اور مفلس مہاجرین رسول خدا کے مقابلہ مین بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس بات کے کہنے کے قایل ہوگئے ۔ شخص در شدت مرض چیزہا میگوید کہ از اختیار او بیرون است و شاید کہ این سخن نیز مثل آن سخنان باشد ۔ پھر خیال فرمایا جاوے کہ اس آیت کی مصداق ایسے لوگ کب ہوسکتے ہین ۔

قال المولف ۔ یازدہم آیت رکوع ۱۰ ۔ پارہ ۱۷ ۔

وَجَاهِدُوْ فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هو اجتبٰكم وما جعل عليكم في الدين من حرج ملت ابيكم ابراهيم هو سمّٰكم المسلمين من قبل وفي هذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس فاقيموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة واعتصموا بالله هو مولٰكم فنعم المولٰى ونعم النصير +

ترجمہ ۔ جہاد کرو خدا کی راہ مین جیسا جہاد کرنیکا حق ہے ۔ یعنی جہاد کرو خدا کے دشمنون سے جو ظاہری ہون مثل کفار و مشرکین کے یا باطنی ہون مثل نفس امارہ و حرص شہوت و غضب کے اوسنے تمکو پسند کیا اور تمپر کوئی دشواری دین مین نہین رکھی مذہب تمھارے باپ ابراہیم کا اوسنے نام رکھا تمھارا مسلمان یعنی

حکم بردار پہلے سے اور نیز اس کتاب مین تاکہ رسول تمپر گواہ ہو اور تم آدمیون پر گواہ ہو پس قایم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور بھروسہ رکھو اللہ پر کہ وہ مولی تمھارا ہے پس بہت ہی اچھا مالک اور بہت ہی اچھا مددگار ہے اقول۔

اس آیت کو جو مولف نے بلا کسی تخصیص کے عموماً صحابہ کی شان مین نازل ہونا تحریر کیا ہے بالکل گزاف ہے سب سے پہلے تو یہی غور کرنے کے قابل ہے کہ سب صحابہ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین کس طرح ہو سکتے ہین جب یہ نہین ہو سکتا تو ضرور تخصیص لازم ہوئی جبکہ تخصیص لازم ہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ ابراہیم شمار ہونیکا سزاوار تر کون ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ خاندان رسول خدا صلعم اولاد ابراہیم ہونے کا اس وجہ سے زیادہ مستحق ہے کہ صحابہ مین سے کسی کا نسب مخصوص نہین ہے اگرچہ اکثر صحابہ قریشی بھی کہلاتے تھے مگر جو تواتر روایات کا نسب رسول خدا صلعم کی نسبت موجود ہے وہ دوسرے کی نسب کی نسبت نہین اور نہ کسی دوسرے کا نسب مثل نسب رسول خدا کے محفوظ ہے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت بالخصوص حضرت علی مرتضے اور امام حسن و امام حسین و اولاد امجاد اونکے کی شان مین نازل ہوئی ہے علاوہ اسکے مضمون آیت کی مصداق سواے حضرات ائمہ اہلبیت کے اور کوئی شخص ہو نہین سکتا۔

اول جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ملاحظہ کیجیے کہ جو مولف نے دو قسم کا قرار دیا ہے ایک کافرون و مشرکون سے لڑنا اور دوسرے نفس امارہ اور حرص شہوت و غضب سے جہاد کرنا وہ ان حضرات پر ختم ہو چکا ہے کوئی شخص انکے معاملہ مین انکی برابری نہین کر سکتا اور یہ امر محتاج بہ تفصیل نہین خود اہل سنت بھی اس امر کے قایل ہین کہ حضرت علی مرتضے دونون قسم کے جہاد مین بے مثل تھے حق جہاد فی الحقیقت آپ ہی نے ادا کیا ہے۔ اور بعد آپکے حسنین علیہما السلام اور دیگر

ائمہ علیہم السلام پر ختم ہو گیا ہے اگر ہر ایک حضرت کے حال جہاد اور نفس کشی کو مفصل لکھون تو مولف کو سکتہ ہو جائے ۔ رہے اصحاب ثلثہ جنپر مولف کو زیادہ ناز ہے اون سے دونون قسم مین سے ایک قسم کا جہاد بھی ظہور مین نہین آیا نہ کافرون سے بذات خود لڑے نہ نفس کو مارا ۔ بڑی دلیل حرص کی یہہ ہے کہ رسول خدا کو دفن بھی نہونے دیا کہ از خود فرمائی اپنی ہمداستان لوگون کو لیکر سقیفہ بنی ساعدہ مین جا پہونچے اور لوگون کو بطمع و دیانت وغیرہ توڑ پہوڑ کر خلیفہ بن گئے ۔ امام غزالی نے سر العالمین کے چوتہے مقالہ مین بتشریح حدیث ۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ صاف لکہا ہے ۔

ثم بعد هذا غلب الهواء لحب الریاست وحل عمود الخلافت وعقود النبوت وخفق الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاهم کاس الهواء فنبذ الحق وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ۔

اصحاب ثلثہ کے نفس امارہ پر جہاد نکرنے کی دوسری دلیل یہہ ہے کہ کبھی لڑائی مین معرکہ آرائی اونہون نے نہین کی احد کی لڑائی مین اونپر نفس یہ غالب ہوا کہ رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر ایک غار مین جا چھپے اور خدا پر بہروسہ نکرکے ابو سفیان کی خوشامد کرکے خطا بخشوانیکی فکر مین ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تو تیسرے دن پتہ لگا خندق کی لڑائی مین رسول خدا صلعم نے بالخصوص حضرت عمر کو حکم دیا کہ عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرو لیکن اسی نفس امارہ کی محبت سے رسول اللہ کے فرمانے سے انکار کیا ۔ خیبر مین تین روز تک شیخین مرحب اور حارث کے مقابلہ سے اسی نفس کی بدولت واپس تشریف لائے اسی نفس کی بدولت حنین مین لوگ بہاگ گئے ۔ اسی نفس امارہ کی بدولت سترہ شخصون نے عقبہ پر رسول اللہ پر حملہ کیا ۔ اسی نفس کی بدولت

جیش اسامہ سے تخلف کرکے عدولحکمی رسول خدا کی کری اگر نفس پر جہاد کیا ہوتا تو یہہ حرص وحسد پیدا نہوتی کہ اسامہ کو ہمپر امیر کیون کیا جاتا ہی اگر اسپر بھی نفس کشی کے قایل ہوویں تو واللہ بڑی بے غیرتی کی بات ہی اب تفسیر اجتباکم پر غور فرمایا جاوے کہ خدا نے اونکو برگزیدہ کیا ہی اگر کوئی اہل سنت اس لفظ کو کسی صحابی کی نسبت ثابت کردے تو ہم قایل ہوجاوین ورنہ ہم علیؑ کی نسبت حدیث صحیح سے یہ لفظ ثابت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے +

یا فاطمۃ اما ترضین اللہ عز وجل اختار رجلین احدہما ابوک والآخر بعلک یعنی اے فاطمہ آیا تو راضی نہین کہ اللہ جلشانہ نے فقط دو آدمیون کو برگزیدہ کیا کہ ایک باپ تیرا اور دوسرا شوہر تیرا ہے ۔ اور جامی نے شواہد مین لکھا ہی ۔ اے فاطمہ بشارت باد ترا بپاکیزگی نسل بدرستیکہ خدایتعالی فضیلت نہاد شوہر ترا بر سایر خلایق و زمین را فرمود کہ باوے بگو ہمہ اخبار خود را و اخبر بر روی زمین خواہد گذشت از مشرق تا مغرب ایک امر قابل بحث اس آیت مین یہ ہے کہ جن لوگون کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی ہے اون کا نام پہلی کتابون مین بھی مسلمین یعنی حکم بردار خدا لکھا گیا ہے حکم بردار خدا اوسکو کہتے ہین کہ عمر بھر کوئی فعل اوس سے نامشروع سرزد نہوا ہو اور یہہ صفت سواے دوازدہ امام کے کسی پر صادق نہین آسکتی دیگر صحابہ خصوصاً اصحاب ثلثہ پر تو صادق آنا اسکا محال اور غیر ممکن ہے کیونکہ ہر ایک انمین سے بیس تیس چالیس برس کی عمر تک بت پرستی اور شراب خواری وغیرہ کرتا رہا ہی بعد مسلمان ہونیکی کوئی سند انکی معصومیت کی نہین اور دوازدہ علیہم السلام کی عصمت اور تطہیر منصوص ہے خود اللہ تعالے نے فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اسلئے حکم بردار خدا سواے ایمہ اہلبیت کے اور کوئی نہین ہوسکتا اب رہا یہ کہ پہلی کتابون مین انکا نام حکم بردار خدا رکھا گیا ہی ۔ سو یہ پہلی کتابون کے

دیکھنے سے ثابت ہوجائیگا کہ یہ لفظ خاص آل رسول اللہ صلعم کے لئے آیا ہے نہ کہ کسی صحابی کے لئے چنانچہ انوار الہدی مین ہمنے پورا باب مکاشفات یوحنا کا درج کیا ہے جو دربارہ پیشین گوئی ولادت جناب سرور کائنات کی ہے۔ ایک نشان آسمان پر دکھائی دیا کہ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند کو پیرون کے تلے دئے ہوئے بارہ ستارون کا تاج سرپر رکھے نظر آئی۔ اس باب کے آخر مین درج ہے کہ وہ پرانا سانپ یعنی شیطان اوس عورت کے بقیہ اولاد سے جو خدا کا حکم ماننے مین لڑنے چلا۔ خدا کا حکم ماننے والے کلام الہی مین حضرات ائمہ اہل بیت ہین شیاطین کا اونسے لڑنا بھی بخوبی ثابت ہوگیا۔

دوسرا امر بحث طلب اس آیت مین یہہ ہے۔ کہ لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہدا علی الناس۔ یعنی تا کہ رسول تمپر گواہ ہو اور تم آدمیون پر گواہ ہو یہہ منصب جزو نبوت اور شرکت تبلیغ رسالت ہے۔ اور یہ کام ہرگز کسی صحابی کا نہین ہے۔ بلکہ خاص ائمہ علیہم السلام کا کام ہے اور اوسکی توضیح زمانہ رسول خدا مین بخوبی ہوچکی ہے۔ یعنی جب بعد فتح مکہ جناب رسول خدا نے حضرت ابوبکر کو مکہ معظمہ مین بایام حج واسطہ سنادی سورہ برات کے روانہ کیا تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم الہی لائے کہ یہہ کام تبلیغ رسالت خاص تمہارا کام ہے یا تم خود جاؤ یا اوسکو بھیجو کہ جو تم سے ہو حضرت صلعم نے پوچھا کہ وہ کون ہے جبرئیل بولے کہ وہ علی مرتضے ہین چنانچہ جناب سرور کائنات نے سورہ برات حضرت ابوبکر سے واپس لیکر حضرت علی مرتضے کو دیکر مکہ کو روانہ کیا ثبوت اسکا کتب معتبرہ اہلسنت سے اسطرح ہوتا ہے۔ روی الترمذی بسندہ عن انس ابن مالک قال بعث النبی صلعم ببرات مع ابی بکر ثم قال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہ۔ روایت کی ہے ترمذی نے بسند خود انس بن مالک سے کہ کہا انس نے کہ رسول اللہ صلعم نے

سورہ برات دیکہہ ابوبکر کو تعینات کیا اور پھر فرمایا کہ ہرگز لایق نہین ہے کہ کوئی شخص تبلیغ اوسکی کرسکے مگر وہ شخص تبلیغ رسالت کرسکتا ہے کہ جو میرے اہل سے ہو پس بلایا علی مرتضے کو اور سورہ برات اونکو دی مفصل قصہ اسکا کتب سیر و احادیث مین موجود ہے ۔ مدارج النبوت روضۃ الاحباب وغیرہ مین دیکھ لو اور مین نے بھی اس حال کو مفصل انوار الہدی مین لکھا ہے مطلب میرا اس قصہ سے اس موقع پر یہ ہے کہ تبلیغ رسالت اور دعوت اسلام اور ہدایت مسلمین نبی صلعم کا کام ہے ۔ اونکے بعد اون لوگون کا کام ہے جنمین جزو رسالت شامل ہے جیسے علی مرتضے اور دیگر ایمہ اہل بیت علیہم السلام ہین چنانچہ احادیث کثیرہ اس امر مین وارد ہین ۔ علی منی وانا من علی یعنی علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون ۔ وانت منی وانا منک

وعن البراء من عازب ان النبی صلعم قال لعلی انت منی وانا منک وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلعم ان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مومن وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی ولا یودی الا انا او علی

یہہ سب روایات صحیح نسائی و صحیح بخاری مین موجود ہین

اور روایت کی ہے امام ترمذی نے اپنی صحیح مین عمران بن حصین سے قصہ شکایت کرنا چار شخصون کا رسول اللہ سے نسبت حضرت علی کے دربارہ کنیز جہاد کے اور غضبناک ہونا رسول خدا کا چار شخصون پر اور غصہ مین اون چارون شخصون سے یہ خطاب کرنا ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مومن بعدی ۔ یعنی فرمایا رسول خدا نے اون چارون سے کیا ارادہ رکھتے ہو تم علی سے بہ تحقیق کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ میرے بعد تمام مومنین کا ولی یعنی حاکم اور مختار ہے ۔

دوسری روایت صحیح ترمذی مین یہ ہے کہ وعن ابی عنی سعید الخدری قال قال

رسول اللہ صلعم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک یعنی فرمایا رسول خدا نے حضرت علی سے کہ اے علی سوائے میرے اور تیرے کسی کے لئے حلال نہین ہے اس مسجد مین بحالت جنابت جانا۔

وعن ابن عباس ان النبی امر بسد الابواب الا باب علی۔ اخرجہ الترمذی اور صحیح ترمذی مین روایت ہے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلعم نے سب لوگون کے دروازون کے بند کرنیکا حکم دیا جو مسجد کے اندر تھے۔ سوائے دروازے علی مرتضیٰ کے۔ اب حضرت مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہ سے بغض رکھنے والے سنین کہ قیامت مین اون کی کیا کیفیت ہوگی۔ ونقل الامام ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبی فی تفسیرہ بسندہ مرفوعہ الی ابن عباس رضی اللہ عنہما فی تفسیر قولہ تعالے۔ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم انہ قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزہ وعلی ابن ابی طالب وجعفر ذو الجناحین یعرفون محبیھم ببیاض الوجوہ ومبغضیھم بسواد الوجوہ

خداوند تعالی نے قرآن شریف مین حضرت علی کو نفس رسول اور حسنین علیہما السلام کو ابنائے رسول قرار دیا ہے جیسا کہ آیت مباہلہ مین موجود ہے۔ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم الخ۔ اور یہ امر بروایات صحاح ستہ ثابت ہوا ہے کہ بتعمیل حکم اس آیت کے جناب سرور کائنات حضرت علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و حسنین علیہما السلام کو ہمراہ لیکر مباہلہ کے لئے برآمد ہوئے لفظ نفس رسول مساوات ثابت کرتا ہے ذات مصطفوی و مرتضوی کے اور اسی اسرار کو غدیر خم پر کھولا ہے رسول خدا صلعم نے اور جتلا دیا ہے تمام امت پر کہ جسطرح مین تمہارا مولا ہون اوسیطرح علی بھی تمہارا مولا ہے

وروی النطنزی بسندہ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ — وزاد فیہا ذکرہ الیوم والموضع۔ فذکر الزمان وھو عند

عود رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع فی الیوم الثامن عشر من ذی الحجہ و
ذکر المکان وھو ما بین مکۃ و مدینہ یسمی خما فی غدیر ھناک فسمی
ذلک الیوم یوم غدیر خم ۔ و قد ذکرہ ع فی شعرہ الذی نقلنا و صار
ذلک الیوم عیدا و موسما لکونہ کان وقتا خص رسول اللہ صلعم علیا
بھذہ المنزلۃ العلیۃ و شرفہ بھا دون الناس کلھم ۔ کذا فی
مطالب السؤل للشیخ الامام کمال الدین محمد بن طلحہ القرشی الشافعی رح
و قال ایضا انہ وصفہ صلعم بما ھو من لوازم ذلک بصریح قولہ فیما
رواہ الحافظ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء بسندہ ان علیا دخل فقال لی
مرحبا بسید المسلمین و امام المتقین فسیادۃ المسلمین و امامت
المتقین لما کانت من صفات نفسہ صلعم و قد عبر اللہ تعالی
عن نفس علی بنفسہ وصفہ بما ھو من صفاتھا ۔ و روی ایضا
حافظ ابو نعیم فی حلیۃ بسندہ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم
لابی برزہ و انا اسمع یا ابا برزہ ان اللہ عھد الی فی علی ابن ابی طالب
انہ رایۃ الھدی و منار الایمان و امام اولیائی و نور جمیع من
اطاعنی یا ابا برزہ علی ابن ابی طالب امینی غدا فی القیامۃ و صاحب
رایتی فی القیامۃ علی مفاتیح خزاین رحمۃ ربی و ھو الکلمۃ التی الزمتھا
المتقین من احبہ احبنی و من ابغضہ ابغضنی ۔

ان سب سے زیادہ ثبوت شرکت منصب نبوت نسبت حضرت علی مرتضے کے یہ ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ اے علی تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون موسی کے نزدیک چنانچہ
قد روی الائمۃ الثقات البخاری و المسلم و الترمذی فی صحاحھم باسانیدھم
احادیث اتفقوا علیھا و زاد بعضھم علی بعض بالفاظ اخری و الجمیع صحیح فمنھا

عن سعد بن ابی وقاص قال رسول الله خلف علیا فی غزوۃ تبوک علی اهله فقال یا رسول الله تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی ——— وروی ایضاً ابن المسیب عن سعد بروایته عامر بن سعد — وروی ایضاً جابر بن عبد الله وروی مسلم والترمذی بسندیهما ان معاویة بن ابی سفیان امر سعد بن ابی وقاص قال منعک ——— ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذکرت ثلثاً قالهن له رسول الله فلن اسبه لان تکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله صلعم یقول له وخلفه فی بعض مغازیه فقال علی خلفتنی مع النساء والصبیان فقال له رسول الله صلعم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله — الخ — ولما نزلت هذه الایة قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم دعا رسول الله صلعم علیاً وفاطمة والحسن والحسین فقال اللهم هؤلاء اهلی ———

ترجمہ بہ تحقیق روایت کی ہے ایمہ ثقات اہل سنت امام بخاری و امام مسلم اور امام ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین اپنی سندون سے چند احادیث متفق علیہ اور دیگر ایمہ حدیث نے اور الفاظ بھی زیادہ کئے ہین اور وہ سب احادیث صحیح ہین اونمین سے ایک وہ روایت ہے جو سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے۔ اونہون نے لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے غزوہ تبوک کو جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اپنے اہل و عیال پر تو حضرت علی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھہ کو آپ عورتون اور بچون مین چھوڑ دیتے

ہو۔ یہ کمال ایمان اور کمال محبت خدا اور رسول اور کمال شوق جہاد ہے۔ ورنہ اور لوگ بہانہ کر کے گھر رہ جاتے تھے اور آپ باوجود اس عطاء منصب جلیلہ خلافت کے بھی جہاد مین ہمراہ رکاب رسول خدا رہنا پسند کرتے تھے۔ پس فرمایا رسول خدا صلعم نے آیا تو راضی نہین ہے کہ ہووے میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے موسیٰ کے نزدیک سوائے اسکے کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔

ایسا ہی روایت کیا ہے ابن مسیب نے اور اوسکے پسر عامر سے و نیز جابر بن عبداللہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور روایت کی ہے مسلم اور ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین باسناد خود کہ معاویہ بن ابو سفیان نے سعد بن وقاص کو حکم دیکر کہا کہ کیا چیز تجھکو مانع ہے کہ تو ابو تراب یعنی علی مرتضےٰ پر سب یعنی برا کہنا نہین کرتا وہ بولا کہ مین نے تین باتین اون کے حق مین رسول خدا سے سنی ہین اگر اون مین سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو مجھے حمر نعم سے بھی محبوب تر تھے یہ وجہ ہے کہ مین اونکو برا نہین کہہ سکتا اون تین باتون مین سے ایک تو یہ ہے کہ کسی غزوہ پر جاتے ہوئے حضرت نے اونکو اپنا خلیفہ کیا اونہون نے عرض کی آپ مجھے عورتون اور بچون مین چھوڑتے ہین پس فرمایا رسول خدا صلعم نے اونسے آیا تو راضی نہین ہے کہ ہووے تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے الا یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے اور دوسرے یہ کہ خیبر کے دن مین نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ کل ایسے شخص کو علم عطا کرونگا کہ وہ خدا اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین۔ اخیر ذکر حدیث فتح خیبر تک۔ اور تیسرے یہ کہ جب آیۂ مباہلہ یعنی قل تعالوا ندع الخ۔ نازل ہوئی تو بولایا رسول خدا صلعم نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو اور کہا اے بار خدایا یہ میری اہلبیت ہین۔ اور خداوند تعالیٰ نے حضرت علی کو اس آیت مین نفس رسول تعبیر فرمایا ہے اس سے زیادہ کوئی فضیلت نہین ہوسکتی۔

پھر اس آیت مین خصوصیت ہے اقامت صلواۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے بعد کہ واعتصموا باللہ

۳ - یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو

سو یہ امر ظاہر ہے کہ خدا پر توکل اور بھروسہ رکھنے والا علی مرتضے صلوٰۃ اللہ علیہ اور دیگر آیمہ اہلبیت کے سوا دوسرا کوئی نہین ہے۔ پہلا توکل اور بھروسہ علی مرتضے کا بہ یوم ہجرت قابل غور ہے کہ اوس بلوہ اور ہنگامہ مشرکین مین باوجود کم سنی محض خداوند تعالے کے بھروسہ پر رسول خدا صلعم کے بستر پر سو رہے جسکے صلہ مین آیت قرانی ومن یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ الخ۔ نازل ہوئی اسکے مقابلہ پر حضرت ابوبکر صدیق کا بھروسہ اور توکل ملاحظہ کیا جاوے کہ اسی ہجرت کے ایام مین رسول خدا صلعم اون کا اطمینان کرتے جاتے ہین کہ مین خدا کے حکم سے ہجرت پر مامور ہون ہمکو کوئی کافر ایذا نہین پہونچا سکتا خدا ہمارے ساتھ ہے لیکن حضرت ابوبکر کو اطمینان نہوتا تھا اور خوف جان سے زار زار بچون کیطرح روتے تھے جسکی تصدیق آیت قرانی سے ہوئی ہے۔ اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا

حضرت عمر کا خدا یتعالی پر بھروسہ رکھنا صلح حدیبیہ پر بخوبی ثابت ہو گیا کہ جسکا قصہ یہ ہے کہ سال ششم ہجری یا اوسکے قریب رسول خدا صلعم نے خواب دیکھا کہ ہمنے مکہ فتح کر لیا ہے اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہین اسپر صحابہ کو مطلع کر دیا کہ ہم مکہ فتح کرین گے لیکن وقت کا تعین آپ نے نہین فرمایا کہ اسی سال مین ایسا ہوگا یا دوسرے وقت مین مگر اس سال ششم مین آپ نے مع لشکر مدینہ سے بجانب مکہ بقصد عمرہ خروج کیا جب آپ مقام حدیبیہ پر جو قریب مکہ کے ہے پہونچے تو مامور ہوئے اس آیت پر کہ زبردستی مکہ مین مت جاؤ اگر مشرکین قریش برضامندی جانے دیوین تو جاؤ چنانچہ بعد گفت و شنید بسیار رسول خدا نے مشرکین سے صلح کر لی۔ یہ بات حضرت عمر کو ناگوار ہوئی ہر چند رسول خدا نے فرمایا کہ مین اپنی مرضی سے کوئی امر نہین کرتا جیسا خدا نے حکم دیا ہے اوسکی تعمیل کرتا ہون اور وعدہ الہی اور میرا خواب سچا ہے ہم ضرور مکہ فتح کرین گے لیکن مین نے یہ نکہا تھا کہ اسی سال مین فتح کرین گے

ہر چند رسول خدا نے سمجھایا لیکن مطلق آپکو صبر نہ آیا کہ خود آپ فرماتے ہین کہ حضرت کی نبوت مین اوسدن جسقدر شک مجھکو ہوا ایسا بڑا شک اور کسی دن نہین ہوا کتب صحاح ستہ مین یہہ حال مفصل درج ہی۔

بیوم غزوہ احد حضرات شیخین رسول خدا صلعم کو تنہا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے معرکۂ جنگ سے بھاگ کر ایک غار مین جا بیٹھے اور باوجود اسکے کہ فرقہ انصار کے لوگ بعض بعض اوسوقت مدینہ سے خبر سنکر میدان مین آئے تھے جسوقت خوب سن لیا کہ مشرکین بھاگ گئے ہین اوسوقت نکلے انس بن نضیر انصاری جو انس بن مالک کے چچا تھے اونہون نے کہ مدینہ سے خبر سنکر میدان مین آئے تھے اون کو غار مین دیکھ کر بہت کچھ غیرت دلائی مگر ایک نہین سنی تاریخ حبیب السیر وغیرہ مین یہ قصہ درج ہی اور حضرت عثمان کو اسدرجہ خوف طاری ہوا کہ تین روز تک انکا سراغ نہ لگا یہ توکل کا فقط نمونہ بطور مشتی از خروارہ بیان ہوا ہے۔

حق جہاد کی نسبت امام قشیری نے لکھا ہے کہ حق جہاد یہ ہی کہ ایک چشم زدن بھی مجاہدۂ نفس سے باز رہی۔ پس دران حالیکہ جہاد ظاہری و باطنی اصحاب ثلثہ کی کیفیت اوپر مذکور ہو چکی ہے تو وہ ہرگز مصداق اس آیت کے نہین ہین ہم یہ نہین کہتے کہ کسی اصحاب نے حق جہاد ادا نہین کیا۔ بلکہ ہم پکار کر کہتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلعم مین بہت سے بزرگوار ایسے تھے کہ اونہون نے کمال صدق ارادت اور صاف نیت سے دونون قسم کے جہاد کئے طرح طرح کی راہ خدا مین ایذا و مصیبتین اٹھائی ہین اور نفس امارہ پر بھی ایسے جہاد کئے ہین کہ اون کا نظیر اگلے آدمیون مین پایا نہین گیا نظیر کے لئے حضرت سلمان ابوذر غفاری عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم موجود ہین اگر ذکر مجاہدات حضرت علی مرتضے اور ائمہ اہلبیت علیہم الصلاۃ والسلام دیکھنا منظور ہو تو کتب سیر ملاحظہ کیجئے۔ اگر مین اون کا اعادہ کرون اور پھر اصحاب ثلثہ کی مجاہدات کی بھی کچھ کیفیت بیان کرون تو اصلی مطلب فوت ہوتا ہی

اسلئے اس بحث کو اہل انصاف کی راے پر چھوڑتا ہون +

قال المولف - دوازدہم آیت رکوع ۷ - پارہ ۱۸ -

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات یستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ط ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفسقون -

ترجمہ مولف - وعدہ کیا اللہ نے اون لوگون کو جو تم مین سے ایمان لاے - اور اچھے کام کئے یقیناً خلیفہ کرے گا اونکو ملک مین جیسے خلیفہ کیا تہا اونسے اگلون کو + یعنی داؤد علیہ السلام کو بموجب آیت شریف - یا داؤد ان جعلناک خلیفہ فی الارض اور اسیطرح سلیمان علیہ السلام کو - اور جمادے گا انکو دین اون کا وہ دین کہ پسند کردیا اون کو اور بدیگا اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن - میری ہی بندگی کرین گے شریک میرا نکرین گے کسیکو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اوسکے پیچھے سو وہ بھی لوگ ہین بے حکم -

اقول - اس آیت کو مولف نے باعتبار اپنے جاہلانہ ترجمہ اور لایعنی - یعنی کے اصحاب ثلثہ شان مین محض خلیفہ کے لالچ سے تصور کرلیا اور شیعون پر بھی موقعہ آئی کہ دیکھو کبھی اس آیت کو بارہ امام کی شان مین سمجھ لو یہ تو خاص خلفا کی شان مین ہی - مولف نے اپنے ذہن ناقص مین خلفاء ثلثہ کی نسبت اس وعدہ کو سمجھا ہی اور دروغ ترجمہ سے یہ بھی استنباط کیا ہے کہ وہ میری ہی عبادت کرین گے - اور میرا شریک کسیکو نکرین گے گویا اونکی عاقبت کی بھی خبر ہاتھہ آگئی - لیکن یہ نہ سمجھے کہ اگر اصحاب ثلثہ اس آیت سے مراد ہوتی تو وہ کون صاحب ہین جنکی نسبت یہ فرمایا ہی کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون - یعنی جو کوئی بعد خلیفہ ہونیکے کفران نعمت کرے گا وہی

وہ ہی فاسقون مین سے ہوگا اور جبکہ بموجب آپکے ترجمہ کے خداوند تعالے نے یہہ وعدہ بھی یقینی کرچکا ہے کہ وہ خلیفہ صاحبان خدا ہی کی عبادت کرین گے اور کسی کو اوس کا شریک نکروائینگے تو پھر من کفر بعد ذالک۔ خداوند تعالی نے کیسے فرمایا۔ اور مولف صاحب کو ترجمہ غلط لکھتے وقت شرم بھی نہ آئی کہ ابتدائے قواعد سے بھی واقف نہین اور نام کے ساتھ مولوی لکھوالینا بنگئے اپنے مونہ میان مٹھو۔

ترجمہ اور مفہوم مولف پر مفصلہ ذیل صریحی اعتراضات وارد ہوتے ہین اول یہ کہ اگر اس آیت کا خطاب عام صحابہ سے ہی تو اس لفظ سے (کہ تم مین سے جو ایمان لائے ہین) ثابت ہوتا ہے کہ سب صحابہ ایماندار نہ تھے دوسرے یہ کہ اس آیت مین جو وعدہ الہی ہے وہ جملہ مومنین سے ہی اگر مفہوم مولف صحیح ہو تو سوائے خلفاء اربعہ کے اور کوئی شخص مومن قرار نہین پا سکتا اور یہ امر کہ امت محمدی مین صرف خلفاء اربعہ ہی مومن تھے بالاجماع غلط۔ پھر آپ ہی فرمائین کہ اس آیت سے خلفاء رسول اللہ کو کیا علاقہ ہے تعجب یہ ہے کہ جاہل لوگ کلام الہی اور اوسکے معنی اور مطلب مین بھی تصرف کرتے ہوئے خدا سے نہین ڈرتے آیات کے ترجمہ اور تفسیر کرنے سے یہ تو ہمکو معلوم ہوگیا کہ مولف صاحب صرف مطبوعہ مترجم قران کو پڑھکر برائے نام مولوی بنگئے ہین اور محض بے علمی کی حالت مین مثل بعض ہمارے ظاہری دوستون کے زبردستی اپنے آپکو مولوی بنوائے ہین ورنہ کوئی حضرت سے پوچھے کہ آپ نے کس تفسیر کے ذریعہ سے یہ معنی لگائے ہین کہ لیستخلصہم سے بھی خلافت رسول اللہ مراد ہے اور اگر آپ نے مثل اپنی ہی کسی دوسرے کی عبارت سے استنباط اسکا فرمایا تو اتنا تو غور کرنا تھا کہ یہ وعدہ تو علی العموم مومنین سے ہے سب کے سب مسلمان خلیفہ رسول اللہ کس طرح بنجائینگے اور دران حالیکہ آیت مین نظیر پہلے امت کی موجود ہے کہ جسطرح اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر ایک بہت بڑا ملک اونکو میراث مین عطا فرمایا اسی طرح مسلمانون سے

بھی وعدہ ہی کہ تمکو خداوند تعالے تمام ملک روم وشام وفارس عطا فرمائیگا پھر خلفاے اربعہ سے کیا تعلق ہے آپنے آیت کے ترجمہ مین یہ لکھاہے کہ یقیناً خلیفہ کرے گا اونکو ملک مین جیسے خلیفہ کیا تھا اونسے اگلون کو اور اگلون کی تفسیر مین آپ نے دو پیغمبران یعنی داؤد وسلیمان علیہما السلام کا حوالہ دیا مگر آپکو یہہ تمیز نہین آئی کہ جب امت کے مقابلہ پر اگلون کا ذکر ہوتا ہی تو امت سابقہ سے مراد ہوتی ہے اور جب پیغمبر خدا کے مقابلہ پر اگلون کا لفظ آتا ہی تو اوس سے انبیاء مرسلین سابق مراد ہوتی ہے تمام قران شریف مین صدہا مقامات پر یہ نظیرین موجود ہین اور بہت معمولی عقل کی بات ہی۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہمکو ایسے باعلم شخص کے مقابلہ مین قلم اوٹھانا پڑا ہی کہ جنکو اردو ترجمہ قران شریف کا بھی سمجھنے کی لیاقت نہین ہے ورنہ اسقدر طوالت تحریر کی حاجت نہ پڑتی اب ملاحظہ فرمایئے کہ آیات مندرجہ ذیل مین جب امت کے مقابلہ مین من قبل آیا ہی وہان امت سابقہ مراد لی گئی ہے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون + والذین من قبلکم سے مراد پہلے لوگ ہین۔ اور آیت مستدلہ نمبر ۱ مین لفظ من قبل وفی ھذا بمقابلہ قران شریف من قبل سے مراد توریت وانجیل ہے۔ بما انزل الیک وما انزل من قبلک مین من قبلک سے مراد صحایف انبیاء سابقہ ہین۔ کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ مین امت سابقہ مراد ہی۔

پھر ترجمہ کیا ہی میری بندگی کرینگے شریک میرا نکرینگے کسی کو۔ معلوم نہین ہوتا کہ خلیفہ استقبال کہان سے پیدا ہوا ہی۔ اور یہ یقینی اور حکمی عبارت کس قاعدہ سے لکھی گئی ہے صحیح ترجمہ تو اس فقرہ کا یہ ہی کہ میری عبادت کرین اور میرا شریک کسی کو نکرین اس خیانت کی وجہ بجز تعصب اور کچھہ نہین ہے ہمکو یہود ونصاری پر تعجب ہوا کرتا تھا کہ اپنی آسمانی کتابون کو کس طرح تحریف کرتے ہونگے مگر اب

مسلمانون مین بھی اونکی نظیر پائی جاتی ہے۔ قران شریف کے الفاظ یا ترجمہ کو بدلنا بلاشک کفر ہی۔ افسوس ہی کہ مولف صاحب نے جب ناخواندہ لوگون کے بہکانے کے لئے ترجمہ قران مین تحریف کی تو یہ خیال نکیا کہ آیت کے اگلے فقرہ کو جس سے صریحاً یہ ترجمہ غلط ہوتا ہے کہان چھپاؤنگا یعنی ومن کفر بعد ذٰلک جسکا یہ مقصود ہی کہ جن لوگون سے وعدہ ہوا ہے اگر اونمین سے کوئی بعد ایفاء وعدہ کافر نعمت ہوگا تو وہ فاسق ہے اگر خداوند تعالی بالیقین یہ فرماتا کہ یہ لوگ میری ہی عبادت کرینگے تو پھر اون سے اندیشہ کافر ہو جانیکا کسطرح رہا۔

دراصل یہ آیت فقراء و مساکین مہاجرین کی شان مین ہی کہ جنکو مشرکین قریش طرح طرح دھمکیان دے دے کر ڈرایا کرتے تھے اون سے اللہ تعالی وعدہ فرماتا ہے کہ جسطرح اگلی امت یعنی بنی اسرائیل کو ہمنے زمین کا مالک کیا تھا ویسے ہی انکو بھی زمین کا مالک کرینگے اور خوف کے بدلے امن دینگے انکو چاہیے کہ میری عبادت کرین میرا شریک کسی کو نہ گردانین اور جو کوئی بعد اسکے کافر ہوگا وہی فاسق ہی پھر اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون

پس دران حالیکہ آخر یوم وفات رسول اللہ صلعم مین جن صحابہ کے بجائے اطاعت رسول اللہ مخالفت اور عدول حکمی ثابت ہوئی ہے وہ اگر اس آیت کے مصداق بھی ہین تو پوری آیت کے مصداق ہین اور آیت مستدلہ مولف کے آخری فقرہ سے خاص وہی لوگ مراد ہین۔ بنا بر اطمینان مولف ہم تفسیر مواہب علیہ کی نقل کرتے ہین۔ کہ وہ فارسی تفسیر اہل سنت وجماعت کی ہے۔ اور اغلباً مولف صاحب اوسکو سمجھ بھی سکینگے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم الخ۔

وعدہ کرد خدا یتعالی آنان را کہ گرویدہ اند از شما بکردند کارہاے شایستہ مراد بقول اشہر فقراے مہاجراند کہ بعد از ہجرت بمدینہ در منازل جا انصار جاے گرفتند الخ

پھر من قبلہم کی تفسیر ملاحظہ کیجئے۔ من قبلہم پیش از ایشان یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر و شام بدیشان داد تا تصرف کردند دران۔ ترجمہ یعبدوننی۔ بپرستند مرا در زمان خلافت شریک نسازند با من چیزے را +

امام ثعلبی نے تفسیر من کفر بعد ذالک مین لکھا ہے کہ اول قبیلہ ذوالنورین کفران نعمت کرکے مصداق اس آیت کے ہوا۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ یہ آیت خلفاء اربعہ سے مخصوص نہین ہے بلکہ عوام مسلمان سے خطاب ہے +

قال آیت سیزدہم۔ رکوع ۳۔ پارہ ۲۶۔ سورہ فتح لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ تا علی کل شئ قدیرا

ترجمہ تحقیق راضی ہوا اللہ مومنین سے جس دم کہ بیعت میری کرتے ہین درخت کے تلے یعنی درخت سمرہ کے نیچے پس جانتا ہے خدا جو کچھ انکے دلون مین ہے۔ پھر اونپر تسکین اوتاری اور پاداش مین اسکی انکو فتح دیگئی جو فتح قریب ہونیوالی ہے یعنی فتح خیبر اور غنیمت بسیار۔ الخ۔

اقول وبہ نستعین۔ اس آیت سے کوئی فضیلت اصحاب ثلثہ کی ثابت نہین ہوسکتی اگر کلام ربانی سے کوئی شخص خلاف اصلی مطلب کے مرضی کے موافق مطلب برآمد کرنا چاہے تو ہرگز ممکن نہین ہے قرآن شریف پر حرف گیری ہوسکتی ہے دیکھو خداوند تعالے نے بیعت کرنیوالون سے رضامندی ظاہر نہین کی بلکہ قید مومنین کی ہے۔ یعنی بیعت کنندہ صحابہ مین سے جو مومن تھے اونسے خدا راضی ہوا اور جو منافق تھے اونسے راضی نہین ہوا۔ اب اصحاب ثلثہ کو اس آیت کی مصداق ثابت کرنیکے لئے اول مومنیت کا ثبوت درکار ہے اور شناخت مومنین کی اسی آیت مین درج ہے یعنی خداوند تعالی مومنین پر تسکین نازل فرمائی اور پاداش مین فتح دی۔

پس جن لوگون پر تسکین نازل ہوئی اور جنکو انعام پاداش مین فتح خیبر دی گئی۔

وہ ہی مومن ہین اور انکے علاوہ منافق ہین پس تسکین سے جو کچھ کہ مراد ہی وہ اسی سورۂ کی تفسیر مین صاحب تفسیر مواہب علیہ وغیرہ نے یہ لکھی ہی فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین۔ پس فرو فرستاد خدا آرام و وقار خود را بر رسول خود و بر مومنان تا مقابلہ نکردند و بمصلح راضی شدند و معاودت نمودند۔

اور برخلاف اس آیت کے صحاح ستہ مین حضرت عمر بن الخطاب سے یہ روایت ہی کہ اوس روز میرے دل مین ایک امر عظیم وسوسہ شیطانی در آیا اور مراجعت کی مین نے پاس رسول اللہ صلعم کے کہ پہلے ہرگز مثل اسکے سرزد نہوا تھا پس مین گیا رسول اللہ کے پاس نہایت ملول اور غمگین اور اندوہ ناک اور سوال کیا مین نے رسول اللہ سے کہ آپ کیا پیغمبر برحق نہین ہین آپ نے فرمایا کہ ہان مین پیغمبر برحق ہون پھر مین نے پوچھا کہ کیا ہم حق پر اور مخالف باطل پر نہین ہین فرمایا ہان پھر کہا مینے پھر ہم کیون یہ حقارت اور ذلت اوٹھاوین بعد اسطور پر صلح کرکے واپس جاوین آنحضرت نے فرمایا کہ اے پسر خطاب بدرستیکہ مین خدا کا بھیجا ہوا ہون اوسکی نافرمانی نہین کرسکتا وہ ہی میرا ناصر و معین ہے وہ مجھکو ضایع نہونے دیگا۔ اسپر بھی حضرت عمر کا اطمینان نہوئی اور اندوہ و فکر اون کا باقی رہا اور چونکہ تسکین الہی اونپر نازل نہوئی تھی اسلئے نصیحت پیغمبر خدا بھی اونکے دل پر کچھ اثر پذیر نہوئی۔

بعد اسکے پھر حضرت عمر نے کہا کہ کیا آپ نے یہ وعدہ نہین کیا تھا کہ ہم جلدی مکہ معظمہ مین جاوینگے اور طواف خانہ کعبہ کا بجا لاوین گے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ ہان بیشک یہ وعدہ مین نے کیا تھا لیکن یہ تم سے کب کہا تھا کہ اسی سال مین یہ واقع ہوگا۔ یہ پیش گوئی رسول خدا صلعم نے بذریعہ رویاء صادقہ بیان فرمائی تھی جسکی تصدیق خداوند تعالے نے سورہ فتح مین اسطرح فرمائی ہے لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق۔ الخ۔ اور فرمایا کہ اے عمر غم نکر کہ تو زیارت اور طواف کعبہ کا کرے گا پس کہا حضرت عمر نے کہ مین ویسا ہی حزین و اندوہگین روبرو رسول خدا سے اوٹھ آیا۔ یہ تمام قصہ

صحاح ستہ اور کتب سیر میں موجود ہے مدارج النبوۃ سے ملاحظہ فرمایئے۔

اور کمال یہ ہے کہ باوجود اسقدر نصیحت اور ارشاد رسول خدا صلعم کے یہ وسوسہ اور غم حضرت عمر کے دل سے نہ نکلا کہ بعد اسکے اسیطرح کا شکوہ حضرت ابو بکر کے روبرو بھی کیا کہ تصدیق اسکی اس عبارت مندرجہ مدارج النبوۃ سے ہوتی ہے۔

کہ در روایتے آنکہ صدیق بہ عمر گفت اے مرد برو دوست در رکاب او زن و ہیچ اعتراض مکن وے فرستادہ خدا است و ہرچہ کند بوحی کند و مصلحت دران باشد و خدا ناصر اوست

پس جبکہ بشہادت آیت ہذا و آیت مابعد تسکین الہی ہر مومن پر نازل ہوئی تو حضرت عمر کے مستثنی رہنے کی کیا وجہ تھی کیونکہ اگر مثل مومنین انپر بھی تسکین نازل ہوتی تو یہ ہم کیوں باوجود فرمانے اور تسلی دینے رسول خدا کے مغموم اور اندوہناک رہتے۔ اور رسول اللہ کے برحق ہونیمیں کیوں شک لاتے۔ اب رہی اسکی پاداش میں فتح خیبر اسکا حال سنکر اور بھی دل میں شرماؤگے اگرچہ فائدہ فتح خیبر کا سب مسلمانوں کے حق میں تھا لیکن اس آیت کے یعنی سمجھانیکے لئے اللہ تعالی نے عوام پر ظاہر کردیا کہ اسکا مصداق کون ہے اور فتح خیبر کا شرف کسکو حاصل ہوا ہی اور لائق تقرب کون ہے۔ دیکھو کتب احادیث اور سیر کو کہ خیبر فتح ہونیسے پہلے تین روز تک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ہزیمت کھاکر واپس تشریف لائے اور حضرت علی نے چوتھے روز کمال نام آوری سے خیبر کو فتح کیا اب اس الٹی سمجھہ کا ہم کیا علاج کریں کہ خداوند تعالی تو مومنین کی شناخت حصول شرف فتح خیبر سے بیان فرماتا ہے اور مولف صاحب برخلاف خدا ہزیمت کو شناخت ایمان کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صریح مخالفت اور ضد ٹھہری۔ اور عوام صحابہ کی نسبت تو یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے شرف فتح حاصل نہیں کیا لیکن حضرات شیخین کی نسبت تو صاف یہ ہی کہا جائیگا کہ تین روز تک متواتر خیبر کے یہودیوں سے شکست کھاکر بھاگ آئے اس لئے یہ دونوں حضرات اس آیت کے معنی کی پوری

ضد اور برعکس ہین ۔

اور طرفہ تر یہہ ہے کہ اس بیعت پر اکثر صحابہ خصوص اصحاب ثلثہ قایم نہین رہے اور جنگ حنین مین رسول خدا صلعم کو تنہا چھوڑکر بہاگ گئے سواے علی مرتضےٰ اور چند مردان اہلبیت کوئی قایم نرہا اور جبکہ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام نے کفار کو ہزیمت دی تو حضرت نے ان اصحاب بیعت کنندگان کو شرم و غیرت دلانے کے لئے اسطرح آواز دلائی یا اصحاب السمرہ سمرہ اوسی درخت کا نام ہے کہ جسکے تلے بیعت کئے گئے تھے ۔ چنانچہ قران شریف سے بھی اصحاب بیعت کنندگان کی دو گروہ پاے جاتے ہین ایک بیعت توڑ دینے والے ۔ اور دوسرے اپنی عہد پر قایم رہنے والے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۔ وَمَنْ اَوْفٰی بِہَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْراً عَظِیْماً ۔

یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا کی بیعت کرتے ہین ۔ اور اونکے ہاتھہ پر تیرا ہاتھہ نہین ہے بلکہ خدا کا ہاتھہ ہے ۔ پس جس نے یہہ بیعت توڑدی اوسنے اپنے نفس پر توڑی یعنی اسکا مظلمہ اوسکے نفس پر ہے اور جو کوئی اوس عہد کو جو اوسنے خدا سے کیا ہے وفا کرے بہت جلد اوسکا اجر عظیم پاویگا ۔ اگرچہ علماے اہل سنت بوجہ ناواقفیت اور کم سمجھی کے اس آیت کو بھی فضیلت صحابہ مین لکھہ دیتے ہین اور فخریہ کہتے ہین کہ اونکی شان مین ید اللہ فوق ایدیہم نازل ہے اور نہین سمجھتے کہ یہ فقط تہدید اور دہمکی ہے اور مطلب اسکا قابل فخر و ناز نہین ہے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ یہہ لوگ جو رسول اللہ سے بیعت کرتے ہین اوسکو امر حقیقت نہ سمجھین بلکہ اپنے دلون مین خوب سمجھہ لین کہ یہ بیعت رسول اللہ کے ہاتھہ پر نہین کی ہے ۔ بلکہ خدا کے ہاتھہ پر کی ہے پس جو کوئی اس بیعت کو توڑے گا وہ اپنے نفس پر وبال لاوے گا اور جو کوئی عہد وفا کرے گا اوسکو بہت جلد اجر عظیم دیا جاوے گا ۔ مگر باوجود اس تہدید اور دہمکی شدید کے بھی صحابہ نے اس بیعت

نقض

کو توڑ دیا ۔ اور جو اس عہد پر ثابت قدم رہے اونہون نے اسکے عوض مین ہزار ہا تحسین و آفرین فتح خیبر حاصل کی اور حور و قصور جنت مین پائی اور بانیان بیعت نے نقض مین ہزیمت دنیا مین اور سخت عذاب آخرت مین پایا پس اہل انصاف اپنے دل مین غور کرین کہ اس آیت کے مصداق کون ہین ۔۔

مولف اظہار الہدیٰ نے بعد ترجمہ آیت کے حوالہ قاضی نور اللہ شوستری رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب تقلیب المکاید کا دیکر اپنی واقفیت کتب اہل تشیع سے جتلائی ہے اوسکا کوئی بہتر نتیجہ مولف صاحب کے لئے پیدا نہین ہوا بلکہ خود اونکی ہی قلم نے اونکو جواب دندان شکن دیدیا اور مولف کا یہ بیان کہ علماے شیعہ بھی لکھتے ہین کہ اصحاب ثلثہ نے بیعت الرضوان کو توڑا صریح اوسکی ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماے اہل سنت محدث اور مورخ پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اصحاب ثلثہ نے جنگ حنین مین اس بیعت کو توڑ ڈالا دیکھئے علماے اہلسنت مین شاہ ولی اللہ صاحب کس درجہ متعصب گذرے ہین جنہون نے ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا تصنیف فرمائی ہے ۔ وہ اپنی کتاب سرور المحزون مین حال فراری صحابہ کا مفصل درج فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ سواے حضرت علی مرتضےٰ اور عباس بن عبد المطلب وابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب کہ رسول خدا کے چچازاد بھائی ہین صحابہ مین سے کوئی قایم نرہا بلکہ غیر رفقا مین سے مفصلہ ذیل آپکے خاندان کے لوگ فرار نہین ہوئے فضل و قثم پسران عباس جعفر بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب اسامہ بن زید اور اونکے برادر مادری ایمن بن امام ایمن اور عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب حضرت کا چچا اور بھائی اور عقیل بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی ۔

یہہ امر ہر غزوہ مین دیکھا گیا ہے کہ آپکے خاندان کے لوگ ہمیشہ ثابت قدم رہتے تھے ۔ اور ایرا غیرا و بادیہ بھاگ جایا کرتے تھے ۔

احد کی لڑائی مین تو لکھتے ہین کہ معرکہ جنگ سے اکثر مہاجرین فرار ہوکر ابو سفیان سے

قصور معاف کرانیکو گئے چنانچہ خداوند تعالیٰ خود قران شریف مین فرماتا ہے کہ صحابہ سے خطاب کرکے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمدؐ فقط ہمارا رسول ہے   یعنی کچھ خدا نہین ہے اوس سے پہلے بھی بہت نبی گذرے ہین پس اگر وہ مرجائے یا مارا جائے تو تم لوگ اپنے پہلے دین پر لوٹ جاؤ گے اب آگے یہ ملاحظہ فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک مومن وہ ہین لوگ تھے جو جنگ حنین مین ثابت قدم رہے کہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم انزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروها۔ پس ظاہر ہے کہ جو لوگ جنگ مین مفرور ہوئے وہ زمرۂ مومنین مین داخل نرہے کیونکہ نزول سکینہ مومنین پر ہوا اور جنپر نزول سکینہ ہوا وہ فرار نہین ہوئے۔ چنانچہ شاہ ولی الله صاحب بعد اسکے لکھتے ہین کہ یعنی جب ثبات قدمی مومنین اور امداد لشکر غیبی یعنی ملایکہ سے دشمن پس پا ہوئے تو حضرت نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ باواز بلند ان لوگون کو اسطرح پکارو ---

یا اصحاب السمرہ اور راز سمرہ کے لفظ مین یہہ تہا کہ سمرہ نام اوسی درخت کا ہے کہ جسکے نیچے بیعت الرضوان واقع ہوئی تہی اسکی یاد دلانے سے فقط یہ ہی مقصد تہا کہ لوگون کو وہ بیعت یاد آوے جسکو یکلخت توڑ ڈالا ہے اب اوس آیت بیعت الرضوان لقد انزل الله الخ۔ کی تطبیق کیجے کہ جو لوگ اس آیت مین بزمرہ مومنین تعبیر کئے گئے ہین وے وہی ہین جنکی نسبت ارشاد ہوا ہے۔ لقد رضی الله عن المومنین ---

اسلئے ثابت ہوا ہے کہ سواے خاندان رسالت کے اور کوئی مصداق آیت مستدلہ کی نہین ہین صرف کم فہمی سے بیوقوف لوگ تمام صحابہ کو اسمین شامل کرتے ہین بلکہ کم فہمی بہی نہ کہنا چاہیے کیونکہ دیدہ و دانستہ معنی کلام الٰہی کو بدل کر اپنا مطلب نکال لیتے ہین اور براہ غلبہ تعصب صحابہ کی سخت مذمت کو داخل مدح قرار دیتے ہین دیکھئے اسی معرکہ فراری حنین مین بعض راویون نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے جو مفروران کو آواز دلائی

تو اصحاب السمرہ و اصحاب سورہ بقر کہہ کر آواز دلائی اور بعض علمای نافہم یا ہٹ دہرم نے سورہ بقر کو داخل توصیف سمجھا حالانکہ اس سے مراد سرکش اور نافرمان بردار ہے اسی پر تمام تاویلات علماے اہل سنت کو خیال فرمالیجئے آیۃ ید الله فوق ایدیہم کو بھی اکثر بیوقوفون فضائل صحابہ سمجھے ہوئے ہین حالانکہ سخت تہدید اور پیشین گوئی اس بیعت کی شکستگی کی ہے مولف صاحب نے جو کمال محبت سے حضرت عثمان کو بتاویلات شامل بیعت الرضوان کیا ہے یہ نادان کی دوستی ہے ورنہ اونکے لئے بیعت مین بوجہ حاضر نہونا ہی بہتر تھا کیونکہ فراری بحالت بیعت سخت گناہ ہے اور اس سی بیعت کا نکرنا ہزار درجہ بہتر۔

قال آیت چہارم۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّةَ الْجَاھِلِیَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔

ترجمہ۔ یعنی جسوقت کفار مکہ نے اپنے دلون مین تعصب اور حمیت جاہلیت کو برانگیختہ کیا تو اللہ تعالی نے تسکین نازل فرمائی اپنے رسول پر اور مومنین پر اور لازم کردیا اونکو کلمہ تقوی کہا اور تھے وے اسکے لایق اور اہل اسکے اور ہے اللہ تعالی ہر چیز سے خبردار۔ اقول و بہ نستعین مخاطب نے بوجہ لاعلم ہونے اپنی کتب سے اس آیت کو لکھا ہے اور کچھ خیال نہین کیا کہ اس آیت مین کلمۃ التقوی سے کون مراد ہے اور لازم کلمۃ التقوی کون اصحاب ہین

واضح ہو کہ اس آیت مین نزول سکینہ مخصوص صحابہ مومنین کے لئے ہے اور وے کون ہین یعنی ملازمان و محبان کلمہ تقوے اور کلمہ تقوی مراد حضرت علی مرتضا

سلام اللہ علیہ سے ہی جیسے کہ۔ روایت کی ہے حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء مین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عهد الی فی علی عهدا فقلت یا رب بینه لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایة الهدی وامام اولیائی ونور من اطاعنی وهو الکلمة التی الزمتها المتقین فمن احبه احبنی ومن ابغضه ابغضنی فبشره بذالک فبشرته الخ

خلاصہ مطلب حدیث کا یہہ ہے کہ خدا یتعالی نے حضرت علی علیہ السلام کے لئے فرمایا کہ وہ رایت ہدایت اور امام اولیا میرے کا ہے اور میرے مطیعان کا نور ہے اور علی وہ کلمہ ہے کہ جسکو لازم پکڑا ہے متقین نے پس جو اوسکو دوست رکھتا ہے وہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور جو اوس سے بغض رکھتا ہے وہ مجھسے بغض رکھتا ہے پس ثابت ہے کہ یہ آیات اون مومنین کی شان مین ہین کہ جنہون نے صلح حدیبیہ پر متابعت رسول خدا صلعم اور علی مرتضی کی کری اصحاب ثلثہ کا کوئی تعلق اس آیت سے نہین ہے کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہے کہ اصحاب ثلثہ اور دیگر پیروان ومتبعان اونکے مخالف صلح ہی یہ لوگ ہدی اور قربانی مین شریک ہوئے نہ حلق سر مین رسول خدا کا ساتھہ دیا اور طرفہ یہ ہے کہ اس صلح کے مخالف اکثر وہ لوگ تھے جو ہمیشہ لڑائی مین سختی مدلہ کے وقت فرار ہو جایا کرتے تھے اور علاوہ مخالفت صلح کے رسول خدا صلعم پر الزام دروغگوئی کا لگاتے تھے اور آپس مین کہتے تھے کہ دیکھو وہ خواب حضرت کا سچا نہ تہا چنانچہ مفسرین اہل سنت نے بہی اس موقع پر لکھا ہے کہ۔

اما بعد از رجوع از حدیبیه بعضے از صحابه گفتند تعبیر خواب پیغمبر صلعم راست نشد و ما طواف خانه نکردیم و حلق و تقصیر بجا نیاوردیم۔ جس کے جواب مین خداوند تعالے اوس گروہ

کی تکذیب کرکے فرماتا ہے۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرءیاء بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین۔ الخ۔ ہر آینہ راست کیا ہے خداوند تعالی اپنے رسول کے خواب کو ساتھہ راستی کے البتہ داخل ہونگے ہم مسجد الحرام مین انشا اللہ تعالی امن کے ساتھہ بعد اسکے فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ وکفی باللہ شہیدا۔ یعنی خداوند تعالے وہ ہے کہ جس نے بہیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ غالب کرے اس دین کو تمام ادیان پر۔ اور کافی ہے خداوند تعالے واسطے گواہی دینے اپنے رسول کی نبوت ورسالت کے۔ مطلب ان آیات کا بہت صاف یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے صحابہ مخالفین صلح حدیبیہ اور رویاء صادقہ و نبوت پر شک لانیوالون کو ملزم کیا ہے اور اونکے شکوک اور مخالفت کا جواب دیکر جتلایا ہے کہ اوسکا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا اوسکی رسالت تمہاری گواہی کی محتاج نہین ہے۔ اسکے بعد وہ آیت ہے جس پر مولف نے بہ نمبر ۱۵۔ استدلال کیا ہے۔

قال آیت پانزدہم۔ محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھہم من اثر السجود الخ۔ یعنی محمد الرسول اللہ اور وے لوگ جو اونکے ساتھہ ہین یعنی مطیع شدید تر ہین کفار پر اور رحم دل مین باہم دیکھتا ہے تو اونکو رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے طلب کرتے ہین وہ فضل اور خوشنودی خداوند تعالے سے علامتین اونکی چہرون مین اثر سجدہ سے یہ صفات مذکور ہین اونکی توریت مین اور انجیل مین مذکور ہے۔ مثال زراعت کے کہ پہلے ایک نازک پتی نکلتی ہے پہر قوی ہوکر مضبوط ہوجاتی ہے اور اپنی ساق پر کہڑی ہوجاتی ہے تو کسان کو خوش کر دیتی ہے

یہ تمام آیت اوس گروہ کی شان مین ہے جو مومن پاک عقیدت اور صلح حدیبیہ مین رسول اللہ کی اطاعت کرنیوالے تہے اور جنکے حق مین نزول سکینہ ہوا۔ اصحاب ثلثہ اور اونکے گروہ

ہرگز اسمین داخل نہین حضرت عثمان تو موجود ہی نہ تھے حضرت عمر کی پوری خلافت صلح حدیبیہ اوپر ظاہر ہو چکی باقی رہے حضرت ابوبکر اور اونکے ہم مشرب سو یہ لوگ نہ یہان شریک ہوئے۔ نہ وہان ۔ اب فقط باقی رہے حضرت علی یا دیگر اصحاب شیعیان علی کہ جنہون نے رسول خدا کا ابتاع کیا پس یہی لوگ ان آیات اور مثال مندرجہ توریت و انجیل کی مصداق ہین اور درخت مندرجہ مثال کے بارہ مین صاف حدیث موجود ہے کہ ہمارے شیعہ برگ اوس درخت کے ہین علاوہ اسکے اگر کسیکو اسطرح یقین نہ آوے تو صفات مندرجہ آیات کو ایک ایک اصحاب کے حال سے مطابق کرنا چاہئے کہ اصحاب ثلثہ مین مطلق کوئی بھی صفت ان صفات مین سے نہ ملیگی :

بعض سادہ لوح حضرت عمر کی سخت بالون کو داخل شدت سمجھ لیتے ہین حالانکہ شدت بر کفار وہ ہی کہ جو میدان جنگ مین کفار پر کیجاوے جیسے کہ حضرت علی مرتضےٰ سے معارک جنگ بدر و احد و خندق و خیبر وغیرہ مین ظاہر ہوا۔ نہ کہ جناب فاطمہ کے گہر پر لکڑیان چن دینا اور ہبہ نامہ معصومہ سے چھین کر چاک کر دینا اس آیت کی مصداق ہو سکتا ہی بلکہ پوری مخالفت اشداء علی الکفار و رحماء بینہم کے ثابت ہوتے ہین ایسے ہی جو حضرت عثمان کو فساق و منافقین بنی امیہ پر رحم کرنے سے رحماء بینہم کی مصداق ٹہرانا عقل کے خلاف ہے خالص و مخلصین صحابہ عمار یاسر و حذیفہ وغیرہ پر اون کا شدت کرنا اور مروان وغیرہ پر رحمت کرنا صریح دلیل مخالفت صفات مندرجہ آیت ہذا کی ہے۔

رحماء بینہم کی مصداق بہی حضرت علی مرتضےٰ اور حسنین علیہم السلام تھے۔ کہ سورہ دہر مین رحمت و سخاوت مذکور ہے۔ تین روز تک خود فاقہ کرین اور مومنین مفلس کو عطا فرمائین۔ ضعیفہ مومنہ کے لئے پانی کی مشکین حضرت علی نے کہینچی بیوہ مسلمہ کے بچون کے لئے۔ رات کو تنور روشن کئے۔ اپنی حاجت پر ہمیشہ مومنین کی حاجت کو مقدم رکھا۔ اسلئے مولف اظہار الہدی کا ان آیات پر استدلال کرنا محض

فضول ہے ۵

قال شانہ دہم آیت رکوع ۱۔ سورہ حجرات پارہ ایضاً

ولکن اللہ حَبَّبَ الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق وَالْعِصْیَانَ اولٓئک ھم الراشدون ؕ ترجمہ۔ لیکن اللہ نے محبت ڈالی تمہارے دلین مین ایمان کی اور اچھا دکھایا اوسکو تمہارے دلون مین اور برا لگایا تمہاری طرف کفر اور گناہ اور بے حکمی کو۔ یعنی تمسے ہرگز کفر اور گناہ اور بے حکمی سرزد نہوگی وہ لوگ وہی ہین نیک چال پر۔ اقول وبہ نستعین۔ افسوس ہی کہ تیرہ ۱۳ سو برس سے بیچارے اہل سنت کو یہہ آیت عصمت صحابہ دستیاب نہوئی اب دیکھئے مولوی جہانگیر خان صاحب نے ذراسی توجہ سے صحابہ کی عصمت آیت قرانی سے ثابت کردی اب اس سے زیادہ عصمت اور کیا ہوگی کہ خدا یتعالی نے اقرار کرلیا کہ تمسے گناہ اور کفر اور فسق سرزد نہوگا اصل یہہ ہی کہ ہمارے مخاطب نہایت درجہ سادہ لوح ہین اونکو دراصل نہ تفہیم معنی قران کا مادہ ہے۔ نہ ترجمہ صحیح کرسکتے ہین نہ شان نزول آیت سے خبردار ہین —

اوطرہ اوسپر یہ ہی کہ تحریر آیات اور اوسکے معنی مین اپنی طرف سے تحریف و تبدیل کرتے ہین۔ جو ترجمہ مولف نے کیا ہی بالکل غلط ہی اور جو یہ مطلب نکالا ہی کہ تم سے ہرگز کفر اور گناہ اور فسق سرزد نہوگا۔ مخالف آیت قران ہی۔ اس آیت کی صاف معنی اور ترجمہ یہہ ہے ولیکن خدا نے دوست کیا ہی تمہاری طرف ایمان کو۔ یعنی حکم خدا یہ ہی کہ ایمان کو دوست رکھو۔ اور اپنے دلون مین اوسکی تزئین کرو۔ یہہ نہین ہے کہ اچھا دکھایا اوسکو تمھارے دلون مین۔ اور مکروہ کیا ہے طرف تمہارے کفر اور فسق اور گناہ کو۔ یعنی انسے بچنے کا حکم کیا ہے۔ پس جو لوگ اسکے عامل ہین وہی رشید ہین یہ تو بہت موٹی بات ہی کہ اگر خدا یتعالی صحابہ کو مخاطب کرکے یہہ فرماتا کہ تمہارے دلمین مین نے محبت ایمان کی ڈالدی اور اوسکو تمہارے قلوب مین مزین کردیا ہی اور مکروہ کردیا

ہے تمہارے دلون مین کفر اور فسوق اور عصیان کو تو ساتھ ہی اسکے یہ بھی ارشاد ہوتا وانتم ہم الراشدون۔ یعنی تم رشید اور ہدایت یافتہ ہو۔ اولٰئک ہم الراشدون نہ ہوتا اسکے کیا معنی کہ تعریف تو تمہاری اور رشید دوسرا قرار پاوے ۔

مولف اظہار الہدی نے اس آیت کا پہلا حصہ براہ تحریف درج نہین کیا اوس سے شان نزول آیت معلوم ہو جاتی یہہ آیت پوری اسطرح ہے یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسقٌ بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین واعلموا انّ فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولکنّ اللہ حبب الیکم الایمانَ وزینہ فی قلوبکم وکرّہ الیکم الکفرَ والفسوق والعصیانَ ؞ ؞ ؞

یعنی اے مسلمانون اگر کوئی دروغ گو یا فاسق کوئی خبر تمہارے پاس لاوے تو اوسکا تفحص کرو تاکہ کسی گروہ کو اپنی جہالت سے آفت مین نہ ڈالو پس پشیمان ہو جاؤگے اپنے افعال پر۔ یعنی کافر سے کوئی خبر سنکر تعجیل مت کرو اور کسی گروہ مسلمان کو کافر سمجھکر قتل مت کر ڈالو۔ اور جان لو کہ رسول اللہ صلعم درمیان تمہارے ہین۔ یعنی قول دروغ یا الغرض مت کرو۔ اگر وہ بہت سے امور مین تمہارا کہنا کرے تو البتہ تم ہلاکت مین پڑو۔ ولیکن خدا نے دوست کیا ہے طرف تمہارے ایمان کو اور اپنے دلون مین اوسکی تزئین کرو۔ اور مکروہ کیا ہے طرف تمہارے کفر اور فسق اور گناہ کو یعنی انسے بچنے کا حکم ہے۔ پس جو لوگ اسکے عامل ہین وہی رشید ہین ۔

شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت صلعم نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق پر عامل کر کے بھیجا اونمین باہم ایک خون کا جھگڑا پہلے سے تھا وہ بیچارے ڈر کے مارے ولید کے استقبال کو نکلے۔ ولید اون کے استقبال کو مقابلہ سمجھکر بھاگ آئی اور حضرت سے کہدیا کہ بنی مصطلق مرتد ہو گئے۔ حضرت نے خالد بن ولید کو مع ایک جماعت بنابر دریافت حال بھیجا اور ہدایت کی کہ جلدی نکرین۔ اور بخوبی تحقیقات و تفتیش کرین۔ اس بارہ مین یہ آیت نازل ہوئی

اصحاب ثلثہ سے اس آیت کو کوئی تعلق نہین۔ نہ کسی کی اس سے منقبت وفضیلت نکلتی ہے بلکہ ہدایت اور تہدید ہے۔ اگر خالد بن ولید کے اس معاملہ مین کوئی فضیلت پیدا کرو تو اور مذمت نکلے گی۔ کیونکہ باوجود اس ہدایت کے مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو انہون نے باوجود گذر جانے شہادت اونکی اسلام کے مرتدون کے شامل قتل کر ڈالا اور اونکی حسین زوجہ سے اوسی شب بلالحاظ عدت ہم بستر ہوئی۔ اسلئے ایسی آیات پر استدلال کرنا دلیل کم علمی ہے ــ قال آیت ہفتم رکوع ۱ سورہ حشر پارہ ۲۸ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارهم واموالهم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا الخ اقول وبہ نستعین۔ یہہ آیت فقراء مہاجرین کی شان مین ہے۔ اور وہ سب کے سب مومن صادق اور کامل مکمل مین اونکی فضایل مین کسیکو کلام نہین:

مگر مولف صاحب کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ آیت کس معاملہ مین نازل ہوئی ہے اگر ذرا بھی خبر ہو جاتی تو اسکے پاس بھی نہ پھٹکتے۔ یہہ آیت منجملہ آیات تصرف مال فی کے ہے جسمین آمدنی جایداد فدک وبنی النضیر وخیبر وغیرہ کی ہے اور خداوند تعالی نے اوسکو تین حصون پر منقسم کر کے ہدایت کی ہے کہ ایک حصہ خدا کا اور ایک حصہ رسول اللہ کا اور ایک حصہ ذوی القربی یعنی اہل بیت پیغمبر کا ہے اور حصہ خدا مین تشریح کی ہے کہ فقراء مہاجرین اور مسافر وغیرہ پاوین ایسا نہو کہ مالدار دولت سمجھکر متصرف ہون مولف صاحب کا استدلال اس آیت پر محض بے سود ہے۔ فقرا کی مناقب اغنیا پر کیسے صادق آئینگے ــ

ثبوت قرانی صاحب اظہار الہدیٰ کا ختم ہوا یعنی آگے ترجمہ کے قران مین کوئی آیت ایسی نظر نہین پڑی جس مین مہاجرین کا لفظ دیکہا ہو۔

روایت ایمہ کرام مندرجہ کتب شیعہ سے فضایل ومناقب اصحاب ثلثہ کا ثبوت

بعد حوالہ آیات قرانی کے مولف نے براہ سادہ لوحی اکثر کتب شیعہ کے حوالے دئے ہین اور اپنے ذہن مین سمجھا ہے کہ اون حوالون سے اثبات فضیلت اصحاب ثلثہ ہوتا ہے حالانکہ قضیہ منعکس ہے

یہہ امر ظاہر ہے کہ دور آیمہ علیہم السلام مین مخالفین کا اسقدر زور شور رہا کہ وہ بزرگوار امر حق کو سوائے اپنے معتبر شیعون کے ہرگز غیر کے روبرو بیان نہین کر سکتے تھے اگرچہ اوس زمانہ مین بھی عوام لوگ اس امر کو جانتے تھے کہ آیمہ علیہ السلام اصحاب ثلثہ سے تبرا کرتے ہین اور اسلئے عام لوگ اونکی طرف رجوع نہین ہوئے۔ یہی وجہ تو ہے کہ اہل تسنن باوجود تسلیم افضلیت و اعلمیت آیمہ اطہار کے ابوحنیفہ و شافعی وغیرہ کے مقلد ہوئے اور آیمہ علیہ السلام کی تقلید سوائے سادات عظام اور بعض قبایل انصار و اولاد شیعان حیدر کرار کے اور کسی نے نہ کی۔ اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اکثر لوگ امراؤ سلاطین کیطرف سے بطور مخبری آیمہ علیہ السلام کے پاس اسی تفتیش کے لئے آیا کرتے تھے اور معتقد خاص بنکر اصحاب ثلثہ کے بارہ مین سوالات کیا کرتے تھے لیکن حضرات ایمہ دوست اور دشمن کو بروی علم امامت شناخت کر لیتے تھے پس جب دشمن نے پیرایہ مخبری مین نسبت اصحاب ثلثہ سوال کیا اوسکے روبرو بروی تقیہ ایسے الفاظ نسبت اصحاب ثلثہ بیان فرماتے کہ ظاہر پرست اونکو مناقب خیال کرتے اور اصلی معنی اوسکے مذمت پر محتوی ہوتے ایسے اکثر معاملات پیش آئے ہین۔ ایک شخص خلفاء بنی عباس کا مقرب خفیہ مذہب شیعہ رکھتا تھا لوگون نے بادشاہ سے مخبری کی کہ وہ مقرب شیعہ ہے۔ بادشاہ اسکی تصدیق مین ہوا۔ اودہر امام علیہم السلام نے اوسکو خط لکھا کہ آیندہ اسطرح وضو کیا کر تین کلیان اور تین مرتبہ ناک مین پانی اور تین مرتبہ مونہہ دہو اور پہر دونون ہاتھ کہنیون تک دہو کر سر پر مسح کرو اور کانون مین انگلی دیکر گردن کا مسح کرو اور پھر پیرون کو دہوو۔ مقرب مذکور امام کا خط پہونچتے ہی

بہ تعمیل ارشاد اسیطرح وضو کرنے لگا ایک روز بادشاہ نے یہہ خیال کیا کہ اسکو مخفیہ کسی جگہہ سے وضو کرتا ہوا دیکھو کہ اسکے مذہب کا حال معلوم ہوجائیگا۔ چنانچہ بادشاہ نے کسی جگہہ مخفی سے اوسکو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو مطابق اپنے طریق کے پایا۔ مخبر کو اوسیوقت سزا دی اور مقرب کا درجہ بڑہایا بعد اسکے امام علیہم السلام نے لکھہ بھیجا کہ آیندہ بموجب طریقہ اہل بیت وضو کیا کر۔ تب اوس مقرب کو مخبری وغیرہ کا حال معلوم ہوا۔ اگر یہہ تحریر امام کے کسی غیر شخص کو ملجاتی تو کتنی بڑی سند اپنے طریقہ کے وضو کی سمجھتا کیونکہ اصلیت معاملہ سے تو اوسکو آگاہی نہین تھی۔ پس مولف کا یہ استدلال کہ حضرت ابوبکر کو کسی امام نے ابوبکر صدیق کہا تو اوس سے اونکو کوئی فائدہ نہین پہنچا کیونکہ غیروں کے روبرو براہ تقیہ فرماتے تھے اس زمانہمین تمام شیعہ اہل سنت کی دلداری کے لئے اصحاب ثلثہ کی نسبت تعظیمی الفاظ استعمال کرتے ہین حالانکہ بروی عقاید مذہبی وہ اسکے مخالف ہین اور اس زمانہ مین تو آزادی ہر طرح کی حاصل ہے اور اوس زمانہ مین بغیر تقیہ کے جان بچانا دشوار تھا۔ اگر کوئی موقع کسی کے سوال یا اصرار پر اونکی نسبت ذکر کرنے کا ہوتا تو اوسکو بلطایف الحیل ٹالتے اور اگر اغماض ممکن نہوتا تو ایک لفظ ایسے ذو معنیین بیان کرتے کہ حق سے بھی انحراف نہو اور سایل بھی بدگمان نہو پس اگر اس قسم کا کوئی لفظ کتب شیعہ مین پایا بھی جاتا ہے تو وہ بروی تقیہ ہے اور بعض مقامات پر ذو معنیین ہے۔

بعض لوگ سادہ لوح اون الفاظ کو محمول بہ تعریف صحابہ سمجھکر سنداً پیش کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ جب عقاید شیعہ اسکے خلاف ہین تو اون الفاظ سے اونپر کب حجت ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی مولف اظہار الہدی نے بعض فقرات مندرجہ نہج البلاغت وغیرہ کتب شیعہ کی عبارت سے سند پیش کی ہے کہ حضرت علی نے فلان شخص کی تعریف مین کچھ کلمات فرمائے اور فلان سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہین یا حضرت عمر ہین۔ لیکن اونکو

صاحب کی کم فہمی تو اسی سے ثابت ہے کہ اگر اسمین کوئی راز مستتر نہ تھا تو نام لینے سے کیون کراہیت ہوئی اور بجاے نام فلان کیون فرمایا اسکی وجہ یہ ہی ہے کہ اوس کلام مین اشارات وکنایات ہین اور مشار الیہ کی سخت مذمت ہے مگر بنظر تقیہ نام ظاہر نہین کیا ہے۔ چنانچہ مولف اظہار الہدی فرماتے ہین +

قال المولوی جہانگیر خان ۔ اول قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک بڑی معتبر کتاب ہے مرقوم ہے۔ للہ در فلان فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنة خلف البدعة ذهب نقی الثوب ۔ الخ۔

یعنی خدا انعام کرے فلانے پر البتہ اوسنے کجی کو سیدھا کیا اور ستون کی اصلاح کی کھڑا کیا سنت کو پیچھے ڈالا بدعت کو۔ پاکدامن گیا کم عیب۔ پائی اوسنے خوبی خلافت کی اور آگے گیا فساد خلافت سے۔ ادا کی خدا کیطرف بندگی اوسکی پرہیزگاری کی جیسی کہ چاہیے کوچ کیا اور چھوڑ گیا راہین پیچ در پیچ کہ اون مین گمراہ راستہ نہین پاتا اور راہ پانیوالا یقین کرتا ہے

اقول وبہ نستعین ۔ یہہ امر تو ناظرین کو بادی النظر مین ہی معلوم ہوگا کہ کلام حضرت علی مرتضے کی معمولی عبارت نہین ہے اور جو الفاظ عموماً ان معنی مین بولے جاتے ہین اونکو استعمال نہین کیا ہے بلکہ غور و فکر کے ساتھ ایسے الفاظ تلاش کئے ہین کہ دوسرے معنی پر بھی دلالت کرتے ہون تم نے جو اوپر روایت تقیہ کا بیان کیا ہے اوسکے ثبوت کے لئے فقط یہہ ہی عبارت نہج البلاغت کافی ہے ۔ ناظرین غور کرین ہر فقرہ پر ۔ اول قوم الاود ۔ جسکے معنی ۔ اظہار الہدی نے لکھے ہین کہ کجی کو سیدھا کیا۔ لیکن اسکے معنی یہہ ہی ہو سکتے ہین کہ کجی کو قایم کیا۔ وداوی العمد ۔ جسکے معنی اصلاح ستون لکھے ہین یہہ ہی ہو سکتے ہین کہ ٹیڑہا کیا ستون کو اور سیاق عبارت مقتضی اسی کا ہے کہ فلان ایسا تہا کہ اوسنے کجی کو قایم کیا اور ستون قویم دین اسلام کو کج کر دیا۔ اقام السنة ۔ جسکے معنی کھڑا کرنا سنت لکھا ہے۔ کھڑا کرنا ضد جاری مین بولا جاتا ہے۔ پس سنت کے کھڑا کر دینے سے یہ مطلب بھی

ہوسکتا ہے کہ اجزائی سنت کو بند کردیا خلف البدعۃ کے صاف معنی ہین کہ بدعت کو دنیا مین اپنے بعد چھوڑ گیا ذھب نقی الثوب اسکے معنی صاف ہین کہ پاکدامنی کو دور کر گیا مولف نے ذھب کے معنی گیا غلط لکھے ہین بلکہ لیگیا دور کر گیا کھو گیا وغیرہ وغیرہ ہوسکتے ہین قلیل العیب کوئی صفت نہین السلام علی نبّاش الاول کا مضمون ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ بہ نسبت دوسرون کے اوسکے عیب کم تھے احباب خیرھا کے معنی مولف نے لکھے کہ پائی اوسنے خوبی خلافت کی اسکے یہ معنی ہین کہ گرا گیا اوسکی نیکی کو اگر ضمیر راجع بطرف خلافت ہے تو صاف مطلب یہ ہے کہ نہایت بیجا طور سے خلافت کی۔

وسبق شرھا۔ آگے کہا فد خلافت سے اسکے یہہ بھی معنی ہوسکتے ہین کہ سبقت لیگیا بدی مین ادّی اللہ طاعتہ جسکے معنی مولف نے یہ لکھے ہین۔ ادا کی خدا کیطرف بندگی اوکی اسکے یہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ اولٹ دے خدا طاعت اوسکی یعنی طاعت اوسکی مبدل بمعصیت کردے۔ آگے بہت صاف عبارت مذمت ہے کہ لوگون کو گمراہی مین ڈالکر کوچ کر گیا اور وہ لوگ اوس گمراہی مین ہدایت نہین پاسکتے ہین مگر یقین یہ کرتے ہین کہ ہم راہ پانے والے ہین۔ اب مولف صاحب کا نہایت چونک کر یہ فرمانا کہ ہان خوب یاد آئی کہ شیعیان حساد نے بجائے نام حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کے فلان بنا دیا کسقدر عقل کے خلاف ہے اگر بالفرض شیعون نے ایسا کیا تو آپکو اون کا شکریہ ادا کرنا لازم تہا نہ کہ اولٹی شکایت زیبا تھی قال دوم از کشف الغمہ۔ سئل الامام ابوجعفر علیہ السلام عن خلیفۃ السیف ھل یجوز قال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ و قال الراوی اتقول ھکذا۔ الخ یعنی سوال کیے گئے امام ابوجعفر علیہ السلام تلوار کے زیور سے کہ آیا جائز ہے پس فرمایا آپنے ہان ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا زیور سے پس کہا راوی نے آیا تم بھی کہتے ہو ایسا۔ یعنی کہا آپ سے ابوبکر کو ابوبکر صدیق کہتے ہین۔ پس اچھل پڑے امام اپنی جگہہ سے۔ پس فرمایا ہان مین کہتا ہون صدیق ہان مین کہتا ہون صدیق

ہان مین کہتا ہون صدیق اور جو کوئی اوسکو صدیق نہ کہے نہ سچا کیجیو اللہ اوسکے قول کو دنیا اور آخرت مین ۔ دیکھو امام محمد باقر نے ابوبکر صدیق کہا سایل جو شیعہ تھا اوسنے بطور تعجب کے عرض کیا کہ کیا آپ بھی اونکو صدیق کہتے ہین ۔ الخ

اور اس روایت کی تائید مین تین حوالے اور دیے ہین جنمین ابوبکر کا صدیق موسوم ہونا درج کیا ہے ۔ اول حوالہ تفسیر علامہ طبرسی ذیل آیۃ والذین جاء بالصدق وصدق بہ اولئك هم المتقون کہ علامہ طبرسی نے لکھا ہے کہ قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق ابوبکر ۔ دوم حوالہ تفضیل شیعہ کہ بحوالہ حدیث ابوداؤد لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جنت مشتاق تین شخصون کی ہے تو لوگون نے ابوبکر سے کہا کہ تم صدیق ہو اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہو حضرت سے دریافت کرو کہ وہ تین کون ہین سیوم بحوالہ احتجاج طبرسی روایت نقل کی ہے کہ جبل حرا جنبش کی تو فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ تجھپر سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے اور کوئی نہین ہے

اقول وبہ نستعین ۔ استدلال مولف سے یہ امر تو ثابت ہوا کہ لوگ متعجب ہوتے تھے کہ امام نے حضرت ابوبکر کو صدیق کیون کہا اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ صحابہ کا سب و شتم جایز جانتے ہین اب رہا یہ امر کہ سایل کون تھا آیا مخالفین کا مخبر تھا یا شیعہ ۔ اور اگر شیعہ تھا تو اوسوقت مجلس مین کوئی غیر شخص موجود تھا کہ جسکے خوف سے ایسا فرمایا ۔ پس ایک تو سایل کا متعجبانہ یہہ کہنا کہ کیا آپ بھی اونکو صدیق کہتے ہین دلیل اسبات کی ہے کہ وہ غیر مذہب تھا اگر شیعہ ہوتا اور اسقدر بیوقوف بھی ہوتا کہ محل اور موقع پر نظر نکرتا تو یہہ کہتا کہ آپ کیون اونکو صدیق کہتے ہین یہ تو پوچھتا کہ آپکے نزدیک بھی وہ صدیق ہین دوسرے یہ کہ امام کا جواب خود دلیل اس امر کی ہے کہ سایل سنی تھا اگر شیعہ ہوتا تو اوسکو حوالہ ابوبکر صدیق سے حکم جواز لعن کرتے کیونکہ حضرت ابوبکر بالاتفاق شیعہ و سنی مجتہد نہ تھے اور امام ہرگز شیعہ کو حکم

تقلید غیر مجتہد کا نہین دے سکتے تھے نہ کبھی کسی امام نے خلفاء کے حوالے سے کوئی مسئلہ شیعون سے فرمایا ہے۔ ہان سنی تقلید کے لئے مجتہد کی حاجت نہین رکھتے اونکے نزدیک امارت کافی ہے اور امام کا کام یہہ ہے کہ جیسا شخص اونکی خدمت مین حاضر ہوکر سوال کرے ویسا ہی اوسکو جواب دین یعنی اگر کوئی یہودی اور نصارا بھی آپسے مسئلہ دریافت کرتا تو آپ بروی توریت و انجیل جواب مسئلہ دیتے اسی لئے جناب علی مرتضےٰ کی شان مین مفتی ہر چہار دفتر وارد ہے۔ اسلئے صاف ظاہر ہے کہ لفظ صدیق پیروی تقیہ فرمایا علاوہ اسکے لوگون نے کثرت استعمال سے اونکا نام صدیق ڈالدیا تھا جیساکہ الور مین ایک پہلوان کا نام صدیق تھا تو محض نام ہوئے سے درجہ صدیقت جو بمرتبہ انبیاء ہے حاصل نہین ہو سکتا۔ ورنہ جناب سرور کائنات صلعم نے کبھی لقب صدیق حضرت ابوبکر کو نہین دیا بلکہ صدیق اکبر در اصل لقب جناب علی مرتضےٰ کا ہے اور فاروق بھی اونھین کا لقب ہے غصب خلافت کے ساتھہ یہہ القاب سے غصب ہوئے کتب احادیث معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہے کہ سوائے حضرت علی مرتضےٰ کے اور کوئی شخص امت محمدی مین صدیق نہین آپ ہی فقط صدیق ہین۔ اخرج الطبرانی عن سلمان و ابوذر رضی اللہ عنہما معاً ان النبی صلعم قال لعلے ان ھذا اول من آمن وھو اول من یصافحنی یوم القیامت و ھذا الصدیق الاکبر وھذا فاروق ھذا الامۃ یفرق بین الحق والباطل وھذا یعسوب المومنین الخ یعنی روایت کی ہے طبرانی نے سلمان و ابوذر رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ یہہ وہ ہے جو اول سب سے پہلے ایمان لایا یہہ وہ ہے جو قیامت کے دن سب سے پہلے مجھسے مصافحہ کرے گا اور یہی ہے صدیق اکبر اور یہہ ہی ہے فاروق اس امت کا کہ فرق کرے گا درمیان حق و باطل کے اور یہہ ہی ہے یعسوب مومنین کے لئے (یعنی سردار) حق و باطل مین واقعی سوائے جناب علی مرتضےٰ کے اور کسی نے فرق نہین کیا ورنہ عام لوگ سب اصحابون کو بزرگ اور نیک سمجھتے تھے آپکے ہی ذریعہ سے

تشخیص مومن و منافق کے صحابہ مین ہوئی ۞

واخرج النسائی والحاکم ایضا عن عباد بن عبد اللہ قال سمعت علیا یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر الخ :

یعنی روایت کی ہے امام نسائی اور حاکم نے اپنی صحیح اور کتاب مستدرک مین عباد بن عبد اللہ سے کہ کہا اوسنے سنا مینے حضرت علی کو یہہ کہتے ہوئے کہ مین بندہ خدا ہون اور رسول اللہ کا بھائی ہون اور مین صدیق اکبر ہون +

حافظ ابو نعیم نے یعنی حلیۃ الاولیاء مین یہہ روایت درج کی ہے علاوہ انکے امام فخر الدین رازی امام ثعلبی امام احمد بن حنبل مسند خود مین اور ابن شیرویہ کتاب فردوس مین اور ابن المغازلی روایت کرتے ہین کہ صدیق تین شخص ہین حبیب نجار کہ مومن آل یٰس ہے اور حزقیل کہ مومن آل فرعون ہے اور حضرت علی مرتضےٰ کہ اون دونون سے افضل ہین روایات مذکورہ بالا سے یہہ امر تو ثابت ہو گیا تھا کہ مذہب اہل سنت و جماعت کی رو سے بھی حضرت علی مرتضےٰ ہی صدیق اکبر ہین لیکن مندرجہ ملحقہ بالا سے ثابت ہوا کہ امت محمدی مین سوائے حضرت علی کے اور کوئی صدیق نہین ہے یہان سے حضرت ابو بکر کی صدیقیت قطعی باطل ہوتی ہے اگر ہمارے مخاطب کتب عربیہ کے مطالعہ سے قاصر و عاجز ہون تو ہم فارسی سے کتب کا حوالہ دیتے ہین ۔ دیکھئے مدارج النبوت مین شیخ عبد الحق دہلوی اور مولوی مبین سنبھالوی وسیلۃ النجات مین نقلاً عن المدارج لکھتے ہین ۔ تسمیہ کرد او را ابو طالب بعلی و تسمیہ نمود پیغمبر خدا صلعم او را بصدیق و لقب کرد بامین و شریف و ہادی و مہدی و اذن واعیہ و یعسوب المؤمنین +

مویدان روایات کے مولف صاحب کا وہ استدلال بھی ہے کہ جو اجتماع طبرسی کے قصہ جنبش کوہ حرا کا لکھا ہے کہ اوسمین صاف طور سے حضرت علی نے اپنی نسبت رسول اللہ صلعم کا صدیق و شہید فرمانا بیان کیا ہے ۔ مگر ہمارے مخاطب صاحب

کم روایات

لفظ صدق پہ۔ ایسے گرویدہ ہین کہ جسکی شان مین یہہ لفظ لکھا ہوا دیکھینگے اوسکو حضرت
ابو بکر سے ہی منسوب کرین گے

علامہ طبرسی کی تفسیر مین اگر قیل کے بعد ابو بکر کا صدیق ہوتا درج ہے تو کوئی تعجب کی بات نہین مفسرین کا قاعدہ ہے کہ ہر رطب و یابس روایات لکھتے ہین قابل احتجاج اونکا وہ قول ہوتا ہے جہان قول فیصل لکھتے ہین۔ کتب شیعہ مین کیا روایات عامہ نہین ہین جو یہ خیال کیا جاوے کہ علماے نے اقوال اہل خلاف کو اپنی کتب مین درج نہین کیا۔ صد ہا روایات اہل خلاف کی لکھکر تردید کرتے ہین ایسا ہی کتب و تفاسیر اہل سنت کا حال ہے کہ محدث و مفسر روایات موضوعہ تک لکھہ جاتے ہین اور قول فیصل مین اوسکی تحقیق لکھتے ہین کہ فلان روایت موضوعہ ہے جیسا کہ اکثر محدثین و مفسرین کی عادت اور خصوصاً جو روایت لفظ قیل کے بعد درج ہو اوسکی نسبت حجت کرنا تو بیشک ایسے ہی عالم کا کام ہے جیسے کہ ہمارے مخاطب ہین

علاوہ ازین سیاق آیت ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت ابو بکر سے کچھ علاقہ نہین کیونکہ جب آیت مین اولئک ہم المتقون درج ہے جسکی مصداق شخص واحد نہین ہو سکتا بلکہ ایک جماعت مومنین اس سے مراد ہے لیکن قضیہ صلح حدیبیہ اور معارک جنگ مین تنہا چھوڑ جانا رسول خدا صلعم کو اور حملہ آور ہونا رسول خدا پر عقبہ مین۔ اور انکار کرنا تمسک ثقلین سے اور تخلف کرنا جیش اسامہ سے اور نہ حاضر ہونا کفن و دفن رسول خدا مین اور غصب کرنا حقوق اہل بیت پیغمبر مستلزم اس امر کے ہین کہ اصحاب ثلثہ اس آیت شریف کے مصداق نہین ہین ؛

ہمکو نہایت تعجب اس امر کا ہے کہ مخاطب نے اپنی تالیف کو کسطرح انوار الہدیٰ کا جواب مشہور کیا ہے اوسکے مطالب اور مقاصد پر شاید مخاطب نے نظر نہین کی یا اوسکی تردید کرنے سے قاصر ہوئے ؛

انوار الہدی کا اصلی مقصد یہہ ہے کہ جو آٹھہ صفات خلیفہ بر حق کی قرار دی گئی ہین وہ بالاستیعاب اور بہیئت مجموعی حضرت علی مرتضے مین موجود پائی جاتی ہین اور خلفاء ثلثہ مین ایک بھی صفت منجملہ صفات خلافت ثابت نہین ہوئی جواب اوسکا البتہ یہہ ہو سکتا تھا کہ صفات مقررہ فلان فلان وجوہ سے قایم کرنیکے قابل نہین ہین یا بصورت تسلیم فلان فلان وجوہ سے وہ صفات خلفاے ثلثہ مین پائے جاتے ہین لیکن مخاطب نے اسکی بحث ہی نہین کی اور ایسے سکوت مین گئے کہ جہان آخر تالیف مین بقید بعض صفحات انوار الہدی بعض مضامین پر اعتراضات کئے ہین اون صفحات کو بالکل چھوڑ دیا ہے جنمین صفات خلافت اور ثبوت اون کا درج ہے۔ اور بجاے اوسکے یہہ لکھا کہ فلان آیت مین مہاجرین کی تعریف ہے یا فلان امام نے حضرت ابو بکر کو صدیق کہا تھا۔ پس اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ مخاطب صاحب کا کلی اطمینان ہو گیا کہ واقعی خلیفہ بر حق مین جو صفات ہونے چاہئین وہ خلفاء ثلثہ مین پائی نہین گئین صرف حضرت علی مرتضے مین اون کا موجود ہونا ثابت ہوا ہے مخاطب نے جو بحث خلافت کو قطعی ترک کر کے بعض آیات قرانی کے حوالے مشعر بفضایل مہاجرین و انصار دئے ہین اونسے مطلب مولف صاحب کا یہہ ہی پایا جاتا ہے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت تو غیر جایز قرار پائی اب جسطرح ممکن ہو اونکو زمرۂ مومنین مین تو شامل رکہین اور اسکی طرف کچھ خیال نہین کیا کہ جب خلافت ہی ناجائز قرار پاجاویگی تو پھر یہ امید کیسے پوری ہو سکتی ہے

اگرچہ انوار الہدی مین ہمنے اس امر کی بحث مطلق نہین کی تھی لیکن اس رسالہ مین ہمکو مجبوراً مولوی جہانگیر خان کی بدولت لکھنا پڑا۔ اور اگر ہم تمام آیات مستدلہ مخاطب کے مطلب کو موافق مرضی مخاطب تسلیم بھی کر لین تو بھی ہمارے مقصد کے خلاف نہین کیونکہ جمیع آیات مستدلہ مخاطب اونکے عقیدے کے بموجب حضرت علی مرتضے پر صادق آتی ہین بلکہ بروایت ابن عباس مندرجہ حلیۃ الاولیا للامام الحافظ ابو نعیم

جہان کہین قران شریف مین خطاب یا ایہا الذین آمنوا آیا ہے اور تہدید و دہمکی نہین ہے اوس گروہ کے رئیس و امیر جناب علی مرتضےٰ ہین اور اصحاب ثلثہ کی نسبت اون روایات کا بہہ وجوہ صادق آنا خود روایات اہل سنت و جماعت سے بھی مشکو ہے۔ اور حضرت علی بہہ وجوہ اون آیات کے مصداق ہین پس بمقابلہ افضل کے مفضول پر استدلال کرنا خلاف عقل ہے۔

قال سیوم۔ حوالہ فقرات خط معاویہ بن ابی سفیان مندرجہ شروع نہج البلاغت کہ فرمایا حضرت امیرؑ نے۔ لعمری ان مکانہما من الاسلام لعظیم۔ جسکا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اپنی جان کی قسم مرتبہ اون دونون کا اسلام مین بڑا ہے۔ اور ضمیر دونون کیطرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ہے

اقول وبہ نستعین۔ سخت افسوس ہے کہ من الاسلام کا ترجمہ اسلام مین کیا جاوے من کے معنی ہندی مین سے ہوتے ہین جسکا مطلب اور ترجمہ صریحاً یہہ ہوگا۔ کہ مکان یا جگہہ اونکے اسلام سے البتہ بڑی دور ہے

اور اگر بفرض محال ہم ترجمہ مخاطب کو بھی تسلیم کرلین تو بھی اونکا مطلب حاصل نہین ہو سکتا در بارہ خلفاے ثلثہ فقط ایمان کی بحث ہے اسلام کی بحث ہرگز نہین ہے اونکے مسلمان ہونے مین کسی شیعہ کو کلام نہین ہے۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ مسلمانون نے اونکو اپنا سردار مقرر کیا تھا اور سرداری بھی اونکی ایسی قایم ہوئی کہ اونکے بعد ایسے دنیاوی خلافت بلانزاع و خلاف بہت کم قایم ہوئی مگر اس استدلال مخاطب سے اثبات مومنیت نہین ہوسکتا:

اور جو کچہ فرق درمیان مومنین اور مسلم کے ہے وہ محققین پر پوشیدہ نہین اور ہم بھی اسکے معنی سمجہاے دیتے ہین کہ مسلمان اوس شخص سے مراد ہے کہ جو بظاہر ارکان اسلام ادا کرتا ہے اور مومن وہ ہے کہ جو دل سے بھی اسکی تصدیق کرتا ہو چنانچہ

ایمان و اسلام کی تشریح خود جناب باری تعالی نے سورہ حجرات مین اسطرح فرمائی ہے۔

قولہ تعالی قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ۔

یعنی اعرابی کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ۔ کہہ اے محمد اون سے کہ تم ایمان نہین لائے ہو یہہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے

پس دران حالیکہ اسلام اصحاب ثلثہ مسلمہ فریقین ہے تو پہر اوسپر سند لانا موءلف اظہار الہدی کا تحصیل امر حاصل ہے ہان اگر کوئی دلیل مومنیت کی پیش کرتے تو مضایقہ نہ تہا

دوسرا فقرہ خط مذکور کا ذو معنی ہے ۔ مصاب کے معنی جسطرح واقعہ وفات کے لئے ہین واقعی نصب خلافت کے بہی لے سکتے ہین یعنی جس فقرہ کے یہہ معنی لگائے ہین کہ واقعی اونکی وفات کا اسلام مین بڑے جرح کا سبب ہوا ۔ یہ بہی اوسکے معنی ہو سکتے ہین کہ نصب ہونا اون کا خلافت پر اسلام مین بڑے جرح و نقصان کا باعث ہوا

قالی بہ نمبر چہارم ۔ صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا مستند عالم ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے اور خلاصہ روایت یہہ ہے کہ ایک جماعت جو اصحاب ثلثہ کے بارہ مین کلام کر رہے تہے امام نے اونسے پوچہا کہ تم گروہ مہاجرین مین سے ہو وہ بولے کہ نہین پہر پوچہا کہ انصار سے ہو وہ بولے کہ نہین تب فرمایا امام نے کہ تم مصداق اس آیت کے نہین ہو ۔ والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غل للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم

دیکہو اس گروہ کو امام صاحب نے گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج فرمایا ۔

اقول وبہ نستعین ۔ یہہ مولف صاحب کی عجیب سمجہہ ہے کہ اصحاب ثلثہ کا صرف ذکر کرنے سے آدمی گمراہ ہوجاوے بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاوے ۔ سبحان اللہ ایک وہ حضرت ہین جنکی شان مین مخبر صادق فرماتے ہین ذکر علی عبادت علی کا ذکر داخل عبادت ہے

یہ بین تفاوت وہ از کجاست تا کجا۔

اب ہم طالبان حق کو اصل روایت کیطرف متوجہ کرتے ہین کہ آیت محولہ اولاد مہاجرین وانصار کے حق مین ہے اور وہ جماعت جو اصحاب ثلثہ کا ذکر کر رہے تھے بحسب اعتراف خود ہر دو گروہ مین سے نہ تھے تو ظاہر بات ہے کہ وہ لوگ مصداق اس آیت کے نہ تھے پس اگر امام علیہ السلام نے یہ ہی فرمادیا کہ تم اس آیت کے مصداق نہین ہو تو کیا بیجا ہوا۔ پس اگر حسب خیالات مولف جو لوگ مہاجرین وانصار کے اولاد سے نہین ہین وہ اسی لئے گمراہ اور دایرہ اسلام سے خارج ہین تو وائے بر حال افغانان و دیگر نومسلمانان۔ اور اگر ذکر فقط ذکر مبارک حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بزعم مخاطب گمراہ کرنے والا اور دائرۂ اسلام سے نکلنے والا ہے تو وائے بر حال اوسکے کہ جو کتابین اونکے حالات مین تصنیف کرے۔

اب اہل انصاف غور فرماوین کہ مولف صاحب نے اس روایت کی تحریر سے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے۔

قال بہ نمبر پنجم۔ بحوالہ روایت تفسیر منسوبہ با مام حسن عسکری علیہ السلام لکھا ہے کہ جب خدا یتعالی نے حضرت موسیٰ کو مبعوث کیا۔ اور مشرف بفضائل کثیرہ فرمایا تو حضرت موسیٰ نے بروے فخر و مباہات عرض کیا کہ اے بار خدا مجھسے بھی زیادہ بزرگ کوئی نبی تیرے نزدیک ہے تو جواب دیا خدا یتعالی نے کہ ہان محمد مصطفےٰ میرے نزدیک تجھے اور جمیع انبیاو مرسلین سے مکرم ہے ایسے ہی آل اوسکی جمیع انبیاو مرسلین کے آل سے اور اصحاب اوسکے تمام انبیاو مرسلین کے اصحاب سے افضل ہین۔ اور امت اوسکی جمیع امم سے افضل ہے۔ دیکھو امام حسن عسکری کیسے کیسے فضائل اصحاب اور امت محمدی کے بیان کرتے ہین اگر تم امام کو بھی جھوٹھا سمجھو تو تمکو خدا سمجھے۔

اقول وبہ نستعین۔ یہ مولف صاحب کے بالکل سادہ لوحی ہے۔ اور یہہ قول کسی شیعہ

کا نہین ہے کہ جناب سرور کائنات کے سب اصحاب بُرے تھے بلکہ یہہ کہا گیا ہے کہ اونمین اچھے بھی ہین اور برے بھی ہین اور یہ ہی بات انبیا کے اصحاب مین تھی حضرت موسی کی لوچھہ لاکہہ اصحاب اور نقباء اثنا عشر مین صرف یوشع اور کالب دو ہی شخص کامل نکلے اور باقی سب ہمارے حضرت کے اصحاب کے مانند تھے بلکہ انسے زیادہ غیر کامل تھے اور یہ بات بھی واضح رہے کہ حضرت موسی کے جو اصحاب مومن اور کامل تھے اونسے ہمارے حضرت کے اصحاب مومن نہایت درجہ افضل تھے! اور جو اصحاب اونکے غیر کامل اور غیر مومن تھے اونسے ہمارے حضرت کے عام صحابی افضل تھے۔ اور یہہ امر بہت صاف اور ظاہر ہے کیونکہ حضرت موسی کے بعض منافقین اصحاب کو زمین نگل گئی قصہ قارون اور اوسکے ہمراہیان کا عام مشہور ہے اور ہمارے حضرت کے منافقین صحابہ پر کوئی عذاب دنیاوی نازل نہین ہوا فقط مواخذہ عقبی پر اکتفا کیا گیا۔ اصحاب موسی نے حضرت ہارون سے مخالفت کر کے گوسالہ پرستی اختیار کی اور اس جرم مین علاوہ عذاب عقبی تلوار سے دنیا مین قتل کئے گئے۔ ہمارے حضرت کے اصحاب نے حضرت علی مرتضے سے مخالفت کی تو فقط عذاب و مواخذہ آخرت ہے اونپر باقی رہا دنیا سے ناکام نہ گئے اسلئے ظاہر بات ہے کہ ہمارے حضرت کے اصحاب دیگر انبیا کے اصحاب سے افضل ہین اور ہم بھی اس بات کے قایل ہین۔ مخاطب صاحب کو بالیقین حضرت موسی کے اصحاب کا حال معلوم نہ تھا ورنہ وہ اس روایت پر استدلال نکرتے۔ ہمارے حضرت کے اصحاب تو رسول خدا اور اونکی اہلبیت سے ہی پھر گئے تھے مگر حضرت موسی کے اصحاب تو خدا سے بھی پھر کر یک لخت گوسالہ پرست ہو گئے تھے اسلئے اصحاب محمدی ظاہرا اصحاب موسوی کر افضل ہین۔

قال بہ نمبر ششم۔ حدیقہ سلطانیہ مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے اپنی وفات سے پیشتر ایک جم غفیر صحابہ سے کہا تھا۔ کہ خدا شما را نیز جزاء خیر دہد

اقول اس سے مولف کو کوئی فائدہ نہین پہونچتا جنہون نے رسول خدا کی فرمانبرداری کی

اونکو ضرور خدا یتعالی جزاء خیر دے گا۔ لیکن ایسے بھی تو کئی ایک تھے کہ مخالفت جیش اُسامہ سے مصداق لعن اللہ من تخلف عنہا کی ہوئی۔ اور ایسے بھی تھے کہ جنکو بشہادت حدیث صحیح بخاری۔ قوموا عنی کہکر اپنے مکان سے نکلوا دیا۔

قال بہ نمبر ہفتم۔ جامع اخبار مین لکھا ہے کہ جسنے نبی کو بُرا کہا وہ قتل کیا جاوے اور جسنے صحابے کو بُرا کہا اوسکے دُرّے مارے جاوین +

اقول صحابی سے مراد اصحاب مومنین ہین منافقین صحابہ کو بُرا کہنا اہل سنت کے نزدیک ناجائز نہین بلکہ محققین اہلسنت کی تالیفات مین اونکے نام کے ساتھہ لعنت لکھی ہوئی ہے غرضکہ جن لوگون کے ایمان اور نفاق مین ہی بحث ہو اونکو تو علیحدہ رکھئے لیکن حضرت علی مرتضےٰ کے ایمان مین تو کسی شیعہ و سنی کو کلام نہین سب متفق ہین اور روایات صحیحہ اہل سنت سے ثابت ہی کہ معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی مرتضےٰ کو بُرا کہا اور لوگون سے بُرا کہلوایا کہ ازالۃ الخفاء اور دیگر کتب احادیث سے ہم اسی رسالہ مین سعد ابن وقاص سے روایت کر چکے ہین۔ تو بڑے شرم کی بات ہے افضل الصحابہ کے برا کہنے والے کو تو مولف صاحب بلفظ حضرت اور رضی اللہ عنہ تحریر فرماوین اور دُرّے مارنے کی روایت کو بالکل بھول جاوین اور جو لوگ بحسب استدلال مولف خود دُرون سے پیٹنے کے قابل ہین اونکے بُرا کہنے والون پر طعن کیا جاوے اور اونکو رافضی وغیرہ بُرے القاب سے یاد کیا جاوے۔ اگر وہ اس کار نمایان سے رضی اللہ عنہ کہلانے کے قابل ہوئے تو کیا یہہ رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کے بھی لایق نہ ٹھہیرے حضرت علی بقول خدا یتعالی نفس رسول ہین ساب اون کا واجب القتل ہے نہ لایق اعزاز و احترام۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

قال بہ نمبر ہشتم۔ بموجب کتب شیعہ غیبت اور بہتان اور افترا بہت بڑے عیب ہین۔ چہ جائیکہ صحابہ کے حق مین تو بڑا گناہ ہوگا

اقول وبہ نستعین۔ بحمد اللہ کہ شیعہ ان تمام عیوب سے پاک ہین نہ خود ارتکاب اونکا کرتے

ہین نہ اونکے اکابر و قدمانے ان افعال کا کبھی ارتکاب کیا۔ اب آپ ہی انصاف کرین جن لوگون نے رسول خدا اور افضل الصحابہ کی غیبت کی اور اونپر تہمت اور الزام لگائے اور افترا کیا وہ گنہگار ہین اونکو تو گنہگار کہنا گناہ نہین شیعون نے تو کسکی نسبت بہتان و افترا نہین کیا۔ کیا حضرت مسطح بھی شیعہ تھے کہ بی بی عایشہ پر تہمت لگائی اور چابک کھائے کیا طلحہ و زبیر و معاویہ شیعہ تھے کہ حضرت علی پر تہمت خون حضرت عثمان لگا کر باغی ہوئے۔ کیا وہ صحابہ بھی شیعہ تھے کہ دروازون کے بند ہونے کے وقت رسول اللہ کی غیبت کی کہ علی کا دروازہ برعایت رشتہ داری کھلا رکھتے ہین اور ہمارے دروازے بند کراتے ہین جیسا کہ شیخ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے۔ اور جذب القلوب مین شیخ انہون نے تصریح اسکی کی ہے۔ صلح حدیبیہ برغبت رسول اللہ اور نعوذ باللہ اونکو دروغ گوئی کی تہمت لگانا کیا شیعون کا فعل تھا۔ ایسے ہی اسامہ کی امارت پر غیبت رسول شیعون نے نہین کی بلکہ ایسے الزامات تو قران شریف مین آپکے اکابر صحابہ کی نسبت درج ہین کہ وہ لوگون کی غیبت کرتے ہین لوگون کو برے لقب سے بولتے ہین۔ ناحق عیب لگاتے ہین بدگمانی کرتے ہین اونسے مسخرہ پن کرتے ہین ملاحظہ فرمائے سورہ حجرات کی آیات ذیل کو جنکا شان نزول تفاسیر صحیحہ اہل سنت یہہ ہے کہ بعضے اکابر صحابہ (یعنی شیخین) نے حضرت سلمان فارسی کو ایک سفر مین رسول خدا کے پاس بھیجا کہ کچھ طعام عطا ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ اسامہ بن زید سے پوچھو اگر موجود ہے لے لو۔ اسامہ نے کہا کہ میرے پاس کچھ طعام نہین ہے حضرت سلمان نے وہ ہی حال اکابر صحابہ یعنی شیخین سے کہدیا جسپر حضرت سلمان کی نسبت تو مضمون اس شعر کا کہا ؞ شعر قدم نامبارک مسعود + گر بدریا رود برارد دود + اور اسامہ کی نسبت بطور غیبت یہہ کہا کہ کھانا موجود تھا مگر براہ بخل ہمکو ندیا اور درپے جامہ تلاشی اسامہ کے ہوئے جسپر خداوند تعالی نے فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم۔ اے مسلمانون باہم مسخرہ پن نکرو شاید وے اون سے

نیک ہون دوسری آیت یہہ ہی۔ ولا تلمزوا انفسکم اپنے آپسمین عیب مت لگاؤ اور القاب ناخوش سے مت پکارو۔ یعنی جیسے مسلمان کو منحوس اور اسمآ کو بخیل یا سفر خیبر مین جیسے حضرت اسماء بنت عمیس کو حبشیہ کیا۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فاولئک هم الظالمون۔ بدنام ہے کہ کسیکو یاد کرین ساتھہ فسق کے بعد ایمان لانے کے پس یہہ ہی ظالم ہین پھر ارشاد ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم یاکل لحم اخیه اے مسلمانون بدگمانی سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہین عیب جوئی اور غیبت نکرو۔ ایک کی دوسرا (یعنی مسلمان واسامہ کی غیبت و عیب جوئی مت کرو) ایا دوست رکھتے ہو کہ تم مین کا ایک اپنے دوسرے بہائی کا گوشت کہاوے۔ تمام تفاسیر اہل سنت کو لاحظہ فرماے کہ یہہ آیات سورہ حجرات کسکی شان مین ہین اور حضرات شیخین اسمین داخل ہین یا نہین۔

قال نہم بحوالہ صحیفہ کاملہ یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحابہ کے حق مین دعاء خیر تمام تفاسیر اہل سنت کو لاحظہ فرماے کہ یہ آیات سورہ حجرات کسکی شان مین نازل ہوئی ہین اور شان نزول انکی یہہ ہی قصہ غیبت اور بدگمانی۔ تجسس اور تمسخر ہے یا نہین اسکو افترا اور بہتان لکہتے ہین

قال نہم بحوالہ صحیفہ کاملہ ثابت کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحابہ کے حق مین دعاے خیر کیا کرتے تھے اور وہ دعا یہہ ہے۔ اللهم واصحاب محمد صلی الله علیه وسلم خاصة للذین احسن الصحابة الخ اے بار خدا رحمت نازل کر محمد صلعم کے اصحاب پر خصوصاً جو نیک تہ اصحاب ہین الخ۔ اور وہی جو سبطرح کی بلاؤن مین مبتلا ہوتے بہ سبب نصرت رسول الله کے۔ الخ۔

لفظی ترجمہ مولف نے اس فقرہ کا یہہ کیا۔ اے خدا رحمت نازل کر اوپر اصحاب محمد کے

درود اللہ کی اون پر اور سلام خاصکر اون اصحاب پر جنہون نے حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا الخ

اور چند فوائد اس دعا سے اخذ کئے۔ اول صحابہ کے حق مین دعاے خیر کرنا – دوم اصحاب پر درود بہیجنا۔ الخ۔

اقول وبہ نستعین اول ہم اہل انصاف پر مولف صاحب کے عربی دانی ظاہر کرتے ہین کہ مولف نے اس دعا کو کسی کتاب مین مع ترجمہ لکھے ہوئے دیکھا اور جب اونکی نظر ترجمہ اللہم واصحاب محمد صلعم پر پڑی تو اوسمین یہہ لکھا ہوا پایا۔ اے خدا نازل کر رحمت اوپر اصحاب محمد کے درود اللہ کی اون پر اور سلام۔ تو یہہ درود اور سلام ترجمہ تہا صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ہمیشہ رسول خدا کے نام کے ساتہہ لکھا جاتا ہے مگر مولف صاحب نے اپنی کمال لیاقت سے اس فقرہ کو اصحاب سے منسوب سمجہا اور فائدہ نمبر ۲ یہہ استخراج کیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اصحاب پر درود بہیجا۔ جبکہ آپ کے علم وفضل کا یہہ حال ہے تو واے بر این تصنیف وتالیف۔

اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہین کہ جو کچھہ جناب امام نے دعا مین فرمایا ہے ہم بہی اوسی کی تقلید کرتے ہین اور صحابہ مین سے جو نیک صحابہ ہین اونکے حق مین ہم بہی دعا خیر کرتے ہین۔ مگر تعجب ہے مولف صاحب کی فہمید پر کہ سندین تلاش کر کے ایسا قول لاے کہ جس سے پوری تصدیق اس امر کی ہو گئی کہ اصحاب محمد صلعم دو قسم کے ہین ایک احسن الصحابہ اور دوسرے غیر احسن الصحابہ اور یہی عقیدہ ہمارا ہے۔

پس جو لوگ غیر احسن الصحابہ ہین اور صفات مندرجہ دعا سے متصف نہین ہین اونکو ہم دعا کا کوئی فائدہ نہین پہنچ سکتا ہے اوسکے فقرات بہت صاف ہین یعنی اے خدا اونپر رحمت کر جو نیک اصحاب ہین جنہون نے سب طرح کی ایذاؤن اور مصیبتون کو نصرت مین گوارا کیا جیسے فقراء مہاجرین مثل ابوذر بلال وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ جنہون نے ملکر اونکے مدد مین

دیتون

کوئی دقیقہ نہین چھوڑا جنہون نے ایمان مین سبقت کی - اہل وعیال کو ترک کردیا - نبوت ثابت کرنے مین اپنے باپ اور بیٹیون کو قتل کیا وغیرہ وغیرہ - پس اگر اصحاب ثلثہ کے حالات پر غور کیجاوے تو انمین سے ایک صفت بھی ان مین پائی نہین جاتی اور مقصد مولف کا فقط اونہین سے ہے

قال مجملا ذکر صحت ترتیب قران پاک - اگرچہ بعض شیعہ خلاف ترتیب جمع قران پاک کے قایل ہوئے ہین - مگر اون کا قول جمہور علماے محققین شیعہ کے نزدیک بالکل ساقط عن الاعتبار ہے

اقول اسکو بانگ بے ہنگام بولتے ہین کوئی حضرت سے پوچھے کہ اسکی بحث کیا تھی اور کسنے قران مجید کی صحت سے انکار کیا ہے - اور جبکہ تمھارے نزدیک جمہور محققین علماے شیعہ کا اجماع ہے صحت قران پاک پر پھر آپکو اعتراض کسپر ہے شیعون مین ایسا دستور بھی نہین ہے کہ جاہلون کو مولوی صاحب کہنے لگین یا اونکے پیچھے نماز پڑھنے لگین مذہب حق وہی ہوتا ہے کہ جسکو محققین علما تسلیم کرتے ہین عوام کی بات کو کون پذیرا کرتا ہے آپ اپنے ہی اوپر قیاس فرمائین کہ جیسا آپنے پچھلے استدلال مین صلے اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی شان مین سمجھ لیا تو کیا اور اہل سنت والجماعت بھی اسکو پذیرا کر سکتے ہین لیکن آپنے جو اعتراض کیا ہے اوسکو آپ خود ہی نہین سمجھ سکتے ہین قران شریف کے خلاف ترتیب جمع ہوئے ہین تو محققین اہل سنت کو بھی کلام نہین دیکھیے اگر آپ علم تفسیر سے واقف نہین تو یہ امر تو ہر قران مین پڑھکر دریافت کر سکتے ہین - کہ فلان سورہ مکہ مین نازل ہوئی ہے اور فلان مدینہ مین اور یہ بھی معلوم کر سکتے ہین کہ اکثر سورتین مکی بوقت ترتیب موخر کردی گئی ہین اور مدنی سورتین مقدم ہین اور اس بات کو عوام بھی جانتے ہین کہ مکی سورتین ہین وہ مدنی سورتون سے پیشتر نازل ہوچکی ہین پھر اونکے موخر ہونیکی کیا وجہ اگر کوئی عالم کلام ربانی قران کو مرتب کرتا تو وہ ضرور تنزیل کی ترتیب سے جمع کرتا - سورۂ اقراء مقدم ہوتی اور آیۂ الیوم

اکملت لکم دینکم سب سے بعد ہوی اور جبکہ یہہ صورت نہین ہے تو نقص ترتیب و جمع ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے محققین علماے شیعہ و سنی کا جس سے مولویصاحب قطعی بیخبر ہین مولوی صاحب نے بحوالہ آیات سے یہہ ثابت کیا ہے کہ قران شریف مین تغیر و تبدل نہین ہو سکتا اسکے تو ہم بھی قایل ہین مگر بعضے شیاطین الانس والجن ایسے ہی ہین کہ وہ آیات قرانی مین بھی تغیر و تبدل کرتے ہین بلکہ اپنی طرف سے فقرات بناکر الحاق کر دیتے ہین اور اسپر بھی دعوی مسلمانی کرتے ہین اور دیکھئے مولف صاحب شاید اونھین شیاطین کا اثر کچھہ آپ پر بھی ہوا کہ آپ نے قران مین تحریف و تبدیل کے سوا ایک فقرہ کا الحاق بھی کر دیا۔ آپنے اظہار الہدی کے صفحہ ۱۰۱ مین آیت سورہ روم کی اسطرح لکھی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَکَانُوْا شِیْعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ — ترجمہ اون لوگون مین سے کہ تفرقہ ڈالا اونھون نے اپنے دین مین اور تھے وہ شیعہ نہین اون مین سے کسی چیز پر ۔

آپنے اسمین مندرجہ ذیل تحریف و تبدیل و الحاق کیا کہ اصل قران مین من الذین ہے اور آپنے اوسکو تحریف کرکے ان الذین کیا۔ پھر قران شریف مین شِیَعاً بمعنی گروہ ہین اور آپنے بجاے اسکے شیعاً بسکون یاء تحتانی بمعنی شیعہ بنایا۔ اور اسپر بھی اکتفا نکرکے ایک فقرہ اپنے دل سے گڑھکر الحاق کیا یعنی۔ لَسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ حالانکہ یہہ فقرہ اس آیت مین ہرگز نہین ہے نہ کسی پس و پیش آیت مین ہے کہ گمان غلطی اور سہو کا ہو سکے +

قال المولف اظہار الہدی۔ اے مقلدان ابن سبا اگر تمہارے مجتہدون کی باتین جھوٹی ہین کلام خدا کو تو سچا جانو۔ الخ۔ اقول و بہ نستعین مولف صاحب نے کہین ابن سبا کا نام بھی سن لیا ہے اور اپنی لیاقت اور ذکاوت فہم سے یہہ بھی سمجھہ لیا لیا ہے کہ شیعہ لوگ باتباع ابن سبا اصحاب ثلثہ کو برا کہتے ہین۔ اور مطلق اس

امر مین ذکر نہین کیا کہ ابن سبا کس زمانہ مین تھا اور اوسکے اقوال کا اثر شیعون پر کسطرح پڑ سکتا تھا وہ تو خاص زمانہ خلفاء ثلثہ مین بھی موجود تھا حضرت علی کے زمانہ مین اوسکا قلع وقمع ہو گیا۔ اور مذہب شیعہ ہمیشہ منحصر اور محدود رہا بنی فاطمہ اور سادات علوی پر غیر قوم اور دور دراز ملکون کے رہنے والے اسمین کبھی شامل نہین ہوئے —

جب حضرت علی مرتضے کوفہ مین تشریف رکھتے تھے تو وہان کے کچھہ باشندون نے یہہ مذہب اختیار کیا کہ ہر وقت خدمت جناب حیدر کرار مین حاضر رہتے تھے بعد ازان جو اہلبیت سے علاوہ مخلصین شیعہ تھے وہ صاحبزادگان کے ساتھہ رہتے تھے اسیطرح تا بزمانہ امام دوازدہم اس مذہب کا خیال رہا ہے پھر ابن سبا کے اقوال کا اثر اہلبیت پیغمبر مین کس طرح ہو سکتا تھا۔ ہان وہ لوگ پیروان ابن سبا ہین کہ جنکی نسبت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین غلات منصوفہ لکھا ہے اور اونکو خوارج کی ایک شاخ قرار دیا ہے اور اونکی نسبت قیاس بھی قبول کرتا ہے اور یہہ وہی لوگ ہین کہ دور دراز ملکون مین جاکر محض بطور کذب و افترا مشہور کر دیا کہ ہم حضرت علی کے خلیفہ ہین اور لوگون سے بیعت لیکر مرید کرنے لگے اور اسیطرح سلسلے قایم ہو گئے ؛

علاوہ اسکے عقلمند اتنا نہین سوچے کہ اگر ابن سبا اسلام کی دشمنی سے مسلمانون کے عقاید فاسد کرتا تو وہ الزامات مذکورہ حضرات اہلبیت پیغمبر کی نسبت سے قایم کرکے لوگون کو فاسد العقیدہ نکرتا۔ تاکہ سب کا دین و ایمان ہی خراب ہوتا۔ صحابہ پر ایمان لانا تو اہل تسنن کے نزدیک سے رکن ایمان نہین اگر کسی صحابہ کی نسبت کوئی شخص بدعقیدہ ہو تو بموجب عقاید ایمانیہ اہل تسنن اوسپر کوئی اعتراض لازم نہین آتا پھر ابن سبا نے اسقدر کوشش کرنے سے کیا نتیجہ نکالا۔ اور اگر یہہ کہو کہ حضرات اہل بیت پر الزامات قایم نہین ہو سکتے تھے اور صحابہ پر بآسانی قایم ہو سکتے تھے تو پھر حق بجانب ابن سبا کے تھا علاوہ اسکے یہہ زیادہ تر تعجب خیز بات ہے کہ جن الزامات کو ابن سبا کے قایم کئے ہوئے

رکھتے ہو وہ سب قران شریف اور احادیث نبوی اور آثار سلف مندرجہ کتب اہل تسنن سے بھی ثابت ہین ۔ یہ ہی شکر کا موقعہ ہی کہ قران مجید موجودہ اہل تسنن کے ہاتھہ مین نہ ہے ورنہ مولف صاحب کو ضرور گمان ہوجاتا کہ حضرت علی کے اوصاف اور صحابہ کے ذمایم کو قران مین بھی ابن سبا یا اوسکا کوئی چیلہ درج کر گیا ۔ اب صحاح ستہ اور تمام کتب معتبرہ اہل سنت کے نسبت کہ جنہین صاف طور پر فضیلت جناب امیر بر جملہ صحابہ و لیاقت و استحقاق خلافت و روایات سرکشی و نافرمانی ہوے نسبت صحابہ درج ہین بہت بڑا شک اس امر کا ہوگیا کہ شاید انکے مصنف بہی ابن سبا کے مقلد و پیرو کار تھے ۔ اور روایات فراری از جہاد و مخالفت بر صلح حدیبیہ و حملہ بر رسول خدا صلعم از میان عقبہ —— و سرکشی از ہدایت حجۃ الوداع و نافرمانی از حدیث غدیر و تخلف از جیش اسامہ و منع از وصیت و عدم احضار بر جنازہ رسول صلعم ان لوگون نے ابن سبا کی ترغیب سے اپنی کتب مین تحریر کئے ہین ۔ ہم مخاطب صاحب کے غیرت کے اوسوقت قایل ہونگے کہ وہ کوئی امر نظیر ایسا بیان کرین کہ ابن سبا مذمت صحابہ مین کہا کرتا تھا اور اوسکا پتہ قران شریف یا احادیث اہل سنت مین نہین ہے ۔ علاوہ اسکے عقاید فاسدہ نسبت الوہیت حضرت مرتضے جو منسوب بہ ابن سبا کئے جاتے ہین اور فقط اسی وجہ سے ابن سبا ملعون ہوا ہے اسی عقاید سے شیعہ مطلق بری ہین بلکہ اسی عقیدت والون کو کافر سمجھتے ہین پس اگر اوسکے عقاید کو اس زمانہ مین تلاش کیا جاوے تو ضرور گروہ صوفیہ مین ملینگے جو اہل تسنن کا برگزیدہ اور مقبول فرقہ ہے اور شرح حال اسکا اپنے موقع پر مندرج کیا جائیگا

اب مخاطب صاحب کو کچھہ شرم ہی کرنی چاہیے کہ اپنا الزام دوسرون پر لگاتے ہین

قال مجملاً ذکر خلیفہ اول ۔ حالات تاریخی خلیفہ اول کی مولف نے درج کی ہین ملخص اونکا یہہ ہی کہ لقب مشہور اون کا صدیق ہے ۔ آپکے چال چلن کا یہ حال

تھا کہ کبھی ایام جاہلیت مین بھی مرتکب ملاہی و مناہی مثل میخواری و زناکاری و ظلم و خیانت و دروغگوی و عہد شکنی و بے حیائی و عیب جوئی وغیرہ کے نہوئے تھے اگرچہ یہ سب منہیات قریش مین بکثرت شایع و رایج تہین (عبادت اصنام سے نہایت بیزار تھے پکے موحد نیکوکار تھے) سب سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لائے۔ پھر شیعون پر یہہ طعن کہ شیعہ کیون ناز کرتے ہین کہ حضرت علی کو جناب سرور کائنات نے اپنے دوش مبارک پر سوار کیا حضرت ابوبکر نے چند کوس رسول خدا کو اپنی کمر پر سوار کرکے پہونچایا تھا۔ درج کیا پھر قصہ فدک اور چند اعتراضات از خود تجویز کرکے اونکے جوابات دئے ہین۔

اقول و بہ نستعین۔ نسبت لقب کے جو صدیق ہونا درج کیا ہی۔ یہہ اہل تسنن کی بناوٹ ہے ورنہ یہہ لقب اونکو خدا یا رسول اللہ کی طرف سے عنایت نہین ہوا۔ نسبت چال چلن ایام جاہلیت کے جو کچھہ درج کیا ہے افتراء محض ہے کسی مورخ یا اہل سیر نے انکے حالات پیش از اسلام مین یہہ دعوی نہین کیا جو مولف نے کیا ہے۔ نہ وہ اپنی کتب معتبرہ سے اپنے دعوی کو ثابت کر سکتے ہین بلکہ مین دعوی کے ساتھہ لکھتا ہون کہ مولف نے جو اونکو قبل از اسلام ظلم و خیانت و دروغگوئی عہد شکنی بے حیائی عیب جوئی سے بری ہونا لکھا ہے اسکو وہ اپنی کتب سے بعد اسلام کے حالات سے بھی ثابت نہین کر سکتے تحریر اونکی بالکل لاف و گزاف مین داخل ہے

سورہ حجرات مین قصہ عیب جوئی و غیبت اور بدگمانی اور تضحیک اسامہ اور حضرت سلمان کا صاف طور سے درج ہے۔ صحیح بخاری مین حضرت عمر کی روایت درج ہے کہ حضرت علی نے شیخین کو کاذباً غادراً خائناً کہا۔ حدیث لانورث اگھڑی بے اصل ہے۔ غصب حقوق اہلبیت پیغمبر صاف طور پر ظلم و خیانت ہی۔ غزوات احد و خیبر و حنین سے اگر مفروری ثابت ہو تو کھلی ہوئی عہد شکنی ہے اسلئے ادعاے مولف صریحاً بوجہ تعصب ہے۔

یهه بیان که علماے قریش انکی ہی ترغیب سے مسلمان ہوسے اسلئے غلط معلوم ہوتا ہے
که خود اونکے والد تا فتح مکه مسلمان نہ ہوئے

تمام مال اسباب بمحبت رسول خدا مین صرف کر دیا اسلئے قیاس مین نہین آسکتا که قصه فروخت
شتر به قیمت چہار گونه اسکے بالکل برعکس ہے ۔

شیعون پر جو مولف صاحب نے یهه اعتراض کیا ہے که حضرت علی کو جو رسول خدا صلعم نے دوش
مبارک پر سوار کرکے بت اکھڑوائے یهه کیا ناز کی بات ہے بلکه اس سے یه ثابت ہوا ہے که حضرت
علی بار نبوت کے متحمل نہوسکے اور حضرت ابوبکر نے شب ہجرت مین چند کوس رسول خدا
صلعم کو اپنی پشت پر سوار کیا اور بار رسالت پناه کے متحمل ہوئے ۔ یهه معامله فہم و
ادراک پر منحصر ہے مخاطب بار نبی اور بار نبوت کے فرق کو سمجهه نہین سکتے ۔ مگر اسقدر
تو خیال کرسکتے تھے که بہرحال رسول خدا اسپ و شتر پر بھی سوار ہوتے تھے بلکه خچر
اور حمار تک نے بھی اونکو سواری دی ہے تو کیا موقع حضرت ابوبکر کے فخر و ناز کا ہے غایت
سے غایت یهه ہے که سواریون مین سے ایک ادنی درجه کی سواری کے برابر ہون بلکه اسمین
بھی اوس سواری کو جاے فخر یهه ہے که اونٹنے منزلون بار سرور کائنات کا تحمل کیا ہے اور
حضرت ابوبکر نے غایت درجه ایک میل یا دو میل تک اب مولف صاحب نے جو کسی کتاب مین
وه قول رسول الله صلعم کا دیکهه لیا که جو اونہون نے براه شفقت حضرت علی کی نسبت حرم
کے اندر یهه فرمایا تھا که تم بار نبوت نه اوٹھا سکوگے اور مین تمہارے بار کا متحمل ہوسکونگا
اسلئے تم میرے دوش پر سوار ہوجاو ۔ اس قول کو دیکهکر جب حضرت ابوبکر کی کمر پر سوار
ہونیکا قصه نظر پڑا تو مارے خوشی کے پھول گئے کیونکه اونکو یهه تو خبر ہی نہین که بار جسم
نبی اور بار نبوت ایک ہی بات ہے یا اسمین کوئی باریکی ہے ۔ اب ہم مولف صاحب کو
اسکی باریکی سمجہاتے ہین که بار نبوت اور شے ہے اور بار جسم نبی اور شے ہے ۔ بعض اوقات
جبکه تعلقات روحانی جناب سرور کائنات بر غالب ہوتے تھے تو البته اوسوقت متحمل بار

نبوت کا ہونا دشوار ہوتا تھا۔ اکثر نزول وحی کے وقت وہی کیفیت طاری ہوتی تھی نہین سنا آپنے وہ قصہ کہ بحالت سواری شتر ایک مرتبہ وحی نازل ہوئی اور شتر بار گران وحی کا متحمل نہو سکا اور قریب تھا کہ ساقین اوسکے ٹوٹ جائین لیکن حکم خدا سے وہ شتر بیٹھ گیا حالانکہ ہمیشہ آپکو سواری دیتا تھا مگر اوس حالت کا متحمل نہو سکا ایسا ہی بروز فتح مکہ و نیز بوقت بت شکنی بیت اللہ شریف آنحضرت صلعم پر حالت مخصوصہ نبوت طاری ہو رہی تھی۔ اسلئے بنظر شفقت حضرت علی کے دوش پر سوار نہوے اور اونکو اپنے دوش پر سوار کیا۔ اور بسبب ہجرت آپکی معمولی حالت تھی اوس وقت سواری دینا کوئی فخر کی بات نہ تھی۔ اگر یہہ ہی بات ہے تو حضرت کی سواری کا شتر حضرت ابوبکر سے بھی زیادہ بزرگ سمجھا جائیگا کہ حضرت رسول خدا کو مع ایک اور شخص کے اپنی کمر پر سوار کرکے مکہ سے مدینہ کو لے گیا اگر اسپر بھی ہمارے مخاطب نہ سمجھین تو بیشک چارپایہ برو کتابے چند کے — مصداق ہین۔

اب شیعون کا فخر و ناز کسی طرح بیجا نہین تم خود ہی انصاف کرو کہ کجا راکب دوش شریف اور کجا مرکب ضعیف ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

واما قوله۔ حضرت ابوبکر کو ایام مرض مین رسول خدا صلعم نے امام نماز بنایا فاقول حرانکا ہم اس وسوسہ کو انوار الہدیٰ مین بدلایل واضحہ و اسناد صحیحہ زائل کر چکے ہین اور ثابت کر دیا ہے کہ یہہ قصہ حکم نماز پڑہانے کا غلط العام مشہور ہو گیا ہے اسکا مطلق وجود نہین بلکہ جب حضرات شیخین نے باری باری بطور خود و بسبب سازش امہات المومنین عایشہ و حفصہ پیش نماز ہونا چاہا تو آنحضرت صلعم کو مکروہ معلوم ہوا اور انکو اس فعل سے منع کر دیا اور مولف اظہار الہدیٰ نے بھی اُون دلایل اور اسناد مندرجہ انوار الہدیٰ کو عاجز ہو کر تسلیم کر لیا۔ کیونکہ جب مولف صاحب نے انوار الہدیٰ کا جواب تحریر فرمایا اور اوسمین تردید اس بحث کی نہین کی گئی تو ایسی حالت مین حیاداروں کی غیرت اس امر

کے مقتضی نہین ہو سکتے کہ بغیر کرنے تردید اوس بحث کے کسی موقع پر تذکرہ بھی اس پیش نمازی کا ذکر زبان پر لاوین کیونکہ یہہ امر تو غیرت کے بالکل خلاف ہے کہ جہان اس پیش نمازی کی تردید کی گئی ہے وہان تو دم چورا کر خاموش ہو رہین اور اون دلایل اور روایات کی تردید نکر سکین اور پہر دوسرے مقام پر اون اعتراضات کو نسیاً منسیا کر کے بطور تذکرہ لکھ جاوین فاقول ایسا ہی حال حدیث اقتدوا بالذین بعدی ابو بکر و عمر کا ہے کہ اسکا موضوعی اور بے تکا ہونا انوار الہدی مین ثابت کیا گیا ہے اور مولوی صاحب نے بغیر تردید اعتراضات اسکو مخفی طور سے حالات حضرت ابو بکر مین یہہ امر بھی خلاف مردانگی اور خلاف حیا داری کے ہے ۔

اور مولوی صاحب نے ساتھہ ہی اسکے ایک اور حدیث امامت درج فرمائی ۔ لا ینبغی بقوم ان امام غیرہ ۔ سبحان اللہ نئے رنگ اور نئے سیاق کی حدیث ہے ۔ نہ یہہ معلوم کہ حدیث ہے یا کسیکا قول ہے نہ یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ راوی اسکا کون ہے نہ استخراج کرنے والے کا نشان ہے یہانتک کہ یہہ بھی نہین کھلتا کہ غیرہ کی ضمیر کسکی طرف راجع اور کسکی امامت کا ذکر ہے ۔ نہ قوم کا کچھہ پتہ ہے کہ یہودی ہین یا نصارا مسلمان ہین یا مجوس ایسی حدیث کا مباحثہ و مناظرہ مین ذکر کرنا ہمارے مخاطب کا ہی کام ہے ۔

قال قضیہ فدک ۔ اور صحیح قصہ باغ فدک کا یہہ ہے کہ موضع فدک مین چند درخت خرما تھے اونکو ہی باغ فدک کہتے ہین ۔ آنحضرت صلعم اسکی آمدنی اپنے اور اپنے عزیز و اقربا کے صرف مین لاتے تھے بعد وفات رسول خدا صلعم جناب سیدہ نے حضرت ابو بکر سے درخواست فدک کی اگرچہ اور ورثہ فدک کے موجود تھے اور ابھی تک کسی نے اونھین مین سے مطالبہ نہ کیا تھا لہذا نایب رسول نے حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقہ جواب مین پیش کی الخ

اقول ۔ صحیح قصہ فدک کا شاید دیگر علماے اہل تسنن کو ہنوز معلوم نہ تہا کہ

وہ چند درخت خرمات تھے یہہ آپکے ہی بدولت راز آشکارا ہوا ہے ۔ علما کو آپکے علم وفضل کی داد دینی چاہیے

اصل کیفیت فدک کی یہہ ہے کہ وہ ایک بہت بڑا متعلقہ مزروعات یہودیون کا تہا بعد فتح خیبر یہود فدک نے بخوف جان نصف ملکیت فدک رسول خدا کو دیکر صلح کرلی ۔ چونکہ یہہ املاک بغیر جنگ وجدال آئی تھی اسلئے عام مسلمانون کا اسمین کوئی حق نہ تہا چنانچہ خود جناب باری سورہ حشر مین ارشاد فرماتا ہے ۔ وَمَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُولِہٖ مِنْہُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ یعنی جو کچھ کہ لٹایا ہے خدا نے اپنے رسول پر اونکے اموال مین سے ۔ (یعنی یہودیان فدک کے اموال مین سے) پس نہین دوڑے ہین گھوڑے اور اونٹ اوسکے حاصل کرنے مین ولیکن اللہ تعالے مسلط کرتا ہے اپنے رسول کو جس شے پر چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے پھر خداوند کریم اس جایداد کے حصہ کشی فرماتا ہے ۔ مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُولِہٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔ یعنی جو کچھ کہ لوٹایا ہے اللہ نے اپنے رسول پر دیہات والون کے اموال وجائداد مین سے پس وہ ہی واسطے اللہ کے ۔ یعنی یتیمان ومساکین ومسافر اور واسطے رسول اللہ کے اور واسطے اقربا رسول اللہ کے ۔ اور یتیمان ومساکین وابن السبیل یعنی یہ تفصیل حصہ خدا کی ہے اسی لئے اسمین لفظ واسطے نازل نہین ہوا ۔ ایسا نہو کہ ۔ حق بحقدار نہ پہنچے اور درمیان اغنیاء تمہارے کے دست بدست پھرے ۔ جسطرح کہ مروان بن حکم کے جاگیر مین دیا گیا ۔ اور جسقدر رسول اللہ تمکو دیا کرین ۔ مال غنیمت وغیرہ سے وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے وہ منع کیا کرین اوس سے باز رہو اور ڈرو عذاب الہی سے

کہ بہ تحقیق اللہ تعالے سخت عذاب دیتا ہے

اب فرمایئے کہ فدک مین خاص حصہ اور ملکیت جناب فاطمہ کی ہے اور رسول خدا نے بوقت نازل ہونے حکم الہی۔ وَآتِ ذِی الْقُرْبیٰ حَقَّہٗ یعنی اے رسول صاحب قرابت کا حق اوسکو دیدے۔ حضرت نے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ ذی القربی سے مراد خدا یتعالی کے کون ہے اور حق کیا شے ہے جبرئیل نے تشریح کی کہ ذی القربی سے مراد فاطمہ زہرا ہے اور حق سے مطلب حوالہ فدک ہے اوسکو حوالہ فدک حوالہ کرو اوسوقت رسول خدا صلعم نے اسبارہ مین نوشت لکھدی اور جناب فاطمہ کیطرف سے عامل مقرر ہوگیا۔ مگر افسوس کہ اہل دنیا خدا یتعالے شدید العقاب سے بھی نڈرے مولف صاحب نے جو براہ نادانی آیتہ ولذی القربی کو کی لکھدیا ہے یہہ اونکی کمی علم اور جہل کا باعث ہے یہہ آیات خاص اموال فی کی بابت نازل ہوئی ہین اور مال فی مکہ مین نہ تھا اور فتح خیبر و فدک نازل ہوئی ہین۔ ہان ایک اور آیت بھی قران شریف مین اسکے مشابہ ہے کہ اوسمین بھی لفظ ذی القربی والیتمی وغیرہ نازل ہے بعید نہین کہ مولف نے بوجہ بے علمی اوسکو اس معاملہ سے متعلق سمجھ لیا ہو۔ علاوہ اسکے حضرت اپنی خلافت مین فدک کو اہلبیت پیغمبر پر واگذاشت کر دیا اور یہ دو صورت سے خالی نہین کہ یا تو خلیفہ اول نے مخالفت حکم خدا و رسول کری یا خلیفہ ثانی نے اور قصہ واگذاری فدک صحیح بخاری اور کتب سیر اہل سنت مین مرقوم ہے

پھر مولف صاحب نے حدیث وارثت پیغمبران پر طعن وضع قایم کرکے اپنا دل خوش کرنیکو جوابات تحریر کئے ہین۔ لیکن اول تو اعتراضات اپنی خوشی سے قایم کئے مگر جوابات جب بھی لغو اور پوچ ہین

پہلی دلیل مزیل طعن موضوعیت حدیث مذکور یہہ لائے ہین کہ کلینی مین یہہ روایت درج ہے کہ انبیا علیہم السلام درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑتے ہین۔ اہل انصاف

غور کرین کہ اسکا مطلب کیا ہے اور مولف صاحب نے اپنی سادہ لوحی سے کیا سمجھا ہے مطلب اسکا صاف یہہ ہی کہ انبیا بخیل نہین ہوتے ہین بلکہ کریم ہوتے ہین اونکے پاس روپیہ جمع نہین ہوتا ہی اس سے یہہ مراد نہین ہو سکتی کہ جو کچھہ گھر بار زمین باغ یا اسباب نبی کا ہو اوسکو سسرال والے سنبھال لین اور اولاد محروم ہو جاوے - درہم و دینار کا نہ چھوڑنا اور بات ہے اور شے متروکہ مین اولاد کا وارث نہونا امر دیگر ہے مگر اتنی سمجھہ کہان کہ اس باریکی کو سمجھین ؛

دوسری دلیل (حضرت علی سے حضرت ابو حنیفہ کی وصیت) ماشاء اللہ یہ سب سے بڑھکر ہی چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا — تیسری دلیل یہہ ہے کہ آیت ذی القربی مکہ معظمہ مین نازل ہوئی پھر فدک اوسوقت کہان تھا حالانکہ آیت ذی القربی مدنی ہے اور ہفتم ہجری مین اور فتح خیبر نازل ہوئی ہے خود آیت اسکی شاہد ہی کہ خاص دربارہ اموال فدک نازل ہوئی کسی سورہ مکی مین لفظ ذوی القربی مولف نے دیکھہ لیا ہی آگے اونکی بلا جانے کہ وہ آیت کس مطلب مین ہے - چوتھے یہہ ارشاد ہے کہ ذوی القربی عام لفظ ہے خاص جناب سیدہ سے زیادہ کون قریب تھے اور ظاہر بات ہے کہ بمقابلہ اقرب کے قریبی محروم ہو جاتے ہین - سوائے حضرت ابو طالب کے اور تمام اعمام آپکے علاتی تھے جو ابن عم حقیقی کے مقابلہ پر بھی محروم ہو جاتے ہین - چہ جائیکہ بمقابلہ دختر - سوائے اسکے اختلاف دار اور اختلاف دین اہل تسنن کے نزدیک بھی مانع ارث ہین بوقت حصول فدک فقط ایک حضرت عباس اعمام مین زندہ تھے مگر وہ اوسوقت بھی مشرک اور دار الجہاد کے باشندے تھے لہذا فدک مین اون کا کوئی حق نہ تھا اور سوائے جناب فاطمہ کے اور کوئی شخص داخل ذوی القربی نہ تھا ؛

پھر آپ نے شہادت جناب امیر اور حضرت ام ایمن کے قبول نکرنے کے الزام کو اس دلیل سے دور کیا ہے کہ شہادت کامل نہ تھی یا دو مرد گواہ ہوتے یا ایک مرد اور دو عورتین

مگر مولف کو اسکی خبر نہ تھی کہ حضرت امّ ایمن کو رسول خدا صلعم نے ذو شہادتین لقب دیا ہے اور اونکی تنہا شہادت دو عورتون کی بلکہ مرد کی شہادت کے برابر ہین پھر نقص شہادت کیسا - اگر کوئی شخص عمر بھر دلائل تلاش کرکے ان الزامات کو دور کرنا چاہے تو ہرگز ممکن نہین **طعن چہارم** گو کہ حضرت ابو بکر نے اپنے آدمی بھیجکر عمال حضرت زہرا کو فدک سے اوٹھا دیا اس دلیل سے رد کرتے ہین کہ نام عمال اور نام مردمان ابو بکر نہین لکھے ہین ۔ یہہ سب سے بڑی عقلمندی مولف کی ہے اگر عدم اندراج نام دلیل ضعف ہی تو مولف نے کیون آیات قرانی پر استدلال کیا ۔ اور نیز احکام صوم و صلواۃ مین کہین جہانگیر خانصاحب کا نام نہین لکھا تو کیا حکم نماز و روزہ بمقابلہ مولف ضعیف اور ناقابل اعتبار ہوگا ۔

طعن پنجم - یہہ کہ حضرت سیدہ ابو بکر سے ناراض ہوئین اور ناراضی سیدہ مستلزم کفر ہے - اسکا جواب مخاطب نے تین طرح پر دیا ہے اور اپنے زعم باطل مین اس رنجیدگی کو حضرت علی پر لوٹا یا ہے اور صریحًا الزام حضرت ابو بکر کو ذات مقدس معصوم پر منطبق کیا ہے - **پہلی طرح** یہہ کہ جناب سیدہ نے حضرت علی سے بروقت نزاع خلافت ابو بکر کے خطابہاے شجاعانہ اور درشت کئے کہ مثل جنین رحم پردہ مین بیٹھ گئے اور گھر مین بیٹھ کر اپنے آپ کو ذلیل کر دیا جبدن سے کہ آپنے اپنے سطوت سے ہاتھ اوٹھا لیا ہے گرگ پھاڑنے لگے ہین اور تم اپنی جگہہ سے حرکت نہین کرتے " امیر المومنین نے بجواب اسکے فرمایا کہ صبر کرو اور آتش غصہ کو فرو کرو ۔ اہل انصاف غور کرین کہ کجا نصایح مشفقانہ اور کجا آزردگی و رنجیدگی اظہار ۔ اور طرفہ یہہ ہی کہ خطابہاے جناب زہرا پر تو مولف صاحب کی روح کانپ گئی کہ ایسے درشت الفاظ بین کیون مروی ہین اور اونسے ذات مقدس کی نسبت کفر منسوب کرتے ہوئے روح نجس قایم رہے ۔

دوسری طرح یہہ کہ کنیز حبشیہ کی بابت حضرت فاطمہ نے رسول خدا سے حضرت علی کی شکایت

کے ۔ اور وحی نازل ہوئی کہ اسبارہ میں شکایت فاطمہ کی نہ سنو ؛

اس سے بھی کوئی آزردگی اور رنجش ثابت نہیں ہو سکتی نہ حضرت زہرا مخالفت وحی کی کر سکتی تھیں + **تیسری طرح** قصہ خواستگاری دختر ابوجہل درج کیا ہے کہ جب حضرت سیدہ نے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام دختر ابوجہل سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو جناب سیدہ نے رسول خدا صلعم سے شکایت کی رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو فہمایش کی کہ فاطمہ کی ایذا بیشک میری ایذا ہے درانحالیکہ یہہ امر ثابت ہی کہ حضرت علی مرتضے ایذاء فاطمہ کا نام سنتے ہی نکاح دختر ابوجہل سے باز آئے تو ظاہر ہو گیا کہ آپ باعث ایذا رسانی سیدہ نہوئے بلکہ اس فعل سے بچے اور حضرت ابوبکر و عمر نے بعد سماعت اس حدیث کے کوئی دقیقہ ایذا دہی میں باقی نرکھا اسلئے مصداق ۔ مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي آذَى اللهَ وَمَنْ آذَى اللهَ فَقَدْ كَفَرَ کے وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے دیدہ و دانستہ حضرت سیدہ کو ایذا پہونچائی نہ وہ شخص کہ جو اسکے سنتے ہی ارادہ نکاح سے باز آگئے ۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث بیان فرمانے کے وقت موجودی حضرت ابوبکر و عمر و طلحہ کے ثابت ہے اسکے یہ معنی ہوئے کہ شیخین نے جو کچھہ حضرت سیدہ کو ایذا پہونچائی وہ ایذا خدا و رسول سمجھکر پہونچائی ؛

پھر مولف صاحب نے یہہ مثال بالکل بے محل لکھی ہے کہ حضرت سیدہ کا حضرت ابوبکر سے آزردہ ہونا ایسا تھا جیسا کہ حضرت موسی کا حضرت ہارون سے بوقت گوسالہ پرستی امت رنجیدہ ہونا کہ تھوڑی دیر کے بعد برطرف ہو گیا ۔ اس مثال کا لانا بیشک آپکا ہی کام تھا ۔ گوسالہ ما پیر شد و گاو نشد کا مضمون ہے ۔ اے صاحب اگر آپ اس مقام پر یہ مثال لاتے تو مضایقہ نہ تھا کہ جیسا قارون نے حضرت موسی کو آزردہ کیا تھا اوسی درجہ کی یہہ ناراضی تھی ۔ لیکن یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ قارون کو کیوں فوراً سزا مل گئی ۔ اسکی یہہ وجہ ہے کہ امم سابقہ کے لئے

عذاب دنیوی جاری تھا اور امت محمدی مین متروک ہوا حضرت موسیٰ و ہارون کی رنجش و آزردگی نہین تھی نہ حضرت ہارون کا کوئی قصور تھا نہ حضرت ہارون کا کوئی حق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصب کیا تھا نہ اونکو ورثہ پدری سے محروم کیا تھا نہ اونکی سرداری کہانت یعنی امامت چھینی گئی تھی اسلئے کبھی حضرت موسیٰ و ہارون مین رنجش نہین ہوئی۔ ہان البتہ قارون وغیرہ کہ ہم قوم حضرت موسیٰ و ہارون کے تھے اونکو سرداری ہارون علیہ السلام خوش نہ آئی اور خواہ مخواہ اون سے حسد کرنے اور ایذا پہونچانے لگے یہہ بات حضرت موسیٰ کو ناگوار ہوئی اور اپنے عزیز بھائی کے دشمنون کی زیادتی کے متحمل نہو سکے سراپردہ قدس کے اندر جاکر خدا کے حضور منہ کے بل گرکر قارون وغیرہ کے حق مین بددعا کی دوسرے دن تمام جماعت کے روبرو قارون وغیرہ حاسدان ہارونی کو معہ اونکے اموال و اولاد و زنان وغیرہ کے زمین نگل گئی پورا قصہ اسکا توریت شریف مین موجود ہے۔

ایسا ہی درمیان حضرت زہرا و علی مرتضےٰ کبھی رنجش نہین ہوئی۔ خود آپ قبول کرچکے ہین کہ معاملہ نکاح دختر ابوجہل حضرت زہرا کی ناگوار خاطر ہوا تھا کہ اوسیوقت حضرت مرتضےٰ اوس ارادہ سے باز رہے ہان البتہ آزردگی اور رنجش ایسی ہوتی ہے کہ جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے جناب سیدہ کو آزار پہونچایا جسکی تشریح و تفصیل کتب فریقین مین درج ہے علاوہ اسکے اس ایذا رسانی کا ثبوت خود شان جناب مرحومہ سے اسطرح ہوا ہے کہ جب شیخین معافی قصور کے لئے خدمت سیدہ مین حاضر ہوئے اور بظاہر کلمات معذرت زبان پر لاے تو جناب سیدہ نے مونہہ اونکیطرف سے پھیر لیا اور صاف ارشاد کیا کہ تمنے مجھکو سخت ایذا پہونچائی ہے اور مین اسکی شکایت خدا اور اوسکے رسول سے کرونگی اور یہ حدیث یاد دلائی اور نیز روایت صحیح مسلم مین بذیل حدیث طلب وراثت یہہ کلمہ بھی درج کیا ہے۔ فوجدت فاطمہ ولم

تکلمہ حتی ماتت ۔ یعنی پس غضبناک ہوئین فاطمہ اور تا بزیست اونسے کلام نہ کیا پھر ایسی حدیث مین یہہ فقرہ ہے ۔ لما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابوبکر ۔ یعنی جب اونہون نے وفات پائی تو رات کے وقت اون کے شوہر علیؑ نے اونکو دفن کیا اور ابوبکر کو اذن حاضری نہ دیا ۔ اور مروی ہے احادیث اور سیر اہل سنت مین کہ دوسرے روز جب حضرت ابوبکر نے شکایت کی تو حضرت علی نے فرمایا کہ فاطمہ کی وصیت کے بموجب مین نے تمکو نہ آنے دیا ۔ پس اہل انصاف غور فرماین کہ اس سے زیادہ آزردگی اور کیا ہوگی :

اور یہہ جو قیاسات لگائے گئے ہین کہ جناب سیدہ دختر رحمۃ اللعالمین تھین کیون غصہ فرو نہ کر دیا ہوگا اور تھوڑی سی حرص دنیاوی پر کیون نظر کی ہوگی ۔ اس کا یہ حال ہے کہ صحابہ کیطرف سے ایک یہ ہی خطا نہوئی تھی کہ اوس سے درگذر کئے جاتے بلکہ جب تک وہ معصومہ زندہ رہی روز بروز نیا ظلم اور ستم صحابہ کیطرف سے ہوتا تھا ایک زخم تبدیل نہوتا تھا کہ دوسرا زخم پہونچایا جاتا تھا یہانتک کہ نوبت وفات ایسے ظلم سے پہونچی یعنی اول تو چند روز تک خلافت کا نزاع رہا اور صحابہ نے بلا کسی استحقاق کے حق مرتضوی غصب کرکے خلافت سے اونکو محروم کیا اس بارہ مین جناب سیدہ کے دل پر ہر وقت کوفت پہونچی تھی جیسا کہ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب مین شرح لکھتے ہین کہ حضرت سیدہ رات کو سوار ہوکر انصار کے گھرون مین بطلب نصرت جایا کرتی تھین اور کسی نے اونکی نصرت نکی حالانکہ اللہم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ رسول خدا نے انکے حق مین فرمایا تھا مگر جمیع مسلمانان مصداق یعنی خذلہ کے ہوکر مخذول ہوئے اوسوقت آپ صبر کرکے بیٹھہ رہین بعد ازان آپ نے دعوی ترکہ پدری یہہ فدک وغیرہ پیش کیا اسمین خلیفہ صاحب نے ترکہ کی بابت تو وہ حدیث موضوعی بیان فرمائی کہ انبیاء کا متروکہ صدقہ ہوتا ہے ۔ اور نسبت ضوابط فدک قران شریف

کے صاف طور پر تکذیب روا رکھی گیٔی اور نسبت ہبہ نامہ شہادت صادقہ کو نامعتبر قرار دیکر وثیقہ ہبہ چاک کر دیا۔ بعد اسکے جب خلفاء صاحبان خلافت کو مستحکم کرکے مطمئن ہوئے اور دیکھا کہ تمام اطراف واکناف مین ہماری بیعت ہو گیٔی اور کوئی مخالف نرہا اوسوقت پھر اہلبیت پیغمبر سے طلب بیعت کی چھیر چھار شروع کی حالانکہ خلافت کے استحکام سے پیشتر مطلق طلب کنائی نہین کی گیٔی ۔ اب پیغام بھیجے گئے کہ ہم سے آکر بیعت کرو۔ ورنہ قتل کرینگے آگ لگا دینگے ادہر سے جواب ہوتا تھا کہ تم خلیفہ برحق نہین ہو مین خلیفہ برحق ہون تم مجھسے بیعت کرو اسپر خلفاء کی طرف سے جبر و زیادتی ہوتی تھی ہمیشہ حرم محترم مین صحابہ کے ظلم سے کہرام مچا رہتا تھا مخلصین صحابہ و بنی ہاشم جو کبھی حضرت علی پاس آ جاتے تو مخالفین چڑھ آتے کہ تم خلافت کے بارہ مین فساد کرو گے یہانتک نوبت پہونچائی کہ اوس معصومہ کے گھر کو آگ لگانے پر مستعد ہو گئے لکڑیان چن دین آگ لگادی اور جناب سیدہ فریاد کرتی ہین کہ اے بے رحمو میرے گھر مین سوائے میرے بچون اور شوہر کے کوئی نہین ہے لیکن اسپر بھی نہ مانے اور زبردستی کواڑون کو ایسا دھکا دیا کہ دروازہ جناب سیدہ کے پہلو پر گرا اوسی صدمہ مین آپکا انتقال ہوا پھر کونسا موقعہ درگذر باقی تھا علاوہ اسکے ترحم اور درگذر صرف مومنین سے کرنا واجب ہے مخالفین یا منافقین کہ جنپر جہاد واجب ہوگا ہرگز قابل ترحم اور درگذر کے نہین ہین بلکہ جیسا کہ خطبہ شقشقیہ مین جناب حیدر کرار فرماتے ہین کہ اگر چالیس آدمی صاحب عزم مجھکو دستیاب ہو جاتے تو مین ابوبکر سے قتال کرتا اگر کوئی شخص اس امر مین شبہ کرے کہ اصحاب رسول پر جہاد نہین ہو سکتا ہے یہ اوسکی صریح غلطی ہے کیونکہ یہ امر تو وقوع مین بھی آ چکا ہے دیکھو طلحہ اور زبیر جو ہر طرح پر ہم پلہ حضرت ابوبکر و عمر کے ہین جسطرح اونکو عشرہ مبشرہ مین داخل کرتے ہو اوسی طرح طلحہ و زبیر بھی ہین بلکہ زبیر کا انسے کسیقدر زیادہ ہی درجہ سمجھتے ہو پس جبکہ علی مرتضے نے طلحہ و

پر جہاد کیا اور اونکو معہ اونکے ہمراہیان کے جنمین ایک ہزار سے زیادہ کو صحابی کہتے ہو اپنے ہاتھہ سے قتل کیا تو حضرت ابو بکر یا حضرت عمر مین کیا فوقیت تھی اسلئے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر جناب سیدہ کے نزدیک ہرگز قابل ترحم اور درگذر کے نہین تھے کیونکہ خود خداوند تعالےٰ نے رسول اکرم اور اونکی ذریات کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اور مخاطب صاحب نے جو طلب حق اور وراثت کو حرص دنیاوی خیال کیا ہے یہہ فقط سادہ لوحی ہے حرص دوسرے کی ملکیت پر طمع کرنے کو کہتے ہین اپنا حق طلب کرنا اصل حرص نہین ہے علاوہ ازین یہ طلب وراثت معاملہ دنیاوی ہی نہین ہے بلکہ دینی معاملہ ہے اگر یہ امر واقع نہوتا اور ادہر حضرت علی بھی خلافت کو معاملہ دنیا سمجھکر طالب حق نہوتے تو پھر متلاشی مذہب حق کو کوئی ذریعہ رہبری کا نہ ملتا۔ باوصف صدور ایسے افعال کی تو اہل سنت وجماعت توجیہات پیدا کرکے شاہراہ ہدایت کو ظلمت خانہ بناتے ہین اور اگر یہ امورات واقعہ نہوتے تو پھر کون ذریعہ حق و باطل کی تمیز کرنے کا دنیا مین باقی رہتا۔ اسی لئے اون حضرات نے ان معاملات مین درگذر نہین کی اور یہی سمجھنا نہین چاہیے کہ اونہون نے باحین حیات خود درگذر نہین کی بلکہ آیندہ کے لئے درگذر نکرنیکا سلسلہ اپنے متبعان و پیروان مین چھوڑ گئے ہین اور تا قیامت درگذر نکرنیکا سلسلہ قایم رہیگا۔

قال۔ طعن ششم کہ ابو بکر نے فدک کی سند لکھدی تھی مگر حضرت عمر نے چاک کر دی اور اسکا یہہ جواب دیا کہ حضرت ابو بکر اس الزام سے بری ہو گئے۔

اقول۔ مخاطب صاحب کو یہ خبر نہین ہے کہ حضرت عمر کا چاک کر ڈالنا خلاف مرضی خلیفہ اول کے نہ تھا۔ خلافت اولی تو شیخین کے ساجھے کی خلافت تھی دیکھو روضۃ الاحباب مین قول جناب علی مرتضےٰ کا درج ہے۔ کہ تو آج خلافت ابو بکر مین سعی و کوشش کرتا ہے

تاکہ کل وہ تیری خلافت مین سعی کرے اور یہ نظیر خود ہی کی ہو کہ حضرت ابو بکر نے خلیفہ دوم کے کہنے سے خالد کو موقوف نہ کیا اس معاملہ کے ہم تشکل نہین ہو خلیفہ دوم نے جو سند چاک کی تھی تو خلیفہ اول کی طرفداری سے چاک کی تھی نہ کہ مخالفت سے اور اسکے صاف معنے یہ تھے کہ اس سند کا دیا جانا تمھاری خلافت کا مبطل ہو اسلئے یہ سند دینی واجب نہ تھی ورنہ اگر حضرت ابو بکر کی مرضی کے خلاف چاک کیجاتی تو کیا دربارہ سند کا دیاجانا محال تھا خالد کے معاملہ مین بھی تو بقول آپکے خلیفہ اول نے حضرت عمر کی رائ نہ مانی تھی اگر یہ سند بھی خلاف مرضی خلیفہ اول چاک ہوتی تو ضرور لکھدی جاتی اسلئے صاف تمھاری ہی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ یہ سند خلاف مرضی حضرت ابو بکر کے چاک نہین ہوئی بلکہ یہہ باہمی جنگ زرگری تھی

قال لطعن ہفتم بعض میر صاحب یہہ فرماتے ہین کہ اگر فدک حق سیدہ کا نہ تھا مگر ابو بکر کو ضرور مناسب تھا کہ دیدیتے۔ اسکا جواب مخاطب صاحب عبارت حق الیقین سے یہہ دیتے ہین کہ حضرت ابو بکر نے کہا کہ میرا مال موجود ہے مین دینے کو حاضر ہون تو سیدہ امت اپنے باپ کی ہے اور شجرہ طیبہ اپنے فرزندون کی ہے میرے مال مین تیرا اختیار نافذ ہے لیکن مسلمانون کے مال مین خلاف حکم تمھارے باپ کے نہین کرسکتا

اقول۔ مولف نے براہ سادہ لوحی ان باتون کو سچ سمجھ لیا وہ لوگ اور ہوتے ہین جنکی کردار و گفتار موافق ہوتی ہے اور یہ باتین تو فقط زبان کی لپ لپ کہلاتی ہین ؛ حضرت علی سے بھی تو خلیفہ اول نے فرمایا تھا کہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہو کہ اے علی مجھے یہہ خبر نہ تھی کہ تم خلافت کو مجھسے مضایقہ رکھوگے اگر پیشتر سے یہہ حال معلوم ہوتا کہ تمکو اسکی رغبت ہے تو مین ہرگز خلافت قبول نہ کرتا لیکن اس گفتار پر عمل نہین تھا یہہ بات تو فقط کہنے کی ہی تھی کیونکہ جب انکو یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت علی طالب خلافت ہین تو اوسوقت بھی خلع خلافت کر دینا دشوار نہ تھا حضرت علی سے بیعت کر لیتے خود

کفارہ کرے اور اگر اسمین کوئی دقت تھی تو حضرت عمر کو اپنا ولیعہد کیون کیا اپنے بعد حضرت علی کو ہی خلیفہ مقرر کرتے مگر یہان تو قرار داد اور ہی کچھہ تھا علاوہ اسکے فدک کو جو خلیفہ اول نے حق مسلمانان بیان کیا یہہ صریح خدا و رسول پر تہمت ہے مسلمانان کا اوسمین ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہین ہے بلکہ سورہ حشر مین مسلمانون کو سخت تاکید و تہدید کیگئی ہے کہ اسمین تمہارا کوئی تعلق نہین ہے بلکہ خداوند تعالی نے تین حصے اوسکے کردئے ایک اللہ تعالی کا دوسرا رسول اللہ کا تیسرا حضرت فاطمہ کا اسکی مخالفت کرنے والون کو خدا نے سخت عذاب جہنم دینے کا وعدہ کیا ہے اب غور کرنا چاہیے کہ اپنے ثلث کی تو حضرت زہرا مالک تھی ہی دوسرا ثلث نبی کا تھا اوسمین سے زوجات کا کچھہ حق نہین کیونکہ ضیاع و عقار مین زوجہ کو ترکہ نہین پہونچتا۔ تو وہ بھی باقی سب حضرت زہرا کا تھا رہا ثلث خداوند تعالی کا اوسکی بابت بھی بمقابلہ حضرت ابوبکر جناب سیدہ زیادہ مستحق تہین۔ بروی قواعد شفیع دوسرا دخیل ہونیکا مجاز ہی نہ تھا؛ حصہ خداوند تعالے مین سے جیساکہ یتیمان و مساکین و مسافرین کو دیا جاتا تھا اوسیطرح حضرت علی دے سکتے تھے بلکہ وہ ایسے سچے تھے کہ اپنے حصہ کو بھی صرف مساکین کرتے تھے رہا یہہ قول مخاطب کا کہ ابوبکر نے حضرت زہرا کی دلداری اور احترام کیا یہہ البتہ شکرگذاری کا موقع ہے کہ گوڑ نہ دے تو کیا گوڑ کی سی میٹھی بات بھی نہ کرے۔ اسکو تو ظاہرداری کہتے ہین۔ پھر یہ جواب قائم ہے کہ اگر اس اعتذار اور انکسار پہ بھی حضرت زہرا کے دل مین بغض رہا تو حضرت صدیق اکبر کی فضیلت مین کہ بنص قرآنی ثابت ہے کیا نقص پیدا ہو سکتا ہے

اگر کوئی منصف مزاج آدمی غور کرے تو مخاطب صاحب کا یہی فقرہ اونکی تمام توجیہات اور شکوک کو برطرف کرتا ہے یعنی تا وفات رنجیدہ رہنا تو جناب سیدہ کا مسلم شیعہ و سنی ہے تو صریح ظاہر ہے کہ جن چاپلوسی کی باتون کو مخاطب صاحب اعتذار اور انکسار

سمجھ رہے تھے وہ انکساری نہ تھی بلکہ ابلہ فریب باتین تھین لیکن جناب سیدہ اونکی باتون کی تہ کو خوب سمجھتی تھین اور جانتی تھین کہ یہہ گفتار موافق انکی کردار کے نہین ہے بلکہ دلون کے اندر اور کچھ ہے اور زبان پر اور کچھ ہے اس لئے ان باتون سے آزردگی رفع نہین ہوئی چنانچہ شیخ عبدالحق شرح مشکواۃ شریف مین جو کچھ اس حدیث کے ذیل مین لکھتے ہین۔ موید اسی کی ہے یعنی وہ لکھتے ہین کہ مشکل ترین قضایا قضیہ فاطمہ زہرا است اگر گوییم کہ وے رضی اللہ عنہا جاہلہ بود باین سنت واز رسول خدا صلعم اتفاق استماع این حدیث نیفتاد پس مشکل می آید کہ بعد از سماعت این حدیث از ابوبکر چرا یقین کرد ودر غضب شد۔ بعد اسکے مولف صاحب فرماتے ہین کہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔

اور یہہ امر ظاہر ہے کہ اگر یہ مقولہ مولف صاحب کا صحیح ہے تو ضرور حضرت فاطمہ اور حضرت علی بھی اس سے آگاہ ہونگے اسلئے صاف ثابت ہو گیا کہ جناب سیدہ اور حضرت علی کے نزدیک حضرت ابوبکر ہرگز مومن نہ تھے ؛

پھر فرماتے ہین کہ صدیق اکبر کا فدک تنہا حضرت زہرا کو نہ دینا عذر شرعی کی نسبت تھا نہ ازرا غضب کے تا ان جو مال کہ بلا شرکت غیری تھا مثل دلدل و زرہ و شمشیر وہ سب حضرت علی کو سپرد کر دیا چنانچہ کتب سیر مین مشرح ذکر کیا گیا ہے۔ اب اہل انصاف برائے خدا ذرا توجہ فرماکر غور کرین کہ اگرچہ یہہ قول مخاطب کا بوجہ کم علمی اور ناواقفیت کے ہے لیکن اونہون نے تسلیم کر لیا ہے کہ جو مال بلا شرکت غیری تھا وہ حضرت ابوبکر نے حضرت علی کے سپرد کر دیا۔ پھر وہ حدیث کہ انبیا کا کوئی وارث نہین اور جو کچھ وہ چھوڑتے ہین صدقہ ہے دروغ ثابت ہو گئی یا نہین۔ دیکھئے حق کی بات کبھی نہین چھپتی۔ اب ہم مولف کی کس بات پر یقین کرین۔ تھوڑی دیر پیشتر تو نبی کا کسی کو وارث ہی نہین قرار دیتے تھے۔ اب بفضلہ ترکہ بھی تقسیم کر دیا۔ پیشتر فدک مین

کوئی حق ہی حضرت سیدہ کا تسلیم نکرتے تھے اب مشترکہ حق تسلیم کرلیا۔ اس سے امید ہی کہ شاید مولف صاحب کبھی راہ پر آجاوینگے لیکن یہہ خوف ہی کہ مبادا پچھلے لکھے ہوئی کیطرح اسکو بھی نہ بھول جاوین۔ مولف صاحب کے سر پر بھی خلفاء کا سایہ ہی اونھون نے بھی فدک پیچھے سے بعد پشیمانی بسیار واگذاشت کیا تھا ایسے ہی مولف صاحب نے بھی بعد خرابی بصرہ پیچھے سے تسلیم کیا ہی مرد آدمی اگر پیشتر ہی تقسیم ترکہ تحریر فرمادیتے تو ہمکو اسقدر قلم فرسائی کیون کرنی پڑتی ؛

قال الطعن ہشتم۔ اکثر شیعہ لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا نے وصیت کی تھی کہ فدک حق زہرا کا ہے۔ جواب اسکا یہہ ہی کہ وصیت ثلث مال مین ہوتی ہے۔ پھر سارا فدک حضرت سیدہ کا کسطرح ہوا۔ اقول۔ ہمارے مخاطب صاحب کو خدا نے ذہن بھی رسا عطا فرمایا ہی۔ آپ نے مطلق اوس طعن کی عبارت پر لحاظ نہین فرمایا کہ جسکو خود ہی اس نیت سے وضع کیا ہے کہ پوچ سا طعن لکھکر تردید باسانی کردو ؛ قاعدہ وصیت جسمین قید ایک ثلث ترکہ کی ہی وہ غیر وارث کے لئے ہے تاکہ ورثہ محروم نہ ہوجاوین پس جناب سیدہ کے علاوہ کوئی وارث نہ تھا جو اعتراض وارد ہوا اور اگر بموجب فقہ اہل سنت عصبات کا حق قایم کیا جاوے تو سوائے حضرت علی یعنی اولاد ابوطالب عم حقیقی کے کوئی عصبہ نہ تھا علاوہ ازین ترکہ بھی فقط فدک ہی نہ تھا۔ بلکہ صحیح مسلم مین ترکہ کی تفصیل یہہ ہے کہ ما افاء اللہ علی رسولہ بالمدینہ والفدک وخمس خیبر۔ اس حساب سے فدک ایک ثلث ترکہ ہی۔ اور وصیت اسکی جائز ہی ؛ ماسوائے اسکے عبارت وصیت پر غور نہین کی گئی ؛ اگر رسول خدا یہہ فرماتے کہ میرے بعد فلان شے حضرت زہراؑ کو دینا تو اوسمین پابندی قواعد وصیت کی ہوسکتی ہی لیکن وہ قول تو صاف صاف تسلیم حق جناب زہراؑ ہے یعنی رسول خدا فرماتے ہین کہ فدک زہراؑ کا حق ہی ؛ ؛ یہہ نہین فرماتے ہین کہ مین فدک زہراؑ کو اپنے بعد دینا چاہتا ہون۔ اوس قول کا تو صاف مفہوم یہہ ہی کہ فدک پیشتر سے حق زہراؑ کا ہی پھر اوسمین ثلث کا نزاع کیسا۔ ایسی وصایا

شمس الضحی از شیخ [illegible]
10024

تو رسول خدا کی بہت ہین مثلاً امت کو وصیت کی کہ رمضان شریف کے روزے رکھنا اور پانچ وقت نماز پڑہنا وغیرہ وغیرہ تو کیا مخاطب صاحب وصیت کے قواعد سے فقط دس روزے رکھینگے اور بیس روزے نکال ڈالینگے اور مغرب کی تین رکعت مین ایک اور عشا و ظہر و عصر مین سوا سوا رکعت پڑہا کرینگے کیونکہ وصیت کا نفاذ تو فقط ثلث ہی مین ہوگا پھر جب مخاطب صاحب کو اور کوئی دلیل نہین سوجھی تو یہ راگ لائے کہ حضرت علیؑ نے حسنینؑ کے سپرد فدک کیون نہین کر دیا یعنی اپنی خلافت مین اب کیون نہین کیا، یہہ بھی مولف صاحب کی عدم وقفیت کی دلیل ہے خود دہم) علماے اہلسنت کہتے ہین کہ حضرت عمر نے فدک اپنے عہد خلافت مین واگذاشت کر دیا تھا اور قبضہ اہلبیت مین آگیا تھا پھر اس اعتراض کی کیا گنجایش ہے علاوہ ازین حضرت علی مرتضےٰ کی خلافت مین آپکے ممد و معین صحابہ نے اونکو چین کہان لینے دیا جو ایسے امور کیطرف متوجہ ہوتے۔ خلفاء ماسبق شاہراہ مذاہب کو تو اندہیری گھاٹی بنا گئے تھے۔ مذہب حقہ شیعہ کا رایج ہوتا ہی سخت دشوار ہو گیا تھا یہہ تو بہت بڑی حقیت مذہب کی دلیل ہے کہ فقط چار سال کے نزاع و خلاف و جنگ و جدال پر بہی خلافت نے اس مذہب کی بنیاد ڈالدی اور ایسی بنیاد ڈالی کہ ہزارہا لعینون نے صدہا برس دنیا پر متسلط ہو کر بادشاہ اور صاحب اختیار بنکر اس مذہب کی بیخ کنی کرنی چاہی مگر یہہ بھی بحمد اللہ شجرہ نبوت و امامت ترو تازہ ہی رہا۔ لاکھون آدمیون کے دلون مین جو خلافت خلفاء ثلثہ کے اندر اعتقادات خلاف خدا و رسول جم گئی تھی اون کا نکالنا تھوڑا کام نہ تھا۔ تسپر خلافت مرتضوی کی بیعت کر کے طلحہ و زبیر بیعت توڑ توڑ کر اوسی زمانہ مین منحرف ہو گئے اور بصرہ مین جا کر باغیون کا ہجوم جمع کر لیا۔ جب حضرت علی مرتضےٰ نے ان باغیون کا قلع قمع کر کے فرصت پائی تو معاویہ غاویہ کی فتنہ پردازی شروع ہوئی اسکا فساد ہنوز رفع نہوا تھا کہ شہادت آپکی وقوع مین آئی پھر یہہ تمہارا اعتراض کب وارد ہو سکتا ہے

۲۹۷۶۱
۱۳-۳-۶۱

قال طعن ہنم۔ حدیث لانورث خلاف آیة یوصیکم اللہ فی اولادکم کی ہی اور آپ اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ یہہ آیت عام ہے سب کیلئے اور رسول خدا اس سے مستثنا ہین اور دلیل مستثنی ہونیکی یہہ ہی کہ ان آیات مین خدا تعالے نے یہ فرمایا ہی کہ تم یہ نہین جانتے کہ باپ یا بیٹا تمھارے لئے کون زیادہ نفع رسان ہی۔

اور حضرت کی شان مین یہہ آیت نازل ہی کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ یعنی محمد تمہارے مردون مین سے کسیکا باپ نہین ہی۔ تو گویا ثابت ہے کہ آیت یوصیکم اللہ سے رسول اللہ بوجہ نہونے پسری اولاد کے مستثنی ہین

اقول۔ افسوس یہہ ہی کہ مولف صاحب کم فہمی کے ہاتھہ سے بالکل لاچار ہین۔ اول تو خود ہی لکھہ چکے ہین کہ آیت یوصیکم اللہ عام ہے اور عام آیات وہ ہین کہ جنمین رسول اللہ اور امت سب شامل ہین جیسے آیات احکام نماز اور روزہ و وضو و تیمم وغیرہ بعض اوقات آیات خاص رسول اللہ کے لئی ہین اور بعض اوقات خاص امت کے لئے ہین یہ آیات عام ہین۔ دوسری دلیل پسری اولاد نہونے کی جو ارشاد ہوئی ہی۔ وہ آپ کا ہی حصہ تھا افسوس یہہ ہی کہ آپ اوس زمانہ مین پیدا نہوی کہ جب آئمہ اربعہ نے تدوین مذہب کی تھی اگر آپ ہوتی تو بہت لوگون کو احکام سے مستثنی کر دیتے۔ اب تمام اصحاب اہل سنت خوب سن لین کہ مولوی جہانگیر خان نے فتوی دیا ہے کہ آیات فرایض صرف اون لوگون کے لئے نازل ہوئی ہین جنکی پسری اولاد موجود ہو اور جن لوگون کی اولاد نہو یا فقط دختری اولاد ہو وہ سب آیات اور احکام فرایض سے مستثنی ہو گئے ہین ذرا ہی عقل پہ زور ندیا کہ جب حکم عام ہوتا ہی تو اوسمین سب طرح کے آدمی شامل ہوتے ہین جو اپنا وارث پسر کو چھوڑتا ہی یا دختر کو چھوڑتا ہے یا بھائی بہن یا مان یا باپ کو چھوڑتا ہے اون سب کی جدا جدا حکم ہین کیا اگر رسول خدا کی پسری اولاد نہ تھی تو جو اور ہزارون لوگ پسری اولاد والے اس آیت مین مضمر ہین اونکے لئے تھے یہ لکھا جاتا کہ

تم نہین جانتے کہ باپ زیادہ نفع رسان ہے یا پسر ایسی سمجھہ پر تالیف و تصنیف کا خبط ہونا ضرور داخل مالیخولیا ہے اور مالیخولیا والون کا یہ ہی دستور ہی کہ وہ دوسرون کو احمق سمجھتے ہین جیسا کہ آپنے تحریر فرمایا ہی کہ معترض اس حکم خدا کو مطلق نہین سمجہتے۔ اسکے بعد ایک طرفہ دلیل مخاطب صاحب نے درج فرمائی ہے کہ شیعون مین عورت کو زمین و زراعت مین ورثہ نہین پہونچتا پھر حضرت فاطمہ کا حق کیسے تھا اور پھر اپنی سمجھہ پر آپکو ناز ہے اور دوسرون کے لئے مصرعہ تحریر کرتے ہین ؛ پڑین پتھر سمجھہ پہ آپکی سمجھے تو کیا سمجھے۔ مگر یہ قدرت خدا کی ہے کہ یہہ مصرعہ آپ پر ہی موزون ہوا؛ ذرا اہل انصاف غور فرمائین کہ مسئلہ تو یہ ہی کہ زوجہ کو شوہر کی متروکہ زمین اور زراعت سے ترکہ نہین پہونچتا اور آپ اوسکو دختر کے مقابلہ پر سمجھکر دلیل لائے

اسلئے وہ مصرعہ مخاطب صاحب پر ہی موزون ہو گیا؛ اسپر ہمکو ایک وکیل صاحب کا قصہ یاد آیا کہ قانون ضابطہ دیوانی مین یہ لکھا تھا کہ عورت منکوحہ نابالغ کی ولی نہین ہو سکتی یعنی اگر شوہر نابالغ ہو اور زوجہ اوسکی بالغ ہو تو وہ شوہر کی ولی نہین ہو سکتی وکیل صاحب نے اوسکو مثل مخاطب صاحب کے عام جنس عورات پر حاوی سمجھکر ایک نابالغ کی والدہ پر کہ ولیہ نابالغ تھی اعتراض جڑ دیا کہ مادر نابالغ چونکہ عورت منکوحہ ہی اسلئے اوسکی ولایت جایز نہین اگرچہ مولوی جہانگیر خان صاحب کو ہمنے نہین دیکھا ہی نہ ابتک یہہ معلوم ہوا ہے کہ کسی نے اونکے جسم مین حلول کیا ہے یا بروزی تو رجہ یہہ نام ظاہر کیا ہی مگر اونکی تحریرات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ حضرت بھی اوسی سمجھہ کے آدمی ہین اون وکیل صاحب کو بھی یہ ہی خبط ہو گیا کہ مین ہی قانون سمجھتا ہون اور کوئی دنیا مین قانون دان نہین ہی۔ سبحان اللہ اس سے بڑھکر دوسرا استدلال آپ کا عبارت ابن بابویہ سے کہ حضرت فاطمہ فراق پدر مین رویا

کرتی تهین کہ جس سے مدینہ کے لوگون کو تکلیف پہونچتی تهی مطلب یہہ کہ پهر طلب وراثت کی فرصت کہان ملی تهی۔ اب مین ایسی حماقت اور جہالت اور کم سمجهنے کا جواب کہانتک دون اسکو منصف لوگون کی راے پر چهوڑتا ہون۔ عقلمند کو اتنی سمجهہ نہ آئی کہ کیا کثرت بکا مستلزم اس امر کی ہے کہ تمام دین و دنیا کے کام چهوڑ دے جاوین طلب وراثت مین تو شیعہ اور سنی متفق ہین بحث تو فیصلہ خلیفہ صاحب پر ہی اور اسمین شیعہ اور سنی مختلف ہین اب کثرت بکا سے وجود دعوی اور طلب میراث کو ہی معدوم کرنا چاہتے ہین خانصاحب خدا کے لئے عقل کی ناخن ترشواؤ نعل بند کو بلاؤ ورنہ منہ کے بهل ٹهوکر کهاکر گروگے حماقت کے گون وبال جان ہوگئی۔ کیون آپنے بیٹهے بٹهلائے علماے اہل سنت و جماعت کو بدنام کیا۔ آپ کو تو جو لوگ جانتے ہین وہی جانتے ہین لیکن کتاب آپکی بہت لوگ دیکہین گے اور چونکہ آپنے اپنے نام کے ساتهہ لفظ مولوی بهی ہمارے ایک دوست کیطرح شامل کر رکها ہے تو کتاب پڑهنے والے یہہ ہی سمجهینگے کہ اہل سنت و جماعت کے مولوی لوگ ایسی ہی لیاقت رکها کرتے ہین اوسوقت یہہ مصرعہ آپکا آپ پر نہایت موزون ہوگا۔ ع بدنام کنندۂ نکو نامی چند ٭

بعد ازان آپنے ابن زبیر کا قول دربارہ فضائل ابوبکر صدیق درج کیا کہ وہ غلامون کو جو مسلمان ہوتا خرید کر آزاد کر دیتے۔ ابن زبیر اول تو حقیقی نواسہ حضرت ابوبکر صدیق کا دوسری دشمن حضرت علی مرتضے اور اہلبیت کا۔ باپ مارے کا بیر دنیا مین مشہور ہی جب جنگ جمل مین حضرت علی مرتضے نے اوسکے باپ حضرت زبیر کو کہ خلیفہ برحق کی بیعت توڑکر باغی اور طاغی ہوئی تهی قتل کیا اور خود اوسکو سوداے خام خلافت کا ہوا تها کہ بی بی عایشہ کا وارث بنکر خلافت کا دعویدار تها اوسکی روایات کا کیا اعتبار پهر آپنے خاتمہ فضیلت حضرت ابوبکر کا بحوالہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہہ کر دیا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ خدا نے مجهکو بمنزلہ میرے سمع اور بصر اور بجاے

سر کے جسم مین اور بجاے روح کے بدن مین گردانیگا اور خیر سے آپ عبارات مین چالاکی اور خیانت بھی کرتے ہین حالانکہ کتاب منتہی الکلام سے جو آپنے نقل کی ہے خود ہی آپ نے لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اگر تیری زبان موافق تیرے دل کے ہے خدا بتعالے تجھہ کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے کرے گا۔

لیکن چونکہ آپکی زبان موافق دل کے نہ تھی کہ چند بار ہم ثابت کر چکے ہین اسلئے وعدہ پورا نہوا کیونکہ مشہور قول ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔

قالہ مجملا ذکر خلیفہ دوم = ۲ قول =

مولف نے جو حالات خلیفہ ثانی کے لکھے ہین اونسے کوئی فائدہ اوسکو حاصل نہین ہوا سب کتابون مین یہہ حال موجود ہے لیکن ایسے حالات لکھنے سے کسیقدر کسر شان ہوئی ہے کیونکہ خلیفہ اول کے حالات مین قبل اسلام لانے کے موحد اور پرہیزگار ہونا لکھا ہے اور اونکی نسبت شدت کفر و نفاق غرور غایت درجہ بغض و عناد رسول خدا سے ہونا درج کیا ہے اور ایک مصرعہ نہایت ہی ناموزون لکھا ہے جس سے بخوشی خاطر اور بعقیدت دلی مسلمان ہونا اون کا غیر ثابت ہوتا ہے ع گر نباید بخوشی موی کشانش آرید

مولف صاحب نے اس قصہ کو امیر حمزہ کے داستان سے زیادہ بے تکا بتایا ہے۔ محض کذب و افتراء سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ عمر کی آمد آمد کا شور مچا اصحاب رسالت مآب مین تہلکہ پڑگیا اسلئے کہ آپکی ہیبت اور شوکت معروف عالم تھی سب صحابہ کو سکتہ کا عالم ہوگیا فقط امیر حمزہ شجاعانہ بولے کہ اگر نیک نیتی سے آتا ہے تو خیر ورنہ اوسیکی تلوار سے اوسکا سر کاٹون گا۔

یہہ دبدبہ اور شوکت کا بیان محض لغو بلکہ دروغ ہے اور یہہ بھی بہتان عظیم ہے کہ انکے مسلمان ہونے سے اسلام کو تقویت ہوئی بلکہ کیفیت اسکی برعکس ہے اور اونکے مسلمان ہوتے ہی طرح طرح کی مصیبت مسلمانون پر پڑی دین کا اظہار و اعلان تو بڑی چیز ہے

اُنکے مسلمان ہوتے ہی آنحضرت صلعم اور دیگر مومنین کو غارون مین چھپنا پڑا تین چار برس کامل آنحضرت صلعم معہ صحابہ اور بنی ہاشم شعب ابو طالب مین مخفی رہے اور ہرگز یہ قدرت نہ تھی کہ مسلمانون مین سے کوئی شخص باہر نکل کر کسی سے بات چیت کر سکے یا ضروریات اپنی بہم پہونچا سکے

دبدبہ اور شوکت فاروقی محض اہل تسنن کی بناوٹ ہے اور فقط جہال کی زبان زد ہے ورنہ جو لوگ عالم ہین وہ حالات تاریخی کو خوب جانتے ہین مولف کا لکھنا کہ حضرت عمر کے مسلمان ہونے سے اسلام کا اعلان و اظہار ہوا دلیل ناواقفی مولف ہے سال ششم مین آپ مسلمان ہوئے اور آپکے مسلمان سے چندروز ہی کے بعد مسلمانون کی یہہ نوبت پہونچی کہ شعب ابو طالب مین مخفی رہنے لگے آپکے مسلمان ہونے سے پیشتر مسلمان لوگ بلا مزاحمت مکہ مین رہتے تھے لیکن آپکے مسلمان ہوتے ہی یہہ نوبت پہونچی کہ کسیکو مجال باہر نکلنے پہرنیکی ضروریات بہم پہونچانے کی باقی نہ رہی ؛

تمام کتب تواریخ اہلسنت ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عمر کس سال مین مسلمان ہوئے اور کس سال مین مسلمانون پر یہ سختی ہوئی کہ بجائے اُظہار و اعلان اسلام کے خود بھی ظاہر ہونیکی قدرت نرہی ۔ چار سال تک یعنی سال ششم سے دہم تک مسلمانون کی یہہ ہی نوبت رہی اور فقط حضرت ابو طالب اور امیر حمزہ کی بدولت اُنکی بھی جان بچی ۔ مین سچ کہتا ہون کہ اگر اس شوکت و دبدبہ کا تھوڑا سا بھی وجود ہی ہوتا تو بیشک جہال آسمان کو سر پر اُٹھا لیتے

قصہ آپکے مسلمان ہونیکا فقط یہہ ہے کہ آپ گھر سے بطمع قطار شتر و انعام زر نقد رسول اللہ صلعم کے قتل کے ارادہ پر تلوار حمائل کر کے نکلے اور اس خیال سے کہ شاید رسول خدا تنہا ہون اور کام بنجاوے وہانتک پہونچے لیکن اول تو راستہ مین ایک شخص بنی زہرہ نے انکو ڈرا دیا تھا اور دروازہ پر پہنچکر حضرت امیر حمزہ کا یہہ

کلام سنا کہ اگر بد ارادہ سے آتا ہے تو اوسی کی تلوار سے سر اوسکا قلم کرون گا اب کوئی چارہ انکو بجز انقیاد و اسلام کے نہ تھا کیونکہ انکے مزاج مین تشخص اور غرور زیادہ تھا لوگون پر اپنی بہادری جتلایا کرتے تھے اب چونکہ گھر سے تو بارادہ قتل پیغمبر نکلے تھے اور وہان پہنچکر جان کے لالے پڑ گئے اگر بھاگ کر ناکام واپس آتے ہین تو ہم چشمون مین حیز اور بزدل مشہور ہوتے ہین اور اگر کچھ حوصلہ بگھارتے ہین تو ابھی سر قلم ہوتا ہے اسلئے مجبور مسلمان ہونا پڑا اور جبکہ مسلمان ہو گئے تو اوسکے نباہ کی پیچ پڑ گئی کیونکہ ایسے مزاج کے آدمیون کی یہہ ہی خاصیت ہوتی ہے کہ اگر جبر و اکراہ سے بھی کسی فعل کو کرین تو مارے شیخی کے اوسکی ہی پیروی کر لیتے ہین اور پھر مولف صاحب تحریر فرماتے ہین

چنانچہ اوسی دن آپکی شوکت فاروقی دیکھکر اٹھارہ ہزار کفار داخل اسلام ہوئے۔

یہہ فقرہ تو مورخ شاہ صاحب کے مقولہ کی ہم پلہ ہی کہ دیوار قہقہہ پر سکندر ذو القرنین امام حسن حسین سے لڑا۔ اب اہل انصاف ذرا متوجہ ہوکر غور فرماوین کہ یہہ قول مولف صاحب کا صحیح ہی یا دروغ ہے اور اگر دروغ ہے تو کسدرجہ کا دروغ ہی۔ ظالم نے امیر حمزہ کی داستان کو مات دیدی جھوٹھ بولنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور سچ بھی تو ہے جھوٹھ بولے تو پیٹ بھر کر بولے۔ تمام کتب سیر و تواریخ سنی و شیعہ کی موجود ہین کہ اوسروز ایک کافر بھی مسلمان نہین ہوا اور مولف صاحب نے اٹھارہ ہزار کافر کا مسلمان ہونا لکھدیا جو ہجرت کے سال دہم تک بھی مسلمانون کی اتنی تعداد نہین پہونچی جدن حضرت نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی ہے وہ دن حضرت عمر کے مسلمان ہونے سے سات برس کے بعد ہی تمام مسلمانون کی تعداد ننانو سے زیادہ نہین ہوئی تھی پھر یہ اٹھارہ ہزار مسلمان کہان غایب ہو گئے تھے اگر ایسا ہی جھوٹھ بولنا منظور تھا تو کافرونکی جگہہ جن یا شیاطین لکھدیا تھا کہ اوسکی تردید بھی مشکل ہوتی

کیونکہ وہ کسیکو نظر نہین آتے ہین اور یہ بات کچھہ عجائبات سے بہی نہوتی بلکہ جہال کی نظر مین ایک بڑی وقعت کی بات معلوم ہوتی کہ آپکے ساتھہ اٹھارہ ہزار شیاطین بھی مسلمان ہوئے تھے۔

اہل تحقیق مولوی جہانگیر خان صاحب کے تمام اقوال کو اسی پر قیاس کرلین کہ تصنیف اس کتاب سے فقط اون کا مقصد جہلا کے دام تزویر مین پھنسانے سے ہی کہ وہ سمجھہ لیوین کہ انوار الہدی کا جواب بہی ہو سکتا ہے کیونکہ اونکو معاملات کی اصلیت سے تو کیا خبر ہے کہ مولویصاحب نے صحیح لکھے ہین یا محض کذب و افترا کا ہی یہہ اٹھارہ ہزار کافرون کے مسلمان ہونے کا مقولہ اوس حد کو پہنچ گیا ہی کہ اگر شرع کا محکمہ قایم ہو تو بہتان اور کذب اور شہادت کاذبہ کی حد لگائی جاوے اسلئے ہم تمام علماے اہل سنت سے بروی ایمان فتوی طلب کرتے ہین کہ آیا جسروز حضرت عمر مسلمان ہوئے تھے اوسروز اٹھارہ ہزار کافر بھی مسلمان ہوئے تھے یا نہین اور اگر نہین ہوئے تو جہانگیر خانصاحب کذب اور افترا اور بہتان کے مرتکب ہوئے یا نہین اور بروی شرع شریف اس کذب و افترا کی کیا سزا ہی۔

اگر ظاہری حد شرع کا خوف نہین رہا ہے تو حقیقی حد لعنۃ اللہ علی الکاذبین موجود ہے مکہ سے مدینہ کو باعلان ہجرت کرنا کوئی بڑا کام نہ تھا ابو جہل اونکا ماموں تھا اوسنے امان دے رکھی تھی اور کفار سواے ذات بابرکات جناب رسالتمآب کے اور کسی سے متعرض نہ تھے اگر آپ ایسے ہی بہادر تھے تو بروز حدیبیہ بہی وہی مکہ تھا اور وہی کافر تھے اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت وغیرہ مین مندرج ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت عمر کو مکہ بھیجنا چاہا مگر اونہون نے خوف اپنی ہلاکت کا بیان کرکے عذر کیا حضرت عثمان کو بھیجا کہ اوسکا قبیلہ کثیر تھا وحی الہی کا اکثر آپکی راے پر نازل ہونا مصنوعی بات ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی

کافر ہو جاتا ہے خداوند تعالےٰ کسی کی راے کا محتاج نہین اسلئے ایسا عقیدہ بموجب اجماع تمام فرقات اہل اسلام کے فاسد اور باطل ہے۔ شب رمضان مین بیس رکعت تراویح کا باجماعت جاری کرنا داخل بدعت تھا کیونکہ امورات مذہبی مین بعد رسول خدا کے جدید بات پیدا کرنے کو بدعت اور طریقہ رسول اللہ پر چلنے کو سنت کہتے ہین اور اپنی کچھہ تراویح ہی جاری نہین کی ہین بلکہ اسلام مین بہت جدید امور جاری کئے ہین مثل استنجا بکلوخ اور غسل قدم در وضو۔ اور الصلواۃ خیر من النوم اذان صبح مین ناف پہ نماز مین ہاتھہ باندھنا متعہ کو روکنا وغیرہ وغیرہ۔

پھر مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ بموجب وصیت حضرت صدیق اکبر اب امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین ہوئے اول تو ہم مولف صاحب پر اونکا ہی اعتراض رد کرتے ہین کہ وصیت کے روسے تو ایک ثلث خلافت ملنی چاہیے تھی دو ثلث براہ غصب حاصل کرنا قرار پائیگا

علاوہ اسکے امیر المومنین کا لقب خدا ورسول کے سوا کوئی نہین دے سکتا حضرت ابوبکر کی وصیت سے دو امیر المومنین نہین ہو سکتے تھے خلیفۃ المسلمین جو دوسرا لقب تحریر فرمایا ہے اسکا کچھہ مضایقہ نہین مگر شاید مولف صاحب اسکے معنی نہین سمجھتے یہ وہی نقل ہوئی کہ جیسا کسی نے امیر الامرا کی مثال پر کسی وزیر کو وزیر الوزرا لکھدیا تھا مولف صاحب سادہ لوح آدمی ہین یہہ نہ سمجھے کہ مسلمان کا نایب بہر حال ہر مسلمان سے کم درجہ پر ہوتا ہے جیسا رسول اللہ کا خلیفہ رسول اللہ سے اور میانجی کا خلیفہ میانجی سے کم درجہ پر ہوتا ہے۔

فتوحات شام وعراق کو جو انکے کارنامہ مین درج فرمایا ہے فضول ہے۔ اگر مسلمان لوگ راہ راست سے منحرف نہوتے اور وصیت رسول خدا صلعم کو قبول کرکے حضرت علی مرتضےٰ کی اطاعت قبول کرتے تو شام پر ہی اسلام رک نہ جاتا تمام ملک روم اور

روس اور فرنگ اور چین فتح ہو جاتا اور دنیا مین کفر کا نام باقی نرہتا۔ خلفاء ثلثہ کے زمانہ کی فتوحات کو فتوحات نہ سمجھو بلکہ اونکی مداخلت کی وجہ سے تمام دنیا مین اسلام شائع ہو جانے سے رہگیا اور اس امر کی سخت بازپرس خدا تعالی کے روبرو ہوگی پھر آپنے قصہ حضرت عمر کی صاحبزادے کے شراب پینے اور زنا کرنے کا نہایت فصاحت اور نمکینی عبارت اور طرح طرح کی تصنع اور بناوٹ سے تحریر فرمایا ہے فی الحقیقت مثنوی کا سا رنگ جمایا ہے مگر دروغگوئی اسمین بھی آپکا شعار رہا ہے مولویصاحب آپنے جو فقط ایک عدل کی صفت ظاہر کرنیکے لئے ایسی بڑی تفضیح اون بیچارون کی کی ہے یہہ آپ ہی کا کام ہے۔

صاحبزادے کی جوہر شرافت کا اظہار عدل کے اظہار سے ضروری نہ تھا اور آپ نے جس طرح پر یہہ قصہ لکھا ہے وہ مراد بھی آپکو حاصل نہوئی۔ ابو شحمہ عبداللہ بن عمر پر حد زنا و شرب خمر لگایا جانا بوجہ معدلت نہ تھا بلکہ سخت مجبوری کی حالت مین تھا کیونکہ اس سے درگذر کرنا حضرت عمر کے اختیار سے قطعی باہر تھا اور بغیر حد جاری کئے کسی طرح مفر نہ تھا۔ دیکھئے دلون مین اونکے کچھہ ہی ہو مگر بظاہر جبکہ خلیفہ رسول اللہ کہلاتے ہین تو ظاہر ہے کہ وہ حضرت کہین کے نواب نہ تھے یا بادشاہ صاحب ثروت اور صاحب فوج نہ تھے کہ بوجہ داب سلطنت رعایا اونکی مطیع تھی صرف خلافت کے ذریعہ سے حکمرانی کرتے تھے جسکی بنیاد اہل زمانہ کے اعتقاد پر تھی اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ اگر کوئی امر خلاف شرع انسے سرزد ہووے تو لوگ بداعتقاد ہو کر خلع خلافت کر دین اسلئے حضرت عمر حد جاری کرنیمین قطعاً مجبور تھے اور وجہ مجبوری کی زیادہ تر یہہ تھی کہ وہ عورت جس سے آپ نے زنا کیا تھا حضرت عمر کے پاس مسجد کے اندر ایسے وقت مین آئے کہ صدہا مسلمانون کا مجمع تھا پس جبکہ صدہا مسلمانون کے روبرو یہہ راز فاش ہوا تو حضرت عمر کسطرح درگذر کر سکتے تھے مجبور حد مارنا پڑا۔ ابو شحمہ کی نیک بختی اور حضرت عمر کی عدالت اوسوقت قابل تسلیم ہو سکتی تھی کہ جس روز آپ زنا کر کے تشریف لائے تھے عذاب جہنم سے بچنے کے لئے اجراء حدود الہی چاہتے

اور حضرت عمر بلا فاش ہونے راز کے صاحبزادی پر حد جاری فرماتے ابو شحمہ کی مسلمانی اور اتقاء و خلیفہ زادگی سے یہہ امر نہایت بعید تھا کہ زنا کرتے اور شراب پینے کے بعد خود درخواست اجراے حد کی نہین کی اور یہان تک اس راز کو مخفی رکھا کہ فعل حرام سے حرام زادہ بھی پیدا ہو گیا اور خبر گیری نان و نفقہ کی نہ کی تب اوس عورت نے مجبور ہو کر اوسکے والد سے نالش کی ۔ مولف صاحب نے اوس ولد الزنا کا کچھہ حال نہین لکھا کہ بعد اجراے حد وہ لڑکا کس کی حضانت مین سپرد ہوا اور پرورش اور نان نفقہ کا اوسکے کیا بندوبست ہوا آیا وہ پسر عورت کو ہی دیدیا یا جدامجد نے پرورش کیا ۔

ہمکو مولف صاحب کی تحریر سے نہایت درجہ شبہ اس امر کا ہوا ہے کہ ابتداءً حضرت عمر اور اونکے گھر والون پر ابو شحمہ کا یہہ راز کھل گیا تھا مگر بوجہ رعایت فرزندی اوسوقت حد حد جاری نہین کی اور اس راز کو پوشیدہ کر لیا کیونکہ مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جب عورت سے زنا کیا تو اوس سے معذرت کر کے گھر گئے رات بھر نسوے اپنی حرکت ناقص پر کثرت سے روے درگاہ مجیب الدعوات مین توبہ استغفار کرتے رہے دل افسردہ سے آہ سرد بھرتے رہے اب اہل انصاف غور کرین کہ یہ حالات اگر اونکے گھر والون پر ظاہر نہین ہوے تھے تو مولوی جہانگیر خان کی زبان پر کسطرح آئی مولویصاحب کی نسبت دروغگوئی کا تو گمان تو نہین ہو سکتا کہ اونہون نے براہ خوشامد یہ باتین کذب و افترا سے درج کتاب کی ہین ضرور کسی تاریخ کی کتاب سے لکھا ہوگا اور جب تک کہ ابو شحمہ کی ان افعال و حرکات کا گھر والون کو علم نہوا ہوگا تو کتابون مین درج ہونے کی نوبت کیون پہونچتی ۔ بعد اسکے مولف صاحب نے حضرت عمر کی سخاوت کے ثبوت مین لکھا ہے کہ حضرت شہربانو دختر کو مع زیور امام حسین علیہ السلام کو دیدیا یہہ سب سے بڑھکر مولف صاحب کی دانائی ہے ۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اپنا ذاتی مال دینے کو سخاوت کہتے ہین ۔ حلوائی کی دوکان پر داداجی کی فاتحہ نہین لگتی ۔ اگر حضرت عمر اپنے گھر سے دیکر

تو البتہ سخاوت تھی اور مال غنیمت جو جہاد مین آیا اوسکی خمس یعنی پانچوین حصہ کے مالک امام حسین علیہ السلام تھے اگر حساب غنیمت فارس کا کیا جاوے تو سو حصون مین سے بھی ایک حصہ نہین ملا۔ سواے اسکے حضرت شہر بانو دختر بادشاہ نہین اونکے لینے کی قابلیت سواے شہزادون کے اور کون رکھہ سکتا تھا البتہ مع زیور کے دیدینا احسان کی بات ہی ورنہ مولف صاحب کی مرضی تو یہہ تھی کہ جسوقت حضرت شہر بانو کو امام حسین علیہ السلام کے سپرد کیا تو حضرت عمر کو واجب تہا کہ اور کچھہ نہین تو زیور تو ضرور اتار لیتے ٭

پھر جو آپنے قصہ شادی ام کلثوم کا درج فرمایا ہے اور نہین سمجہا کہ یہہ ام کلثوم بنت ابوبکر اور ہمشیرہ محمد بن ابی بکر ربیبہ حضرت علی مرتضے ہے۔ اور اگر بطور محال بنت فاطمہ سے فرض کر لیجاوے تو کچھہ مفید مدعا نہین بیاہ شادی بھائی برادری کے بیچ مین ہوتے ہین شرع مین فقط مشرکون سے رشتہ قرابت کرنیکی ممانعت ہی سو کسی شیعہ کا یہہ عقیدہ نہین کہ حضرت عمر مشرک تھے اور جبکہ رسول خدا صلعم نے اپنی دو دختران کی شادی ابو العاص اور پسر ابولہب سے بحالت شرک اور کفر اونکے کر دی او فقط قوم اور کفو پر ظاہر کیا۔ ایسا ہی حضرت عثمان سے دو دختران کی شادی کی

اگر ہم قول مولف کو صحیح بھی مان لین تو کیا مطلب براری ہو سکتی ہے

پھر مولف صاحب نے ایک قول نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا +

هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه

فعلیهما رحمة الله یوم القیامة

اول تو آجتک نہ کبھی خود شیخین نے دعوی امامت کیا نہ کسی اہل سنت نے اونکو امام کہا اور یہہ امر ہم چند بار ظاہر کر چکے ہین کہ بعض مواقع پر دشمن لوگ بطور مخبری حضرات آیمہ اہلبیت کے پاس آکر خلفا کے بارے مین سوال کرتے تھے اور بجواب اونکے تقیتا دفع الوقتی کے لئے ایسے الفاظ فرمادیا کرتے تھے کہ دشمن خوش ہو جاوین اور

بالمعنی مین معنی دوسرے ہون ورنہ ہزارہا روایات مخالف شیخین آیمہ علیہم السلام سے مروی ہین عادلان کے معنی عدول حکمی کرنیوالون کی ہین قاسطان دغا کرنیوالون اور بیعت توڑنیوالون اور سرکشون نافرمانبردار کو کہتے ہین جیساکہ فرمایا تھا رسول خدا صلعم نے حضرت علی سے کہ میرے بعد تم سے ناکثین اور قاسطین اور مارقین لڑینگے پھر ان الفاظ مین کیا خوبی نکلی اور آخر مین یہہ فرمانا کہ خدا اونپر رحم کرے دلیل اسی بات کی ہے کہ اونپر بہت بڑا مواخذہ ہے۔ اور اسی لئے مولف نے ترجمہ مین خیانت کی ہے کہ رحم کی جگہہ رحمت لکھی ہے تاکہ جاہلون کو اصلی حال منکشف نہو جائے۔ کیونکہ اُردو بول چال مین مابین رحم و رحمت بہت فرق ہے بعد اسکے مولف نے حال حضرت عثمان کا تحریر فرمایا ہے۔ اور بہت کچھہ ہذیان بکا ہے اوسکی تردید کی ہمکو حاجت نہین مومنین پاک طینت پر حال پوشیدہ نہین۔

بعد اسکے کچھہ حالات تاریخی حضرت علی مرتضےٰ و ایمہ اہلبیت کے درج کئے ہین جنکے مولف کو کوئی حاجت نہ تھی نہ ہمکو اس بارہ مین لکھنے کی کچھہ ضرورت ہے مگر جن مقامات پر رگ غضب اور عدم وقفیت نے حرکت کی ہے اور بوجہ عناد قلبی کہ مولف کو خاندان رسالت سے ہے امر حق کو پوشیدہ رکھکر دانستہ خلاف کہا ہے یا جس جگہہ بوجہ کم علمی اور قصور عقل بمقتضاے عصبیت مولف نے خطا کی ہے اوسکو ہم ظاہر کرتے ہین ؎

مولف نے براہ خیانت احوال جناب علی مرتضےٰ مین یہ لکھا ہے کہ آپ بعد قتل عثمان امیر المومنین ہوئے حالانکہ آپ حین حیات رسول خدا صلعم مین بہی امیر المومنین تھے جیساکہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اوحی الی فی علی - ثلث انہ سید المومنین امام المتقین قاعد الغر المحجلین اور اسناد اس حدیث کی پیشتر ہم لکھہ چکے ہین - حضرت علی کو یہ خطاب خدا اور رسول کا دیا ہوا ہے اصحاب ثلثہ مین سے کسیکو یہ لقب حاصل نہین ہوا اگر خود اپنا نام رکھہ لیا تو نام کی چوری نام کا غصب ہے - اسلئے خلفاء ثلثہ اپنا نام امیر المومنین رکھنے سے سخت گنہگار ہوئے اور جو شخص اصحاب ثلثہ کو امیر المومنین کہیگا وہ بہی گنہگار ہوگا - اور اگر کسیکو

غیرت دامنگیر ہو تو کتب اہلسنت وجماعت سے یہہ ثابت کر دے کہ اصحاب ثلثہ مین سے کسی کو رسول خدا نے یہہ لقب عطا فرمایا ہے اور اگر کوئی ثابت نکر سکے اور کچہہ غیرت رکھتا ہو تو خود کبھی اصحاب ثلثہ کو اس لقب سے نہ پکارے

دوسرا کذب مولف کا یہہ ہے کہ عمل خلافت آپ کا مطابق امر خلافت خلفاء ثلثہ کے تہا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہہ صریح بہتان ہے اون کا عمل مدلہ خلافت برحق تھا ؛

افسوس یہہ ہے کہ مولف اپنی تواریخ سے بہی واقف نہین ہے۔ نہین جانتا کہ بوقت تعین خلافت ثالثہ حضرت علی نے عملدرآمد شیخین پر عمل کرنے سے قطعی انکار کیا اور حضرت عثمان نے بطمع خلافت تقلید شیخین سے اقرار کیا۔ تواریخ مین ملاحظہ کیجیے کہ عمال خاین جو زمانہ خلافت اصحاب ثلثہ مین مقرر ہوئی تہی اول روز خلافت مین آپ نے اونکی معزولی کا حکم دیا ؛ ہرچند کہ بعض اہل الرای نے عرض کی کہ اسوقت انکا معزول کرنا مصلحت کے خلاف ہے چند روز توقف کیجیے لیکن آپ نے مطلق پروا نہ کی اور فرمایا کہ جو کچہہ ظلم و ستم ان اعمال خاین سے سرزد ہوتا ہے اوسکی جوابدہی کا مین متحمل نہین ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلفاء ثلثہ نے دانستہ عمال خاین اور فاسق کو حاکم کیا تہا پھر اب ایسے ذکر مین بیان کرتے ہین

قالہ۔ ایسے بے قصد و رضاے فریقین کے باہم حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت ام المومنین کہ جنکی تعریف بفضل الہی سورہ نور سے روشن ہے اتفاقاً لڑائی ہوئی جب امر حق ثابت ہوا پہر اوسی دم باہم اہل صفا کی صفائی ہوئی ؛

اقول۔ یہہ بیان مولف کا محض دروغ اور بوجہ ناواقفیت علم تواریخ کے ہے یا قصداً آپنے اپنے ہم مشربون کو گمراہ کرنیکے لئے دہوکہ دیا ہے جس جنگ کو آپ بے قصد لکھہ رہے ہین یہہ وہ جنگ ہے جسمین مدینہ منورہ سے مخالفان حیدر کرار منصوبہ مخالفت اور بغاوت کا کرکے بیعت مرتضوی توڑ کر خفیہ یہہ بہانہ حج بیت اللہ نکلے اور مکہ سے بمعیت ام المومنین

عایشہ بدمعاشان اوراوباشان کا مجمع جمع کرکے بصرہ بہونچے اور پچاس ہزار آدمی کے قریب فراہم کرکے علم بغاوت بلند کیا ام المومنین نے امیرالمومنین بننا چاہا اور اس پیرایہ مین عبداللہ بن زبیر اپنے بہانجہ کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی ۔ یہہ خبر سنکر جناب حیدر کرّار مدینہ سے بمعیت ۲۵۰ آدمی کے واسطے سرکوبی فرقہ ناکثین کی تشریف لیگئے ۔ طلحہ و زبیر اور بہت سے اوباش اس جہاد مین مارے گئے حضرت عایشہ گرفتار ہوکر مدینہ بھیجی گئین ۔ اس جنگ کو کون احمق اتفاقی کہہ سکتا ہے ۔ اور خلیفہ برحق کی بیعت توڑنیوالون باغیون کو کون بے وقوف اہل صفا کہہ سکتا ہی ۔ خصوصاً اوس حالت مین کہ جناب رسول خدا صلعم نے خاص اس گروہ باغی کی تعریف مین یہہ فرمایا کہ ملعون ہی وہ گروہ کہ جس کا سردار عورت ہے ۔ وقوع جنگ سے چند ماہ پیشتر منصوبہ بغاوت کرنا بیعت توڑنا حج کا بہانہ کرنا مکہ معظمہ سے مدینہ کو واپس آنا بلکہ بارادہ تسخیر ملک و فراہمی فوج بصرہ کو جانا اور خلیفہ برحق پر خروج کرنا اگر اتفاقی امر ہی تو نمرود کا خدا پر حملہ کرنا فرعون کا دعوی خدائی کرنا شیطان کا آدم کو سجدہ نکرنا سب اتفاقی امور ہوجائینگے ۔ ان مخالفین کے مخالف ہونے مین کسی مومن کو شک نہین ہوسکتا ۔ البتہ جسکو شک ہی وہ ہی منافق ہے کیونکہ جو شخص حضرت علی کے ہاتھہ سے قتل ہوا اور جس نے حضرت علی پر خروج کیا اور جو حضرت علی سے لڑا اور جس نے حضرت سے بغض رکھا وہ منافق بلکہ کافر اکفر ہے کیونکہ فرمایا رسول خدا نے ۔ انا حارب لمن حاربہم مین لڑنے والا ہون اوس شخص سے جو حضرت علی سے اور حسنین علیہم السلام سے لڑے پس جبکہ یہہ امر مسلم ہے کہ حضرت علی مرتضی اور محمد مصطفی سے لڑنا یکسان ہی تو ابوجہل وغیرہ ملعونان مین اور اہل جمل مین کیا فرق ہے ؛

اس حدیث سے کفر مخالفین ثابت ہی ۔ پہر یہ بہی ثابت ہی کہ اس گروہ باغی کے سردار عورت تھی اور جس گروہ کی سردار عورت ہو وہ گروہ بشہادت حدیث نبوی ملعون

ہے اور چونکہ جنگ وجدال بغیر بغض وعناد وقوع مین نہین آیا جبکہ طلحہ وزبیر کو حضرت مرتضے علیہ السلام کیطرف سے خصومت پیدا ہوئی تب وہ مکہ پہونچے اور مجمع اوباشان فراہم کرکے داخل بصرہ ہوئے اور نسبت بغض مرتضوی صاف حدیث شریف وارد ہے لا یبغضه الا منافق۔ یعنی علی سے سواے منافق کے اور کوئی بغض نہین رکھتا۔

امر حق ثابت ہونے پر خاتمہ جنگ نہین ہوا بلکہ سرغنہ باغیان کے مارے جانے وگرفتار ہونے پر خاتمہ ہوا ہے پھر اس اتفاقی جنگ کے بعد ایک اجتہادی جنگ قرار دی گئی ہے۔

قاله۔ اسیطرح سے آپکو نسبت خطاء اجتہادی کی حضرت معاویہ سے مقابلہ ہوا جائین کہ باہم مسلمانون کے مقابلہ ہوا۔

اقول۔ خطاء اجتہادی ایک مرتبہ ہوتی ہے عقلاء زمانہ تیسری خطا کو اور ہی خطا بولتے ہین اسی پر قیاس کر لیجئے اوس شخص کو جس نے ہفتاد دو بار خطا کی ہے اگر معاویہ بحیلہ خطاء اجتہادی دار وگیر قیامت سے بچ جاوے تو محبان آل ابو سفیان یقین سمجھ لین کہ شیطان بھی یہہ ہی نظیر پیش کرکے بری ہو جائیگا۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے تو معاویہ کو خاطی و باغی لکھا ہے اور یہہ بھی شاہ صاحب نے اوسکی رعایت کی ہے۔ مگر ہمارے مخاطب صاحب تو بالکل حق سے ہی گذر گئے

حالات جناب امام حسن مجتبی علیہ الصلواة والسلام مین مولف لکھتا ہے

قاله۔ جب خبر شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بیعت لینے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہونچی ناگاہ حضرت معاویہ نے بمقتضای بشریت طالب جاہ ومناصبت دنیاوی کے ہوکر خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی

اقول۔ اے ہوش باختہ تہوڑی دیر تو اپنے کذب و اختراع کو نباہا ہوتا کیا یہ مقولہ بہت ہی صحیح ہے کہ دروغگوئی را حافظہ نباشد۔ ابھی تو مقابلہ حضرت علی کے تو معاویہ کی خطائے اجتہادی تہی اور اب خبر شہادت حضرت سنتے ہی وہ خطائی اجتہادی مبدل بحرص بہی طلب جاہ و دنیا ہو گئی۔ اب ہم آپ سے ہی انصاف چاہتے ہین کہ جو شخص بقول آپکے بغرض حصول جاہ و مناصب دنیا خلیفہ برحق پر لشکر کشی کری وہ پہر بہی مسلمان رہا خدا کی پناہ ایسے عقیدہ پر کہ خود ہی کہتے جاوین کہ طلب جاہ دنیا مین خلیفہ برحق پر لشکر کشی کی اور خود ہی اونکو حضرت اور رضی اللہ عنہ لکھتے ہین

اس موقعہ پر غلامان آل ابو سفیان ایک جہوٹی حدیث وضع کرتے ہین جیسے کہ مولف صاحب نے بہی لکہی ہے۔ قالہ۔ معاویہ نے بوقت شروع جنگ دو آدمی خدمت حضرت حسن مین روانہ کرکے عرض کی کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث شریف کے منقضی ہوا الخلافۃ ثلثون عاماً ثم یکون بعد ذلک الملک۔ ترجمہ خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہی پہر ہوگا بعد اسکے ملک :

اقول۔ پناہ خدا کی اس بدعقیدگی سے کہ معاویہ کو تو علم حدیث ہوا اور رسول اللہ صلعم کے پارہ جگر کو ایسی حدیث کی خبر نہو کہ جس کا خاص اونہین کی ذات سے تعلق ہو۔

یہہ تو سمجھو کہ اگر یہ حدیث نبوی ہوتی تو اسکے عامل تو صرف امام حسن علیہ السلام ہی ہوتے اونکو لشکر جمع کرنے اور جنگ کرنیکی کیا ضرورت ہوتی خود ترک کر دیتے اپنے لشکریون کی بے وفائی اور عدم تصرف کا بہانہ کیا ضرورت تہا۔ اور معاویہ کو احادیث نبوی سے کیا علاقہ تہا۔ محققین علمائے اہل سنت معاویہ اور اسکے باپ ابو سفیان کو مولفۃ القلوب مسلمانون مین شمار کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ بعد فتح مکہ محض دباؤ سے مسلمان ہوئے تہے دل مین بدستور کافر تہے جیساکہ محقق دہلوی نے مدارج مین لکہا ہے۔ جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین۔ اونکو صحابی نہین کہا جاتا اسی لئے محقق دہلوی نے مدارج مین

لکھا ہے کہ معاویہ کی فضیلت مین کوئی حدیث وارد نہین ہے اور بحسب عقیدہ اہل سنت فضیلت ہر صحابی کے مسلّم ہے اسلئے معاویہ داخل اصحاب نہین ہے ۔ اور محدثان اہل سنت نے جو تعریف صحابی کی یہ لکھی ہے کہ ہر مسلمان جسنے رسول خدا کو ایک لحظہ بھی دیکھا ہے صحابی ہے اس قول کے بموجب اسلام معاویہ کا متحقق نہین ہوتا اور ثابت ہوتا ہے کہ بعد فتح مکہ جو قریش اور اعداء رسول مین سے بخوف ہلاکت مطیع ہو گئے تھے وہ فقط بمعنی فرمانبرداری کے مسلم کہلائے ہین ۔ ہمکو بڑی تلاش کے بعد ایک روایت معاویہ کے حال مین دستیاب ہوئی ہے اور جسکی تحریر سے دستیاب ہوئی ہے وہ بالکل ہم پلہ بلکہ سم بسم و کلہ بکلہ ہمارے مخاطب کے ہین جیسے مخاطب صاحب اپنے آپکو افغان کہتے ہین اوسیطرح وہ بھی دعویدار افغانیت ہین اور علم و فضل مین بھی درجہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے نام اونکا امانت خان ڈاکٹر ہے اونہون نے ایک رسالہ کچکول امانت خانی جاری کیا ہے اور بجاے باب اور فصول کے طعام اور لقمہ رکھتے ہین اونہون نے ایک حدیث اور ایک روایت معاویہ کی شان مین لکھی ہے ۔ یعنی فرمایا رسول خدا نے ۔

انا مدینة العلم و علی بابہا و معاویہ خلقتہا ۔ یعنی مین شہر علم کا ہون اور علی اوسکا دروازہ ہے اور معاویہ اوسکا حلقہ ہی ۔

ذرا اہل انصاف ان متعصبون کے مذہبی مداخلت بیجا کو ملاحظہ فرماوین کہ اگر احکام شرع جاری ہون تو اس افترا مین کتنے درّے مارے جاوین کوئی اس فاضل سے پوچھے تو کہ حضرت آپنے اس حدیث کو کس کتاب مین دیکھا ہے اصلیت اسکی فقط یہ ہی کہ کسی شخص ایمان دار نے حدیث انا مدینة العلم و علی بابہا مین بحسب عادت گروہ خود اصحاب ثلثہ کو بطور تحریف اس طرح شامل کیا تھا کہ انا مدینة العلم ابوبکر حائطہا عمر جدارہا عثمان سقفہا و علی بابہا ۔ جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ مین شہر علم کا ہون اور ابوبکر احاطہ اوسکا ہے اور عمر دیوارین اوسکی ہین اور عثمان چھت اوسکی ہین اور علی اوسکا دروازہ ہین جب کسی ظریف کے کان مین یہہ

مصنوعی حدیث پہونچی تو اوسنے دیوارین اور چہت دیکھہ کر کہا کہ شہر کی تعریف سے تو خارج ہوگیا مگر ایک کوٹھا بنگیا۔ لیکن واضع اوسکا پرنالہ لگانا بہول گیا مبادا موسم برسات مین کوٹھا گرجاوے اسلئے لازم تھا کہ واضع اوسکے آگے یہ بہی لکھہ دیتا کہ المعاویۃ میزابہا یعنی معاویہ اوسکا پرنالہ ہی خانصاحب بہی کہین شاید سن بہاگے تھے اصحاب ثلثہ کو تو بہول گئے معاویہ یاد رہگیا اور حیطان وجدار کی جگہہ حلقہ درہا

پہر ڈاکٹر صاحب دوسری روایت لکھتے ہین۔ منقول ہے کہ ایکدن آنحضرت صلعم گہوڑے پر سوار تھے حضرت معاویہ آپکی رکاب کے ساتھہ پیدل جاتے تھے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو کہ تیری پشت سے خون کی بو آتی ہے خداتعالی اوسپر لعنت کرے جو تیری پشت مین ہے اگرچہ منکران لعنت پر یزید ومقبلان فضایل معاویہ کے لئے تو خانصاحب نے نص صریح درج فرمادی ہے لیکن مقصد اس روایت سے معاویہ کی فضیلت ثابت کرنا ہی اسیطرح پر کہ معاویہ نے اس رمز کو سمجھہ کر جورو کو بہی طلاق دیدی اور عورت کے پاس جانیکی قسم کہالی مگر ایک عرصہ کے بعد کسی مرض کے باعث عورت سے بطور حرام دخول کیا جس سے یزید پیدا ہوا۔

اور طرفہ یہ ہے کہ اسی رسالہ مین خانصاحب ایک قصہ یزید کی ہمشیرہ کا بہی درج فرماتے ہین کہ جس سے خود یہ قول ہی باطل ہوگیا۔ اور تحقیقت معاویہ کے مسلمان ہونے سے پہلے یزید پیدا ہوچکا تہا۔ پہر ڈاکٹر صاحب فضائل معاویہ اور اثبات حلم مین لکھتے ہین کہ ایک شخص نے امیر معاویہ سے آکر سوال کیا کہ ای امیر خداتعالی نے تیری والدہ کو صاحب جمال بنایا ہے تو آپ نے کہا کہ خداتعالی کا شکر ہے اوسنے کہا کہ وہ نہایت فراخ چشم ہے آپ نے کہا الحمد للہ اوسنے کہا چہرہ نہایت خوشنما تہا خداتعالی نے وعدہ کیا ہے وہ شخص اسی طرح تمام اعضاء ظاہر ومستورہ کی تعریف کرتا تہا اور معاویہ نے یہ جواب دیا کہ جو کچہہ خداتعالی نے ہی اوسے بخشا ہے پہر اوسنے کہا کہ مجھے اپنے نکاح مین قبول کرینگے

خانصاحب نے اس قصہ بی غیرتی کو داخل فضائل معاویہ درج کیا ہی۔ اگرچہ ہم ایسے فضائل کی رد و قدح نہین کرتے دل ما شاد و چشم ما روشن لیکن مقصد ہمارا اس اوسکے ظاہر کرنے سے ہی کہ بعضے لوگ بناوٹ تو کرتے ہین اثبات فضیلت کیلئے اور اوس سے پوری مذمت اور ہجو ثابت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہندہ مادر معاویہ ایک بہت بڑی بے حیا عورت تہی تمام کتب تواریخ سے ثابت ہی کہ وحشی غلام سے وعدہ وفا پر حضرت امیر حمزہ کو شہید کرایا تہا مگر کجا امارت معاویہ اور کجا ہندہ جگر خوار اوس زمانہ تک کہان زندہ ہوگی اور اگر زندہ بہی ہوگی تو وہ حسن و جمال کہان ہوگا منجملہ بیتعداد فضائل حضرت معاویہ کے یہ ہی کہ خود اہلبیت نبوی پر سب کرتا تہا اور دیگر لوگون سے طمع دیکر و باد ڈالکر سب کراتا تہا کہ روایات معتبرہ اہلسنت سے ثابت ہی حضرت علی مرتضی سے بہتر لڑائیان لڑنا تو مولف صاحب خطاء اجتہادی قرار دیتے ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلاکر شہید کرنا مولف کے نزدیک کچھہ گناہ نہین ہے تو ام المومنین عائشہ کو کہتہ ین ڈالکر چوبیدستی ہونکدینا تو البتہ بڑی فضیلت ہوگی۔ مولف صاحب یہہ کہتے ہین کہ صلحنامہ مین حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کو یہی شرط لکھدی تہی کہ بعد اپنے امیر حکومت کو مسلمانون کی راے پر چہوڑنا مگر امیر صاحب نے برخلاف اسکے اپنے پسر ملعون فاسق و فاجر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور جبراً مسلمانون سے اوس نطفہ حرام کی بیعت لے لی معلوم نہین کہ یہ خطا کس قسم کی تہی۔

مولف سادہ لوح نے یہہ بہی درج کیا ہی کہ شیعان اہلبیت حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوء اعتقادی رکہتے ہین اور ثبوت اسکا یہہ ہی کہ اہتمام عشرہ محرم کا شیعہ لوگ بڑے ساز و سامان سے کرتے ہین اور نذر و نیاز بجالاتے ہین تعزیہ بناتے ہین نوحہ و مرثیہ پڑہتے ہین اور امام علیہ السلام کے لئے کچھہ نہین کرتے یہ مولف کی بیوقوفی کی دلیل ہے شیعون کے نزدیک تو دونون صاحبزادے دونون آنکہہ کی پتلی ہین بلکہ ہر چہاردہ

معصوم سے یکسان عقیدت رکھتے ہین اہل سنت کے علماء کیطرح نہین ہین کہ اگر باپ نے عقیدت سے یا سہواً نام اونکا علی یا حسنین سے رکھدیا تھا تو وہ جوان ہوکر علم فضل حاصل کرکے اپنے نام کو بدل ڈالتے ہین شیعہ لوگ عشرہ محرم مین بھی برابر نذرو نیاز فاتحہ درود مین چہاردہ معصوم کو شامل کرتے ہین مجالس مین جاکر دیکھہ لو کہ درجہ بدرجہ پنجتن پاک کی شہادت بیان کیجاتی ہے اول وفات سرور کائنات کا حال دوسری مجلس مین جناب خاتون جنت کی وفات تیسری مجلس مین حضرت اسد اللہ الغالب کی اور چوتہی مجلس حضرت حسن مجتبیٰ کی شہادت بیان کیجاتی ہے۔ اوسکے بعد جناب امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہداء کربلا کا حال بیان کیا جاتا ہی زیارات عاشورا مین جناب حسن مجتبیٰ کی زیارت بھی پڑہی جاتی ہے نہ کہ بزرگان وہابیان کہ مرگئے مردود فاتحہ نہ درود بخیلی کو بدعات شرع کے پردہ مین لاکر سیوم چہلم کو فاتحہ تک نہین۔ باعلاوہ وہابیون کے اور لوگ کہ پیران پیر کی تو ہر مہینہ گیارہوین کرین فقیرون کے وفات کے دن کو گن گن کر عرس و روشنی کرین ڈہولک بجا بجا کر ناچ ناچ کر پیر کی روح کو خوش کرین اور اصحاب ثلثہ بیچارے مونہ کو تکتے رہین کروڑون پیروی کرنیوالے لاکہون ناخلف مرید کہ زبانی لب کرنیکو موجود باتون مین زبان سے پسینہ کی جگہہ خون گرادین لیکن کسی کم بخت مین اتنی ہمت نہین کہ سال بہر مین ایک مرتبہ تو سوا پیسہ کی ریوڑی یا بتاشہ پر اونکی فاتحہ دلوائے لاکہون ناخلف مرید ایسے ہین کہ اونکو یہہ بھی معلوم نہین کہ اونہون نے کس دن اور کس تاریخ مین وفات پائی تہی اور طرہ یہہ ہی کہ خلیفہ چہارم اور اونکی اولاد تک کی فاتحہ دلوائین اور تینون خلیفہ کی بات تک نہ پوچھین۔ واقعی یہ حال ہی کہ جن بزرگون پر خدا کا فضل ہوتا ہی اونپر دوست اور دشمن ہی درود اور سلام اور فاتحہ اور کلام پہنچواتا ہی اور جو لوگ فضل ایزدی سے محروم ہوتے ہین اونکے دوستون کی بھی مجال نہین کہ سال بھر مین ایک دفعہ اونکی فاتحہ دے سکے۔ سچ یہ ہی کہ خدا بہرے کو بہرتا ہی جسکے لئے طرح

طرح کے ثواب اور رحمتین اور افضال خدا کیطرف سے ہین اونکو اہل دنیا بھی بذریعہ درود اور صلواۃ اور فاتحہ اور ایثار طعام نذر و نیاز وغیرہ کے ثواب پہونچاتے ہین اور جنکی تقدیر مین یہ ثواب نہین ہے کروڑون معتقد ہون تو کیا۔ تہی دستان قسمت

راچہ سود از رہبر کامل۔ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را +

مولف صاحب نے ذکر امام حسین علیہ السلام مین قصہ بیعت یزید کا لکھا ہی کہ معاویہ نے مروان کو لکھا کہ بموجب طریقہ خلفاء اربعہ یزید کی بیعت لوگون سے لی جسپر عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ طریقہ بیعت خلافت کا نہین ہے اگر خلفاء ثلثہ چاہتے تو اپنی زندگی مین اولاد کو خلیفہ کر جاتے پس لازم ہے کہ بموجب طریقہ خلافت کے عمل کرنا چاہیے نہ کہ بطریق بادشاہان عجم و قیاصرہ روم کے اس تحریر سے مولف صاحب نے خود ہی اوس حدیث کو موضوعی ثابت کر دیا جو پیشتر مدت خلافت کے بارہ مین لکھہ چکے تھے کہ خلافت تیس برس تک ہے پھر بادشاہت ہی۔ اگر یہ حدیث سچی ہوتی تو عبدالرحمن ہرگز ایسا بیان نکرتے اور مروان بھی ساکت نہو جاتا اور اہل مدینہ بھی قول عبدالرحمن پر تمسک نکرتے اونکو سیدھا جواب تہا کہ اب خلافت نہین رہی بلکہ بادشاہت ہے پھر تم کیون معترض ہوتے ہو اسلیئے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ مابعد مین یہہ حدیث وضع ہوئی اور پہلے کسی تجربہ کار سنی کا قول تہا کہ تیس۳۰ برس تک خلافت اچھی قایم رہی اور بعد ازان ظالمانہ سلطنت ہو گئی رفتہ رفتہ یار لوگون نے اسکو حدیث بنا لیا۔ ورنہ جبکہ بقول اہلسنت وجماعت رسول اللہ نے کبھی خلافت اور خلیفون کا ذکر ہی نہین کیا تو مدت کا ذکر کیون کرتے مولف نے بعد ذکر امام حسین علیہ السلام آداب محرم بیان کیا ہے اور اپنے ہم عقیدت لوگون کو مرثیہ سننے زیارت پڑھنے نذر حسین سبیل لگانے رونے غم کرنے سے منع کیا ہی اور سچ بھی تو ہے ابوسفیانیون کو کیون غم کرنا چاہیے اگر نواسہ شہید ہوا ہی سفیانیون کے صاحبزادے یزید کو شیطان نے فتح دی تہی خلافت کی بنیاد مستحکم ہوئی ہے

اون سے جہان تک ہو سکے خوشی کرین وہ محمدیون کے طریق کیون برتتے ہین۔

اصل یہہ ہی کہ مولف صاحب نے اپنے گروہ پر نادانستگی اور عدم واقفیت سے اعتراض کر دیا ہے ورنہ سفیانی گروہ تاشہ ڈہول بجانا اکہاڑہ گتکہ پہریرا کا جمانا لیزم ہلانا اپنے بزرگان کی خوشی عاشورہ کی نقل کرتے ہین اور جب محمدیون کو مغموم ماتمی لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہین تو اونکے مقابلہ پر خوشی کرتے ہین عیدین کے مانند لباس بدلتے ہین عورتین انکی سولہ سنگار بارہ ابہرن کرکے سیر کو نکلتی ہین سبز و سیاہ لباس وہ کیون پہننے لگین غم حسین ؑ سے اونکو کیا سروکار۔ یزید کی فتح کی مبارکباد دیتی ہین اسلئے مولف صاحب کو مطمئن ہونا چاہیے کہ اہل سنت جو کچھہ عمل بروز عاشور کرتے ہین وہ سب یزید و شمر کی محبت سے کرتے ہین ؛

مولف صاحب بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام اس امر کو قبول کرتے ہین کہ ابوحنیفہ وغیرہ علماے اہل سنت آپکی شاگرد تہی۔ افسوس ایسی عقل پر کہ استاد کی تقلید کو چہوڑ کر شاگرد کی مقلد کہلائین آل رسول کو جنکی تقلید بشہادت حدیث ثقلین فرض ہے ترک کرکے کابلی النسل غیر قوم کی تقلید اختیار کرین۔ کیون صاحب جبکہ ائمہ اہلبیت آپکے نزدیک بہی نہایت درجہ عالم فاضل اور بزرگ تہے اور امام بہی کہلاتے تہے تو کیا وجہ ہی کہ اونکی تقلید نہ کی جاوے سواے سادات عظام اور بعض قبائل انصار جو اکثر مسلمانون مین سے بموجودی ایمہ اہلبیت کسی نے ابوحنیفہ کی تقلید کی اور کسینے اونسے مخالف ہوکر شافع کی پیروی اور کسی نے مالک کو اپنا امام بنایا اور کسی نے احمد بن حنبل کو پیشوا کیا تو اسکی کیا وجہ ہی کہ تم مین سے کوئی جعفری ہوا ایمہ اہلبیت کیطرف سے متوجہ نہوا۔

فقط سادات اور اونکی مخلصین شیعہ ہین کیون اونکے مقلد رہی اگر آیمہ اہلبیت کے فضل و کرامت کی تم معتقد نہوتے تو تمپر حرف گیری کا موقعہ نہ تہا لیکن اسکے کیا معنی

کہ اونکی فضل و کرامت اور علم و تقوی کے قائل ہو اور پہر بموجودگی اونکے غیرون کی تقلید کرو ایمہ علیہم السلام مین تمہارے عقیدہ کے برخلاف فقط اتنی ہی بات تہی کہ وہ اصحاب ثلثہ کو برا کہتے تہے پس اگر تم مین کچھہ بہی شایبہ ایمان ہوتا تو اونکے فرمان کو مثل آیت وحدیث سمجھتے اور دلون مین غور کرتے کہ یہ ایمہ ذریت رسول اللہ مین علم رسول اللہ انہون نے میراث مین پایا ہے جو کچھہ صحیح حالات انکو معلوم ہین وہ اور لوگون کو معلوم نہین ہو سکتے جو لوگ دل سے ایماندار نہ تہے اور ظاہری ارکان اسلام بجا لاتے تہے اونکو عوام لوگ کیا پہچان سکتے تہے یہہ کام تو رسول اللہ اور اونکی اولاد ہی کا تہا وارث علوم انبیاء مین لیکن تم لوگون نے فقط اصحاب ثلثہ کی محبت مین خدا ورسول واہل بیت کو بالکل چہوڑ دیا ۔ جس شخص مین کچھہ بہی مادہ عقل ہوگا وہ اس امر مین تہوڑی سی فکر کرنے سے ضرور معلوم کریگا کہ جب اہل بیت نبوی مین بارہ امام نہایت عالم اور فاضل اور صاحب کرامات و معجزات گذرے اور ہر ایک نے دعوی امامت کا کیا اور کوئی شخص امام نہین کہلایا جب تک کوئی گروہ اوسکا مقلد اور پیروی کرنیوالا نہو تو ضرور کوئی گروہ اون کا بہی مقلد و پیرو کار ہے ۔ سلسلہ دوازدہ امام کا اہل سنت کے چارون امامون سے تقریباً دو سو برس پیشتر اور دو سو برس بعد تک رہا ہے پہر سوائے شیعون کے اون کا مقلد اور کون ہے ۔ بعضے جاہل سنی ناواقفیت سے کہدیتے ہین کہ ہم اہل سنت اونہین کے مقلد ہین یہہ اونکی ناواقفی کی بات ہے اونکو اپنی کتب فقہ دیکہنی چاہیئے اوس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل سنت حنفی ہین اونکی فقہ مین جہان کہین حوالہ ہوگا تو امام ابوحنیفہ ابو کوفی کا یا اونکے اصحاب محمد اور زفر اور ابو یوسف کا کسی جگہہ ایمہ اہلبیت مین سے کسی کا حوالہ نہ نکلیگا یہانتک کہ حنفیون کی فقہ مین شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل تک کا حوالہ درج ہوگا مگر ایمہ اہلبیت کا کوئی مسئلہ نہ لیا جاوے گا ۔

پس اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ اہل سنت قطعی اہلبیت سے مخالفت اور مغائرت

اور مغایرت رکھتے ہین اہل سنت مین جو عالم ہین وہ تو اس امر کو جانتے ہین کہ وہ کسکی پیروی کرتے ہین لیکن جو علم نہین رکھتے اونکو عالمون نے بہکا رکھا ہی کہ ہمارا ہی فرقہ اہل سنت کی پیروی کرتا ہے اگر یہہ قطعی دہوکہ ہی۔ اور طرّہ یہہ ہی کہ اہل سنت مین اسقدر تعصب اور جہالت نے اثر کیا ہے کہ اہل سنت مین پیروی کرنیوالون کو اپنے نزدیک گمراہ سمجھتے ہین۔ پس فیصلہ اس امر کا باسانی اسطرح ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ اوس گروہ کا نشان دین کہ جو سوائے شیعہ اثنا عشریہ کی ایمہ اہلبیت کا مقلد ہی۔ یا شیعون کے اس دعوی کی اونکی فقہ و حدیث سے تردید کرین کہ وہ ایمہ اہل بیت کی مقلد نہین ہین جیسا کہ شیعہ فقہ و حدیث اہل سنت سے ثابت کر سکتے ہین کہ اہل سنت و جماعت مقلد ایمہ اہلبیت مقلد ایمہ اہل بیت نہین نہین ہین اور اگر اس امر سے اہل سنت عاجز نہوین تو اہل بیت کا کوئی سقم ایسا ثابت کرین کہ جس سے اونکی پیروی اور تقلید ناجائز سمجھی جاوے ورنہ اپنی گمراہی کا اعتراف کرین۔

مولف نے بذکر حضرت امام رضا علیہ السلام یہ لکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہین کہ آپکو مامون نے زہر دیا اہل سنت کے نزدیک یہ محض غلط ہی۔ اگرچہ خود زہر دینے والے انکاری ہین تو زہر دینا مان لیا جاوے گا کیونکہ دوستون کو تو تھوڑے سے شبہ مین بھی دشمنون کیطرف سے ایسے امر کا یقین ہو جاتا ہے مگر جبکہ دشمن اوس فعل سے انکار کرین تو دشمنون کو تو اونکے قول کا وثوق ہونا چاہیے اور دوست یہی سمجھین گے کہ دشمن لوگ اپنا الزام دور کرنے کو جھوٹھ بولتے ہین اسلئے اگر اہل سنت مولف صاحب کے قول کا اعتبار کرلین تو مضایقہ نہین۔ مگر مین یہ کہتا ہون کہ ہمارے مولوی صاحب علم سے تو بے بہرہ ہین سنی سنائی دو چار باتین یاد کر رکھی ہین کوئی کتاب مناظرہ فریقین اردو مین دیکھ لی ہین تو بندر کی طرح پنسارے بنگئے ہین اونکو یہہ تو خبر ہی نہین کہ خاص اہل سنت کی ہی کتب سے ثابت ہوا ہے کہ مامون ملعون نے امام رضا علیہ السلام

کو زہر دیا مگر مجبور ہون کہ کسی اُردو کتاب اہلسنت کا حوالہ مجھے یاد نہین ورنہ مولف صاحب کو قایل کرتا کیونکہ۔

کلموا لناس علی قدر عقولہم۔ مشہوری حدیث ہی یعنی آدمی سے اوسکی عقل و فہم کے کلام کرنا چاہیے۔ اگر مین کسی فارسی عربی کتاب کا حوالہ دون تو مولف صاحب عذر اپنی کم علمی اور نافہمی کا کر سکتے ہین مگر اب مین اہل انصاف کے روبرو ایک فارسی معتبر کتاب کا حوالہ دیتا ہون کہ ملا جامی نے شواہد النبوت مین پورا قصہ اس زہر دینے کا لکھا ہے خدا کرے کسی بھلے آدمی نے اسکا ترجمہ اُردو مین کر دیا ہو+

مولف نے بعد ختم ذکر آیمہ اہل بیت علیہم السلام جو انکار نسبت حضرت صاحب الامر علیہ السلام کیا ہی وہ انکار مبنی بر تعصب ہی ورنہ عوام اہل سنت کی زبانپر نام دوازدہ امام کا ہی اگر بارہوین امام کا وجود نہوتا اور صرف گیارہ ہی امام ہوتے تو اہل سنت و جماعت اپنی فاتحہ درود مین دوازدہ امام و چہاردہ معصوم کی ارواح کو ثواب کیون پہونچایا کرتے بلکہ یون کہا کرتے کہ گیارہ امام تیرہ معصوم۔ اور اگر اس اعتراض کو یون رفع کیا جاوے کہ بارہوین امام پیدا ہونیوالے ہین اسلئے فاتحہ درود مین اونکو شامل کر لیا جاتا ہے یہہ بات بالکل خلاف قاعدہ ہی جو پیدا نہین ہوئی اونکی ارواح کو ثواب پہونچانے کا دستور نہین۔

جہانتک اہل سنت کے عقائد ہین اونسے بہی یہ ہی ثابت ہی کہ بروقت ظاہر ہونے حضرت امام مہدی کے کوئی شخص اونکو شناخت نکر سکیگا کہ فلان شخص ہی اور فلان شخص کا بیٹا اور فلان جگہہ کا رہنے والا ہی وہ کہتے ہین کہ بوقت ظہور چالیس سال کی سی عمر معلوم ہوگی لیکن کوئی شخص اونکے مولد و موطن سے واقف نہوگا پہر صاف ثابت ہی کہ زمانہ ظہور مین اونکی پیدایش نہین ہی بلکہ غیبت سے دفعتہً ظاہر ہونگے

مولف صاحب نے حضرت امام مہدی کی پیشن گوئی مین عجب راگ گایا ہی کہ اب مثل امام

حسن سے ہونگے والدہ کا نام آمنہ ہوگا اولیاالله کشف سی آپکو پہچانینگے کعبہ کے اندر لاکر بیعت کرینگے اور پہر قسطنطنیہ پر لڑائی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ مولف کی ناوقفیت کا باعث ہی وہ نبوت کی باتون اور پیشین گوئیون کی طرز سے محض ناواقف ہین پیشین گوئیون مین ہمیشہ اشارات اور کنایات ہوتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت پہلے انبیاء نے لکھا تہا کہ نام اوسکا عمانوئیل ہوگا لیکن نام حضرت کا عبرانی مین یسوع رکہا گیا ایسے ہی ہمارے حضرت کی پیشین گوئیون مین نزاع ہوا کہ انجیل مین آپ کا نام فارقلیط بیان کیا گیا اور حضرت علی کا نام ایلیا تحریر ہوا۔

دیکھیے حضرت مسیح کی نسبت برابر پیشین گوئیون مین بادشاہت کرنا درج ہی مگر بغیر پورا ہوئے اس پیشین گوئی کے وہ حضرت اس دنیا سے تشریف لے گئے

پس یہ امر مسلمہ عام ہی کہ زمانہ پیدائش اور ظہور آپ کا ایسا غیر مسلسل نہین ہی کہ کوئی پہلا واقف کار اونکو شناخت نکر سکیگا اور یہ بات بغیر اسکے ممکن نہین ہی کہ زمانہ ظہور آپکی پیدائش کے زمانہ سے اسقدر بعید ہوگا کہ کوئی انسان پیدائش کے زمانہ مین انکو دیکھنے والا زندہ نہوگا اور انکی درازی حیات ایک معجزہ اور عطیات الہی مین سے ہوگا پس جبکہ فطرت انسانی کے خلاف طوالت عمر انکی تسلیم کی گئی تو ہزار برس اور لاکہہ برس برابر ہین پہر کیا ضرور ہی کہ خداوند تعالی اونکو بعد ختم سلسلہ آیمہ اثنا عشر ایک درمیان کے زمانہ مین پیدا کرے اس سے تو بہتر یہہ ہی ہوتا کہ ظہور کے زمانہ مین ہی آپ پیدا ہوتے۔ علاوہ اسکے امام آخرالزمان کے لئے ضرور ہی کہ تعلیم علم لدنی ہووے اور اخبار و آثار سید الابرار و آیمہ اطہار بذریعہ معصوم مسلسل بلا انقطاع واسطہ اونکو پہونچین اگر سلسلہ آیمہ معصومین کا درمیان سے منقطع ہوجاوے تو ماننا پڑے گا کہ خداوند تعالی امام آخرالزمان کو بذریعہ وحی مطلع فرماوے اور یہہ ممنوع ہی بالاجماع کیونکہ نبوت و رسالت ذات سرور کائنات پر ختم ہوچکی ہی اسلئے

ضرور ہے کہ ایمہ اثنا عشر مین سے ہی بارہوان امام آخر الزمان امام بتایا جاوے اور اونکی عمر کو اسقدر درازی دیجاوے کہ وقت موعود پہ ظہور فرماکر جہان مین عدل و انصاف پھیلاوین کیونکہ درازی عمر نہ محال ہے نہ ممتنع اور بعد ختم رسالت نزول وحی و تعلیم علم لدنی مطلق محال و ممتنع ہے۔ اب اسمین کوئی شک نہین کہ امام آخر الزمان وہی شخص ہے جسکا سلسلہ ایمہ حادی عشر سے مربوط ہوچکا ہے ہان پیشین گوئیون سے شناخت کرنا امام کا البتہ ذی شعور لوگون کا کام ہے نہ کہ بدبخت ترین مخلوقات کا جیسے یہودی آجتک ایسی حماقت کے دام مین گرفتار ہین کہ مسیح ہنوز پیدا نہین ہوئے حالانکہ مسیح علیہ السلام ۳۳ سال اونکی درمیان رہ کر گذر گئے مگر اون کور باطنون کو خبر بھی نہ ہوئی یہانتک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد جناب پیغمبر آخر الزمان بھی ۲۳ سال اونکے درمیان موجود رہے اور ۲۳ سال تک نہایت کوشش اور جد و جہد کے ساتھہ دعوت کرتے رہے کہ مین وہی پیغمبر ہون جسکی نسبت موسیٰ نے خبر دی ہے اور وہی پیغمبر ہون جسکی نسبت خداوند تعالیٰ نے موسیٰ موسیٰ اور انبیا سے میثاق لیا ہے مگر بدبختون مین سے کسی نے شناخت نہ کیا اور ہمارے مخاطب صاحب کیطرح ایسی شرح پیشین گوئی کی منتظر رہے کہ جسمین یہ لکھا ہوتا کہ عرب کے ملک مین شہر مکہ کے اندر قبیلہ قریش مین سے خاندان بنی ہاشم مین عبد المطلب کا پوتہ عبد اللہ اور آمنہ کا بیٹا محمد نام نبی آخر الزمان مبعوث ہوگا۔ یہ کور باطن ایسی پیشین گوئی کو کہ تیرے بھائیون مین سے موسیٰ کے مانند ایک نبی پیدا کرونگا جس سے مراد یہ تھی کہ بنی اسمٰعیل مین سے نبی پیدا ہوگا۔ کیا سمجھ سکتے تھے لیکن جسکو خدا تعالیٰ عقل سلیم اور فہم عالی اور قلب منور عطا کیا ہے اونہون نے تھوڑے سے تامل کے بعد شناخت کر لیا۔

اور جنکے قلوب زنگ نفاق سے مکدر ہین باوجود نہایت مشرح اور واضح پیشین گوئیون کی شناخت نکر سکے حسنی مہدی کیطرف رجوع ہوئے کبھی عباسی مہدی کو مانا کبھی عرب کو چھوڑ کر ہندوستان مین سے ہی مہدی بنا لیا کہ اسوقت ہزار ہا سنت و جماعت مہدویہ مذہب مین موجود ہین پھر

اونسے بھی گذر کر ہندوستان کے بڑے بڑے نامی علماء و فضلاء مولانا شاہ عبد العزیز صاحب و مولوی اسمعیل صاحب و مولوی عبد الحی صاحب نے سید احمد صاحب کو مہدی قایم کیا اب ایک فرقہ اہلسنت نے سید احمد خان کو اپنا مہدی قرار دیا ہے اور امید ہے کہ قیامت تک گمراہی کے اندھیرے میدان مین اسیطرح ٹھوکرین کھایا کرینگے۔

ہم جہانتک اون روایات صحیحہ کو جو دربارہ مہدی علیہ السلام وارد ہین بنظر غور دیکھتے ہین تو اون کا مصداق سواے جناب خلف صالح ابو القاسم محمد بن حسن العسکری کے کسی کو نہین پاتے ہین۔

اول ہم اون روایات صحیحہ کا ذکر کرتے ہین جو مہدی علیہ السلام کے حق مین کتب معتبرۂ اہل سنت و جماعت مین مروی ہین۔ فمنہا ما نقلہ الامامان ابو داؤد والترمذی کل واحد منہما بسندہ فی صحیحہ یرفعہ الی ابی سعد الخدری۔

پس اون روایات مین سے وہ روایات ہین کہ جو دونون امامون یعنی ابو داؤد اور ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین اپنی سندون سے ابو سعید خدری سے استخراج کئے ہین +

قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملاء الارض عدلا و قسطا کما ملئت جورا و ظلما و یملک سبع سنین۔ کہا اوس نے یعنی ابو سعید خدری نے کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مہدی مجھسے ہے منور پیشانی اقنی بنی ہوگا زمین کو ایسا عدل و انصاف سے معمور کرے گا جیسا کہ پہلے جور و ظلم سے معمور تھی سات برس تک بادشاہت کرے گا۔ و منہا ما اخرجہ ابو داؤد بسندہ فی صحیحہ یرفعہ الی علی علیہ السلام۔ اور اونمین سے ایک روایت وہ ہے کہ جس کو فقط

ابو داؤد نے اپنی صحیح مین بسند خود حضرت علی مرتضے صلواۃ اللہ علیہ سے استخراج کیا ہے قال قال رسول اللہ صلعم لو لم یبق من الدهر الا یوم واحد لبعث اللہ رجلا اهلبیتی یملاءها عدلا کما ملئت جورًا۔ یعنی فرمایا حضرت علی مرتضے علیہ السلام نے کہ اگر زمانہ کے ختم ہوجانے مین فقط ایک دن بھی باقی رہیگا تو البتہ خداوند تعالی میری اہلبیت مین سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا کہ وہ زمانہ کو عدل سے ایسا پُر کرے گا کہ جیسا پہلے پُر تہا۔

ومنها ما رواه ایضاً ابو داؤد فی صحیحه برفعه بسنده الی ام سلمه زوج النبی صلعم قالت سمعت رسول اللہ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمة۔

اور اونہین سے ایک روایت وہ ہے جو اوسکے ابو داؤد نے اپنی صحیح مین باسند خود حضرت ام سلمه زوجہ رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مہدی میری عترت اور اولاد فاطمہ مین سے ہے

ومنها ما رواه القاضی ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی فی کتابه المسمی بشرح السنة واخرجه الامامان البخاری والمسلم کل واحد منهما بسنده فی صحیحه یرفعه الی ابی هریره

اور اونہین سے وہ روایت ہے کہ جسکو قاضی ابو محمد حسین بغوی نے اپنی کتاب شرح السنہ مین روایت کیا ہے اور استخراج کیا ہے اوسکا دونون امامون بخاری و مسلم نے اپنی اپنی سند سے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے۔

قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم ——

کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا اوس وقت کہ جب تم مین پسر مریم نزول کرے گا اور امام تمہارا تم مین سے ہوگا +

ومنها ما اخرجه ابو داود والترمذی بسندهما فی صحیحهما یرفعه کل واحد منهما بسنده الی عبد اللہ بن مسعود انه قال قال رسول اللہ صلعم

لولم یبق من الدنیا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ رجلا منی اومن اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت جوراً وظلماً

اور اونہین سے ایک روایت وہ ہے کہ جسکو ابوداود اور ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین عبداللہ ابن مسعود سے استخراج کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ اگر دنیا کے ختم ہونیمین ایک دن بھی باقی رہیگا تو اللہ تعالے البتہ اوس دن کو دراز کر دیگا تاکہ مبعوث کرے مجھ سے یا میری اہل بیت سے ایک مرد کو وہ ہمنام ہوگا میرے نام کے اور باپ اوسکا ہمنام ہوگا میرے باپ کا معمور کریگا زمین کو عدل اور انصاف سے جیسا کہ معمور ہوگی جور وظلم سے وفی رواۃ اخری لا تنقضی الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی۔ اور دوسری روایت مین ہے کہ دنیا منقضی نہوگی جب تک کہ عرب کا مالک ہوجائے ایک مرد میری اہلبیت مین سے کہ میرا ہمنام ہو۔ وفی روایت الاخری النبی قال یاتی رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی اور ایک اور روایت مین ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ پیدا ہوگا میری اہل بیت مین سے ایک شخص میرا ہمنام ھٰذہ الروایات عن ابی داؤد والترمذی۔ یہہ روایات تو ابوداؤد و ترمذی کی ہین لیکن امام ابو اسحاق بن محمد الثعلبی نے اپنی تفسیر مین بسند خود انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم نحن ولد عبد المطلب سادات الجنۃ انا وحمزہ وجعفر وعلی والحسن والحسین والمھدی کہا انس نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہم اولاد عبدالمطلب سادات اہل جنت مین یعنی مین اور حمزہ اور جعفر اور علی اور حسن اور حسین اور مہدی صلواۃ اللہ علیہم اجمعین۔

صحاح اہل سنت مین صرف اسیقدر روایات در بارہ مہدی علیہ السلام درج ہین اور یہہ جملہ صفات مندرجہ احادیث اونکی ذات مین مجتمع ہین شک لانیوالی مثل یہودیون کے گمراہ ہین کہ وہ ابتک حضرت مسیح کی پیدائش کے منتظر ہین

الشیخ والامام کمال الدین محمد بن طلحہ القرشی الشافعی۔ جو اہلسنت والجماعت کے اکابر علما و ایمہ مین داخل ہین کتاب مطالب السئول فی مناقب ال الرسول مین بدلایل مستحکم مہدی آخر الزمان ہونا حضرت محمد بن الحسن کا ثابت کرتے ہین اور تمام روایات مندرجہ صحاح ستہ سے تطبیق آپکے حالات کی ہے وہ لکھتے ہین کہ ہمیشہ پیشین گوئی اُسکے ذریعہ سے شناخت کرتے ہین عقل و فہم درکار ہی دیکھو رسول خدا صلعم نے حضرت عمر کو اویس قرنی کا فقط نام اور ملک ہی بتایا تھا اگر وہ تمسک کرتے تو ہرگز اویس کو نہ پا سکتے کیونکہ ملک قرن اور قبیلہ مراد مین بہت سے اویس ہونگے۔ ایسا ہی حضرت علی مرتضے کو حضرت نے خوارج کی چند علامات بتلائی تھین کہ اونکے ذریعہ سے آپنے فوراً شناخت کر لیا اور جو لوگ کہ موٹی عقل اور ناقص فہم رکھتے ہین وہ مثل یہودیون کے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام اونھین کے درمیان پیدا ہوئی مبعوث ہوئے دعوی مشیخت کیا مگر یہود مردود نے شناخت نہ کیا ایسا ہی حال بعض اہل سنت کا ہے

متلاشی کو فقط یہہ بات دیکھنی چاہئے کہ جو صفات احادیث مین مرقوم ہین وہ صفات حضرت خلف صالح مین پائی جاتی ہین یا نہین۔ و احادیث مندرجہ صحاح اہل سنت سے صفات مندرجہ ذیل حضرت امام آخر الزمان کے پائی جاتی ہین۔ بنی عبد المطلب ہونا۔ عترت و اہلبیت سے ہونا۔ بنی فاطمہ ہونا۔ نام ہمنام رسول خدا صلعم کے ہونا اور یہ جملہ صفات بلا نزاع حضرت محمد بن الحسن مین مجتمع ہین +

اب رہا یہ امر کہ بعض روایات مین انکے والد کی نسبت رسول خدا صلعم کے والد کے ہمنام ہونا درج ہے۔ سو یہ عام قاعدہ عرب کا ہی کہ اب کا اطلاق اکثر جد اور جد اعلی پر ہوتا ہی جیسا کہ خود حضرت بارہا حضرت ابراہیم کو اب فرمایا کرتے تھے اور نیز اسم کی جگہہ کنیت اور کنیت کی جگہہ اسم مستعمل ہوتا ہے خصوصاً جو لوگ انبیا کی پیشین گوئیون سے کیفیت واقف ہین وہ خوب جانتے ہین اسلئے اطلاق ہمنامی پدر رسول اللہ صلعم کا اسطرح ہو سکتا ہی

کہ آپ اولاد مین حضرت عبد اللہ حسین علیہ السلام کے ہین اور پیشین گوئیون مین ہمیشہ باپ کی جگہہ جدا علی مستعمل ہوا ہے صحف مین حضرت مسیح کو بنام ابن داؤد لکھا ہے اور نام آپکا عمانوایل لکھا ہے اگر اوس زمانہ کے مومن بھی کافرون کی طرح اونکی شناخت مین پس و پیش کرتے تو کوئی بھی اون کا مسیح ہونا قبول نکرتا جو لوگ طرز کلام انبیا سے ناواقف ہین وہ پیشین گوئیون کو بھی اپنے سے کلام سمجھتے ہین اون کلامون مین ہمیشہ اسرار الٰہی مستتر ہوا کرتے ہین بہت لوگون نے اس خبط مین بیٹے کا نام عبد اللہ اور پوتے کا نام محمد رکھا مگر وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ مراد ابن عبد اللہ سے ابن ابو عبد اللہ الحسین ہی +

رہی ایک یہ صفت کہ زمین کو عدل و انصاف سے پر کرین گے اور چونکہ اسکا وقت ہنوز نہین پہونچا یہ امر منحصر وقت پر ہی اور مثال اسکی بالکل حضرت مسیح ہین کہ اونکی صفات مین بھی دنیا کی سلطنت کرنا داخل ہی اور وہ بھی ایک وقت خاص پر منحصر ہی۔ یہودی ظاہر پرست فقط اسی صفت کے ظاہر نہونے سے گمراہ ہوئے۔ اب ہمارے مخاطب کے لئے یہان اسقدر کافی ہے اسرار الہی ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتے ہین جنکے قلوب نور معرفت سے منور ہوتے ہین وہ ہی سمجھتے ہین ورنہ انسانون کے سے خیالات ہین تو یہ بات ہی کہ دجال کے قتل کے لئے اسقدر اہتمام کرنا خداوند تعالیٰ کو کیا ضرور تہا کہ اول حضرت مسیح کو ہزارہا برس پہلے پیدا کر دیا اور پھر آسمان پر اوٹھا لیا اور اسقدر عمر کو طوالت دی کہ آخری زمانہ مین دجال کو قتل کر کے زمین پر متصرف ہون کیا حضرت مسیح کے زمانہ مین اونکو مملکت بہ تصرف کرا دینا خدا تعالیٰ کے اختیار سے باہر تھا یا دجال کے زمانہ مین اوسکے قاتل کا پیدا کرنا کوئی دشوار امر تھا۔ ایسے ہی حضرت امام آخر الزمان کی پیدایش اور اختفا و ظہور مین طرح طرح کے اسرار ہین سب سے مقدم امر یہ ہی کہ سلسلہ دوازدہ امام علیہم السلام کا منقطع نہو۔ تعلیم علم لدنی و اسرار اخبار سید الابرار جو سینہ بسینہ تا بحضرت مہدی صلوٰۃ اللہ علیہ پہونچے ہین اونمین تزلزل واقع نہو۔

یہہ غور طلب بات ہے کہ جو شخص بعد ختم زمانہ ایمہ علیہ السلام کے پیدا ہو اوسکے لئے کونسا ذریعہ تعلیم

علوم انبیاء کہانسے ہے اور کونسا ذریعہ اخبار و آثار پیغمبر صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے پہونچنے کا ہے وحی تو بعد رسول خدا صلعم کی نازل ہو ہی نہین سکتی۔ اہل سنت کے خلیفون اور امامون کی طرح تو ہین نہین کہ دیہات سے کچھ سروکار نہین فقط معاونون کا گروہ جمع ہوجانے سے خلیفہ ہوجاوے یا جب کبھی سلطان وقت کی سلطنت مین ضعف دیکھا چند اوباشون نے جمع ہوکر ایک اپنے ہمجنس کو مہدی کا لقب دیکر خروج کیا اگر کامیاب ہوگئے تو پوری دنیا کے مہدی بنینگے ورنہ خسر الدنیا والاخرہ کی مصداق ہوئے۔ غضب خدا کا چند لوگ تو ہندوستان مین مہدویت کا دعوی کر چکے ہین ایک سید محمد جونپوری جنکی امت ہزارون پٹھان بھائی ہمارے مخالف کے ہمجنس اسوقت علاقہ جےپور بھرتپور حیدرآباد مین موجود ہین۔ انکے بعد دوسرے سنیون کے مہدی سید احمد ہوئے۔ یعنی جسوقت سلطنت دہلی کو زوال ہوا اور انگریزون کا تسلط ملک پر ہوا تو مسجد کے ملانون کو بھی حوصلہ سلطنت کا پیدا ہوا مولوی اسمعیل اور مولوی عبدالحی اعزہ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے باشارہ شاہ صاحب ایک شخص سید احمد کو مہدی کا لقب دیکر ہندوستان سے خروج کیا اونکے معتقدون کا باوجود تباہ و برباد ہوجانے اوس گروہ کے یہہ عقیدہ ہے کہ سید صاحب زندہ ہین اور کسی وقت ملک پر متصرف ہونگے اس واقعہ کو کچھہ زیادہ عرصہ نہین گذرا اونکے دیکھنے والے اکثر اب بھی موجود ہین۔ سواد بنیر کے غار مین نواب وزیرالدولہ کے زمانہ تک سید صاحب کی زیارت ہوتی تھی جسکو نواب صاحب کے ولایتی وکیل نے اسطرح بند کیا کہ ایک غار مین دور سے مرید لوگ نشان دیا کرتے تھے کہ سید صاحب وہ بیٹھے ہین اور دھمکاتے تھے کہ جو کوئی غار مین جائیگا تو دونالی بندوق سے سید صاحب مار ڈالینگے نواب وزیرالدولہ کا قاعدہ ہر سال زیارت کو جایا کرتا تھا اوس سال ایک ولایتی کو وکیل بناکر اور سوغات اور نذر دیکر روانہ کیا مریدون نے اوسکو بھی ڈرایا کہ اندر نجاوے اور نذر و نیاز باہر سے ہی دیدے لیکن ولایتی نے قبول نہ کیا اور اندر جا گھسا جس شبہ کو مرید لوگ سید احمد بتلایا کرتے تھے وہ ایک پوستین نکلا جسمین گھاس بھر کر غار مین کھڑا کر رکھا تھا۔

فی الحال سوڈان کے مہدی کا حال سب جانتے ہین بہت جدید بات ہے پس اے ذوثدیہ و عبدالوہاب کے غلامون محمد بن الحسن العسکری حجۃ اللہ ہین امام برحق ہین تمھارے مہدیون کیطرح کے مہدی نہین ہین جنکو علوم لدنی سے سروکار نہ اسرار و آثار خیر البشر سے آگاہی ایسے مہدی تو بیشک صبح سے شام تک ہزارون بنجاوین ۔

مخاطب صاحب نے جو صفات حضرت امام آخر الزمان مین یہ لکھا ہے کہ وہ امام حسن کی اولاد مین ہونگے اور انکی والدہ کا نام آمنہ ہوگا یہ ہمارے مخاطب کی کم علمی اور ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ صحاح اہل سنت مین مطلق اسکا ذکر نہین ہے عوام لوگون سے سنکر یقین کر لیا لیکن اگر ہم اسکو بھی مان لین تو یہ بھی صفت حضرت مین پائی جائیگی کیونکہ وہ خاص امام حسن کی بیٹی ہین یہ پیشین گوئی تو پوری صادق آئی ۔ ایسے ہی جبکہ وہ حضرت بنی فاطمہ مین اور حضرت آمنہ مہدی علیہ السلام کی والدہ ہین مخاطب نے بہت کچھ طبع زاد حالات حضرت مہدی علیہ السلام کے تحریر کئے ہین لیکن یہ تحریر نہ فرمایا کہ مذہب اون کا حنفی ہوگا یا شافعی یا مالکی یا حنبلی یا یہ چارون مذہب قطعی باطل ہوجاینگے ۔ اگر یہ چارون مذہب قطعی باطل ہوئے تو وہابیون اور ذوثدیہ کے مریدون کو عجب لطف آئیگا مگر ہمنے یہ سنا ہے کہ حضرت مہدی صلواۃ اللہ علیہ سب سے اول وہابیون اور زنگیاریون پر جہاد فرماینگے کیونکہ یہ فرقہ ظاہر مین تو مسلمان بنا ہوا ہے اور باطن مین کچھ اور مضمون ہے حضرت مہدی علیہ السلام بذریعہ علم لدنی جسطرح زمین کو مدفون خزانون کو دیکھین گے ویسے ہی وہابیون کے کفر کو مشاہدہ فرما کر نہایت سختیون سے انکو جہنم واصل کرینگے یہود و نصاری کی نعش سے تو کچھ مزاحمت نہوگی مگر ان لوگون کی نعش پر قتل کیے بعد سو سو درے بھی لگائے جاوینگے کہ کفر کی سزا تو قتل مل ہی گئی یہ سو درے فریب اور مکاری کی سزا کے لگائے جاوینگے کہ کافر ہوکر مسلمانون مین شامل رہتے تھے ۔

قالہ ۔ جب دجال مع فوج ارادہ تخریب حرمین شریفین کا کرے گا جب دونون مقام بزرگ کو سبز نشان لئے ہوئے فرشتون کی حفاظت مین دیکھے گا شرمندہ وہان سے الٹے پاؤن پھریگا

اقول - اب ہمکو وہابیون کے کفر کا پورا یقین ہو گیا کیونکہ اس گروہ کا پیران پیر عبدالوہاب نجدی دجال سے بھی بڑا کافر تھا - یعنی دجال تو حرمین سے شرمندہ ہوکر واپس آجائیگا اور عبدالوہاب مردود کو مطلق شرم نہ آئی اور تخریب اور قتل حرمین شریفین سے درگذر نکی - اوس مردود نے رسول خدا کے مزار پرانوار کو نعوذ باللہ صنم اکبر یعنی بڑا بت لقب دیا تھا اب اوسکی ذریت کو دیکھئے جہان نام رسول خدا صلعم اور اہلبیت پیغمبر کا آوے گا جلکر خاک ہو جائینگے اسی ضمن مین مخاطب صاحب نے قول عرب نظیر مین پیش کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ مین سب لوگ بموجب قول الناس علی دین ملوکہم مسلمان ہو جائیگے واقعی مثال اور نظیر پیش کرنیمین تو ہمارے مخاطب صاحب کو ملکہ ہے مگر اسوقت ہمکو معلوم ہو گیا کہ بعد وفات رسول خدا کے تمام امت اپنے بادشاہون کے مذہب پر چلنے لگی تھی اسی سے کسی نے حق کیطرف رجوع نہین کیا -

قالہ - حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا سردار اور خلیفہ چہارم سید ابرار سمجھنا چاہیے کیونکہ آپکا مرتبہ دین احمدی مین بعد اصحاب ثلثہ کے بڑا ہے -

اقول مسلمانون کو مولف صاحب کا ضرور شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اونہون نے اپنی بڑی پیرو مرشدیہ کا بھی اسوقت کچھہ لحاظ نرکہا نہ اپنے بزرگون کی تقلید کی ورنہ جسطرح اون لے حضرت علی کو خلافت سے قلع کر دیا تھا ابہی خلافت چہارم سے علیحدہ کر دیتے کیونکہ حضرت علی کی توہین کرنیمین تو مولف نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا کہ اسی عبارت مین اسکی معذرت کرتے ہین کہ ہمنے جہان کہین حضرت علی کی توہین لکھی ہے وہ باعتقاد شیعون کے ہے یعنی اون الفاظ کو شیعہ توہین سمجھتے ہین اور مولف صاحب کے مذہب مین وہ توہین نہین ہے - سچ فرمایا ہے رسول اللہ نے حضرت علی کی نسبت - کہ لاینفعہ الا منافق - یعنی منافق کے سوا کوئی حضرت علی سے بغض نہین رکھتا -

قالہ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضرور ہے اسلئے کہ حق

صحبت نبوی صلعم کے واجباً قابل لحاظ ہین اور جنگ جو حضرت علی سے کی وہ خطاء اجتہادی تھی اسمین مسلمانون کو کلام کرنا ضرور نہین اسکا نام بشریت ہے سوائے اسکے حضرت معاویہ کا توبہ کرنا موت کے وقت صحیح تواریخون سے ثابت ہے۔ الخ۔

اقول۔ ہمارے مخاطب صاحب محدث تو تھے ہی مگر اب فقیہ بھی ہو گئے کوئی اس سادہ لوح سے پوچھے اور مونہہ مین انگے گڑ دے کہ اگر خطای اجتہادی تھی تو یہ کیسی خطاء اجتہادی مین تو بھی مجتہد یکدرجہ حسنہ کا مستوجب ہوتا ہے عمر بھر مین ایکمرتبہ تو حضرت معاویہ نے یہہ خطاء اجتہادی کر کے حسنہ کمائی تھی اوسکی توبہ ہو گئی پھر حسنہ مبدل بسیئہ ہو گئی علاوہ اسکے ہمارے مخاطب صاحب کو یہ بھی خبر نہین کہ موت کے وقت توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہین اور یہ امر ظاہر ہے کہ بعد اس خطاء کے امیر معاویہ بیس سال زندہ رہے اور اس عرصہ مین کبھی نادم ہو کر پشیمان نہوے خاص موت کے وقت توبہ کی کیا وجہ تھی اگر ہمارے فاضل مخاطب کا مقولہ صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت سکرات موت مین ملایکہ عذاب اونکو نظر آنے لگے تب معلوم ہوا کہ مجھسے خطا ہوئی تب خوف کے مارے توبہ کی۔ سو ایسی توبہ کسیطرح قبول نہین ہو سکتی۔ کیونکہ اوسوقت دروازۂ توبہ بند ہو جاتا ہے۔ علاوہ اسکے یہ بات سب جانتے ہین کہ خطاء کو اگر وہ ایک ہی مرتبہ صادر ہو خطا کہتے ہین اور جبکہ مکرر خطا صادر ہو تو اوسکو عقلاء وہی خطا لکھتے ہین اور جبکہ بہتیر مرتبہ خطا صادر ہوا اور کبھی پشیمانی نہو۔ اور پھر ویسے ہی امام حسن علیہ السلام پر سنگ گشتی ہو چکے اور پھر بعد صلح کے بھی ابن رسول اللہ کو چین نہ لینے دے جہان تشریف لیجاتے تھے وہان بھی زہر کی شیشیان بھیجی جاتی تھین بالآخر جعدہ سے اونکو زہر دلا کر شہید کرایا کہ ہم انوار الہدیٰ مین عبارت شواہد النبوت نقل کر چکے ہین ۔ کہ جعدہ زوجہ وے ویرا زہر دادہ است بفرمودہ معاوؔ پھر بھی پشیمانی نہوئی۔ قریب ایام موت مین خلاف عہد نامہ پسر نطفہ حرام کو ولیعہد مقرر کر کے باعث تباہی اسلام کا ہوا فریب دیکر ایک بھلے آدمی کی زوجہ کو طلاق دلائی +

حضرت عایشہ کو دعوت کے بہانہ سے بلا کر کتہہ مین گرایا جسمین چونہ بھرا ہوا تھا اور نہایت

اذیت سے اُمّ المومنین کو ہلاک کیا۔ اگر اسپر بھی مسلمانون کو بدگمانی نہو تو پھر شیطان نے ہی کیا خطا کی ہے۔

ہمارے ناواقف مخاطب نے معاویہ کو اصحاب رسول مین شمار کیا ہے اور حقوق محبت نبوی کا لحاظ نسبت اوسکے رکھنا واجب سمجھا ہے اور واقعی اہل سنن مین سے جو لوگ علم و فضل سے بے بہرہ ہین وہ سنا سنائی معاویہ کو صحابی ہی سمجھتے ہین ہمکو تعجب ہے کہ اہل مطبع نے مخاطب صاحب کے نام کے ساتھ مولوی کیون لگایا ہے آیا یہ مذاق ہے یا مخاطب صاحب کا لقب ہے یہہ ہے کیونکہ آج کل جہان چوغہ پہنا اور عربون کا سا عمامہ باندھکر ڈاڑھی نیچی کری اور لوگون نے مولوی کہنا شروع کیا خواہ بقول شخصے گلستان کی ایک سطر بھی صحیح نہ پڑھ سکتے ہون اب ہم مخاطب صاحب کو متنبہ کرتے ہین کہ معاویہ بتحقیق علماے اہل سنن کے نزدیک مسلمانان بعد فتح اور مولفۃ القلوب مین داخل ہے اور ایسے لوگ داخل منافقین سمجھے جاتے ہین۔ عربی کتابون کا تو آپکو حوالہ دینا فضول ہے آپ بغیر ترجمہ کے سمجھ نہین سکتے اسلئے فارسی کتاب کا حوالہ دیتا ہون کہ شاید سمجھ سکو۔ شیخ عبدالحق محدث محقق دہلوی مدارج النبوت کی جلد دوم صفحہ ۱۲۳ مین معاویہ کا حال اسطرح لکھتے ہین۔ اما معاویہ بن ابو سفیان کنیت کردہ می شود بابو عبدالرحمن۔ وے و پدر وے و برادر وے از مسلمہ فتح اند و از مولفۃ قلوب۔ بعضے علماء نواصیت نے براہ خوشامد اسکو کاتبان وحی مین لکھدیا تھا کہ صاحب جامع الاصول اور صاحب مواہب لدنیہ نے اسکی تکذیب کی بالاخر محقق دہلوی لکھتے ہین۔ گفتہ اند محدثان کہ ثابت نشدہ است در فضل معاویہ ہیچ حدیثے۔

لوگون کو جو اسکی صحابیت کا شبہہ ہوا ہے اوسکی یہ وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے اور شام پر لشکر کشی ہوئی تو اوسکا بڑا بھائی یزید بن ابو سفیان چہارم شام کا حاکم مقرر کیا گیا اور یہہ اوسکے ساتھ تھا اوسکے مرنے پر حضرت عمر کی خلافت مین یہہ بھائی کی جگہہ مقرر ہو گیا۔ چونکہ آنحضرت صلعم صلحاء اصحابہ کو حاکم مقرر کیا کرتے تھے تو لوگون نے اسکے حاکم مقرر ہونے سے

یہہ شبہ کیا کہ صحابی ہونگے لیکن اس تقرری کی اور وجہ تھی وہ یہ کہ ابو سفیان قریش کا سردار تھا اگرچہ منافق تھا اور جدید الاسلام لیکن گروہ والا آدمی تھا ۔

جب رسول خدا صلعم کا انتقال ہوا اور حضرت ابو بکر نے بہ تدابیر لوگون سے بیعت لینی شروع کی تو ابو سفیان نے براہ شرارت حضرت ابو بکر و حضرت عمر پر دباؤ ڈالا کہ مین تمہاری بیعت نہین کرتا حضرت علی سے بیعت کرونگا اور انکے سنانیکے لئے بنی ہاشم مین آیا کہ افسوس ہے کہ علی کے ہوتے ہوئے غیر شخص خلیفہ ہوتا ہے جب خلفاء نے اسکو بر سر شرارت دیکھا باہم عہد و پیمان کیا کہ شام کا ملک جسقدر فتح ہوتا جائیگا اسکے چہارم کی حکومت تمکو دیجائیگی اسوجہ سے تقرر یزید بن ابو سفیان کا ہوا یہ تمام قصہ کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہے ۔ اور جبکہ زمانہ خلافت حضرت علی مرتضے کا آیا تو آپنے اسکو اسی لئے معزول کیا کہ اسکو منافق جانتے تھے معاویہ نے بہت سی بدعتین اسلام مین جاری کی ہین جنکو علی العموم سنی لوگ سنت خلیفہ ثانی سمجھکر قایم رکھتے ہین ۔ از انجملہ استنجا بکلوخ منع متعہ وغیرہ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث لکھتے ہین و سیوطی را رسالہ ایست مسمی باوایل ذکر کردہ است دروے اشیا رکہ احداث کرد معاویہ آنہارا و نکردہ بودند خلفاء پیش از وے ۔ کسی عالم محقق اہلسنت نے معاویہ کو حضرت یا رضی اللہ عنہ نہین لکھا ۔ مدارج النبوت سے موجود ہے کہ کسی جگہہ تعظیم معاویہ درج نہین ہمارے مخاطب بوجہ تعلق یزیدیہ اور عبد الوہاب کی انکے تعظیم کرتے ہین انکے مذہب مین رسول اللہ سے عداوت اور ابو سفیان و معاویہ سے محبت فرض ہے ۔ حضرت امیر مرتضے علیہ السلام کا قول نسبت معاویہ کے محقق دہلوی نے یہہ لکھا ہے ۔ اگر معترض دارد بر معاویہ آنچہ دوست اوست باشیم مصداق آنچہ گفتہ است حق تعالی ۔ وما کنت متخذ المضلین عضدا ۔ پہر ہمارے نزدیک تو جو شخص معاویہ کے گمراہ ہونے مین کلام کرے خود گمراہ ہے ۔ جناب سرور کائنات صلعم نے اسکے باپ ابو سفیان پر اور خود اسپر اور یزید پر لعنت کی ہے اسطرح کہ ابو سفیان گدھے پر سوار تھا اور معاویہ لگام پکڑے ہوئے تھا اور یزید ہانکتا تھا کہ فرمایا آپنے

لعن اللہ الراکب والقائد والسایق۔ یعنی خدا لعنت کرے اس سوار پر اور لگام پکڑنے والے پر اور ہانکنے والے پر۔ اسلئے جو کوئی معاویہ کی نسبت نیک گمان کرے وہ رسول خدا کی نسبت گمان بد رکھتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے

قالہ اگرچہ یزید پر لعن کرنا واجب ہی مگر اس فعل عبث مین کوئی فائدہ نہین۔ الخ

اقول تعجب ہی کہ یزید پر لعن جایز ہوا اور معاویہ پر جائز نہوے۔ یزید تو امام حسین سے خود لڑنے نہین گیا اور معاویہ تو بہتر لڑائیا بذات خود لڑا۔ ایمان اوسمین تہا نہ اسمین کسی شاعر نے انکی نسبت کہا ہے یعنی معاویہ کی نسبت۔ شعر پدر او در دندان پیغمبر بشکست ۔ مادر او جگر عم پیغمبر بمکید او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت + پسر او سر اولاد پیغمبر ببرید + جب تک مومن ان لوگون پر لعنت نکرے کوئی عبادت اوسکی لایق پذیرائی نہین۔ کیونکہ ہر عبادت بعد درستی عقیدہ کارآمد ہوتی ہے رسول خدا صلعم کی اہل بیت سے جسکو محبت ہوگی وہ ضرور اونکے دشمنون سے تبرا اور ناراضی ظاہر کرے گا۔ اگر نہین کرتا ہے تو ظاہر ہی کہ وہ بہی دشمن اہل بیت ہی۔ ہمارے مخاطب صاحب جو یزید پر بھی لعنت کرنا پسند نہین کرتے ہین اون کا مطلب صرف پیر عبدالوہاب کے بچانے سے ہے مگر ایمان والے تو اونکو کہان نکلنے دیتے ہین اگر ساتوین طبقے جہنم مین بہی جا کر چہپینگے تو لعنت کی بوچہار وہان بھی پہنچیگی۔

قالہ۔ پنجم جب مسلمان اللہ تعالی کا اسم پاک لین جل جلالہ یا جل شانہ کہین

اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب کے نزدیک تمام سنی اس امر سے ناواقف ہین اور خاص اونکی ہی فہم رسا سے یہ مسئلہ آج حل ہوا ہے جسکو کوئی سنی عالم دریافت نہین کر سکا۔

قالہ۔ جب رسول خدا کا نام لو تو صلے اللہ علیہ وسلم کہو۔ اور جب اونکے ساتھ آل و اصحاب کا ذکر ہو تو صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہو۔

اقول۔ یہ مخاطب صاحب کی جہالت اور کم علمی کا باعث ہی درود اور سلام مین کوئی اصحاب

شامل نہین ہے اور نہ ازواج داخل ہین صلواۃ اور سلام صرف آل محمد کے لئے ہے۔

اللهم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم انک حمید مجید۔

یہ درود اہل سنت وجماعت مین مروج ہے نماز اور عقاید مین سنی تو اسیکو پڑھتے ہین اور اگر ہمارے مخاطب صاحب عبدالوہاب وذو ثدیہ اور امام مسقط اور سلطان زنگبار کو بھی اسمین شامل کرلین تو کیا مضایقہ ہے کہ وہابیون کے چار یار یہہ بھی ہین۔

قال۔ شیعہ اکثر ناواقف لوگ اٹھتے بیٹھتے یا گرتے پڑتے ہین بطور استعانت یا علی مثل شیعون کے کہ اونکے اعتقاد مین دونون جہان کی حاجت روا جناب ہی ہین کہہ اٹھتے ہین شرعاً ممنوع ہے کیونکہ آیت ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر کی صریح تکذیب ہوتی ہے۔

اقول۔ سبحان اللہ ہمارے مخاطب صاحب خود ناواقف معلوم ہوتے ہین کہ خود مخاطب کی اس ممانعت کرنیمین اس آیت کی صریح تکذیب ہوتی ہے یعنی اونکے نزدیک خدا یتعالی مین یہ ہرگز قدرت نہین ہے کہ اپنے بندگان خاص مین سے جسکو چاہے حاجت روائے عالم مقرر کرے

یہ ہمارے مخاطب صاحب کی عقلمندی ہے ورنہ یہ عالم عالم اسباب ہے خداوند تعالے اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہین کرتا مگر وسایل اور ذرایع سے جیسا کہ ایک بڑا انجنیر اپنے انجن اور کلون سے ہر طرح کا کام لیتا ہے اسلئے جو شخص انجن کو چلتا ہوا دیکھکر انجنیر کو معطل سمجھے وہ بڑا ہی احمق ہے بلکہ انجن کی کارروائی تو اوس انجنیر کی بہت بڑی لیاقت ظاہر کرتی ہے لیکن شیعہ امامیہ اثنا عشری کے نزدیک تو ایسا عقیدہ رکھنے والا بھی مذموم ہے اور داخل غلات اور مطیعان ابن سبا سمجھا جاتا ہے لیکن ایسے عقاید نے اہل تسنن مین اوسی گروہ یعنی صوفیون سے رواج پایا ہے جو بالکل قدم بقدم ابن سبا کے ہین کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے یا پیر دستگیر یا خواجہ یا مدار یا سالار کہتے ہین مگر ہمارے مخاطب کو صرف حضرت علی کا نام لینا ناگوار ہے یہ نہین سمجھتے کہ خاص حضرت مرتضے کے لئے تو خدا یتعالی نے رسول اللہ کو حکم دیا ہے کہ تجدہ عونا لک فی النوائب۔ اور یہ فقرہ نادعلیا مظہر العجائب کا ہے جسکو تمام سنی علماء اپنی معتبر کتب مین آسمان سے نازل ہونا لکھتے ہین

محقق دہلوی کی مدارج النبوۃ سے ملاحظہ کرلو اور بروی احادیث صحیحہ اہل سنت جناب امیر علیہ السلام ہر مومن کے ناصر و معین ہین۔ اور یادگاری اونکی بشہادت حدیث ذکر علیؑ عبادۃ بہت بڑی طاعت رب ہے اگر کوئی مسلمان آپکے نام کا ورد کرے یا یا علی کہے تو بموجب عقیدہ اہل سنت وجماعت بہت بڑی عبادت ہے ہان وہابی لوگ جو دراصل دشمن خدا اور رسول ہین اور اوٹھتے بیٹھتے گرتے پڑتے یا شیطان کہا کرین۔

قالہ۔ وباکے زمانہ مین جو صرف پنجتن پاک کے نام لکھکر دروازہ پر لگاتے ہین اوسمین خلفاء ثلثہ کا بھی ذکر ضرور ہے وہ دعا یہ ہے۔ الہم لنا الشفاء الکرام الثمانیہ تطفی بہا حر الوباء الحاطمہ المصطفےٰ والخلفاء الاربعہ والحسن والحسین والفاطمہ۔ اقول بلی ہی سری تعصب جوش عصبیت مین ہمارے مخاطب صاحب کو جملہ عربی بنانے مین صحت وسقم کا بہی خیال نرہا۔ یون تو ماشاء اللہ ہمارے مخاطب فاضل زمانہ ہین ناظرین اس دعا کی انشا پردازی کو مخاطب صاحب کی عدم لیاقت پر محمول نکرین بلکہ دشمنان خاندان رسول پر ایک قدرتی پھٹکار ہوا کرتی ہے

کوئی شخص مولف دعا سے اسکے معنی اور مطلب سمجھے تب اسکا لطف معلوم ہوگا ورنہ ظاہر ہو جائیگا کہ یہ دعا آپکے ہی افکار عالی کا نتیجہ ہے کسی دوسری جگہہ سے ماخوذ و منقول نہین ہے مگر مین عجب حیران ہون کہ مخاطب صاحب نے پاک اور ناپاک کا اجتماع کسطرح کردیا او علماے موحدی کے بعد یہ شرک کیا ہمیشہ اجتماع ضدین محالات سے ہوتے ہین خودہی اپنی تحریر مین پنجتن علیہم السلام کو پنجتن پاک لکھہ چکے ہین اور اصحاب ثلثہ مین بموجب اجماع اہل سنت صفت طہارت شامل نہین نہ اونکو آیت تطہیر سے تعلق پھر اجتماع نقیضین کس طرح جائز ہوسکتا ہے ہان اگر مولوی صاحب کو پنجتن سے ایسی ہی نفرت تہی تو وہ تپ لرزہ کا تعویذ بناکے دروازہ پر چسپان کرلیا ہوتا۔ جسمین نام نمرود و شداد و فرعون و شیطان لکھا جاتا ہے اوس تعویذ مین اگر کسی قسم کا تصرف بہی کرتے تو محال عقلی نہ ہوتا کیونکہ شعر کند ہمجنس باہمجنس پرواز کبوتر باکبوتر باز باباز

قالہ علیہ ما یستحقہ۔ مجملاً ذکر عبداللہ بن سبا یہودی یعنی صحابی موجد مذہب شیعان پاک

کا۔ اقول وبہ نستعین۔ خدا کی مار ایسے جھوٹھون پر کہ اپنا عیب اور اون کو لگاوین خود تو ابن سبا یہودی کے پیرو اور مقلد اور شیعون پر الزام اپنے گھر کی خبر نہین کہ ابن سبا ملعون اونکا ہی بزرگ اور ذات اعلیٰ تھا۔ اوسی ناپاک سے ناخلف عبد الوہاب نجدی خبیث پیدا ہوا۔ اس اعتبار پر اسکو موجد مذہب وہابیان ناپاک کا سمجھنا چاہیے شیعان پاک سے کیا سروکار +

اب جہانتک مخاطب صاحب نے اپنے بزرگ اور پیر و مرشد کے ذاتی حالات بیان کئے ہین وہانتک ہمکو بھی اتفاق ہے کہ واقعی بڑا ملعون اور مردود مثل عبد الوہاب نجدی اپنے پوستے کے تھا لیکن لعن جو صاحب کا یہہ لکھنا کہ وہ موجد مذہب شیعان پاک کا تھا صریحاً برعکس اور خلاف عقل ہے اسوقت مین جہان تک شیعان ہین وہ بالعموم تو اولاد رسول اللہ صلعم ہین اور جو اون سے علاوہ اور لوگ ہین وہ اونہین کے متوسل اور ایسے متوسل کہ کسی زمانہ مین امام کا دامن نہین چھوڑا۔ اور چونکہ ابن سبا خاص زمانہ حضرت مرتضے علی مین تھا اسلئے اونکے ہواخواہون کو توکب تعلیم دینے کا موقعہ پاسکتا تھا لیکن جن لوگون کو اس نے گمراہ کرکے کافر کیا تھا اون کا حضرت علی مرتضے نے اچھی طرح قلع قمع کر دیا تھا۔

اوسنے بہت لوگون کو فریب مین لا کر اپنا مرید بنایا اور بہت سے سلسلے اور گروہ اونکے قایم ہوئے لوگون مین اپنی اصلیت کو مخفی رکھکر اپنے آپ کو حضرت علی کے مریدون مین ظاہر کیا جب اس بدعت کو ایک عرصہ دراز گذرا تو صوفیون مین شامل ہو گئے علمائے زمان درپی تخریب اس گروہ کے ہوئے مگر چونکہ کید و فریب اونکی سرشت مین تھا باؤ پڑنے پر شیعون سنیون ماتریدیون مین جنکی کثرت تھی شامل ہوجاتے تھے لیکن شیعون مین شامل ہونیکی اسلئے مجال اور قدرت نہ پاتے تھے کہ مافی الضمیر کے جاننے والے امام موجود تھے یہ گروہ اس زمانہ مین بھی بکثرت موجود ہے اور ستر سے زیادہ اسکے فرقے ہین اور عجیب و غریب عقاید رکھتے ہین خدا کے جسم کے یہ قایل ہین۔ خدا کی رویت اور جہت کے یہ قایل ہین خدا کی حلول کے یہ قایل ہین۔ اپنے آپکو خدا یہ سمجھتے ہین۔ نعوذ باللہ جو کتا اور سگ مین خدا کا حلول لازم

جانتے ہین - حضرت علی کی نسبت یہانتک غلو کرتے ہین کہ معبود قرار دیتے ہین - پیرون کو مثل خدا کے سجدہ کرتے ہین قبرون کو پوجتے ہین مفصل حالات انکے انکے گروہون اور فرقات کی تشریح مین مذکور ہونگے

قال الناصبی - جب اوسنے یعنی ابن سبانے جانا کہ ایک جماعت میرے دام تزویر مین پہنس گئی پھر تو اوسنے یہہ بکنا شروع کیا کہ بعد نبی صلعم کے حضرت علی افضل ہین کیونکہ خاص رسول اللہ کے برادر اور داماد اور وصی ہین -

اقول - اتنا امر تو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جسکی نسبت آدمیون کو گمان الوہیت ہوجاے اوسکی افضل البشر ہونے مین کیا کلام ہو سکتا ہے ضرور اون حضرات مین ایسے فضایل موجود تھے کہ بمقابلہ دیگر صحابہ ایسا ہی فرق ہو سکتا تھا اور دیگر صحابہ طمع دنیاوی اور ظلم وستم اور معاصی مین ایسے سرشار تھے کہ بمقابلہ اونکے حضرت علی لوگون کو بشریت سے اعلی درجہ پر دکھلائی دینے لگے اگر سب کے سب صحابہ نیک بخت ہوتے تو حضرت علی کی الوہیت کا کوئی قایل نہوتا - اور دنیا کا قاعدہ ہے کہ پر سے کبوتر بناتے ہین جنہین جسطرحکی قابلیت دیکھتے ہین ویسی ہی افراط و تفریط مین متوجہ ہوجاتے ہین - اصحاب ثلثہ اگر کچھہ ہوتے تو کیا کوئی اونکو پیغمبر کرکے بھی نہ مانتا جو ذرا قرین قیاس بھی ہوجاتا مگر دنیا کے لوگ ایسے شخصون کی نسبت کب یقین کرسکتے ہین جنکی بے ایمانی اور معاصی برات دن آنکھون سے دیکھتے ہین - اسلیے جس امرکی قابلیت اونمین تھی ابن سبانے بھی اوسی کیطرف اون کو منسوب کیا مخاطب صاحب کا یہ قول کہ رسول اللہ کا بھائی اور داماد اور وصی ہونا حضرت علی کا ابن سبانے مشہور کردیا اور درحقیقت اسکی کچھ اصلیت نہین ہے خود اہل تسنن ہی جواب دینگے کیونکہ اگر اسکا جواب اہل تسنن نے ندیا تو ابن سبا کے شاگرد سمجھے جاوینگے - اور ثابت ہوجایگا کہ ابن سبا کی تعلیمات کا اثر فقط اہل تسنن مین ہی باقی ہے —

کئی ہزار روایات کتب اہل تسنن مین ایسی درج ہین کہ جن سے صریحی فضیلت حضرت علی کی اصحاب ثلثہ پر ثابت ہے جسمین سے اکثر انوار الہدی اور نیز اس رسالہ مین بھی مذکور ہوے ہین —

اس حساب سے تو تمام ائمہ سنیہ اور محدثین و مفسرین و اہل سیر و جملہ علماے اہل سنت وجماعت

ابن سبا کے گرگے ہو گئے۔

قالہ علیہ ما یستحقہ۔ پھر خاص مقلدین مین سے شاگرد منتخب کر کے یہ تعلیم کیا کہ جناب امیر بلا شک وصی تھے اور نبی صلعم نے اونکو اپنا نایب اور خلیفہ بنص قرآنی کہا تھا چنانچہ آیۃ۔ انما ولیکم اللہ و رسولہ کی آیت شریف اونکی شان مین نازل ہوئی تھی۔

اقول۔ ہمنے جو کتب اہل سنت سے وصی ہونا جناب امیر علیہ السلام کا اور چودہ مرتبہ استخلاف واقعہ ہونا اور خم غدیر پہ ولیعہد ہو جانا اور بروز وفات سرور کائنات انگشتری خاتم رسالت سپرد ہو جانا اور آیت انما ولیکم اللہ سے ولایت علی مرتضیٰ ظاہر ہونا ثابت کیا ہے تو ہمارا مقصود اس سے یہہ ہی تھا کہ تمام علمائے اہل سنت و جماعت پیروان ابن سبا یہودی قرار پا جائین۔ کیونکہ ہمارے مخاطب کو قدیم سے یہہ ہی منظور تھا کہ اپنا عیب اوروں پر لگاوین۔ اگر قیامت بھی آجائے تو مخاطب کبھی اقبال اتباع ابن سبا کا اپنی زبان سے نکرتے مگر اب بفضلہ عمدہ موقع اسکے اظہار کا ملا ہے کہ مخاطب صاحب نے جن روایات کو ابن سبا کی بنائی ہوئی بیان کی ہین اگر وہ کتب احادیث اہل تسنن مین دستیاب ہو جاوین تو پھر کسیکو اسبات مین شک نرہیگا کہ اہل تسنن ضرور پیروان و مقلد ابن سبا کے ہین عوام اہل التسنن اس امر مین ہمکو معذور رکھین اون کے حال پر یہ عنایت ہمارے مخاطب صاحب کی ہے اس کو ملون کی دلالی مین اونہین کا کالا منہ ہوا ہے۔ مگر واقعی اہل تسنن اسی سزا کے قابل تھے جو ہمارے ہمعصر نے اونکو دی ہے کیونکہ وہ جانتے ہین کہ وہان لوگ خانہ برانداز ایمان ہین پشتینی دشمن رسول اللہ کے ہین انکو اپنے شامل کرنے سے ایسے ہی نتیجہ پاوینگے۔

قالہ اور اسی ضمن مین معاملات قصہ فدک و معرکہ خطائے اجتہادی حضرت معاویہ و قصہ جنگ کے قصد حضرت زبیر و حضرت طلحہ و حضرت عائشہ صدیقہ کو بیان کر کے اصحاب باصفا سے کہ جنہون نے اپنا تمام عیش و آرام رسول اللہ کی محبت مین ترک کر دیا تھا اور خدا و رسول کو نص فرقانی خوب ہی رضامند رکھا تھا اپنے شاگردون کو بدگمان کرتا تھا۔

اقول۔ واقعی حضرت یہہ ابن سبا بڑا ہی ملعون تھا کہ دیکھو آپ ہی تو فدک کا قصہ برپا کیا

بصنعہ رسول کو محروم کیا اور آپ ہی اصحاب باصفا کو مطعون کرنے لگا ایسا ہی معاویہ کے کان مین خطاے اجتہادی کی پھونک لگی ہی ۔ مگر ہم اپنے ہمعصر مخاطب سے پوچھتے ہین کہ آپ خطای اجتہادی کو جانتے بھی ہین یا تحفہ اثنا عشریہ ہی دیکھ کر نقل کر دیا ہی ۔

پہلے معاویہ کا مجتہد ہونا اگر ثابت کرتے تو اوسکی خطا کو بھی خطاء اجتہادی قرار دیتے اور جبکہ وہ مجتہد نہین بلکہ صحابی بھی نہین مولفۃ القلوب مسلمانان مین داخل تھے جیسا کہ شیخ عبدالحق محقق دہلوی نے مدارج مین لکھا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ اوسکی فضیلت مین کوئی روایت بیان نہین کی گئی پھر وہ منافق جنکو مولفۃ القلوب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے کسطرح مجتہد بنگیا اور اوسکو اختیارات اجتہاد کہان سے حاصل ہوئی ۔ سوا اسکے ہم چند مقامات پر لکھ چکے ہین کہ سیہم خطا مادر بخطا ہوتی ہے اور ہند جگر خوار کے حال اور وحشی سے زنا کرانے کے حال سے تو سب واقف ہین اسی پر خطا کا قیاس اہل انصاف کر سکتے ہین ۔ دوسرے جبتک بے قصد یہہ خطاے اجتہادی سے بھی بڑھی ہوئی ہی ۔ ذرا غور کا مقام ہی اول تو طلحہ اور زبیر بشمول تمام اہل حل و عقد حضرت مرتضےٰ سے بیعت کرین اور پھر امارت بصرہ و کوفہ نہ ملنے پر بیعت توڑ کر اوباشون کا مجمع بصرہ پر جمع کرین ۔ فرمائین تو اہل انصاف کہ یہ کون سمجھے کہ جو بصرہ مین جاکر فوج جمع کی اور چالیس ہزار اوباشون کو جمع کر لیا یہ اسقدر مجمع کس غرض سے تہا ۔ کیا جولاہون کیطرح تالاب مین مچھلیان مارنیکو جمع ہوتے تھے یہ لوگ تو صریح ناکثان بیعت مرتضوی ہین جنکی کسی طرح نجات ہی ممکن ہی نہین ہے بفحواے حدیث مرویہ اہل سنت یہ لوگ تو جہالت کی موت سے مارے گئے یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ جسکی گردن مین ڈورا بیعت امام کا نہین ہے وہ جاہلیت کی موت مرا اب آپ ہی فرمائے کہ طلحہ و زبیر بیعت مرتضوی توڑ کر جاہلیت کی موت مارے گئے یا نہین حدیث یہ ہے

من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ ۔

ان کم بختون نے توام المومنین کو بھی بہکا کر گنہگار کرایا جواب کے مقام پر وہ بی بی کہتی رہی کہ مجھے یاد آگیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ تو علی سے لڑیگی اور ناحق پر ہوگی مین تمہاری

ساتھہ نہین چلتی لیکن طلحہ وزبیر نے گانون کے آدمیون کو رشوت دیکر دروغ شہادت دلوائی کہ ام المومنین کے روبرو حلفاً بیان کردیا کہ یہہ مقام جواب نہین ہے ۔ الراشی والمرتشی کلاھما فی النار ۔ تو حضرت نے اوسی واقعہ کے لئے فرمایا ہے ۔ اب جنگ بے قصد اور بیعت شکنی کو بھی رہنے دو لیکن کتب اہل سنت سے یہہ تصدیق کرو کہ طلحہ وزبیر نے رشوت دیکر گانون والون سے جھوٹھی گواہی دلوائی یا نہین ۔ اسکے بعد تحقیق کرو کہ حدیث الراشی والمرتشی صحیح ہے یا نہین ۔ پھر اطمینان قلبی اچھی طرح ہوجائیگا

فایدہ اگرچہ اس موقع پر ذکر حضرت ام المومنین عایشہ بے محل ہے لیکن مجھے تعجب ہی کہ لقب صدیقہ اونکو اہل سنت وجماعت نے کس اختیار سے بخشا ہے ایا ویسے ہی عطا ہوا ہی کہ جیسے اونکے والد شریف کو یا باستحقاق اسکے کہ والد اونکے صدیق کہلاتے تھے تو دختر صدیقہ کہلانی چاہئے لیکن تعجب ہے کہ ام المومنین حفصہ کو فاروقہ کیون لقب نہین دیا گیا ۔

صدیقہ لقب دراصل فاطمہ کا ہے اور صدیق اکبر لقب حضرت علی مرتضے کا ہی ایسا ہی فاروق بھی لقب جناب امیر المومنین کا ہے لیکن اہل تسنن نے بطور سرقہ ان القاب کو شیخین کے نام کے ساتھہ لگا دیا ہے ۔ رسول خدا صلعم نے کبھی یہہ لقب اونکو نہین بخشا اگر کسی کو دعوی ہو تو ثابت کرے کہ کب اور کہان یہہ لقب عطا ہوا ۔

حضرت علی کی نسبت تو صحاح اہل سنت مین یہہ حدیث درج ہے ۔

اخرج الطبرانی عن سلمان وابی ذر رضی اللہ عنہما معاً ان النبی صلعم قال العلی ان ھذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ وھذا الصدیق الاکبر وھذا فاروق ھذہ الامت یفرق بین الحق والباطل وھذا العیوب المومنین ۔ الخ ۔

یعنی روایت کی ہے طبرانی نے سلمان وابوذر سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت علی کے حق مین کہ یہہ وہ ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا ۔ اور یہ سب سے پہلے مجھسے قیامت کے دن مصافحہ کریگا ۔ اور یہ ہی ہے صدیق اکبر اور یہ ہی ہے فاروق اس امت کا کہ جو فرق

کرتا ہی حق و باطل مین اور یہہ ہی یعسوب مومنین کا آخر حدیث تک

واخرج النسائی والحاکم عن عباد بن عبد اللہ سمعت علیا یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر الخ ۔ اور امام فخر الدین رازی ۔ امام ثعلبی ۔ امام احمد بن حنبل مسند خود مین ۔ ابن شیرویہ کتاب فردوس مین ۔ اور ابن مغازلی روایت کرتے ہین کہ صدیقان تین شخص ہین حبیب نجار کہ مومن آل یسین ہی اور حزقیل کہ مومن آل فرعون ہی ۔ اور علی مرتضی کہ وہ انسے افضل ہین ۔ حافظ ابو نعیم نے بھی حدیث عباد بن عبد اللہ سے روایت کی ہی ۔

شیخ عبد الحق مدارج النبوت مین لکھتے ہین ۔ تسمیہ کرد او را ابو طالب بہ علی و تسمیہ نمودہ پیغمبر خدا او را بصدیق و لقب کرد بہ امین شریف و ہادی و مہدی و اذن واعیہ و یعسوب الامۃ اب فرمائے کہ لقب صدیق کسکا ہے اور براہ سرقہ اہل سنن کسکے لئے استعمال کرتے ہین ـــ

قالہ ۔ حاصل مطلب مخاطب کا یہہ ہی کہ خلیفون پر لعن اور طعن ابن سبا کے اشارہ سے جاری ہوا

اقول ـــ ھذا بہتان عظیم ۔ یہہ کام ابن سبا کا نہین ہی بلکہ خود انہین حضرات کا نہ ایسا کرتے نہ برا کہلواتے ۔ یہہ تو سمجھو کہ اگر وہ دین اسلام کی عداوت سے عبد اللہ ابن سبا صحابہ کو برا کہلواتا تھا تو دین کا کیا نقصان ہوتا ۔ اگر اوسکی یہہ غرض ہوتی تو حضرت علی و اہلبیت کی نسبت برا کہنا سکھلاتا کہ جس سے امت کا ایمان جاتا رہتا اور ایسے اصحابون کے برا کہنے سے کہ جنہون نے دین کو دنیا سے بدل لیا تھا کسی کے مذہب کا نقصان نہ تھا ۔

میری بات کا یقین نہو تو اپنی امنت باللہ جو ابو الحسن اشعری پر وحی ہوکر اوتری ہی پڑھکر سمجھہ لو کہ تمھارے عقاید مین کس چیز پر یقین لانے سے مسلمان ہوتا ہی اور کس چیز کے انکار سے کافر ہوتا ہے ۔

قالہ ۔ ابن سبا نے دوسرا پیمان شاگردون سے لیا کہ جناب امیر سے ایسے معاملات ظاہر ہوئے ہین کہ امکان انسان سے باہر ۔ مثل معجزات و کرامات و خوارق عادات و علم غیب و احیاء اموات و بیان حقیقت اللہ و حاضر جوابی بلاغت فصاحت زہد و تقوی

قوت و شجاعت کہ کسی نے کبھی دیکھی نہ سنی تھی یہہ درحقیقت معجزات مرتضوی ہین۔
اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کافر اسکا منکر بھی ہے۔ ذرا اس جہالت کو اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ اگر ابن سبا خدا کا نام لیتا تو ہمارے مخاطب ہمعصر خدا سے بھی منحرف ہونگے۔ جو بات سچ ہے اوسکے ماننے مین کیا حرج ہے یہہ سب باتین ابن سبا سچ کہتا تھا انکا یقین کرنا چاہیے لیکن جو بات اوسکے خلاف عقیدہ مومنین ہے اوسکو رد کرنا چاہیے۔ قالہ علیہ اللعن۔ کہ یہہ تمام خواص الوہیت کے ہین جو کہ حضرت امیر پر ظاہر ہوتے ہین بلکہ خاص ذات پاک نے بدن علی مین حلول کیا۔

اقول۔ بیشک جس مذہب اور جس فرقہ کا یہہ عقیدہ ہو وہ ہمارے نزدیک تو کافر مطلق ہے لیکن اس زمانہ مین ایسے عقیدہ کے لوگ صوفیہ مین اکثر شامل پائے جاتے ہین۔ کہ مخلوق مین خالق کا حلول یہانتک کہ سگ و خوک مین اوسکا ظہور بیان کرتے ہین۔ ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست۔ یہہ کمال التعجب کی بات ہے کہ ہمارے ہمعصر صاحب اپنے گریبان مین سونہہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ ابن سبا کے خود تو مقلد ہین شیعون پر ناحق الزام دیتے ہین۔ جو لوگ زبردستی حضرت علی کے خلیفہ بنکر اطراف ممالک مین پھر کر پیری مریدی کا ڈھنگ جماتے تھے وہی ابن سبا کے گروہ ہین شیعون امامیہ نے تو کبھی ایسون کو سونہہ نہین لگایا کسی کو اون کا خلیفہ نہین مانا صرف اونکی اولاد امجاد کو جو امام برحق تھے اپنا پیشوا بنایا نہ ہم مین گمراہ لوگ شامل ہو سکتے تھے کیونکہ ہمارے امام اہل بصیرت علم ماکان و مایکون کے جاننے والے تھے۔ اونکے حضور مین کب کسی کو فروغ ہو سکتا تھا جس گروہ مین جاہل اور فاسق اندھا کانا امام ہو سکتا ہے وہی ایسی گمراہی مین غارت ہو سکتے ہین۔

قالہ۔ یہانتک اس مذہب مذبذب یعنی۔ (فرقہ ابن سبا) نے رواج پایا اور بلقب شیعہ ملقب ہوا پس بجہات جناب امیر کے لشکر مین اس مذہب کے چار فرقہ ہو گئے۔
اول شیعہ مخلصین کنندہ پیشوایان اہل سنت و جماعت مین۔ الخ۔

اقول - انچہ دانا کند کنند نادان - لیک بعد از حصول رسوائی - اب اہل انصاف غور کرین کہ ابھی تو ابن سبا سے کسقدر گریز تھا اور اب خود ہی اوسکی امت مین ہونا ہمارے مخاطب ہمعصر کا ثابت ہوا - ماشاء اللہ ابن سبا کے جیتے فرزند آپ ہی نکلے اور اوس مذہب مذہب کے نمبر اول فرقہ مین آپ ہی داخل ہوئے - ہمنے جہانتک کتب اہل سنت کو دیکھا ہی اور انکی عقاید اور مذہب کی نسبت انہیں کی کتب سے تحقیقات کی ہی تو ثابت ہوا ہی کہ ابتداء انکے مذہب کی عبداللہ بن مسعود سے ہی مجتہد اول انکا وہی گذرا ہی اور چونکہ زمانہ خلافت ثانی کا تھا - اور اونہون نے ابن مسعود کی امداد کے لئے ابو موسی اشعری اور ابی بن کعب کو بھی شامل کر دیا تھا اسلئے ابتدائے زمانہ مین چار پانچ مجتہدون کا اجماعی اجتہاد نامزد بمذہب فاروقی ہوا کہ تشریح اسکی ازالۃ الخفا مین موجود ہی - اب نہین معلوم کہ ان بزرگوارون کو اصحاب ابن سبا قرار دیا ہے یا در اصل ان مجتہدین کا کچھ وجود نہ تھا اور علماے اہل سنت نے اصحاب و مریدان ابن سبا کا نام چھپا کر بظاہر اپنے مذہب کو اونکی طرف منسوب کر دیا ہی - یا متقدمین علماے کو اسکی حقیقت مثل ہمارے ہمعصر کے معلوم نہ تھی - علاوہ فقہا و مجتہدین اہل سنت کے اگر کوئی اور لوگ بھی پیشوا اہل تسنن مین تو یہہ ہین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر حضرت عثمان حضرت معاویہ حضرت یزید حضرت مروان حضرت عبد الملک بن مروان کہ جسکو اکابر علماے اہل تسنن نے اپنا امام قرار دیا ہی تو انمین سے نہ کوئی حقیقی شیعان مین داخل تہا نہ کوئی محب علی تھا اب اگر ہمارے ہمعصر کے نزدیک فرقہ اول از فرق اربعہ سبائیہ یہہ ہی لوگ ہین تو دل ما شاد و چشم ما روشن - اگر پیشوا سے مراد پیشوائی شریعت ہی تو علماے سنیہ کا صریحی اعتراف درج کتب ہی کہ مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود ہی اور مذہب علی اور اون کے شیعون کا - غیر اس سے ہی تو اب حقیقی شیعہ تو پیشوا اہل تسنن کے قرار نہین پا سکتے اگر فی الواقع قول ہمعصر کا کچھہ وجود ہے تو مراد اوسی گروہ ابن سبا سے ہی -

قالہ - دوم فرقہ تفضیلیہ ہی کہ حضرت مرتضی کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتا ہی - سویم

فرقہ سبّیہ ہے کہ تمام اصحاب کرام کو ظالم و غاصب و کافر و منافق جانتا ہے

اقول۔ شیعہ کا اطلاق تو فقط شیعہ امامیہ اثنا عشریہ پر ہے کہ اہلبیت رسول صلعم سے تولّے اور اون کے دشمنون سے تبرا کرتے ہین۔ فرقہ تفضیلیہ اوسوقت شیعہ قرار پا سکتے ہین کہ جب حضرت علی مرتضے کو بلافصل خلیفہ اور امام سمجھین اور ظاہر ہے کہ جو شخص تمام صحابہ سے حضرت علی کو افضل سمجھتا ہے اوسکو خلیفہ بلافصل بھی ماننا پڑے گا کیونکہ افضل کا ماموم ہونا اور غیر افضل کا امام ہونا صریحًا خلاف عقل و نقل ہے خود خداوند تعالی فرماتا ہے افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امّن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون۔ یعنی آیا وہ شخص سزاوار تر ہے اسبات کا کہ آدمی اوسکی پیروی کرین جو ہدایت کرتا ہے بجانب حق یا وہ سزاوار ہے کہ جو خود ہی نہین ہدایت پا سکتا بغیر اسکے کہ دوسرا اوسکو ہدایت کرے پس کیا ہو گیا تمکو۔ کیا حکم کرتے ہو۔ اس آیت شریف سے صاف ظاہر ہو گیا کہ قابل پیشوائے اور امامت کے وہ شخص ہے جو لوگون کو ہدایت بنجات حق کرتا ہے اور وہ شخص کہ جو خود محتاج دوسرون سے ہدایت پانیکا ہے وہ کسیطرح اسکے قابل نہین ہے کہ لوگ اوسکی پیروی کرین پس جب ہم صحابہ کے حال پر نظر کرتے ہین تو صاف پایا جاتا ہے کہ صحابہ خصوصًا خلفائے ثلثہ محتاج ہدایت کے تھے اور اونکی ہدایت کے لئے رسول خدا صلعم نے چند بار بڑے اہتمام کے ساتھ یہہ حکم دیا ہے کہ میرے بعد تم میری اہلبیت اور قران شریف کی پیروی کرنا اگر اوسکے خلاف کروگے تو تم گمراہ ہو جاؤگے چنانچہ یوم حجۃ الوداع بڑے اہتمام سے یہہ حکم سنایا گیا اور یوم غدیر بھی اسکا اعادہ ہوا پھر مرض الموت مین عین قریب وفات بھی یہہ ہی حکم سنایا گیا اور یہانتک اصرار سے فرمایا کہ اہل بیت میری مثل کشتی نوح کے ہین جسنے اوس کشتی سے تخلف کیا وہ غرق ہو گیا پھر فرمائیے جو لوگ بحکم خدا ناقابل پیشوای قرار پا چکے اونکی پیروی کرنا داخل گمراہی ہے یا نہین۔ اور جبکہ اونہون نے خلاف حکم خدا ادعاء خلافت و امامت کا کیا تو صفات قرار دادۂ بعض مندرجہ ذیل فرقہ سویم یعنی ظالم و غاصب وغیرہ اون پر صادق آگئین۔ اسی لئے تو کہتے ہین کہ صوفی لوگ بھی درحقیقت تبرای شیعہ ہین مگر خوف

جہلا سے دم نہین مارتے اشارۃً و کنایۃً اپنا مقصد کہہ جاتے ہین جیسا حضرت خواجہ معین الدین سجزی چشتی علیہ الرحمہ والغفران نے فرمایا ہی۔ رباعی کفر در دل بزبان اللہ داشتن + آل احمد کشتن و ہم حب حیدر داشتن + مر مرا باور نمی آید ز روی اعتقاد۔ حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن۔ دوسرے بزرگ فرماتے ہین۔ شعر چون صحابہ جاہ دنیا خواستند مصطفی را بے کفن بگذاشتند۔ ماسواے اسکے اعلم ہونا حضرت علی مرتضے کا تمام صحابہ سے بلا نزاع مسلمہ فریقین ہی اور تمام امت کا اسپر اجماع ہے کہ حضرت علی مرتضے اعلم ہین اور روایات واحادیث صحیحہ سے بھی یہہ ہی امر ثابت ہوا ہے۔ اور خداوند تعالی اس بارہ مین فرماتا ہی۔ ھَل یَستَوِی الذین یعلمونَ والذین لایعلمون انما یتذکر اولوا الالباب۔ آیا صاحبان علم اور کسان بے علم برابر ہوتے ہین۔ یعنے علم والے اور بے علم برابر نہین ہوتے۔ حضرت آدم کو جو ملائکہ پر فضیلت دیگئی ہے فقط علم کے ذریعہ سے دی گئی تہی۔ اور اگرچہ حضرت علی مرتضے تمام اقسام کے فضایل مین مثل شجاعت وسخاوت وشرافت وعدالت وغیرہ تمام صحابہ سے افضل ہین لیکن علم مین بہی کہ جو سب سے بڑا ذریعہ افضل ہونیکا ہے حضرت مرتضے کو تمام صحابہ پر فضیلت ہی۔ اسلئے یہہ مذہب حق ہی کہ حضرت مرتضے تمام صحابہ سے افضل ہین اور جبکہ افضل ہونا ثابت تو استحقاق خلافت بلافصل بہی ثابت اور اوسکے ثابت ہونے پر صحابہ کا ظلم اور غصب خود بخود ثابت ہو گیا۔ اہل تسنن کی تمام کتب سے فضیلت حضرت علی کی ثابت ہی لیکن اون کا مونہہ اسلئے بند ہو گیا ہی کہ فضیلت ثابت کرنیکے بعد صحابہ کا ظلم خود بخود ثابت ہو جائیگا اور ہزار سالہ مذہب بنیاد مستاصل ہو جائیگی۔

ہمعصر کا یہہ قول کہ شیعہ جملہ صحابہ کرام کو ظالم غاصب کافر منافق کہتے ہین صریح شیعون پر تہمت ہی شیعہ سب کو ہرگز ایسا نہین سمجھتے بلکہ جنکی نسبت اہل سنت سے بہی ایسا ثابت ہوتا ہی فقط اونکو ہی کہتے ہین اور کافر بہی فقط اونکو ہی کہتے ہین جنکا کفر ثابت ہوا ہی اور سنی بہی اون کے کفر کے قایل ہو گئے ہین اور ایسا ہی منافقین کا حال ہی۔ کہ جنکی نسبت سنیون کو بہی منافق ہونیکا یقین ہے اونکو ہی شیعہ بہی منافق کہتے ہین۔ صرف اسقدر فرق ہے کہ اہل تسنن جان بوجھکر

اون کے ظلم اور غصب اور کفر و نفاق کو مخفی کرتے ہین اور شیعہ اس منافقیت کو مذموم سمجھکر جو کچھہ کہ دل مین ہے زبان پر لے آتے ہین - اور واقعی نفاق اسی کو کہتے ہین کہ ایک شخص کو اپنے دل مین سب سے افضل سمجھتے ہین اور زبان سے مفضول بیان کرتے ہین یا ایک شخص کو دل مین کافر یا منافق جانتے ہین اور زبان سے اوسکو مومن و برگزیدہ کہہ رہے ہین -

قالہ - چہارم شیعہ غلات یہہ فرقہ جناب امیر کی الوہیت کا قایل ہے یہہ ہی اصل حقیقت مذہب شیعان پاک کی بیت اے بسا ابلیس آدم روی ہست ∴ پس بہر دستے نباید داد دست ∴

اقول - شیعہ امامیہ اثنا عشریہ تو اس گروہ کو کافر مطلق سمجھتے ہین نہ دنیا مین شیعون کی اندر کوئی اس عقیدہ کا آدمی پایا جاتا ہے - مگر مخاطب صاحب کی بیت سے البتہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اس زمانہ مین بھی ایسے لوگ موجود ہین جنکے ہاتھہ مین ہاتھہ دینے سے مخاطب صاحب احتراز کرتے ہین مگر یہہ ہاتھہ مین ہاتھہ دینا اور بیعت وغیرہ لینا شیعون مین مروج نہین پھر تعجب ہے کہ مخاطب کے نزدیک انسان صورت ابلیس کون ہین جنکے مرید ہونے سے پہلے لوگون کو منع کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب نے اندرونی چوٹ صوفیون پر چلی ہے مگر مخاطب کو ابھی پورا حال اپنے گہر کا بھی معلوم نہین ہے کہ اصحاب ابن سبا نے عرصہ ہوا کہ اپنے بال ایسے بدل کر دوسرا روپ کالا ہے جنکے اخلاف خارجی اور وہابی کہلاتے ہین - یعنی جب ان لوگون نے دیکھا کہ عقلاء انسان کی الوہیت کی قائلین پر طعن حماقت کا کرتے ہین - یعنی جب ان لوگون نے دیکھا تب اپنے آپ کو بڑا پکا موحد ظاہر کیا - مگر منشا اصلی یعنی عداوت رکھنا رسول اللہ اور اونکی اہل بیت سے بدستور قایم رہا جو لوگ کچھہ بھی مادہ عقل رکھتے ہین وہ ضرور اس گروہ مضل کو خواہ کسی پردہ مین ہون برابر شناخت کرین گے - جب ان لوگون کو حضرت علی مرتضی نے بقول حصر سنا مین دیکہ خارج کیا تب اونسے رنجیدہ ہوکر خوارج مین شامل ہو گئے اور پھر ایک عرصہ کے بعد اس گروہ مین عبد اللہ ابن سبا کا خلف الصدق عبد الوہاب نجاری پیدا ہوا جسکے گروہ ہندوستان مین بھی موجود ہین +

قالہ مجملاً ذکر فرقہای شیعان پاک کا - جن لوگون نے اپنی جان و مال سے رسول اللہ کی مدد کی او

قسم قسم کی منقبت محبت حبیب اللہ مین اپنے اوپر لے آیا اون کا لقب اصحاب ہی یا حضرات شیعہ کا اگر اصحاب کا لقب اصحاب ہی تو پھر شیعہ کون ہین اور اگر شیعہ کا لقب اصحاب ہی تو اصحاب کسکی صفت ہی اور اگر اصحاب اور شیعہ کا ایک ہی لقب ہی تو اس صورت مین روایت ابن عباس کی جسکو سلیم ابن الہلالی شیعہ نے کتاب وفات النبی مین لکھا ہے محض دروغ ٹھہرتی ہے وہ روایت یہہ ہی کہ عن امیر المومنین ان الصحابة ارتدوا بعد النبی الا اربعة انفس وفی روایت عن صادق الا ستة ۔

اقول ہمارے ہمعصر نے اپنے نزدیک بڑی پیچدار بات نکالی ہی مگر اہل فہم کے نزدیک جو کچھہ داد انکلی ہذیان کی وقعت ہی وہ ظاہر ہی۔ لیکن ہم آپکو انکے معنی سمجھائے دیتے ہین۔ اب جو پوچھتے ہین کہ شیعہ کون ہین شیعہ اوس درخت کے برگ ہین جسکی نسبت رسول خدا نے فرمایا ہی کہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء شیعہ ورق اوس شجر کے ہین کہ جسکی اصل رسول خدا اور فرع فاطمہ زہرا اور علی مرتضی ہین اور پھل اوسکے حسن اور حسین ہین۔ شیعہ وہ ہین جنکی نسبت بہشت کا وعدہ ہی کہ رسول خدا کے ساتھہ بہشت مین ہونگے

شیعہ کا اطلاق اوس ہر شخص پر ہوسکتا ہے جو مطیع اور فرمانبردار اور مقلد و پیروکار علی مرتضی کا ہی خواہ صحابی ہو یا تابعی یا زمانہ مابعد کی پیدایش۔ صحابہ مین سے بھی وہ لوگ شیعہ ہین کہ جنہون نے بعد رسول خدا صلعم کے حضرت علی سے بموجب ہدایت رسول خدا تمسک کیا اور فرمانبردار انکے رہے اور جسطرح پر رسول خدا کو اپنا مولی سمجھتے تھے ویسے ہی حضرت علی کو بھی بموجب ہدایت۔ انما ولیکم اللہ وحدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے اپنا سمجھتے رہے اور جن لوگون نے خواہ صحابی ہون یا غیر صحابی اس حکم الہی یعنی آیتہ۔ انما ولیکم اللہ سے انحراف اختیار کی اور ہدایت نبوی یوم حجتہ الوداع جسمین صاف حکم تھا کہ مین اپنے بعد قران اور عترت اپنی چھوڑتا ہون اگر اونکی پیروی کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے تخلف کیا اور پھر یوم غدیر کے مخالف ہوے تو خود ہی سمجھہ لو کہ اونکو کس لقب سے ملقب کروگے۔ خدا کے حکم سے عدول کرنا تو وہابیون کے نزدیک بھی برا ہوگا اور جنہون نے رسول کا حکم حجتہ الوداع اور یوم غدیر کو نہین مانا اونکو خود رسول اللہ صہ ہی فرما گئے ہین

کہ وہ گمراہ ہوگئے پھر آپ ناحق روایات ابن عباس وغیرہ کا حوالہ دیتے ہین اپنی کتابون سے اول یہہ دیکھہ لو کہ حدیث ثقلین صحیح ہے یا نہین اور بعد اسکے صحت کی اس امر کی تحقیقات کرو کہ منجملہ صحابہ کے کس کس شخص نے اس حکم نبوی کو مانکر اتباع اور پیروی حضرت علی کی کی ہے اور کس نے اوس سے مخالفت کی ہے پس جن صحابہ کی نسبت اوس حکم کی تعمیل کرنا ثابت ہووے وہ ہی صحابہ شیعہ ہین اور جنکی نسبت مخالفت اوس حکم کی ثابت ہو اوسی کو گمراہ سمجھو یا مرتد کہو۔ اگرچہ ہم لوگون کے نزدیک تو رسول خدا کے حکم سے عدول کرنے والا دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لیکن اگر وہابیون کے نزدیک محل نظر ہو تو حکم الٰہی کی مخالفت بھی اسی سے ثابت ہے کیونکہ فرمان الٰہی۔ انما ولیکم اللہ۔ موجود ہے اور اوسکا صحیح مطلب یہہ ہے کہ مسلمانون کے تین حاکم ہین خدا اور رسول اور علی مرتضیٰ پس جسنے مخالفت اس حکم کی کری وہ تو وہابیون کے نزدیک بھی اسلام سے خارج ہوگیا خواہ اوسکو کافر کہو یا مرتد کہو۔ اون کی تعداد مین گفتگو محض بے سود ہے ہر ایک کے حالات سے مطابقت کرلو کہ صحابہ مین سے کس نے ان احکام کی تعمیل کی۔ اور کس نے نہین کی

قالہ۔ جب بقول حضرت امیر یا حضرت صادق سوائے چار یا چھہ صحابہ کے سب ہی مرتد ہوگئے تو حضرت امیر کی خلافت پر کس نے بیعت کی اگر کہین کہ انہین مرتدون نے بیعت کی تو حضرت امیر عیاذاباللہ امیر المرتدین ٹھیرے۔

اقول۔ ہمارے مخاطب کو بھی خدایتعالی نے عجب فہم عطا کیا ہے اتنی بھی سمجھہ نہین ہے کہ اگر کوئی مرتد پھر مسلمان ہوجائے تو اوسکو مسلمان لوگ مرتد نہین کہتے ہان اون کفار کے نزدیک مرتد کہلاینگے کہ جنہین سے ایک مرتبہ شامل ہوکر پھر اپنے ایمان پر لوٹ آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے مخاطب ان حق پر عود کرنیوالون کو اونہین مخالف نگاہون سے دیکھہ رہے ہین۔

یہ تو بہت موٹی بات ہے کہ جو لوگ حضرت علی کی بیعت نکرنے سے مرتد قرار دئے گئے تھے تو جب اونہون نے اون سے بیعت کرلی تو پھر مرتد کہان رہے وہ تو حق پر آگئے اور پکے دیندار مومن ہوگئے اور اون کے سردار کا بھی سچا لقب امیر المومنین ہوا۔ لیکن جو اون لوگون کی ارتداد

کی حالت مین اون کا سردار تہا اوسکا لقب امیر المومنین قرار پائیگا - اس دقیق بات کو ہمارے ہمعصر ملک، غور فرما کر اپنی تسکین فرماوین -

قاله - اور اگر کہین کہ اونہین چار یا چھہ اصحابہ نے بیعت کی تو امیر المومنین نہ ٹھہرے کیونکہ امیر مومنان ہونا بغیر اجماع امت کے ثابت نہین ہو سکتا ہی -

اقول - ابھی تک ہمارے ہمعصر امیر المومنین کے معنی نہین جانتے اسکے جو معنی اونکی سمجھہ مین آئے ہین اور جنکو وہ امیر المومنین سمجھہ رہے ہین وہ تو سارا منصوبہ غلط ٹھہرا کیونکہ مومنین کا اطلاق اون لوگون پہ نہین ہو سکتا ہی کہ جنہون نے صریح خداوند تعالی اور رسول خدا کی عدول حکمی کری نہ اون کا سردار امیر المومنین کہلا سکتا ہی یا سوا اسکے یہہ لقب خود انسان اپنے لئے وضع نہین کر سکتا نہ کوئی اجماع کسی کو امیر المومنین قرار دیسکتا ہی یہہ حکمی بات ہی جسکو خدا تعالی نے یا رسول اللہ نے امیر المومنین یا سید المومنین، یا امام المتقین یا یعسوب الامہ یا سید العرب فرمایا ہی - وہی امیر المومنان ہے - اجماع مردم دران حالیکہ خود اون کا ایمان اور ارتداد محل نظر ہی کب کسیکو امیر مومنان قرار دیسکتا ہے بلکہ وہ تو مخالفت حکم خدا و رسول مین خود سخت گنہگار ہوئے

قاله اگر شیعه اور ہین اور اصحاب اور ہین دران حالیکہ تمام اصحاب مرتد ہو گئے تھے تو شیعون نے جناب امیر کی کیون مدد نہ کی اگر کہین کہ شیعہ بہت ہی تھوڑے تھے تو قول حضرت امیر کا جسکو رضی شیعہ نے بڑی دعوی سے لکھا ہے سراسر لغو ٹھہرتا ہی - یہان وہ قول نقل کیا ہی جسکا ترجمہ مولف صاحب سے نہین ہو سکا نہ اوسکا مطلب ہمارے مخاطب صاحب سمجھے ہین فقط یہہ لکھدیا ہی کہ مین ایسا شجاع ہون کہ اگر تمام روی زمین پر دشمن ہون تو سب کا مقابلہ تنہا کرون +

اقول ہمارے مخاطب فہم کے ہاتھہ سے بہت لاچار ہین - شجاعت اور شئے ہے ہدایت اور شئے ہے بیشک وہ ہی لوگ شجاع ہین کہ کثرت اعداء اور موت سے نہین ڈرتے ہین - اون کا دعوی یہہ نہین ہوتا کہ ہم تنہا تمام دنیا کو قتل کر دینگے ہان مقابلہ کرینگے کسی سے نہین ڈرتے ہین خواہ اپنا سر قلم ہو جاوے چنانچہ خود اسی قول مستدلہ مخاطب مین بہی درج ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین نے کہ مین اسلئے

نہین ڈرتا کہ منتظر دیدار خدا کا ہون۔ اسکے یہہ معنی نہین ہین کہ ایک آدمی تمام دنیا کو مار ڈالے تو شجاعت کی یہہ تعریف ہے۔ اگر بلا معین و انصار کافی کوئی شخص کفار پر جہاد بھی کرے اور نہایت درجہ کی شجاعت دکھلاوے تو نتیجہ اوسکا یہہ ہی ہوگا کہ نہایت درجہ اکیلا آدمی سو دو سو ہزار پانسو کو مار کر مر رہے پھر اس شجاعت سے کیا فایدہ حاصل ہوا دیکھیے رسول خدا صلعم بھی نہایت درجہ شجاع تھے اور حضرت علی بھی اون کے ساتھ تھے اور بقول تمہارے روم و شام فتح کرنیوالے صاحب بھی موجود تھے مگر جب تک انصار کافی نملے جہاد نکیا ایسا ہی حال حضرت علی کا تھا نہج البلاغت مین وہ خطبہ ملاحظہ فرمایا ہوگا جسمین آپنے فرمایا ہے۔ کہ اگر چالیس آدمی صاحب عزم مجھکو ملجاتے تو مین ابوبکر پر جہاد کرتا شیعہ اور اصحاب کے معنی ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ زمرہ شیعہ مین فقط وہ اصحاب داخل ہین جنہون نے باتباع حکم خدا اور رسول اللہ کے بعد رسول اللہ صلعم متابعت اور فرمانبرداری حضرت علی کی کرے اور جن لوگون نے صریحًا حکم خدا اور رسول سے تخلف کیا اونکو سنی لوگ اصحاب باصفا کہتے ہین اور شیعہ اونکی نسبت ایسے الفاظ کہتے ہین کہ جنکے وہ مستحق ہین۔

قالہ۔ اگر کہین شیعہ بھی تو حضرت رسالت پناہ کے زمانہ مین موجود تھے تو اس صورت مین تکذیب حدیث جامع اخبار و صحیفہ رضی کی جو جناب امیر سے مروی ہے ہوتی ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ پیدا ہوگی ایک قوم برا کہے گی میرے اصحاب کو اوسکا لقب رافضی ہے

اقول۔ کوئی شخص ہمارے معصر سے یہہ دریافت کرے کہ آپنے کبھی صحیفہ رضی یا جامع اخبار کو بھی دیکھا ہے یا ویسے ہی دوسرون کے حوالہ پر اپنی ہمہ دانی ظاہر ہوگئی ہے اگر اس حدیث کو بموجب قول مولف صحیح ہی مان لیا جاوے تو مخاطب صاحب کو کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتے۔ اول مخاطب صاحب کو معنی اصحاب اور رافضی کی سمجھنے چاہین اوسکے بعد غور کرکے اپنے دل مین شرمانا چاہیے۔ اصحاب جنسے مراد ہے وہ شیعان علی ابن ابیطالب ہین۔ اور جنہون نے صریحًا خدا اور رسول کی عدول حکمی کی ہے وہ زمرہ اصحاب سے خارج ہین اون کو داخل کرنیوالے بھی خارجی ہین۔ ایسے لوگ فقط مجازًا اصحاب کہلاتے ہین جیسا کہ حدیث عقبہ اور حدیث حذیفہ مین کہ متعلق بہ علم منافقین ہین تشریح ہوئی ہے۔

اس حدیث مین مراد اصحاب سے اصحاب مومنین ہی نہ کہ اصحاب منافقین۔ ایسا ہی رافضی یعنی ترک کنندہ اون لوگون سے مراد ہی کہ جنہون نے خلیفہ برحق کو ترک کرکے ہواے نفسانی اور القاء شیطانی کی پیروی کی۔ اس گروہ باغی مین بہت لوگ ایسے تھے کہ بظاہر تو رسول اللہ صلعم اور حضرت علی کی تعظیم کرتے تھے اور باطن مین برا کہتے تھے اور بہت لوگ ایسے بے حیا تھے کہ علی الاعلان منبرون پر بیٹھکر حضرت علی کو برا کہتے تھے جیسے معاویہ اور اوسکی ذریت۔ اسلیے یہہ پیشین گوئی انہین لوگون کی شان مین ہی۔ اب رہا یہہ امر کہ سنی لوگ شیعون کو رافضی کیون کہتے ہین اسکی مثال بالکل ایسی ہی کہ جیسے کفار لوگ مسلمانون کو کافر کہتے ہین۔

قالہ معلوم ہوا کہ فرقہ شیعہ حضرت امیر ہی کے زمانہ سے نکلا ہی چنانچہ اسکی تصدیق مجملاً کلام الہی سے پائی جاتی ہے سورہ روم مین ہی۔ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شئ۔ ترجمہ اون لوگون سے کہ تفرقہ ڈالا اونہون نے اپنے دین مین اور تھے وہ شیعہ نہین او نہین سے کسی چیز پر۔

اقول یہہ جمیع اہل قبلہ کا عقیدہ ہی کہ قران شریف مین تحریف اور تبدیل کرنا کفر ہے خواہ ارادتاً ہو خواہ جہالتاً وحماقتاً۔ اس آیت مین مولف اظہار الہدی نے نہایت شقاوت اور فسادت سے مندرجہ ذیل تحریف اور تبدیل اور ازدیاد کلمہ قرانی کیا ہی۔ اصل آیت شریف یہہ ہی۔ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًاط۔ من الذین کی جگہہ تو ان الذین اسلیے بنایا کہ معنی آیت کے بدل جاوین اور آیت کے فقرہ ماسبق مین جو لفظ مشرکین درج ہی اور جنکی نسبت فرقہ فرقہ ہو جانا مذکور ہی اوسکا تعلق اس آیت سے علیحدہ ہو جاوے اور پھر لفظ شیعاً کو شیعہ سے بدلا اور ترجمہ اوسکا شیعہ لکھا۔ اور پھر اس تحریف اور تبدیل پر صبر نکر سکے یہہ فقرہ آیت مین اپنی طرف سے بڑہایا۔ لست منہم فی شئ حالانکہ خدا تعالی نے اس لفظ کو اس آیت مین نازل نہین فرمایا نہ کسی قران مین درج ہی۔ پوری آیت صحیح اور اوسکا ترجمہ ٹھیک یہہ ہی۔

وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا

کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْنَ ۔ ترجمہ خدا سے ڈرو اور قایم رکھو نماز کو اور مت ہو مشرکون مین سے کہ جنہون نے پراگندہ کر دیا ہے اپنے دین کو اور گروہ گروہ ہو گئے ہین اور ہر گروہ خوش ہے اوس دین سے جو اون کے پاس ہے اب اہل انصاف غور فرمائین کہ ہمارے مخاطب صاحب تحریف قران کے مرتکب ہوئے یا نہین کجا من الذین اور کجا ان الذین اور کجا شیعاً اور کجا شیعا ۔ بکسر شین و فتح یاء تحتانی بمعنی گروہ ہے اور شیعہ بمعنی متابعت کنندہ ہے تمام مترجم قران مین اسکے معنی گروہ گروہ کے لکھے ہین اور شیعہ بمعنی متابعت کنندہ کتب لغات مین موجود ہے اگر لغت کا اعتبار نہو حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی غنیۃ الطالبین موجود ہے جسمین وہ شیعہ کی تعریف اسطرح درج فرماتے ہین ۔ والشیعۃ اثنین وثلاثین فرقۃ وانما قیل بھا الشیعۃ لانہا تشیعت علیا یعنی شیعہ ۳۲ فرقے ہین اور اون کو شیعہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ متابعت کرتے ہین علی کی اب شیعا کی جگہہ شیعا بسکون یاء تحتانی قایم کرنا اور ترجمہ مین اوسکے معنی بھی بدلنا تحریف صریح ہے علاوہ اسکے لست منہم فی شی دوسرا جزو آیت مستدلہ مولف اظہار الہدی نہ کلام الہی ہے نہ اس آیت کا جزو ہے نہ کسی قران مین یہہ فقرہ درج ہے نہ پس پیش آیات مین یہہ فقرہ درج ہے کہ جس سے یہہ گمان ہو کہ سہواً لکھدیا ہو گا بلکہ یہہ کلمہ مولف صاحب نے اپنی طبع زاد بنا کر اس آیت کے شامل کر دیا ہے اور یہہ امر ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان مرتکب ایسے فعل قبیح کا نہین ہو سکتا جس نے خدا کے کلام کی ایک آیت کو تحریف یا تبدیل کیا وہ سارے قران کو تحریف کر سکتا ہے ۔ اور یہہ کام ان حضرات کے سوا اور کوئی فرقہ اسلام کا نہین کر سکتا ہے ۔ اب ہم تمام اہل قبلہ کے علماء سے استفتاء کرتے ہین کہ وہ رسالہ اظہار الہدی کے صفحہ ۱ ۔ اسطر ہشتم مین آیت مستدلہ مولف کو ملاحظہ فرما کر حکم دین کہ یہہ فعل مولف کا داخل تحریف و تبدیل کلام الہی کی ہے یا نہین اور ایسے تحریف و تبدیل کرنیوالے خواہ اوسنے ارادتاً کی ہو یا حماقتاً کافر ہی یا نہین

کیونکہ اگر مولف صاحب کے الزام کو بوجہ اونکی کم علمی اور جہالت کے رفع کیا جاوے کہ انہون نے اپنی کم علمی اور کج فہمی سے شیعا کو شیعہ سمجھہ لیا ہے تو وہ من الذین کی جگہہ ان الذین

سہو سے لکھدیا ہے تو بھی اونکی تکفیر مین کلام نہین ہے کیونکہ فقرہ طبع زاد کے بڑہانے کا کوئی جواب نہین ہوسکتا۔ اور نہ ایسے معاملات مین عذر کم علمی اور جہالت قابل سماعت ہی کیونکہ جو شخص جاہل و بے علم ہو کر علماء کی نقل اوتاری اور بغیر لیاقت کافی تصنیفات و تالیفات مذہبی مین مداخلت بیجا کرے وہ بیشک مستوجب حد شرعی کا ہی اور گویا ارادتاً وعمداً مرتکب تحریف و تبدیل کا ہوتا ہی۔

قال علیہ ما یستحقہ اور اوس فرقہ ابن سبائی مین بہتر فرقے ہین۔

اقول۔ مولف صاحب نے ازراہ عقلمندی وہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ میری امت بہتر فرقون پر متفرق ہوجائیگی اور وہ سب ناری ہونگی سواے ایک فرقہ کے مگر عبارت اور ترجمہ حدیث مین بھی آپکا تصرف موجود ہی۔ غضب یہہ ہی کہ عربی صرف و نحو سے آپ واقف نہین اور اس لیاقت پر تصرف اپنا کرتے ہین۔ غرض کہ اس تحریر سے آپکا یہہ منشاء پایا گیا کہ بہتر فرقے جو ناری ہین وہ سب کے سب شیعہ ہین۔ اور بہتروان فرقہ جو ناجی ہی وہ سنی اور خارجی اور ناجی اور معتزلہ جبریہ قدریہ ملاحدہ صوفیہ وغیرہ ہین اور مولف کے نزدیک یہہ سب کے سب ایک ہی فرقہ مین داخل ہین۔ اگرچہ ہم قدیم سے خوارج کو اہل تسنن سے علیحدہ سنتے تہے۔ اور نواصب یعنی دشمنان خاندان رسول جسمین معاویہ یزید مروان اور اونکی اولاد داخل ہین معہ ملاحدہ و زنادقہ وغیرہ شامل تہے مگر الحمد للہ کہ ہمارے ہمعصر نے خوارج کو بہی اپنے شامل کرلیا۔ تو اب صاف منشاء مخاطب کا یہہ ہی کہ جو جو فرقات بہ تخلف حکم خدا و رسول اللہ ترک تقلید و تمسک اہل بیت نبوی کرتے ہین وہ ناجی ہین اور جو فرقہ باتباع حکم خدا و رسول متمسک باہل بیت نبوی ہین وہ غیر ناجی ہین مولف صاحب نے جو بہتر فرقون مین بہتر فرقے شیعون کے اور ایک فرقہ اپنا قرار دیا ہی اوس فرقہ مین اگرچہ ہم بہتر فرقے ثابت کرینگے لیکن بالفعل مولف صاحب کی تکذیب کے لئے حضرت پیران پیر کا قول مندرجہ غنیۃ الطالبین درج کرتے ہین وہ غنیہ مین شیعون کے ۳۲ فرقے لکھتے ہین۔ والشیعۃ اثنین وثلاثین فرقۃ تو اس حساب سے اکتالیس فرقے باقیماندہ بقول مولف ناجی رہے اور یہہ قول اون کا خود اونکی حدیث مستدلہ سے مردود ہوگیا کیونکہ وہ صرف ایک ہی فرقہ کو ناجی قرار دے چکے ہین۔ اور جس گروہ اور جماعت

کو ایک فرقہ قرار دیکر ناجی ثابت کرتے ہین وہ جماعت بقول حضرت پیران پیر اکتالیس فرقون پر متفرق ثابت ہو گئے اسلئے ناجی ہونا اون کا خود اونکے اکابر کے قول سے لغو اور دروغ قرار پا گیا ۔

ہمارے ہمعصر نے براہ تعصب تمام شیعون کو فرقہ سبائیہ سے منشعب قرار دیا ہی اور اپنی تالیف کشف مین صاف لکھدیا ہی کہ ابن سبا کے گروہ بہتر فرقے ہین اگرچہ جو لوگ علم سے بہرہ رکھتے ہین کسی مذہب مین ہون وہ مولف صاحب کو اونکی کم علمی اور نافہمی کی داد دینگے لیکن مولف صاحب نے چونکہ اپنے ہمجنسون یعنی جہلا کو مغالطہ دینے کیلئے الہیا الہدی مین لکھی ہی وہ غریب تو کسی مولوی صاحب کی تحریر سمجھکر یقین کر لینگے اور یہہ نہ سمجھین گے کہ مصرعہ نہ ہر کہ ریش دراز ست مولوی باشد اسلئے ضرور ہوا کہ اس قول کی تکذیب خاص قول حضرت غوث اعظم سے کیجاوے کہ جسکی مخالفت کرنے سے مخاطب صاحب کا قول عموماً اہل تسنن کے نزدیک مردود قرار پا جاوے ۔ حضرت غوث اعظم نے غنیۃ الطالبین مین تشریح فرقات شیعہ کی اسطرح لکھی ہے ۔ فہم ثلاثۃ اصناف ۔ پس وے تین صنف ہین ۔ الغالیہ والرافضہ والزیدیہ ۔ غالی ۔ رافضی ۔ زیدیہ ۔ والغالیہ فمنہا اثنا عشر فرقہ ۔ اور غالیہ مین بارہ ۱۲ فرقے ہین ۱ طیاریہ ۲ بیانیہ ۳ منصوریہ ۴ خطابیہ ۵ مغیریہ ۶ معمریہ ۷ بزیغیہ ۸ مفضلیہ ۹ متناسخہ ۱۰ شریعیہ سبائیہ منسوبۃ الی عبداللہ ابن سبا ۔ ۱۲ ومفوضہ ۔ پس قول حضرت پیران پیر سے یہہ ثابت ہوا کہ منجملہ بارہ فرقات غالیہ کے ایک فرقہ ابن سبا کا بھی ہی ۔ اب اہل سنت وجماعت خود انصاف کرلین کہ قول حضرت پیران پیر کا اونکے نزدیک صحیح ہے یا ایک جاہل افغان اور نخواہ مخواہ مولوی کا قول درست ہی ۔

قالہ ۔ اول سبائیہ یہہ فرقہ اصحاب خاص عبداللہ ابن سبا کا ہی حضرت علی کے معبود ہونیکا معتقد ہی اون کا کلمہ یہہ ہی ۔ ان علیا ہو الاالہ حقا اور اس بات کا بھی قایل ہی کہ حضرت مرتضے شہید نہین ہوے بلکہ ابن ملجم نے شیطان کو کہ بصورت آنحضرت کے متمثل تھا قتل کیا اور یہہ اعتقاد بھی رکھتے ہین کہ حضرت ابر مین پوشیدہ ہین رعد اونکی اواز ہی برق اونکا چابک ہی جب آواز گرج کی یہہ فرقہ سنتا ہی کہتا ہی السلام علیک یا امیر المومنین ۔ اور یہہ بھی یقین رکھتے ہین کہ حضرت امیر کچھہ مدت بعد دنیا مین پھر

پیدا ہونگے اور اپنے دشمنون کو زیر زبر کرین گے +

اقول وبہ نستعین ۔ قبل اس سے کہ ہم اپنا عقیدہ نسبت غلات کے بیان کرین اول مخاطب صاحب کی کم علمی اور جہالت پر اہل انصاف کو متوجہ کرتے ہین ۔ ملاحظہ فرمایا جاوے کہ جب مخاطب کے نزدیک سبائیہ کا وہ کلمہ ہے جو عبارت مخاطب مین درج ہے تو پھر اون کا یہہ قول خود مردود ہوگیا کہ سبائیہ حضرت علی کو معبود سمجھتے ہین کیونکہ جو کلمہ سبائیہ کا مولف اظہار الہدی یعنی ہمارے مخاطب نے نقل کیا ہے اوسکے تو معنی یہہ ہین ۔ (علی معبود برحق نہین ہین) اور اس کلمہ کے کہنے سے تو کوئی الزام سبائیہ پر عاید نہین ہوتا ہے ۔ غنیۃ الطالبین مین سبائیہ فرقہ کی تعریف حضرت پیران پیر نے اسطرح لکھی ہے والسبائیہ منسوبۃ الی عبد اللہ بن سبا دعواہم ان علیا لم یمت وانہ یرجع قبل یوم القیامت یعنی فرقہ سبائیہ منسوب ہے بطرف عبد اللہ ابن سبا کے دعوی اون کا یہہ ہے کہ حضرت علی کی موت نہین ہوئی ہے اور وہ قیامت سے پہلے پھر آئینگے ۔ اس تعریف سے تو فرقہ سبائیہ داخل غلات بھی نہین ہوسکتا اور اہل سنت کے عقاید سے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا گنہگار بھی نہین کیونکہ ایسے قسم کے عقیدہ کے لوگ تو اس زمانہ مین بھی اہل تسنن کے اکابر مین داخل ہین بجنسہ یہہ ہی عقیدہ تو فرقہ احمدیہ کا ہے جو اہل حدیث اور وہابیون کے برگزیدہ شاخ کہلاتے ہین یعنی وہ سید احمد جنہون نے ہندوستان سے تیرہوین صدی مین افغانستان کو ہجرت کی اور جنکے بڑے حواشی اور خلیفہ مولوی اسمعیل برادرزادہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی عبد الحی بڈہانوی تھے اونکی نسبت اونکی امت کا یہہ عقیدہ ہے کہ وہ فوت نہون گے اور قبل قیامت رجوع کرینگے بالفعل سوات بنیر کے پہاڑون مین ایک غار کے اندر مخفی ہین اور مریدون نے مشہور کر دیا کہ دونالی بندوق اونکے پاس ہے جو کوئی غار کے اندر جائیگا وہ گولی سے مارا جائیگا ۔ نواب وزیر الدولہ بہادر ہر سال قاصد معہ تحف روانہ فرمایا کرتے تھے ایک سال ایک آدمی کو قاصد مقرر کر کے بھیجا اور وہ مثل ہندوستانیون کے تحف ونذرانہ مریدون کو دیکر غار پر ہی واپس نہوا بلکہ باصرار تمام غار کے اندر گھس گیا اور وہان ایک پوستین تھا جسمین گھاس بھری ہوئی بشکل انسان وہ رہی نظر آتا تھا اوسکو باہر لے آیا نواب صاحب نے تو جب ہی قاصد بھیجنا موقوف

کیا مگر اونکی امت کو بدستور وہی یقین ہی اون کے اصحاب مین سے ایک شخص حاجی محمد حسن ساکن قصبہ بڈہانہ ضلع مظفر نگر کو مین نے بچشم خود دیکھا ہی اور بارہا اونسے گفتگو ہوئی ہے وہ برابر سید صاحب کی زندگی دایمی کے معتقد اور اونکی رجعت کے منتظر تھے اور ایسے شایق تھے کہ لوگ مذاق مین اونسے کہدیتے کہ فلان اخبار مین لکھا ہی کہ سید احمد صاحب نے خروج کیا ہی تو وہ نہایت خوش ہوتے اور باوصف نہایت ضعیف العمر ہونے کے اشتیاق جہاد کا ظاہر کرتے ۔ ہمارے نواح کے قصبات مین اونکے وہ اصحاب جو زندہ واپس آگئے تھے ابتک بہ لفظ غازی مشہور ہین ۔ اکابر علماے اہل تسنن خصوصاً اہل حدیث کو اونکی مہدی موعود ہونیکا یقین ہی ۔

ہمکو کمال تعجب اس امر کا ہی کہ حضرات اہل تسنن سبائیہ فرقہ کو کیون کافر قرار دیتے ہین اور احمدیہ فرقہ کو باوصف یکسان عقاید ہونیکے کیون مسلمان اور سنت وجماعت تصور کرتے ہین کیا فقط حضرت علی سے ہی عداوت ہی کہ ایک ادنی شخص کی نسبت عقیدہ رکھنے سی تو کفر نہو اور حضرت علی کی ہی نسبت ایسا عقیدہ باعث تکفیر ہو جاوے اگر حکم تکفیر ہے تو دونون فرقون پر برابر ہی اور اگر تسنن اون کا قایم ہے تو دونون فرقے اہل سنت سے ہین ۔ بعد اسکے مولف اظہار الہدی نے غلات کے ۲۰ فرقے مع اونکے عقاید کے اور لکھے ہین اور غنیہ مین کل بارہ فرقے غلات کے درج ہین ۔

ہمارا عقیدہ جمیع غلات کی نسبت یہہ ہی کہ وہ کافر مطلق ہین اور یہود ونصاری و مجوس سے بھی بدتر ہین جیسا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ قدماے علماء شیعہ سے رسالہ اعتقاد مین لکھتے ہین ۔

اعتقادنا فی الغلات والمفوضة انہم کفار باللہ جل جلالہ وانہم اشر من الیہود والنصاری والمجوس والقدریہ ۔ یعنی اعتقاد ہمارا نسبت غلات اور مفوضہ کے یہہ ہی کہ وہ کافر ہین اللہ جلشانہ سے اور وہ بدتر ہین یہود اور نصاری اور مجوس و قدریہ سے ۔

لیکن ہمکو نسبت اہل تسنن کے نہایت تعجب ہی کہ وہ غلات کو کیون بدنام کرتے ہین اون کے تمام فرقون یعنی سنیون مین غلات سے زیادہ فاسد عقاید مروج ہین کہ انشاء اللہ تعالی مشروحاً بیان کرینگے ۔ اب ہم کہتے ہین کہ اہل تسنن کو اگر غلات سے کچھہ نزاع بھی ہو تو امامیہ اور زیدیہ مخالفون

پر اونکو کیا اعتراض ہے اگر وہ لوگ ناقص الایمان ہین تو امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک ہین کہ بارہ امام کی امت کا قایل ہونا اون کے نزدیک داخل رکن ایمان ہی لیکن سنیون کے عقاید کے بموجب اونپر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا کیونکہ خدا کو وہ لوگ واحد ولا شریک جانتے ہین رسول اللہ کی رسالت کو برحق کہتے ہین کتب ملائکہ قیامت پر اونکا ایمان ہی اور سنیون کے نزدیک فقط یہہ ہی ارکان ایمان ہین رہا یہہ امر کہ صحابہ کو نہین مانتے ہین یا اونکو برا بتلاتے ہین تو اہل سنت کے نزدیک اصحابون پر ایمان لانا لازمی نہین اور اگر لازمی بہی ہوتا مگر وہ اپنے اجتہاد سے بعض اصحاب کو برا قرار دیتے تو بموجب مسلہ اہل تسنن کی خطاء اجتہادی ہین بلکہ رتبہ حسنہ کی مستوجب ہین اور اگر اجتہاد انکا صحیح ہووے تو دو درجہ حسنہ کے مستوجب ہین۔

یہہ دستور تو دنیا کے تمام فرقات کا ہی کہ اپنے آپکو برحق اور دوسرون کو ناحق اور گمراہ قرار دیتے ہین۔ یہانتک کہ اگر خاکروب سے پوچھو تو وہ بھی لال گرو کا مذہب ہی برحق بتلائیگا مگر حق و باطل کی تمیز ہمیشہ دلایل سے ہوا کرتی ہی کمھاری کی محبت سے گدہا موٹا نہین ہوسکتا۔ تشخیص اس امر کی کہ شیعہ حق پر ہین۔ اور سنی باطل پرست ہین اسطرح ہوسکتی ہی کہ اول اہل تسنن کے عقاید ایمانیہ کو قایم کرنا چاہئے اور پہر شیعون کی نسبت تحقیقات کرنی چاہی کہ آیا اون امور مین وہی عقاید رکھتے ہین یا خلاف اوسکے عقیدہ رکھتے ہین اگر وہ عقاید شیعون کے بھی ثابت ہوجاوین تو پہر اہل سنت کو کوئی موقعہ حرف گیری کا باقی نہوگا پہر اوسیطرح شیعون کے عقاید کو قایم کیا جاوے اور دیکہا جاوے کہ اہل تسنن بہی وہ عقیدہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو شیعون کو کوئی موقعہ اونپر حرف گیری کا نہین ہی اور اگر وہ عقاید سنیون مین نہ پائے جاوین تو بالضرور ثابت ہوگا کہ اہل تسنن شیعون کے نزدیک ناقص الایمان اور درحقیقت گمراہ ہین:

چنانچہ اسکی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اہل تسنن کے عقاید ایمانیہ حسب ذیل ہین۔ خدا و رسول اللہ مع جمیع انبیاء ملائکہ کتب سماویہ قیامت اور قدر خیر و شر روز قیامت اور بعث بعد الموت پر ایمان بشکلنے سے سنیون کے نزدیک مسلمان کہلاتا ہی۔ اور شیعہ ان سب باتون کے قایل ہین۔ اسلئے

اسلیے سنیون کے نزدیک شیعہ پکے مومن اور دیندار ہین

شیعون کے عقاید ایمانیہ یہہ ہین ۔ وحدانیت خدا ۔ عدالت رسالت امامت ملائکہ مبدء و معاد ۔ انہین سے اول تو سنی ذات باری مین مختلف العقیدہ پہر عدالت خدا کے منکر ہین ۔ امامت کے منکر ۔ اسلیے شیعون کے نزدیک اہل تسنن کسیطرح مومن اور پاک عقیدہ اور کامل الایمان قرار نہین پا سکتے اور پہر طرہ یہہ ہے کہ سنی یہہ نہین کہہ سکتے کہ ہم شیعہ مذہب والون کی نزدیک ناقص الایمان ہین بلکہ خود اہل تسنن کی روایات سے عقاید شیعہ لازمی قرار پاتے ہین امامت کے بارہ مین خود صحاح اہل سنت مین نصوص وارد ہین اور اون احادیث کو صحیح قرار دیتے ہین مگر شامت اعمال سے اونپر عمل نہین ہے جنکی طرفداری مین شیعون کو مطعون کرتے ہین اور ان کا ایمان خود معرض بحث مین ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے خاص او نہین لوگون سے مخاطب ہو کر فرمایا تہا کہ اگر میرے بعد قران و اہل بیت کی پیروی کرو گے تو گمراہ نہین ہو گے ۔ لیکن اون لوگون نے اس حکم کی تعمیل نہین کی ۔

اب ہم ابتدا سے حال تفرقہ مسلمانان کا اور اوسکی وجہ اور صحیح تعداد فرقات کی اور تشخیص فرقہ ناجی کی تشریح تمام لکھتے ہین اور مخاطب صاحب کو اونکے مذہب کے فرقات کثیرہ اور اعتقادات فاسدہ یاد دلاتے ہین تاکہ ناظرین خوب سمجھ لین کہ ہمارے مخاطب نے براہ حق پوشی اپنے فرقات کی کثرت کو مخفی کرکے طرح طرح کی واہی باتین شیعون کی طرف منسوب کی ہین اپنے بزرگون کے عقاید کو غلات کی طرف منسوب کرکے عوام کی نگاہ مین غلات کو شیعون کا شریک گردانا ہے اور یہہ ظاہر نہین کیا کہ ابن سبا کی مرید خود ہی ہین ۔ لہذا ہم اس بیان کو چند فصول مین تحریر کرتے ہین

فصل در بیان ابتداے تفریق مسلمانان

واضح ہو کہ اسلام مین خواہ کتنے ہی فرقے ہون مگر اقسام اون کا اصلا صرف دو صنف پر ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ حیات رسول خدا صلعم مین تو کسی قسم کی ظاہری تفریق مسلمانون

مین نہ تہی اگر تہی تو مومن و منافق کی تہی ۔ کوئی علامت مابہ التمیز اونمین نہ تہی صرف رسول خدا جانتے تہے یا وہ لوگ پہچانتے تہے کہ جنکو رسول صلعم نے اونکی علامتین یا بعض کے نام بتلا دئے تہے جیساکہ مروی ہے صحاح اہل سنت مین کہ زمانہ رسول خدا مین مومن و منافق کی شناخت حضرت علی کی محبت و عداوت سے کرلیتی تہی ۔ جو شخص ایسی محبت رکہتا اوسکو مومن سمجہتے جو آپسے عداوت رکہتا اوسکو منافق جانتے ۔ اور نیز یہہ بہی مروی ہے کہ جناب سرور کائنات نے حذیفہ بن الیمان کو نام منافقین کے بتلائے تہے ۔ یہہ منافق وہ لوگ تہے جو عقبہ پر رسول اللہ صلعم کی سواری کی گرانی کے لئے حملہ آور ہوئے تہے ۔ ابتدائی تفریق مسلمانون کی جو دو صنف پر ہوئی وہ بعد انتقال جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات کی ہوئی صورت اوسکی یہہ ہے کہ حضرت نے اپنے انتقال سے کچھہ عرصہ پیشتر تمام صحابہ اور امت کو جمع کرکے یہہ حکم دیا کہ میرے بعد تم لوگ میری اہلبیت اور قران کی پیروی کرنا اور علی کو بجائے میرے اپنا مولی سمجہنا اگر ایسا نکروگے تو گمراہ ہوجاؤگے ۔ اس حکم کی تعمیل مین اختلاف ہوا جو مومنین پاک عقیدت تہے اونہون نے اس حکم کی بسر وچشم تعمیل کی اور جو لوگ دلون مین رسول اللہ اور علی مرتضے سے عناد رکہتے تہے اونہون نے اس ہدایت پر عمل نہین کیا ۔ اور اہل بیت کی تقلید کے عوض اجماع قایم کیا حالانکہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر مسلمہ فریقین ہین ۔ اسی زمانہ سے مسلمانون کے دو گروہ قایم ہوگئے ایک فرقہ متمسک و مقلد ثقلین ۔ اور دوسرا فرقہ متخلف ثقلین ۔

فرقہ مقلد ثقلین کا لقب بوجہ متابعت علی مرتضے و اہل بیت پیغمبر شیعہ ہوا جیساکہ شیخ عبد القادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے ۔ وانما قیل لھا الشیعۃ لانھا شیعت علیا ۔ یعنی اور اسی لئے اونکو شیعہ کہا گیا ہے کہ اونہون نے متابعت علی مرتضے کی کری ۔

فرقہ متخلف ثقلین نے اپنے پیدا ہونے کے دن سے تا ایندم بیشمار رنگ بدلے ہین کبہی اپنا نام اہل اجماع رکہا کبہی ادعا اہل بیت و جماعت ہونے کا کیا کبہی معتزلہ ہوئے کبہی مرجیہ کبہی خارجی کہلائے کبہی ناصبیت مین دم مارا کبہی جبریہ ہوئے کبہی قدریہ ہوئے کبہی صوفیہ ہوئے کبہی مہدویہ یہانتک

کہ بعضون نے حدیث ثقلین کے دباؤ پر شیعہ ہونیکا بھی دعوی کر دیا۔
تحقیقات سے بظاہر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بناے اس مذہب کے عدول حکمی اور سرکشی پر قایم ہوے
ہے پہلا دن اس مذہب کی پیدایش کا بلکہ اسکے استقرار حمل کا عرفہ حجۃ الوداع ہے کہ بروایات
صحیحہ اہل سنت ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تمام صحابہ کو عرفہ کے دن مجمع عام مین یہہ حکم دیا
انی تارک فیکم الثقلین احدہما اکبر من الاخر لن یتفرقا حتی یردوا علی الحوض کتاب
اللہ وعترتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی۔ یعنے مین اپنے بعد تم مین دو چیز عالیقدر
چھوڑتا ہون کہ وہ ایک دوسرے سے بڑی ہین اور وہ آپسمین ایک دوسرے سے جدا ہونگی تا آنکہ
میرے پاس حوض کوثر پہونچین اور وہ دو چیز ایک تو قران مجید ہے اور دوسرے اہل بیت
میری اگر تم لوگ انسے متمسک رہوگے یعنی انکی ہی پیروی کروگے تو گمراہی مین نہ پڑوگے۔
پھر اسکے دس روز کے بعد ۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیر خم پر بسبب نازل ہونے ایۃ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک ــــ من ربک الخ۔ رسول اللہ صلعم نے تمام صحابہ اور امت کو
جمع کرکے اول یہ ارشاد فرمایا۔ الست اولی بالمومنین۔ من انفسہم۔ آیا مین مومنین کے
نزدیک اونکی جان سے اولی نہین ہون قالوا بلی۔ سب بولے کہ ہان۔ یعنی بیشک آپ مومنین
کے نزدیک اونکی جانون سے اولی ہین۔ بعد اسکے آپنے پھر اعادہ تقریر یوم عرفہ فرماکر خبر
رحلت اپنی کی دیکر فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ یعنی جس شخص کا مین حاکم اور اولی
بتصرف ہون علی اوسکا حاکم اور اولی بتصرف ہے۔ بعد اسکے دعا مانگی۔ اللہم وآل من والاہ
وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ یعنی اے بار خدا دوست رکھہ اوس
شخص کو جو اوسکو (یعنی علی کو) دوست رکھے اور دشمن رکھہ اوس شخص کو جو اوسکو یعنی
علی کو دشمن رکھے اور مدد کر اوس شخص کی جو اوسکی نصرت کرے اور مخذول کر یعنی ترک
نصرت کر اوس شخص کی جو اوسکی نصرت ترک کرے۔

اسکے بعد آیت الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ۔ نازل ہوئی یہہ تمام روایات یوم عرفہ

اور غدیر ایسی صحیح اور متواتر اور مشہور ہین کہ تمام کتب صحاح اہل تسنن مین درج ہین شاہ عبد العزیز صاحب نے بہی انکو تسلیم کیا ہے ۔

مروی ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ کو یہہ شرف حاصل ہوا تو مبارکبادی کا بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا اور اس ولیعہدی کی مبارکبادی صحابہ نے دی جیسا کہ کتب اہل تسنن مین مروی ہے ۔ فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنة یعنے فرمایا حضرت عمر نے کہ مبارک ہو مبارک ہو اے ابوالحسن تمکو کہ صبح کی تمنے در انحالیکہ ہوے میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولیٰ ۔

اب یہان سے دو گروہ ہو جانیکی بنیاد قایم ہوئی مومنین پاک اعتقاد نے تو ہدایت نبوی کو تسلیم کر لیا لیکن جو لوگ محض دنیا پرست تہے اور اسلام کو فقط ذریعہ بہبودی اور فلاح دنیا کا سمجہہ رکہا تہا اون کے دلون مین اوسیوقت سے تخم عداوت اہل بیت بویا گیا اور درپے اس امر کے ہوئے کہ جسطرح ممکن ہو سلطنت ظاہری پر قبضہ کرنا چاہئے چنانچہ پہلی تدبیر مافیان عداوت کیطرف سے یہہ ہوئی کہ ایک گروہ صحابہ کا رات کے وقت عقبہ سے گذرتے ہوئے رسول اللہ صلعم کی سواری پر حملہ آور ہوا اس ارادہ سے کہ آپکی شتر سواری کا بہدک کر رم کرے اور عقبہ کے فراز سے نشیب کی طرف گرے اوسوقت حضرت عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سواری کے ساتہہ تہے رسول اللہ صلعم نے حذیفہ رضہ کو حکم دیا کہ روک ان لوگون کو حذیفہ گئی اور اونکی سواریون کو چابک مارے ۔ رسول اللہ صلعم نے حذیفہ سے دریافت کیا کہ تونے پہچانا ان لوگون کو کہ کون تہے حذیفہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کہ وہ لوگ اپنے چہرون پر ڈہانٹے باندہے ہوئے تہے مگر سواریون کو اونکی پہچان لیا کہ فلان و فلان کی ہین ۔

راویان اہل سنت نے اس موقعہ پر بجاے نام کے فلان و فلان ہی بیان کیا ہے ۔ یہہ بہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حذیفہ کو اون سب کے نام بتلائے ۔

جامی نے شواہد مین لکہا ہے کہ یہہ حال سنکر اسید بن حضر انصاری نے اجازت اون لوگون کے

قتل کی چاہی تو آپنے فرمایا کہ اے اسید لوگ یون کہینگے کہ جب جنگ سے فرصت پائی تو محمد صلعم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین ۔ اسید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جو لوگ ایسی نالایق حرکت کرین پہر وہ اصحاب کیسے ہین تو آپنے فرمایا یہہ تو سچ ہے لیکن خداوند تعالی نے مجہے ایسے لوگون کے قتل سے منع کیا ہے جو بظاہر تشہد کرتے ہین ۔

بعد اسکے جب حضرت مدینہ مین واپس تشریف لائے تو اس گروہ کے مخالفت اور سرکشی کا فساد دور کرنیکے لئے ابتدا ان کو لشکر اسامہ مین جو رومیون سے لڑنے کے لئے جانیوالا تہا متعین کرکے جلد کوچ کرنے کا حکم دیا ۔ لیکن باوجودیکہ رسول اللہ صلعم نہایت سخت تاکید فرماتے تہے اور بحالت بیماری اگرچہ بہی اقامت ہوجاتی تہی تو اسیکا تقاضا فرماتے تہے اور لوگون کو یہانتک تہدید فرمائی تہی کہ فرمایا حضرت نے جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا ۔ یعنی طیار کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی اوس سے تخلف کرے گا اوسپر خدا کی لعنت ہے ۔ مگر باوصف اس تاکید شدید کے کوئی شخص فقط خلافت کی پیش بندیونکی وجہ سے نہ گیا ۔

نام اون لوگون کے جو اکابر مہاجرین مین سے تعینات کئے گئے تہے تاریخ واقدی اور غزوات النبی صلعم اور تمام کتب سیر اہل سنن مین درج ہین ۔ مَنْ شاء فلیرجع الیہم ۔

بعد ازین جب وفات سے ایک دو روز پیشتر عین حالت مرض الموت مین حضرت سید عالم صلعم نے امت کی سرکشی اور مخالفت کا یہہ حال دیکہا تو مناسب سمجہا کہ خلافت مرتضوی کے لئے وصیت نامہ تحریر ہوجاوے تاکہ امت مخالفت کرکے گمراہ نہ ہوجاوے جیسا کہ صحیح بخاری مین عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے ۔ قال لما اشتد بالنبی مرضہ الذی توفی فیہ قال ایتونی بدوات وقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ۔ یعنی کہا ہے ابن عباس نے کہ جب مرض الموت نے رسول اللہ صلعم پر شدت کی تو فرمایا کہ دوات و کاغذ لاؤ کہ مین تمہارے لئے نوشت لکہون تاکہ تم میرے بعد گمراہ ہوجاؤ ۔ اہل انصاف غور کرین کہ نبی صلعم نے اپنے غرض کو کسدرجہ اصرار کے ساتہہ پورا کیا ہے اور کام رسول اللہ کا یہہ ہی تہا کہ ما علی الرسول الا البلاغ ۔ وارد ہے مراتب بعثت

اور مخالفت امت کا کام ہے جبکہ اسقدر اصرار پر بہی امت نے گمراہی سے بچانہ چاہا تو ظاہر ہے کہ اپنی خوشی سے بادیہ ضلالت مین بہٹکتی پہرتے ہین۔ چونکہ لوگون کو اسقدر تو زبانی رسول خدا صلعم سے بہی معلوم ہو گیا تہا کہ ایسی وصیت لکہانی چاہتے ہین کہ جو امت کو گمراہی سے بچانیوالی ہو اور یہہ امر پیشتر چند بار معلوم ہو چکا تہا کہ گمراہی سے بچانے والی پیروی قران و اہل بیت کی ہے تو مخالفین ہدایت نے سوچا کہ پہلی ہدایت تو زبانی تہی اب ضبط تحریر مین اگر کامل سند ہو جائیگی جسطرح ممکن ہو مانع تحریر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ صحاح بخاری مین اور دیگر صحاح اور کتب سیر و تواریخ اہل تسنن مین مرقوم ہے کہ بجواب اس ارشاد نبوی کے کہ دوات و کاغذ لاؤ حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبر خدا کو ہذیان ہو گیا ہے اور ہمکو تو فقط قران شریف ہدایت کے لئے کافی ہے۔ اور صاحب مدارج نے حضرت عمر کا یہہ قول لکہا ہے کہ شخص در شدت مرض چیز نامی گوید کہ از اختیار او بیرونست و شاید کہ این سخن نیز مثل آن سخنان باشد۔ اور حضرت عمر نے ان باتون کو ایسے شور و شغب کے ساتہہ بیان کیا کہ گویا لڑنے کو موجود ہو گئے اور لوگون سے جہگڑنے لگے۔ چنانچہ صحاح بخاری مین ہے۔ فقال عمر ان رسول اللہ غلب علیہ الوجع حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی کہا عمر نے کہ رسول اللہ پر شدت مرض کی ہے اور ہمکو کتاب اللہ کافی ہے (حالانکہ وصیت ہمیشہ مرض کی شدت مین ہی ہوتی ہے) الغرض اس مخالفت پر جو خلعت آخری سرکار نبوی سے ملا بروایت صحیح بخاری یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے قوموا عنی۔ یعنے نکل جاؤ میرے پاس سے۔ لاینبغی عندی التنازع میرے روبرو جہگڑنا اور فساد کرنا لائق نہین۔

اہل بصیرت بخوبی سمجہہ سکتے ہین کہ اسلام مین بناء اختلاف و افتراق مذاہب یہہ ہی ممانعت تحریر وصیت نبوی ہے اور یہہ بہی معلوم کر سکتے ہین کہ ان اختلافات و فسادات کا مظلمہ کسکی گردن پر ہے۔

اگر وصیت تحریر مین آجاتی تو کوئی فساد و اختلاف پیدا نہوتا نہ جناب معصومہ پر در گرایا جاتا نہ حضرت مرتضے پر سختیان گذرتین نہ حضرت امام حسنؑ کو زہر دیا جاتا نہ بی بی عائشہ کہتہ مین گرائی جاتین نہ امام حسینؑ ایسے ظلم سے شہید کئے جاتے نہ رسول اللہ کی حرم محترم اسیر کرکے شہر

بشہر پہراۓ جاتے نہ شیعہ اصحاب ثلثہ کو برا کہتے۔ چنانچہ اسی افسوسناک کلمہ کو محمد بن اسمعیل بخاری نے حضرت عبد اللہ ابن عباس کی زبان سے اسطرح نقل کیا ہے۔ الرزیّۃ کل الرزیۃ بیننا وبین کتاب رسول اللہ صلعم۔ یعنی مصیبت بڑی سخت مصیبت وہ ہے کہ حایل ہوی درمیان ہمارے اور تحریر رسول اللہ صلعم کی۔

مذہب متخلفین ثقلین اسی روز پیدا ہو گیا۔ یعنی رسول اللہ صلعم نے تو حکم دیا تہا کہ میرے بعد قران اور اہل بیت کی پیروی کرنا۔ اور اس موقع پر پیروی اہل بیت نبوی سے انکار صریح کرکے یہہ کہدیا کہ ہمکو فقط قران کافی ہے اگر کوئی شخص یہہ جواب دے کہ حسبنا کتاب اللہ سے انکار تمسک اہل بیت پایا نہین جاتا یہہ صریح اوسکی غلطی ہے کیونکہ دو چیزونکے ذکر مین جب ایک چیز کی نسبت کافی ہونا بیان کیا جاویگا تو دوسری شے کا یہی انکار ثابت ہو جائیگا مثلاً کسی سے کو کہو کہ روٹی اور پانی لو اور وہ یہہ جواب دے کہ ہمکو پانی کافی ہے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ روٹی کے لینے سے اوسکو صریح انکار ہے

بعد اس قضیہ دوات و قرطاس کے جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات نے حضرت علی کو بذریعہ تعلیم علوم انبیا و وصایا مقررہ وصی مطلق اپنا مقرر کرکے اپنا جبہ و عمامہ و اسلحہ و اسپ و شتر و دیگر تبرکات و انگشتری جسمین مہر رسالت نصب تہی عطا فرما کر وفات پائی۔ دیندار دین کے کام مین دنیادار دنیا کے داؤن گہات مین مشغول ہو گئے۔ اوسیوقت سے دو گروہ جدے جدے ہو گئے۔ جو لوگ ہدایت رسالت پناہی پہ قایم و مستقل تہے۔ اونہون نے دامن اہل بیت طہارت کو پکڑا مخالفین نے اہل بیت کے مخذول کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نرکہا تہا نیا دین نیا آئین مقرر کر لیا۔

ابتدا مین اہل حق کی تعداد بہت ہی کم رہگئی تہی جسپر وہ رائی کے دانہ کی مثال مندرجہ انجیل مقدس صادق آتی ہے۔

ابتداء ظہور و شیوع مذہب متخلفین ثقلین سقیفہ بنی ساعدہ سے ہے اوس حالت مین کہ جسد اطہر جناب خیر البشر کا بے غسل و کفن حجرہ شریفہ مین تہا اور منّا امیر و منکم امیر کے

نعری سقیفہ مین بلند ہو رہی تہی ۔

اسموقعہ پر شاید ناظرین کے دل مین یہہ خلجان پیدا ہو کہ گروہ مخالف نے تو فقط اہل بیت پیغمبر سے تخلف کیا اسلئے اونکو متخلفین اہل بیت کہنا چاہئے تہا نہ کہ متخلفین مین کیونکہ ثقلین مین سے ایک چیز یعنی قران کو مانتے ہین ۔ اسکی حقیقت یہہ ہے کہ خود حدیث ثقلین مین یہہ درج ہے کہ یہہ دونون معنی قران و اہل بیت آپسمین ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میری پاس حشر مین پہونچین ۔ پس یہ امر کہ جسنے اہل بیت کا تمسک ترک کر دیا ہے وہ قران سے تمسک کر سکتا ہے قطعی غیر ممکن ہے جس نے اہل بیت پیغمبر کو ترک کر دیا اوسنے قران کو پہلے ترک کر دیا گو بظاہر قران کی عظمت و حرمت کرتے ہون لیکن اصلی مطلب اور پیروی قران کی بغیر شمولیت اہل بیت حاصل نہین ہو سکتی ۔

اس گروہ نے جیسا کہ عام دنیادارون کا قاعدہ ہر بڑی داؤن گہات سے دنیا طلبون کو اپنا شامل حال بنا لیا جو لوگ سابق الایمان تہے اور طرح طرح کے شدائد نصرت دین مین اوٹہا چکے تہے سلطنت اسلامی کا منافع اونہین کی ذات تک محدود نہین رکہا گیا بلکہ اپنی شوکت اور دبدبہ جمانے کے لئے اکثر ایسے لوگون کو اسلامی سلطنت کا حصہ دار بنایا گیا جنکو عام لوگ منافق جانتے تہے اور وہ رسول اللہ صلعم کے بڑے پکے خاندانی دشمن تہے جو برابر مکہ معظمہ سے رسول اللہ صلعم پر لشکر کشی کیا کرتے تہے مگر بعد فتح مکہ مجبور ہو کر ظاہری اسلام قبول کیا تہا اور وجہ اسکی یہہ تہی کہ اگر وہ لوگ اول ہی اول مومنین پاک طینت کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہتے تو ذرا دشوار امر تہا اسلئے اول ظاہری مسلمانان کو جو جرگون اور قبیلون کے سردار تہے بطمع ریاست و امارت اپنا شریک بنایا تا کہ گروہ کی کثرت اور شوکت کو دیکہکر مومنین صحابہ بہی طوعاً و کرہاً رجوع ہو جائینگے ۔ یہہ پالسی اونکی البتہ دنیاداری کی کامون مین اعلی درجہ کی عقلمندی کی تہی کیونکہ اگر وہ اول نیک لوگون کو اپنے شامل کرنا چاہتے تو ضرور کام بگڑ جاتا یہہ ہی وجہ تہی ابو سفیان نے حضرت ابو بکر سے اوسوقت

بیعت کی کہ اول عہد نامہ اس امر کا لکھا لیا کہ ملک شام کی چہارم حصہ کی حکومت تمکو دی گئی اگر ناظرین با انصاف غور فرماوین تو یہ مقام بڑے سخت افسوس کا ہے کہ وہ ابو سفیان دشمن رسول اللہ صلعم جو معہ اپنے دو پسر یزید و معاویہ کے بعد فتح مکہ منافقانہ ایمان لایا تہا اور رسول خدا نے بعد اظہار اوسکے اسلام کی بہی لعنت فرمائی ہے جیسا کہ مروی ہے کہ ایک روز ابو سفیان گدہے پر سوار ہو کر نکلا معاویہ لگام پکڑے ہوئے اور یزید ہانکتا ہوا ہمراہ رسول خدا نے اونکو دیکھکر فرمایا کہ لعن اللہ الراکب والقاید والسایق یعنی خدا لعنت کرے اس سوار پر اور لگام پکڑنے والے پر اور ہانکنے والے پر بہی وہ رسول خدا صلعم کے انتقال ہوتے ہی سلطنت محمدی کا حصہ دار قرار دیا جاوے اور اہلبیت محمد صلعم کو اونکی منازل اور مناصب سے دور کر دیا جاوے یہہ غصب نہین کہ چند حوایط فدک کی ہبہ کا کاغذ جناب سیدہ کے ہاتہہ سے چہین کر پہاڑ ڈالا جاوے اور ابو سفیان اور اوسکے پسر یزید کو شام کی مملکت کا عہد نامہ لکہہ دیا جاوے۔ ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یہہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ اس گروہ نے جو ثقلین مین سے فقط قران کی نسبت حسبنا کہا اور اہلبیت پیغمبر کی تقلید و پیروی سے گریز کیا اسوجہ سے نہین تہا کہ یہہ لوگ پیشوا اور تعلیم دینے والے کے محتاج نہ ہے بلکہ فقط طمع دنیاوی سے سلطنت پر قابض ہونے کے لئے یہہ انکار تہا کہ اگر اہلبیت پیغمبر کو اوسیوقت اپنا پیشوا مان لیتے تو خلافت کیسے قایم ہوتی چنانچہ بہت تہوڑے عرصہ کے بعد ظاہر ہو گیا کہ حسبنا کتاب اللہ کہنے والے گروہ حاجتمند اس امر کے ہین کہ کوئی شخص ونکے لئے قران جمع کرے اور کوئی شخص اونکو مسائل دینی بتلایا کرے۔ چونکہ پیشوایے برحق کا یہہ کام تہا کہ امت کے لئے قران کو ترتیب دی اور اسی لئے حضرت مرتضی نے بہت جلد قران جمع کر دیا مگر گروہ متخلفین نے اوس قران کو بہی قبول نہ کیا۔ اگرچہ قران مذکور کو قبول کر لینے سے اونکی سلطنت مین

نقص عاید نہین ہو سکتا تہا لیکن حکمت الہی اسمین یہہ مستتر تہی کہ گروہ مذکور کامل طور سے متخلف ثقلین قرار پا جاوے۔

چونکہ متخلفین کے لیئے بہی بحکم حکمت عملی یہہ امر ضرور تہا کہ امت بے کتاب نہ کہلائے اسلیئے ایک شخص زید بن ثابت کو کہ نوشت خواند کا کام جانتا تہا جورہ دار مقرر کرکے قران کو ایک جلد مین لکہوایا جو بعد تجربہ کی ناقص قرار پایا کہ اوسکو پہر خود ہی اپنے ہاتہون سے جلانا پڑا جبکہ قران کیطرف سے کچہہ خاطر جمع ہوئی تو حل مسائل شرعی مین بہت بڑی دقت پیدا ہوئی کیونکہ جس شخص کو سردار مقرر کیا گیا تہا وہ احکام شرعی سے ناواقف تہا نہ کتاب خدا پر عبور رکہتا تہا نہ سنت نبوی سے آگاہ تہا ایسی لیاقت اجتہاد رکہتا تہا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے استنباط مسائل کرسکے

ابن مسعود کو اس کام کے لئے نوکر رکہا کہ وہ مسائل مین اجتہاد کیا کرے چند روز بعد اوسکی دیکہا بہالی سے ابو موسیٰ اشعری۔ اُبی بن کعب زید بن ثابت بہی یہ کام کرنے لگے اور اسی اثنا مین دوسری خلافت کا زمانہ شروع ہوگیا۔ انکی نسبت روایت مشہور ہے کہ بارہ سال تک سورہ بقرہ کے حفظ کرنے پر کوشش کی لیکن کامیاب نہوئے احکام شرعی کی معلومات کا حال بہی ایسا ہی تہا کہ مجنون پر قصاص جاری کردیا حاملہ کے رجم کئے جانے کا حکم دیا اسلئے اونہون نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اون چارون شخصون کی پنچایت اجتہاد کے لئے مقرر کی اور اس پنچایتی اجتہاد کا نام اب مذہب فاروقی بولا جاتا ہے۔ اور اکثر محققین علماء فقط ابن مسعود سے ہی اس مذہب کو منسوب کرتے ہین۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰت مین قبول کیا ہے کہ مذہب ہمارا ابن مسعود کا مذہب ہے اور مذہب علی اور اون کے شیعون کے اور مذہب ہے

غرضکہ اوس زمانہ مین یہہ مذہب جماعت کے نام سے موسوم تہا اور جو لوگ متمسک بہ ثقلین تہے جماعت کے خوف سے ظاہر نہوتے تہے۔

اصلی نام فرقہ متخلفین کا ناصبی ہے دو اعتبار پر۔ اول یہہ کہ ناصبی دشمن اہلبیت ہین۔

دوم ناصبی خلیفہ بہ ناحق ۔ ابتدای زمانہ سے یہہ فرقہ دو گروہ پر منقسم تہا ۔ اول وہ لوگ کہ جنہون نے بالخصوص سلطنت پر قابض ہونیکے لئے رسول اللہ اور اونکی اہلبیت سے مخالفت کی ان لوگون نے رسول اللہ صلعم کی بیماری کی حالت مین باہم ایک وثیقہ مخالفت نبوی مین تحریر کیا تہا اور اپنے اپنے دستخط کئے تہے روایت اسماء بنت عمیس سے اسکی تصدیق ہوی ہے ۔ اصلی نواصب یہہ ہی لوگ تہے ۔ دوسرا گروہ وہ ہی تہا کہ طمع و ترغیب سے انکا ہمساز ہوا مثیل گروہ ابوسفیان کی ۔ اور جو لوگ کہ محض دباوٗ سے اور غلبہ فریق ثانی سے اور بوجہ غفلت یا عدم واقفیت بلا شمول کسی بدنیتی کی اونکی شامل ہوگئے جنمین بعض قبایل انصار بہی تہے اونپر فقط مجازاً اطلاق ناصبیت کا ہوا اگر ایک عرصہ تک مستمر رہنے سے شامل حال اونکی ہوگی لیکن جبکہ اونپر ناصبیون کا راز منکشف ہوا تو اونہون نے اون سے عزلت اختیار کی کہ نام اون کا معتزلہ رکہا گیا مسایل شرعی اور فقہ وغیرہ مین تو وہ بہی مثل صوفیہ کے شامل نواصب رہے مگر عقاید مین مختلف ہوگئے ۔ جیساکہ ثابت ہوا ہے کہ زمانہ مابعد مین ہر نسبت فرقہ معتزلہ فقہ مین مقلد ابوحنیفہ کے ہین اور عقاید مین ابو علی جبائی کی ۔

گروہ متخلفین ثقلین نے جو اپنے فرقہ کے لئے نام اہل سنت والجماعت پسند کیا ہے یہہ نام ہی خود مخالفت ثقلین ثابت کرتا ہے یعنے اہل سنت والجماعت کون ہین جو سنت رسول اللہ اور جماعت مسلمین کی تقلید و پیروی کرتے ہین جس سے یہہ تو ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ نے جسکی پیروی کے لئے حکم دیا تہا اوسکی پیروی نہین کرتے اور قران اور اہل بیت کو قطعاً ترک کردیا ہے ۔ اب ہم کہتے ہین کہ جس گروہ نے ایسے بڑے امر اہم مین رسول اللہ صلعم کی مخالفت کی ہے وہ کسطرح عامل بر سنت نبوی ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کا لفظ فقط ظاہرداری کے لئے ہے اور در اصل یہ فرقہ مخالف سنت رسول اللہ صلعم ہی ثبوت کافی اس ہمارے بیان کا یہہ ہے کہ خود ہی یہہ گروہ اس بات کا قائل ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم کو قران اور اہلبیت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور خود ہی اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ بجائے اونکے

ہم سنت و جماعت کی پیروی کرتے ہین پس جبکہ بنیاد مذہب ہی مخالفت رسول اللہ پر قایم ہے تو کون احمق اس امر کو تسلیم کرسکتا ہے کہ یہہ فرقہ متبع سنت نبوی ہے سنت تین قسم کی ہوتی ہے اول سنت قولی کہ رسول اللہ نے کوئی حکم دیا - جیسا کہ تمسک ثقلین کا حکم دوم سنت فعلی کہ رسول صلعم نے کوئی کام کیا اور امت نے اوسکا اتباع کیا جیسا مروان اور اوسکے باپ حکم کو شہر بدر کردیا یا نماز مین رفع یدین کیا - پانی سے طہارت و استنجا کیا - تیسرے سنت ترک فعل ہے کہ کسی کام یا فعل کو رسول اللہ نے ترک کیا - جیسا کہ ثعلبہ بن حاطب سے زکوۃ لینا ترک کیا - نماز مین بحالت قیام ہاتہہ باندہنا ترک کیا - وغیرہ وغیرہ - اب ہم جہانتک غور کرتے ہین - اس گروہ کو خلاف سنت پاتے ہین اگرچہ عرف عام مین فعل خلاف سنت کو بدعت اور اوسکے فاعل کو بدعتی قرار دیتے ہین لیکن یہہ گروہ بدعتی سے تو بدرجہا بڑہا ہوا ہے بدعت کی حد تو یہان تک ہی تہی کہ ایسا فعل کرین کہ جسکا نشان سنت رسول اللہ مین نہ پایا جاوے اور جبکہ حکم رسالت پناہ صلعم کا صریح موجود ہے اور دیدہ و دانستہ عداوتاً اوس سے مخالفت کرکے اوسکو ترک کرتے ہین تو یہ بدعت نہین ہے بلکہ مخالفت خدا و رسول ہی جو دائرہ اسلام سے خارج کردیتی ہے اب ہم اوسی تفصیل سے ہر قسم کی سنت کی بابت ثابت کرتے ہین کہ یہ گروہ ضد و عداوت سے سنت نبوی کی مخالفت کرتا رہا ہے اور طرفہ یہہ ہے کہ اون سنتون کو ہم اونہین کے طریق کی مسلمہ بہی ثابت کرینگے اور دکہلا دینگے کہ باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہہ احادیث صحیح ہین اور پہر اونکے اسلاف اکابر اور اخلاف اصاغر عمداً انکی مخالف ہین

ذکر مخالفت سنت قولی - اول جس سنت موکدہ سے مخالفت کی گئی وہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر اور حدیث سفینہ اور حدیث منزلت اور حدیث ولایت وغیرہ مین حدیث ثقلین و حدیث غدیر کو ہم اوپر بیان کرچکے ہین باقیماندہ احادیث انوار الہدیٰ مین مشرح منقول ہین اور اس رسالہ مین بہی اکثر مقامات پر اون کا ذکر ہوا ہے اور ایسی

مشہوری روایات ہین کہ عوام اہل تسنن انکو جانتے ہین ۔

اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی و من تخلف عنہا غرق ۔ یہہ حدیث سفینہ ہے ۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ۔ حدیث منزلت کہلاتی ہے ۔ وھو ولیکم بعدی حدیث ولایت ہے ان سب سے مخالفت اس فرقہ کی ثابت ہے ۔

تعین خلافت خلاف سنت ہے اگرچہ نصوص معتبرہ خلافت مرتضوی پر موجود ہین لیکن زبردستی اونسے انکار کرکے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے کسیکو خلیفہ مقرر نہین کیا تو ظاہر ہے کہ جب رسول خدا صلعم نے کسیکو خلیفہ مقرر نہین کیا ۔ تو اونکے بعد خلیفہ مقرر کرنا بدعت ہوا ۔ اجماع کی سنت جو بوقت تقرر خلیفہ اول عمل مین آئی تہی وہ بوقت تقرر خلیفہ ثانی توڑ دی گئی اور تقرر خلافت بذریعہ ولیعہدی ہوا لیکن خلیفہ ثانی نے اس سنت ولیعہدی کو بہی توڑ ڈالا اور اپنے بعد تعین خلافت کو شوری پر قایم کیا ۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا تہا کہ القران مع علی و علی مع القران ۔ یعنی قران علی کے ساتہہ اور علی قران کے ساتہہ ہے ۔ وانہ لن یخرجکم من ھدیٰ ولن یدخلکم فی ضلال ۔ اور وہ یعنی علی تمکو ہدایت سے نہ نکلنے دیگا اور نہ گمراہی مین پڑنے دیگا ۔

اور نیز حدیث ثقلین مین یہ فقرہ ہے کہ یہ دونون آپسمین ایک دوسرے سے جدا نہونگے ۔ تا آنکہ حوض کوثر میرے پاس پہونچین

ان روایات کا مطلب صاف یہہ تہا کہ قران شریف علی سے حاصل کرنا اور اوسکے مطالب اور معانی اور تفسیر و تاویل اونسے اخذ کرنا لیکن اس گروہ نے باوجودیکہ حضرت علی نے اپنا فرض نسبت جمع و ترتیب قران پاک کی ادا کردیا تہا اون کا ترتیب کیا ہوا قران قبول نکیا اور خلاف سنت رسول اللہ ایک اجورہ دار سے مرتب کرایا ۔ ایسا ہی نسبت تقلید شرعی خلاف سنت ابن مسعود وغیرہ کا اجتہاد کی پیروی کی ۔

مخالفت سنت فعلے ۔ رسول اللہ صلعم نے مروان اور اوسکے پدر حاکم کو شہر بدر کیا

حضرت عثمان نے واپس لیا۔ رسول اللہ صلعم نے فدک حضرت فاطمہ کو دیدیا حضرت ابوبکر نے ضبط کرلیا۔ حضرت عمر نے برخلاف سنت خلیفہ اول واگذاشت کردیا رسول اللہ صلعم نے جیش اسامہ کی طیاری کرکے اصحاب ثلثہ کو ساتہہ جانے کا حکم دیا مگر ہرسہ اصحاب رسول نے تخلف کیا۔

رسول اللہ صلعم نماز مین رفع یدین کرتے تہے انہون نے ترک کردیا اذان مین ایک فصل حی علی خیر العمل زمانہ رسول اللہ صلعم مین جاری تہی اوسکو ترک کردیا۔ حضرت عمر دربارہ متعۃ الحج اور اور متعۃ النساء فرماتے ہین کہ زمانہ رسول خدا مین اور نیز زمانہ ابوبکر مین دو متعہ جاری تہی مین اونکو حرام کرتا ہون۔ وضو مین رسول اللہ صلعم مسح رجل کرتے تہے۔ اونہون نے ترک کرکے غسل قدم جاری کیا۔ رسول اللہ صلعم پانی سے طہارت و استنجا فرماتے تہے۔ اونہون نے مٹی چونہ گوبر پتہون سے پوچہنا شروع کیا ماہ صیام مین بزمانہ رسول خدا باتباع حکم ربانی۔ واتموا الصیام الی اللیل۔ بعد شام روزہ افطار کیا جاتا تہا۔ اونہون نے قبل از شام ہی غروب آفتاب پر روزہ افطار کرنا شروع کیا حالانکہ جب حکم خدا مین وقت کا صاف تعین موجود ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ دن اور رات کے درمیان مین ایک تیسرا وقت حایل ہے جسکو شام کہتے ہین ایسے ہی دوسرے وقت رات اور دن کے درمیان فجر کا وقت حایل ہے شروع صبح صادق سے شروع رات تک روزہ ہے مگر انکو مخالفت حکم الہی و سنت رسالت پناہی کا شوق ہے اسلئے آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ توڑ ڈالتے ہین۔

مخالفت سنت ترک غض۔ رسول اللہ صلعم نے نماز کے قیام مین شکم یا ناف یا سینہ پر ہاتہہ نہین باندہے یہہ لوگ بسبب اختلاف اپنے فرقون کے نام پر شکم پر ہاتہہ باندہتے ہین۔

زمانہ رسول خدا صلعم مین اذان صبح مین کوئی افضل زیادہ دیگر اذانون سے نہ تہی اونہون نے برخلاف اوسکے اذان فجر مین الصلوٰۃ خیر من النوم زیادہ کیا۔

رسول اللہ صلعم نے رمضان کی شب مین تراویح نہین جاری کی ہین یہہ لوگ بتاکید تمام پڑہتے ہین خدا کا حکم ٹلجائے رسول اللہ کی سنت کی مخالفت ہوجائے مگر خلیفہ ثانی اور معاویہ کی سنت نسبت

تراویح اور استنجا بکلوخ نہ چہوٹ جاے تسنن کا مدار فقط اسی پر ہے

رسول اللہ صلعم نے ایک شخص ثعلبہ بن حاطب سے بحکم خدا زکوۃ لینا موقوف کیا یہہ شخص بحسب دعاء آنحضرت کالدار ہوا تہا مگر مالدار ہونیکے بعد زکوۃ دینے مین عذر کیا تب اس سے زکوۃ لینے کی قطعی ممانعت ہوگئی پہر ہرچند اسنے چاہا اور بہت منت و سماجت رسول اللہ صلعم کی کری لیکن آپنے ہرگز اس سے زکوۃ نہ لی۔ خلافت سوم مین رشوۃ لیکر زکوۃ اوسکی قبول کرلی گئی۔

رسول اللہ صلعم نے حداث اور مولفۃ القلوب کو کبہی مسلمانون کا حاکم مقرر نہین کیا مگر خلافت اولی مین سب سے پہلے امارت شام کا فرمان ابوسفیان کو لکہہ دیا گیا اور اوسکو ایسا منصب موروثی سمجہہ لیا کہ باپ کی جگہہ پسر کام کرے یعنی یزید بجا ابوسفیان شام کی حکومت کرتا تہا اور بعد وفات یزید اوسکا برادر معویہ خلافت ثانی مین مقرر کیا گیا خلافت ثالث مین تو کوئی بنی امیہ کا فاسق و فاجر ایسا باقی نہ تہا کہ کسی ملک یا شہر کی حکومت نرکہتا ہو۔

رسول اللہ صلعم نے کبہی اجراء قصاص اور حد شرعی مین رعایت نہین کی۔ برخلاف اسکے اس گروہ نے اول مالک بن نویرہ کا قصاص خالد بن ولید سے نہین لیا نہ مالک کی زوجہ سے زنا کرنیکی علت مین حد ماری۔

ایسا ہی ہرمزان کے قاتل عبداللہ بن عمر سے قصاص نہین لیا گیا حضرت عثمان نے ولید پر حد شرب خمر رعایتاً نہین لگائی غرضکہ کہانتک قلم فرسائی کرون اسوقت جو جو باتین زبانی یاد آئی ہین لکہدی ہین اگر اسبارہ مین کچہہ بہی غور کیا جاوے تو ایک بہت بڑی کتاب اہلسنت کی مخالفت اور بدعات کی بابت مرتب ہو جاوے۔ اب اہل انصاف خود غور کرلین کہ اہل اجماع کا یہہ ادعا کہ ہم اہل سنت ہین ویسا ہی لغو ہے یا نہین کہ جیسا ہمارے مخاطب صاحب نے دعوی اپنے شیعہ ہونیکا کیا ہے۔

الغرض خلافت چہارم مین جملہ فرقات مخالفین متمیز ہوگئی ناصبیت کا زور خلافت کے ساتہہ

رہتا تہا اسلئے اونسے بنی امیہ مین انتقال کیا اور نواصب کے دو گروہ ہوگئے ایک اعلی اور ایک ادنی۔ اعلی نواصب یعنے قاسطین اس معاویہ کے بدعات کے پیرو ہوتے تہے۔

ابتدا مین اسکے تین گروہ ہوئے۔ عثمانیہ ۔ سفوانیہ ۔ مروانیہ ۔ ادنی گروہ مین بدستور ابن مسعود اور زید بن ثابت وغیرہ کی تقلید ہوتی رہی۔

یہہ گروہ تعداد مین گروہ اعلی سے بہت زیادہ تہا مگر درجہ ناصبیت مین انتقال خلافت کی وجہ سے کم تہا اسلئے اسکو درجہ ادنی تعبیر کیا گیا ہے۔ اس گروہ مین بہی بہت فرقے تہے ازانجملہ ایک گروہ ناکثین کہلاتا ہے جسمین سے ایک نامی فرقہ زبیریہ ہے جو حضرت عایشہ کو امام چہارم اور عبداللہ ابن زبیر کو نایب اون کا مانتے ہین اسی گروہ کے اشارے سے حضرت عثمان قتل ہوئے۔ اول فتوی حضرت عثمان کے قتل کا بی بی عایشہ نے دیا کہ۔ اقتلوا النعثلا۔ یعنی اس نعثل کو قتل کرو۔ اس گروہ کی یہہ آرزو تہی کہ بعد حضرت عثمان کی زبیر خلیفہ ہوجاے جب یہہ نوبت نہ پہونچی اور خون خلیفہ مین بہی ہاتہہ بہرے تب حضرت علی کی بیعت کو توڑکر بصرہ مین بغاوت کی۔ جہانتک تحقیق ہوا ہے حضرت عثمان کا قاتل محمد بن ابی بکر حضرت عایشہ کا بہائی ثابت ہوا ہے۔ یہہ فقط اس گروہ کی چالاکی تہی کہ خود ہی تو حضرت عثمان کو قتل کیا اور خود ہی طالب قصاص ہوئے۔ بصرہ کی مقام پر جناب علی مرتضے نے صاف فرمایا تہا کہ اے زبیر واے طلحہ ابتک تمہاری تلوارون سے عثمان کے خون کی قطرہ ٹپک رہے ہین اور پہر تم ہی طالب قصاص ہوکر فساد برپا کرتے ہو۔ یہہ گروہ بعد یزید کے امام ہشتم عبداللہ ابن زبیر کو قرار دیتا ہے۔

اس فرقہ کو اسلئے ناکثین کہتے ہین کہ بیعت مرتضوی توڑڈالی اور اسمین چند فرقے ہین۔

بعد اسکے نواصب ادنی ناکثین مین سے بیس فرقے حسب ذیل نکلے۔ محکمیہ۔ حروریہ شراۃ [illegible] ازارقہ اصحاب نافع بن ازرق فدیکیہ منسوب بہ ابن فدیک عطویہ عجاردہ میمونیہ اصحاب میمون بن عمران حارثیہ معلومیہ مجہولیہ صلتیہ۔ اخنسیہ ظفریہ حفصیہ اباضیہ بیہسیہ شمراخیہ بدعیہ۔ انہین سے اکثر فرقون مین

پوتے نواسے بھتیجے بھانجے سے نکاح حلال جانتے ہین اور سورہ یوسف کو قرآن مین داخل نہین سمجھتے ہین اہلبیت پیغمبر سے سخت دشمنی رکھتے ہین بڑا سردار انکا ذو ثدیہ تھا اونے حضرت علی پر معہ ہمراہیان خود خروج کیا تہا اسلئے ان فرقات کا نام خارجی ہے۔

پھر متفرق ہوے نواصب کے دونون طبقات اعلی و ادنی سے بہت فرقات نکلے جنکی پوری تشریح یہ ہے نواصب کے چالیس فرقہ ہین اسطرح کہ طبقہ اعلی مین قاسطین پانچ فرقہ ہین اول عثمانیہ جو عثمان کو حضرت علی پر فوقیت دیتا ہی دوم مروانیہ مروان کو امام ہفتم سمجھتا ہی سوم سفیانیہ معاویہ کو امام پنجم قرار دیتا ہی چہارم یزیدیہ یزید کو امام ششم کہتا ہی شراب کو اور زنا کو حلال سمجھتا ہی اہلبیت پیغمبر کا قتل واجب جانتا ہی پنجم ثقفیہ اصحاب حجاج بن یوسف ثقفی کعبہ کا انہدام جائز جانتا ہی یزید کو امام برحق کہتا ہے اہلبیت پیغمبر کا سب کرتا ہے۔

اور طبقہ ادنی مین پینتیس فرقہ ہین اس تفصیل سے اول ناکثین جنکا عقیدہ ہی کہ عائشہ امام چہارم ہے اور ابن زبیر اوسکا باپ ہی خلیفہ برحق کی بیعت توڑنا انکا شعار ہی حضرت علی مرتضی نے اونکو بموجب وصیت جناب رسولخدا صلعم کے قتل کیا مارقین یعنے خوارج کے بیس فرقے جنکے نام اوپر لکھے ہین مشبیہ کے تین فرقہ) جہمیہ خراریہ نجاریہ کلابیہ جبریہ قدریہ مہدویہ صوفیہ ایک ایک فرقہ وہابیہ کے چار فرقہ محمدیہ سعودیہ اسمعیلیہ یا اہل حدیث صوفیہ احمدیہ پیدایش وہابیونکی دوغلی ہے موجد اس فرقہ کا عبدالوہاب نجدی ہے شامی نے حاشیہ درمختار مین انکو بذیل خوارج لکھا ہے۔

لیکن درحقیقت یہہ خوارج سے علحدہ ہین نسب پدری تو انکا عبداللہ ابن سبا یمنی صنعانی سے ملتا ہے اور نسب مادری خوارج فرقہ ذو ثدیہ پر منتہی ہوتا ہے درحقیقت یہ لوگ مسلمان نہین ہین رسول اللہ اور اونکی خاندان سے انکو عداوت ہی اب باقی متخلفین ثقلین کے ادنی گروہ جنکو ہم نے بلفظ مذبذبین بین ذلک لکھا ہی اونکے کل تینتیس فرقہ ہین جنمین سے بیس تو معتزلہ کہلاتے ہین اور بارہ مرجیہ کہلاتے ہین۔ معتزلہ کے بیس فرقے ہین۔) واصلیہ عمریہ ہزیلیہ نظامیہ اسواریہ

اسکافیه جعفریه بشریه مروانیه شامیه صالحیه حائطیه حذبیه
معمریه ثمامیه خیاطیه جاحظیه کعبیه جبائیه بهشمیه۔

اسطرح کل بہتر فرقے متخلفین ثقلین کی ہوے۔

یہہ جملہ فرقے اگرچہ عقاید مین بالکل ایک دوسرے کی مخالف ہین بلکہ ہر شخص کا ایک ذاتی عقیدہ اوسکی ساتھہ ہے لیکن باعتبار تقلید فقہی مفصلہ ذیل فرقون پر اونکا انقسام ہے۔

اول حنفی منسوب بہ ابوحنیفہ بن نعمان بن ثابت کوفی جسمین اکثر فرقات معتزلہ و مرجیہ و جبریہ وغیرہ متفرق فرقات داخل ہین دوم شافعی سوم حنابلہ منسوب بہ امام احمد بن حنبل چہارم مالکی منسوب بہ امام مالک بن انس پنجم وہابی اور اوسکے مفصلہ ذیل فروع ہین محمدی منسوب بہ محمد بن عبدالوہاب ششم سعودی منسوب بسعود شاگرد عبدالوہاب ہفتم اسمعیلیہ منسوب بمولوی اسمعیل صاحب تقویۃ الایمان اور اسکی قریب قریب بلکہ اسمین داخل حضرات عامل بالحدیث ہین جو غیر مقلد ہی کہلاتے ہین ہشتم صوفیہ۔ احمدیہ منسوب سید احمد موجد اس مذہب کی کھی اسمعیل اور مولوی عبدالحی ہین انہین نے مذہب صوفیہ کو الٹ دیا ہی۔ انکا عقیدہ ہی کہ سید احمد مہدی موعود ہین موت اونکو نہین ہے اور ارشادات مین اونکے درج ہی کہ صوفیہ کے چارون خاندان کے سرگروہون کی روح نے سید صاحب کو بحکم خدا تلقین فرمائی اسلئے یہہ چارون طریقون مین مرید کو بیعت کرتے ہین یہہ بھی عقیدہ ہی کہ جب سید صاحب مکہ معظمہ سے ہندوستان کو واپس تشریف لانے لگے تو روح کعبہ جناب باری مین زار زار روی اور عرض کی کہ الہی مجھسے ایسا کیا گناہ سرزد ہوا ہی کہ مجھہ سے سید صاحب جدا ہوتی ہین اونکا وجود باوجود میرے کمال فخر و ناز کا باعث تہا اب میرا فخر بالکل زایل ہو گیا جناب باری سے خطاب ہوا کہ ای کعبہ تو رنج مت کر اور غم نکہا۔ ہم نے سید صاحب کو بڑی اہم کام پر تعینات کیا ہی (یعنی نجات نیچ کر نیچر
باقی اکثر فرقات مجتہد غیر معین کی تقلید کرتے ہین نہم صوفیہ عقاید مین بالکل نواصب کی مخالف

ہین حضرت علی کو جمیع صحابہ سی افضل جانتی ہین فقہ مین اکثر مقلد امام ابوحنیفہ کے ہین اور بعض حنبلیہ اور شافعیہ ہین مگر حنفیہ وحنبلیہ زیادہ ہین اور شافعیہ ومالکیہ غیر مقلد کم ہین دہم مہدویہ جن کو غیر مہدی بھی عوام بولتی ہین علاقہ جینپور وبرہانپور وحیدرآباد دکن مین ان لوگونکی بہت بڑی گروہ ہے۔

خلفاء اربعہ کو برحق جانتی ہین اسلئی زمرہ نواصب مین گنی جاتی ہین مذہب انکا ائمہ اربعہ سی علیحدہ ہی مگر لب لباب اوسکا ہی صفات آلہیہ اور اعتقادات رسالت وامامت مین مثل دیگر فرقات نواصب کے فاسد العقیدہ ہین ہر گانو مین انکی اجماع قایم ہوتا ہی پیر ومرشد سردار اجماع کا ہوتا ہے انکی جبرئیل کے نام رقعہ لکھکر بہشت مین جگہہ دلادیتا ہی۔ علی العموم اس مذہب کے لوگ افغان سپاہی پیشہ ہین کچھہ پیرزادی جو اپنی آپ کو مہدی صاحب کی اولاد مین بیان کرتی ہین وہ بہت بڑے قابل تعظیم ہین پیر ومرشد اور سر اجماع انہین مین سے ہوتا ہی یازدہم اشاعرہ۔ دوازدہم ماتریدیہ سنہ ۳۰۰ ہجری مین سے قبل معتزلہ اور نواصب علیحدہ علیحدہ عقیدے رکھتے ہین اس سال مین ابوالحسن اشعری اپنی استاد گلاب سی جدا ہوکر بانی مذہب اشاعرہ کا ہوا یہہ شخص ابوموسے اشعری کی اولاد مین تھا۔ فرقہ معتزلہ اوسوقت تک ابوعلی جبائی کا مقلد تھا اور نواصب ابوحنیفہ کے مقلد تھے پہر ایک عرصہ کے بعد فرقہ ماتریدی نکلا اور یہہ دونون فرقہ عقاید مین ملی جلی ہین بلکہ ماتریدی اشاعرہ کی شاخ تصور کیجاتی ہی صفات آلہی کو زاید بر ذات آلہی قیاس کرتی ہین یہہ بہی عقیدہ ہی کہ افعال آلہی اصلا معلل باغراض وغایات نہین ہین حالانکہ قرآن شریف مین وارد ہی قولہ تعالی اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاکُمْ عبثا یعنی آیا تم خیال کرتی ہو کہ ہمنی تمکو عبث وفضول پیدا کیا ہی۔ پس جو شخص برخلاف آیت قرآنی یہہ عقیدہ رکھی کہ خداتعالی کے افعال اصلا معلل باغراض وغایات نہین ہین وہ ہرگز ایمان سی بہرہ نہین رکھتا گرچہ اسی جہہ سی وہ ایمان سی خارج نہین ہوتا ہی کہ قرآن کی مخالفت کرتا ہی بلکہ ایسا عقیدہ اسلئی صریح کفر ہی کہ اسمین خدا اور اسکی صفات کا انکار مضمر ہی انکا نسبت کلام آلہی یہہ —

عقیدہ ہے کہ وہ نہ از جنس حروف و اصوات ہے نہ از قبیل انشاء و اخبار ہے چنانچہ امام شافعی نے نسبت شیخ اشاعرہ یہ لکھا ہے

لیت شعری ما للاشعری لم یحصل مطلب الکلام کالنزول والعین والید والقدم وغیر ذلک فانه ذهب الی ان کلا من ذلک مما یجب الایمان به والکیفیة مجهولة والسوال عنه بدعة فلا ادری لم فر عن حقیقة الکلام الی المجاز البعید ثم قال واعلم انه قد یدعو الی عقیدة جدیدة بمجرد اقتباس وقیاس لا اساس له مع انه مناف لصریح القران وصحاح الاحادیث مثل ان افعال الله غیر معلل بالاغراض

یعنے کیا ہو گیا ہی (کیا خدا کی پھٹکار ہو گئی ہے) اس شیخ اشعری کو کہ قرار دیتا ہی کہ کلام الٰہی بے مطلب ہی یعنے اوسکا قول ہی کہ تکلم الٰہی نہ از جنس حروف و اصوات ہی نہ از قبیل انشاء و اخبار ہی گویا محض بے معنی ہے ایسا ہی نزول مین (کہ بعض روایت مین وارد ہی انه ینزل فی کل لیلة جمعة ۔) اور لفظ ید و عین و قدم وغیرہ مین کہ خود کہتا ہی کہ ان مین سے ہر ایک پر ایمان لانا لازم ہے اور کیفیت اوسکی مجہول ہی یعنی ہم نہین جانتے اور سوال کرنا اوسکے بارہ مین بدعت ہی تاکہ ہم محفوظ رہین ارتکاب مجاز بعید سے تفسیر کلام حقیقے مین پھر کہتا ہے کہ شیخ اشعری کبھی ابداع اور اختراع عقیدہ جدید کی کرتا ہی بمجرد اقتباس قیاس بے اساس کے باوجودیکہ وہ منافی صریح ہے قران شریف اور احادیث صحیحہ کی جیسے کہ کہا ہی کہ اللہ کے افعال معلل باغراض نہین ہی ۔

اہل سنت اگرچہ مناظرہ کے وقت اشعری ہونے سے انکار کرین لیکن انکار اونکا قابل اعتبار نہین ہے خود شاہ ولی اللہ صاحب نے ابوالحسن اشعری کو مجدد تیسری صدی کا اسطرح قرار دیا ہی کہ پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز اور دوسری کی اخیر پر امام شافعی اور تیسری مین ابوالحسن اشعری متکلم پیدا ہوا مذہب حنفی کے شعبے اور گروہ اشعری و ماتریدی کی بعد مندرجہ ذیل فرقے اور ہین مرجیہ جنکا عقیدہ ہی کہ جس مکلف نے لا الہ الا اللہ کہا بخشا گیا پھر کیسا ہی گنہگا

گناہ کرے دوزخ مین نجائیگا۔

جہمیہ	انکا قول ہی کہ ایمان صرف اللہ کی اور رسول کے معرفت ہی اقرار و تصدیق کچھ نہین
صالحیہ	ایمان معرفت ہی اور کفر جہل ہے۔
شمریہ	ایمان فقط معرفت اور محبت اور خضوع اور اقرار وحدانیت ہے
یونسیہ	عقیدہ بالا۔ اور یہ کہ اگر صفات ایمانسی اگر ایک نہو تو وہ کافر ہی۔
یونانیہ	جو بات عقل مین نہ آوی اسکو نکرنا چاہئی۔
مرسیہ	شمس کو سجدہ کرنا کفر ہے۔
کرامیہ	ایمان تصدیق قلبی سے علاقہ نہین رکھتا فقط اقرار زبانی کافی ہی منافق بھی مومن ہے
مشبہہ	اسکے تین فرقہ ہین اور تینون کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالے جسم رکھتا ہی
ہشامیہ	اللہ تعالے جسم عریض وطویل عمیق رکھتا ہی حرکت کرتا ہی کہ اٹھتا ہی بیٹھتا ہی
مقاتلیہ	اللہ تعالے جسم رکھتا ہے صورت اوسکی مثل آدمی کی ہی اور خون و گوشت بھی ہے جوارح اور اعضا بھی ہین مثل زبان سر گردن کے
سالمیہ	خداوند تعالی قیامت کی دن انسان کی صورت مین ظاہر ہوگا
کعبیہ	خدا سمیع و بصیر نہین ہی۔
جبانیہ	اللہ اپنی بندونکا مطیع ہی جیسا کہ تذکرۃ الاولیا مین قصہ ابوالحسن نوری بڑی ولی اللہ کا لکھا ہی کہ کسینی اونسے پوچھا کہ خدا تمہاری ساتھہ کیا کرتا ہی بولی کہ مین جب حمام مین جاتا ہون تو خدا دروازہ پر بیٹھا ہوا میری کپڑونکی حفاظت کیا کرتا ہی۔
معمریہ	خدای تعالے لون طعم اور رایحہ اور موت و حیات پیدا نہین کرتا ہے ان سبکو اوس شی کا جسم اپنی طبیعت سی پیدا کر لیتا ہی۔
جبریہ	انسان مجبور ہی ہر معصیت خدا کرتا ہی پس اگر سزا دی تو ظلم ہے اور اگر خدا ظالم نہین تو بہشت اور دوزخ اور قیامت اور محشر کچھہ چیز نہین۔

یہہ فرقات تو حنفی مذہب کے قدیمی ہین جدید فرقات کی کچہہ شمار نہین اصول و عقاید مین ہر ایک نئی نیا رنگ پیدا کر رکہا ہے۔ کوئی خارجی ہے۔ کوئی ناصبی ہے۔ کوئی وہابی ہے کوئی بدعتی ہے کوئی صوفی ہے کوئی ملحد ہے کوئی دہریہ ہے کوئی نیچریہ ہے وہ اپنی کوٹ پتلون ہی سنبہالے پہرتے ہین گلا گہونٹی مرغی اپنے گہر مین اور عیسائی کے ہین سور حلال ہے شیطان مجسم سے انکار ہے طاعت اور عبادت گورنمنٹ کی نوکری معصیت تعزیرات ہند کی مخالفت ہے اصل یہ ہے کہ دنیا بہت بڑی شی ہے یہ بیچارے اپنی متقدمین سے جب بہی اچہے ہے انہون نے تو حکام کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے خدا اور رسول اور امام برحق بالکل چہوڑ دیا تہا بلکہ اہلبیت پیغمبر کا خون حلال سمجہہ لیا تہا۔

غوثیہ ایک فرقہ یعنے اصحاب مولوی غوث علی صاحب کا مقولہ ہے کہ شیطان بڑا عاشق صادق پروردگار کا ہے وہ قابل رحم ولعن نہین ہے بلکہ نہایت تعظیم کے قابل ہے دیکہو تو اوسکی عاشقی کہ ہر چند خدا تعالی نے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کر مگر ہرگز سجدہ نکیا اور یہی جواب دیا کہ جب ہم تجہہ کو سجدہ کر چکے ہین تو غیر کو ہرگز نہ کرینگی۔ خدا کی قدرت ہے کہ آدم کی اولاد مین اتنی مدت کے بعد شیطان کے بہی ہوا خواہ پیدا ہو گئے ان مولوی غوث علی صاحب کا مقولہ ہے کہ ایک شب مین مجلس رسول خدا مین حاضر ہوا تو دیکہا کہ دوسری جانب مجلس یعنی سبہا کرشن مہاراج کی لگی ہوئی ہے مجہے دیکہکر کرشن مہاراج نے حضرت سے فرمایا کہ کیون حضرت آپ مولوی جی کو نہین فرماتے ہین کہ مسلمانی مین کیا چیز نہین ہے جو اور طرف یعنی ہندو کی طرف متلاشی ہین اسپر حضرت بولی کہ مہاراج انکو کچہہ تم ہی سمجہا دو گے (اسکے معنے ہین کہ بیرونہ یا خشکہ اگرچہ گندہ لیکن ایجاد بندہ) اگر کسی کو ان قصون کی نسبت کسیطرح شک ہو تو مولوی غوث علی صاحب کی ملفوظات ملاحظہ فرماوین مولوی گل حسن صاحب اونکے خلیفہ نے طبع کرائی ہے اور جیپور مین عبدالرحمن خان صاحب ساکن گنج پورہ علاقہ کرنال کے پاس موجود ہے وہ جیپور مین چابک سوارونکے محلہ مین

رہتے ہین ہفت طبقہ۔ اس مذہب مین بڑے نامی گرامی علماء داخل ہین جیسے ہمارے
مولوی محمد قاسم صاحب و محمد احسن صاحب نانوتوی و مولوی امیر احمد و مولوی امیر حسن و مولوی
عبد الحی صاحب مشاہیر علماء انکا عقیدہ ہی کہ جناب محمد مصطفی صلعم خاتم النبین و رحمۃ اللعالمین
نہین ہین بلکہ زمین کے ساتھہ طبقی ہین اور اونمین سے ایک یہ طبقہ ہی جسمین ہم لوگ ادم ؑ
کی اولاد رہتی ہین اور چھہ طبقے اور ہین اونمین بھی ہر طبقہ مین مثل ہماری حضرت کی
خاتم المرسلین پیدا ہوی ہین یا ہونگی ایک فرقہ علماء بریلی و رام پور اسکے مخالف ہی چند
رسالہ و کتب باہم ایک دوسرونکی تردید مین لکھی گئی ہین۔

چنانچہ ایک رسالہ تنبیہہ الجہال مصنفہ علماء بریلی میری پاس بھی موجود ہے۔

ایک فرقہ مولودیہ ہی۔ انکا عقیدہ یہ ہی کہ مولود شریف پڑھنا بزرگونکی ارواح کو ثواب پہنچانا
بہتر ہے۔ دوسرا فرقہ مخالف کہتا ہے کہ نعوذ باللہ کہ قبر رسول تو مثل صنم اکبر کے ہے زیارت
قبر بھی حرام ہے مولود بلا التزام روشنی و تقسیم شیرینی و قیام وغیرہ بدعات کی بہی سخت
گمراہی اور قریب کفر ہی مردہ کی روح کو ثواب پہونچانا اوسکا سوم دہم بستم چہلم کرنا تو
صریح کفر ہے۔ یعنی مرگئے مردود فاتحہ نہ درود اونکا کلمہ ہے۔

فصل در بیان عقاید فاسدہ اہل التسنن

واضح ہو کہ ہمارے بعض مخاطب فی ۷۲ فرقات غالیہ کے عقاید لکھہ کر شیعون پر الزام
لگاتا ہے اور اپنی گریبان مین مونہہ ڈال کر نہین دیکھا کہ در اصل غلات کی عقاید انہین
حضرات مین مروج ہین ہمنے کسی شیعہ کا عقیدہ نہین سنا کہ وہ حضرت علی یا کسی
دوسری انسان کی نسبت الوہیت کا یقین رکھتا ہو تو ہم اوسکو کافر سے بدتر
سمجھتے ہین برخلاف اسکی اہل التسنن ایسے فاسد عقیدہ رکھنی والونکو اکابر دین اور
عظماء ملت تصور کرتے ہین۔ اور در اصل جنکو غلات شیعہ کہتے ہین وہ صوفی

۲ اور اگر ایسا عقیدہ کوئی شخص رکھتا ہو۔

ہین جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۷۲ مین خوارج کے تین گروہ ہو جانا درج ہی معتزلہ اصحاب الرای
غلاۃ متصوفہ اگرچہ نسبت عقاید و تشریح فرقات غلات ہمارے مخاطب نی بہت کچھہ تصرف کیا ہی
اور بر خلاف مضمون تنبیہ الطالبین کے بہت سی باتین عقاید کی اپنی دل سی تجویز کرکے
لکھدی ہین مگر تاہم ہم یہ ہی کہینگی کہ غلات شیعہ عقاید مین بہ نسبت گروہ صوفیہ بہت راہ راست
پر ہین یہہ امر تو صریحی ظاہر ہے کہ کوی شخص جسمین کچھہ بھی عقل کا اثر موجود ہے
یہہ ہرگز عقیدہ نہین رکھہ سکتا کہ حضرت علی خدا تھی ہان صوفیونکے سے اقوال اونکے بھی
ہوئے لیکن اونکو اہل خلاف نی بوجہہ دشمنی مطعون کر دیا جیسا کہ اس زمانہ مین ہی باوجودیکہ
اہل تشیع عام لوگون پر ظاہر ہے مگر تاہم طرح طرح کے الزامات قایم کرتے ہین۔
کبھی کہتے ہین کہ انکا مجتہد اخی جبریل کو رقعہ لکھوا کر بہشت مین مکانات دلواتا ہی حالانکہ
عام لوگ جانتے ہین کہ یہ خاص طریقہ تو ہماری مخاطب صاحب کے برادر افغانان مہدو
مین شایع ہے اور شیعہ مفت بدنام ہوتی ہین ایسا ہی دیگر الزامات کا حال ہی ہمنی
شواہد النبوت مین ایک قصہ دیکھا ہے کہ اسکا راوی بیان کرتا ہی کہ مین کوفہ مین جاکر
چرچا سنا کہ ایک شخص نے دعوے نبوت کا کیا ہی اور حاکم نے اوسکو قید کر رکھا ہے مجھی اوس سے
ملنے کا شوق ہوا۔
مین اوسکے پاس گیا اور حال دریافت کیا کہ کیا تو نبوت کا دعوے کرتا ہی اوسنی جواب دیا
استغفر اللہ مین کیا کافر ہون کہ نبوت کا دعوے کرون مجھہ سے تو یہ خطا البتہ سرزد
ہوی ہے کہ امام علی تقی یا امام علی نقی علیہم السلام کا ایک معجزہ مین نی لوگون سے بیان
کر دیا تہا کہ مجھکو ایک شب کوفہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے پھر کوفہ لاے۔
دشمنون نے براہ عداوت مجھپر الزام لگاکر مقید کر دیا ہے۔ یہ بھی حال غلات
کا سمجھنا چاہیے ورنہ ظاہر ہو کہ اہل خلاف کی فاسد عقیدہ غلات سے کئی درجہ بڑھے ہوے
ہین اگر غلات اس باتکے قایل ہوے ہین کہ حضرت علی مرتضے یا دیگر۔

ائمہ علیہم السلام مظہر خدا تھے تو عام صوفیہ کا یہہ عقیدہ ہے کہ ہر شے یعنی سگ وخوک تک بھی مظہر خدا ہین منصور نے علی الاعلان خدائی کا دعویٰ کیا غالی نہوا بلکہ ولایت بدستور قایم رہی رسول اللہ صلعم کو عام صوفیہ احمد بے میم یعنی احد کہتے ہین اور یہہ صریحی شرک ہے مگر انکو کوئی الزام نہین دیتا

مقابلہ عقائد فاسدہ اہل سنت وغلات

اگرچہ حضرت غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین بارہ ۱۲ فرقے غلات کے لکھکر چند عقاید فاسد نسبت الوہیت درج کئے ہین اور ہمارے مخاطب نے بہت سے طبع زاد فاسد عقائد بنا کر لکھے ہین مگر ہم مقابلہ کے لئے مخاطب صاحب کی طبع زاد عقائد کو بھی قایم کر کے اہلسنت وجماعت کی ممدوح فرقے کے عقائد فاسدہ مندرجہ اظہار الہدیٰ کو دیکھا تو وہ مندرجہ ذیل تیرہ ۱۳ قسم کے پائے گئے ہین اسلئے ہم مقابلہ کے لئے ہر ایک عقیدہ غالی اور سنی کا بمحاذی لکھکر قلم کرتے ہین۔

عقائد فاسدہ غلات مندرجہ اظہار الہدیٰ	عقائد فاسدہ غلطاء اہلسنت وجماعت
نمبر۱ حضرت علی یا دیگر ائمہ معبود ہین۔ نمبر۲ معبود اور عبد ایک شے ہی۔	غلطاء اہل تسنن نے ادنی ادنی درویشوں کو خدا قرار دیا ہے بلکہ خود دعویٰ انا الحق کیا ہے پیرونکی قبر کو سجدہ کرتے ہین رسول اللہ صلعم کو احمد بے میم کہکر واحد ولاشریک قرار دیتے ہین یعنی منصور حلاج نے انا الحق کہا۔ مولانا روم نے بایزید کا قول لکھا ہے + چند جوئی بر زمین و بر سما + نیست اندر جبہ ام الا خدا + شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے دیوان فارسی

	مین فرماتے ہین۔ محی را آندم کہ آمر پدیدہ ام ہیچ موجودی نبود از ہیچ باب۔ شاہ خلیل الرحمان صاحب فرماتے ہین۔ تضمین مین کہین روپ انوپ دکہاوت ہی کہین احمد بن اوت ہے کہین احد کا جلوہ دکہاوت ہے کہین لاشی خود فرماوت ہے۔ رسول کریم احمد بے میم تو بڑے بڑے ربانی بول اوٹھتے ہین۔ پہر مولانا روم مثنوی مین فرماتے ہین **شعر**۔ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ خود بود کہ خود بر سر بازار بر آمد۔ علاوہ ازین عبدیت کا اطلاق تو فقط انسان پر ہی ہوتا ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اگر غلات نے انسان اور خدا کو ایک شے سمجہا تو فریق مخالف نے ہر حیوان بلکہ سگ و خوک کو بہی معبود ہی سمجہ لیا اور صاف اقرار کیا کہ نعوذ باللہ
عقاید فاسدہ غلات منسوبہ حضرات اطہار اہلبیت نمبر ۳ - امام جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی ہے۔	**عقاید فاسدہ عظماء اہل سنت** ہر سگ و خوک مین خدا نے حلول کیا ہے بموجب عقاید اہل تسنن ہر بنگ نوش درویش پر بہی وحی آتی ہے خود حضرت غوث الاعظم کے دیوان کا شعر مقطع جو اوپر لکہا گیا ہے وحی کی دلیل ہے پہر اسی غزل مین فرماتے ہین۔

بندہ اگر بنگ خوردی ور شراب
توبہ کن آمرزیت بے پیچ و تاب

اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ یہہ خطاب خدا کیطرف سے ہے یا نہین اگر ہے تو کسپر اور کس ذریعہ سے نازل ہوا ہے اور اگر فقط حضرت غوث الاعظم کا ہی کلام ہے تو صریحًا اوس حالت کا ہے کہ جب وہ اپنے آپکو خدا سمجھے ہوئے تھے اہل سنت روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کے نزع کے وقت جبکہ روح نے بدن سے مفارقت نہ چاہی تو خدا تعالی نے بہشت مین ایک حور کو میری شکل مین متمثل کر کے حضرت کو دکھلائی تب فوراً آپکی روح مطہر جسم سے پرواز کر گئی۔ مدارج النبوت مین یہہ روایت موجود ہے۔ پس سوال ہے اہل تسنن سے کہ بغیر نزول وحی یہہ حال حضرت عائشہ کو کیسے معلوم ہوا اگر وحی نازل نہین ہوئی تو کیا جھوٹھہ ہو یہہ حضرت عائشہ نے یہہ قصہ بنالیا صوفیہ کو جانے دیجئے وہابیون کی لیجئے مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی و مولانا محمد عبد الحی برہانوی ملفوظات احمدیہ

مین لکھتے ہین کہ جب سید احمد صاحب نے
مکہ معظمہ سے کوچ کا ارادہ کیا تو کعبہ کی روح خدا تعالے
کے سامنے جاکر روئی اور بہت واویلا کرکے فریاد کی
کہ الٰہی مجھسے ایسا کیا سخت قصور سرزد ہوا ہے کہ
سید صاحب کے قدم مبارک کے فیضان سے
مین محروم کیا جاتا ہون مجھہ کو اون کے وجود باجود
سے نہایت ہی فخر اور ناز تہا خدا تعالیٰ نے روح کعبہ
کو جواب دیا کہ تو مت گھبرا ہم سید صاحب کو ایک
بڑی اہم کام پر تعینات کرتے ہین ۔ اب کوئی
نواصب سے پوچھے کہ کیا حضرت امام جعفر صادق
کا درجہ سید احمد صاحب سے بھی کم تہا کہ اونپر وحی نازل
ہونیکا عقیدہ کفر ہو جائے اور سید احمد صاحب
پر وحی نازل ہونا داخل رکن ایمان وہابیہ
سمجہا جاوے یا کسی غریب نے کوئی ایسا ہی قصہ ائمہ
کی نسبت بیان کر دیا تو اوسکو منسوب وحی
کر دیا جاوے اور اپنے بزرگون کے ایسے قصون کو
اور انکی نسبت خدا کے گہر کے حالات معلوم ہونے
کے ذریعہ کو دوسرے نام سے موسوم کر لیا جاوے
جیسا کہ اگر شیعہ تقیہ کرین تو نفاق کہلاوے اور
مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
تقیہ کرین تو توریہ نام ہو جاوے ۔

نمبر ۴۴ - خدا نے پانچ شخصون کے جسم مین حلول کیا یا جملہ انبیاء و اوصیاء مین یا محمد و علی و محمد حنیفہ مین -

اکابر و عظما اہل سنت کا مقولہ ہے کہ خدا ہر انسان و حیوان مین حلول کرتا ہے بلکہ انسان کے سر پر مثل دیو بھوت کے خدا آتا ہے جیسا کہ کتاب تذکرۃ الاولیاء شیخ فریدالدین عطار مین بذکر ابوالحسن نوری لکھا ہے کہ اگر کسی شخص پر دیو و پری کا سایہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آپکو وہی دیو یا پری کہنے لگتا ہے ایسا ہی جسکے سر پر خدا چڑھتا ہے وہ شخص اپنے آپکو خدا کہنے لگتا ہے چنانچہ مثنوی معنوی مین بھی یہہ مقولہ مندرج ہے شعر - چون پری غالب شود بر آدمی می برد از انس جنس مردمی - چون پری را این دم و قانون بود + خالق جن و پری خود چون بود + علاوہ ازین صوفیہ کرام سگ و خوک مین بھی حلول و ظہور الہی واجب جانتے ہین چنانچہ صاحب خلل و نحل نے مناظرہ صوفی و متکلم درج کیا ہے کہ متکلم گفت کہ من بیزارم ازان خدا کہ در سگ و خوک حلول و ظہور نماید - صوفی گفت من بیزارم ازان خدا کہ در سگ و خوک ظہور و حلول نماید قصہ مختصر خدا سے دو نون بیزار اور خدا بھی

دونون سے بیزار

نمبر ۵ تناسخ یعنے اواگون کے قائل ہین ۔

غلات سے زیادہ علماء اہل سنت تناسخ کے قائل ہوئے ہین مولانا رومی مثنوی مین فرماتے ہین ۔

شعر

هفصد و هفتاد قالب دیده ام ؎
همچو سبزه بارها روئیده ام

نمبر ۶ ۔ عالم قدیم ہے بہشت اور دوزخ کوئی چیز نہین ہے ۔

اہل سنت مین بہت بڑا گروہ دہریہ ہے اور اون کا یہہ ہی عقیدہ ہے کہ عالم قدیم ہے پر موجودات بغیر خالق کی اجسام کی تاثیر سے پیدا اور فنا ہو جاتی آپکے عقیدہ مین خدا کوئی شے نہین ہے زمین اور گردش فلکی سے موجودات پیدا ہوتے ہین اور پھر بعد فنا پیدا ہو جاتے ہین ۔ علماء صوفیہ بھی اسمین ہمداستان ہین ملفوظات قدوسیہ مین ہے کہ موجوات کی پیدایش اور پھر فنا ہوکر خداوند تعالے کے جسم مین شامل ہو جانیکی مثال یہہ ہے کہ خداے تعالے مثل سمندر کے ہے جبکہ سمندر سے بادل اوٹھکر زمین پر برستا ہے تو صدہا ندی نالہ نہر دریا زمین پر بہتے ہین کوئی جھیل تالاب کہلاتا ہے

کسیکو ندی نالہ نہر دریا بولتے ہین مگر بالاخر
وہ سب جو اوس بادل برسنے سے پیدا ہوئے
تھے سمندر مین جا ملتے ہین اور پھر اسطرح سمندر
سے بادل برسکر ندی نالے بہتے ہین اور سمندر
مین ملجاتے ہین وحدت سے کثرت
ہوجاتی ہے اور پھر کثرت سے وحدت ہوجاتی
ہے یہی حال عالم کا ہے پھر فرمایا کہ کیسی
قیامت اور کیسا محشر اور کیسا دوزخ اور بہشت
اور کجا جزا و سزا۔

غلات نے تو ابر کا پردہ بھی رکھا ہے مگر مذہب
امام احمد بن حنبل کا یہ تو عقیدہ ہے کہ خداوند
تعالے ہر شب جمعہ کو موتیون کی نعلین پہنے ہوئے
خچر پر سوار ہوکر بام مساجد پر نزول فرماتا
ہے اسلئے جمیع حنابلہ شب جمعہ کو اپنی مساجد
کے بام پر ہری ہری گھاس اور دال نخود
رکھتے ہین تاکہ خداوند تعالی کا مرکب بھوکھا
نہ جاوے مذہب حنابلہ چوتھا مذہب
اہل تسنن کا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی
اسی مذہب مین تھے۔ روایت نزول کے تمام
سنی قائل ہین۔ اشاعرہ بھی باوجود
مجہول ہونے اسکی کیفیت کے اسپر ایمان لانا

نمبر ۲ خداوند تعالے پردہ ابر کرکے زمین پر اوترتا ہے

واجب جانتے ہین۔

صوفیہ کے گہرون مین خداوند تعالیٰ مہمان ہوتا ہے اعاظم صوفیہ مین سے فرماتے ہین۔ شعر

امروز شاہ شاہان مہمان شدست مارا ✤

جبریل با ملائک دربان شدست مارا ✤

یہہ تو غلات پر صریحی تہمت ہی مگر اکابر علماے اہل سنت و اعاظم فضلاء وہابیہ و اہل حدیث کا البتہ یہہ عقیدہ ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات خاتم النبیین نہین ہین اس سبب کے علماء کے دو گروہ ہین۔ اول علماء وہابیہ کیطرف سے یہہ فتویٰ دیا گیا کہ محمد مصطفےٰ کو خاتم النبیین کہنا نہین چاہیے۔ باین حجت کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق ہے۔

ممکن ہے کہ وہ دوسرا نبی مبعوث کرے۔ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے بہی یہہ ہی فتویٰ دیا تہا۔ جسپر مولوی شیخ محمد صاحب مرحوم ساکن مدین تہانہ بہون نے تردید لکھکر باجازت وفتویٰ علماے حرمین شریفین اس عقیدہ والون کی تکفیر مشتہر فرمائی۔ بعد ازان دوسرا گروہ علماے اہل سنت و جماعت اس حجت سے منکر ختم المرسلین آنحضرت صلعم کا ہوا کہ اس زمین

نمبر ۹ رسالت و نبوت ختم نہین ہوئی حضرت محمد مصطفےٰ کے سوا اورون کی نبوت کے بہی قائل ہین

کے سات طبقے ہین اور ہر طبقہ مین جدے جدے پیغمبر اور بھی گذرے ہین جیسے ہمارے حضرت اس طبقہ مین پیغمبر ہوے ویسے چھ طبقے جو اور ہین اونمین ایک ایک پیغمبر علاوہ ہمارے پیغمبر کے ویسے ہی شان کا مبعوث ہونا جایز ہے بنیاد اس مذہب کی مولوی عبدالحی سے ہوی پھر مجتہد اسکے مولوی امیر احمد اور امیر حسن ہوے اور بعد انکے بریلی مین ایک گروہ علما موید اس مذہب کا ہوا جنکے سرگروہ مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی ہوے پھر تردید کی اس مذہب کی بعض علما بریلی اور رامپور اور دہلی نے اور بعد ازان تبایید اس عقیدہ کے تردید علماء رامپور بریلی کی کری مولوی محمد قاسم صاحب نے یہانتک کہ فریقین مین رسالہ تصنیف ہوگئے از انجملہ ایک رسالہ مسمی بہ تنبیہ الجہال علماء بریلی نے اس عقیدہ کے تردید مین تالیف ہو شایع کیا جسمین مفصل حال اس عقیدہ کے لوگونکا درج ہے۔

نمبر ۹ نبوت و رسالت مین حضرت علی شریک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے

کتب احادیث و سیر معتبر اہل سنت مین بہت روایات صحیحہ ایسی موجود ہین کہ جنسے بہت سی صفات نبوت مین شرکت حضرت

علی مرتضےٰ و دیگر ائمہ اہل بیت ثابت ہوتی ہے۔
مثلاً تطہیر و عصمت شرکت درود و سلام
بحالت جنابت مسجد مین جانا۔ مال غنیمت مین
مثل آنحضرت کے اختیار ہونا۔
خمس مین شریک ہونا صدقہ حرام ہونا۔
تبلیغ احکام و رسالت کرنا مثل تبلیغ سورہ
برات مثل رسول اللہ کے مولاء مومنین ہونا
بشہادت من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ مثل خدا
و رسول کے حاکم واجب الاتباع مسلمانون کا
ہونا بشہادت آیۂ انما ولیکم اللہ وحدت
نور وحدت خلقت و طینت وحدت گوشت
و خون نفس رسول مین داخل ہونا۔
حدیث منزلت مین موسیٰ و ہارون کے مثال دنیا جانا
بعد رسول اللہ صلعم کے ہادی امت اور امام پیشوا
واجب الاتباع ہونا وغیرہ وغیرہ یہہ غلات نے بھی
کیا غلطی کی ہے مگر حقیقت یہہ ہے کہ اگر غلات مثل
غلطہاے اہل سنت حضرت علی کے سوا کسی ادنیٰ
درجہ کے امتی کو شریک نبوت قرار دیتے تو مورد
لعن ہوتے۔ کسی عمر و زید کی راے پر وحی
کا نازل ہونا۔ یا حضرت غوث الاعظم کا شریک
معراج ہونا۔ غالی ہی عقیدہ رکھتے ہین اب

صاحب کے نزدیک معذور سمجھے جاتے۔

بھلا اس عقیدہ فاسد کا کہین ٹہکانا ہے کہ جب کبھی کسی معاملہ مین رجحان رای سرور عالم صلعم اور حضرت عمر مین اختلاف ہوتا تو وحی حضرت عمر کی راے کے موافق اور رسول اللہ صلعم کی راے کے برخلاف نازل ہوتی گویا نور معرفت اور حکمت نبوت حضرت عمر مین کامل تہے اور رسول خدا صلعم مین ناقص اس سے تو بہتر یہہ ہوتا کہ سنی یہہ ہی عقیدہ رکہتے کہ خدا تو حضرت عمر کے پاس وحی بہیجتا تہا اور جبرئیل حضرت محمد صلعم کو سہواً دیجاتی تہی۔

جیسا ہی یہہ فاسد عقیدہ اہل تسنن زبان زد ہے کہ شب معراج مین ہر موقع و مقام پر رسول خدا سے پہلے حضرت غوث الاعظم موجود ہوتے تہے کوئی پوچہے کہ اس حال کی وحی کسپر نازل ہوئی اور جسپر وحی نازل ہوئی وہ شریک نبوت ہوا یا نہین۔

غلات اگر ایسے برگزیدگان کی نسبت ایسا عقیدہ رکہین تو چندان تعجب نہین علماء اہل سنت کو دیکہیے کہ اون کا یہہ عقیدہ ہے کہ تمام دنیا کا انتظام مردہ درویشون کے سپرد ہے۔

نمبر ۱۔ دنیا کا کام اللہ تعالے نے رسول خدا و علی مرتضے کو سپرد کر دیا۔

حضرت غوث الاعظم تو ہفت اقلیم کے بادشاہ
ہین تمام دنیا کا رطب و یابس اونکی سپرد ہے
پھر ہر ملک اور ہر اقلیم مین ایک پیر مردہ منتظم ہے
جیسے مملکت ہندوستان مین خواجہ معین الدین
چشتی ہین کہ تمام انتظام باطنی ہندوستان
کا اونکے سپرد ہے پھر ہندوستان کے ہر ملک مین
اور صوبہ اور شہر اور قصبہ اور قسمت و ضلع اور قریہ
مین ایک ایک پیر منتظم باطنی ہے جسکو شاہ ولایت
صاحب کہتے ہین اور پھر باہم ان سلاطین باطنیہ
کی سپاہ مین باہم جنگ و جدال ہوتی ہے
جمالیہ کہتے ہین کہ ہندوستان کی باطنے
سلطنت کا قلمدان وزارت حضرت جمال
کی سپرد ہے۔

نظامیہ اپنے ہی پیشوا کے سلطان اولیا ہونیکا
دعوے کرتے ہین۔

صابریہ حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کو
کارپرداز تصور کرتی ہین جس کہ مداریہ شاہ مدار کو
اور سالاریہ سالار کو منتظم عام قرار دیتی ہین شیخ سدو
اور میران اور اللہ بخش بھتنے کو بھی اس منصب سے محروم رکھتی ہین

شعر زمین و آسمان تیرا مکین و لا مکان تیرا
عرش پر دہوم ہے تیری معین الدین اجمیری

نمبر۱۲ مذہب کے لئے جھوٹی گواہی دینا جائز سمجھتے ہیں۔

بنیاد اس مذہب کی عظماء اہل سنت سے شروع ہوئی دیکھیے فرقہ ناکثین بیعت مرتضوی جس وقت معہ حضرت عائشہ مقام حوآت پر پہونچی اور حضرت عائشہ کی سواری پر نالہ کے درمیان کتی بھونکے اور حضرت عائشہ کو فرمان وصیت رسول یاد آیا کہ آنے یاد دلایا تھا کو تو گمراہی پر ہوکر علی کے مخالفت کریگی اور تیری سواری پر کتے فریاد کرینگے اور اوس نالہ کا نام حوات ہوگا حضرت عائشہ نے فوراً سواری اپنی روک لی اور حضرت طلحہ و زبیر اپنے وزیروں کو بلا کر حال بیان کیا طلحہ و زبیر نے اول خود شہادت دروغ ادا کی کہ اس نالہ کا نام حوات نہیں ہی اور پھر ام المومنین کی اطمینان کے لئے چند اشخاص باشندگان نواح سے دروغ گواہی دلوائی پس جبکہ دروغ شہادت دینا انکا ثابت ہی اور صحابیت بھی مسلم ہے اور پھر حدیث اصحابی کالنجوم بھی دروغ نہیں ہی اور افعال طبقہ صحابہ کو سنت قرار دیکر تقلید کرنا عین رکن ایمان اہل سنت ہی تو جھوٹی گواہی دینا جائز کیا۔

یعنی سنت موکدہ اصحاب رسول اللہ سے ایسا ہی شہادت حقہ کا اخفا بھی سے۔

نمبر ۱۲۔ بادشاہ اسلام سے جنگ کرنے کو جائز جانتے ہین۔

کہ شواہد النبوت مین جامی نے لکھا ہے کہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے حضرت علی نے مسجد کے اندر ایک جماعت صحابہ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر شہادت طلب کی اور سوا بارہ شخص انصار کے تمام مہاجرین اور انصار نے برعایت اپنے ہم مذہبون کی شہادت حق سے چشم پوشی اور اغماض کیا۔ اسلیے ثابت ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اداء شہادت دروغ و اخفا شہادت حقہ سنت سلف بلکہ ثواب عظیم ہے۔

بحمد اللہ کہ اسکی بہی بنیاد غلطہا اہل سنت سے ہے جاری ہوئی اور انہیین مین اب تک مروج ہے شاہ ایران کی نسبت تو مخاطب صاحب کا اعتراض محض حماقت سے تہا کیونکہ شاہ ایران ہم بادشاہ اسلام ہین اور مخالف انکا خارج از ایمان ہے لیکن مخاطب صاحب کو انکے بزرگون کے افعال ہم یاد دلاتے ہین۔ بادشاہ اسلام تو کس شمار مین خلیفہ اسلام پر آپکے بزرگون اور پیشواؤن نے فوج کشی اور جنگ و جدال کی ہے سب سے اول طلحہ و زبیر نے عشرہ مبشرہ مین سمجہتے ہو باوجود بیعت کرنے کے خلیفہ برحق یعنے علی مرتضے سے جنگ کرے۔ حضرت عائشہ بہی اسی مذہب کی

مجتہدہ گذری ہین انکے بعد آپکے دوسرے پیشوا امیر معاویہ خلیفہ برحق اور بادشاہ اسلام سے بہتہ لڑائیان لڑے ۔ اسکے بعد وہابیون کے پیران پیر ذونبدیہ اوراوسکے ہم جنس خلیفہ اسلام سے لڑے تو آپ فرماے کہ کیا ایک دنیا کے فاسق و فاجر بادشاہ کا درجہ بہی انکے نزدیک حضرت علی سے زیادہ ہی کہ حضرت علی سے لڑنا جو مثل خدا ورسول سے لڑنیکے ہے انکے نزدیک جائز اور سنت اکابر صحابہ ہوا اور دنیا کے بادشاہون سے لڑنا مذموم سمجہا جاوے ۔ شاہ ایران کا باوجودیکہ شاہ روم سے نہین لڑے اور نہ اونکو بادشاہ اسلام سمجہتے ہین مگر ہمارے مخالفین اونپر اعتراض کردیا لیکن تعجب ہے کہ عبدالوہاب نجدی کے حال پر غور نہ کیا کہ اوسنے سلطان روم کو بادشاہ اسلام جانکر اور اونکی ایک ادنی رعیت ہوکر اوسپر خروج کیا اور بغاوت اختیار کی ۔ فرقہ کے پیشوا کے فعل کو ہمیشہ سند گردانا جاتا ہے اگر غالیون مین سے کسی نے کسی بادشاہ پر خروج ہی کیا ہو تو اون کے عقاید مین داخل نہین ہوسکتا لیکن اہل سنت و جماعت کے عقاید مین یہہ امر داخل ہوسکتا ہے کیونکہ یہہ فعل

اون کے پیشواون مین ثابت ہوئی ہین —
طلحہ زبیر معاویہ خوشندیہ عبدالوہاب سب کے
سب اہل سنت کے امام اور پیشوا اور سردار
ملت اور بانی مذہب ہین —

بیان تشخیص فرقہ حقہ ناجیہ

اگرچہ تمام اہل مذاہب کا عام قاعدہ ہے کہ وہ فقط اپنے آپ کو ناجی اور دوسرونکو ناری سمجھتے ہین مگر اس زبانی جمع وخرچ سے کام نہین چلتا دلیل حقیت مذاہب ایسی ہونی چاہیے کہ اہل خلاف بھی قایل ومعقول ہوجاوین ہمارے مخاطب نے جو اپنی مذہب اور فرقہ کا حق ہونا فقط اس دلیل سے ثابت کیا ہے کہ بہتر فرقے جبکہ شیعون کے ہی ثابت ہوگئے تو تہتروان ناجی قرار پایا گیا اور مجھے خیال اس امر کا اثر پایا — کہ جبکہ تہتروان فرقہ کہہ رہی ہین اور ہمین خود بہتر فرقے موجود جنکی تفصیل مشرح ہم اوپر لکھ چکے ہین اور تمام فرقات خوارج معتزلہ وسنی وناصبی مرجیہ وقدریہ وغیرہ کا شمار کرچکے ہین اس کارروائی ہشمار فرقات سے مولف اظہار الہدی کو سوا ہمارے اسکی اور کوئی نفع نہین پہونچا کہ ایک مرتبہ نزاع کو انہون نے فیصل کردیا قدما ومتاخرین اہل سنت ناحق اصرار کیا کرتے ہین کہ خوارج اور نواصب ہم مین سے نہین ہین نہ معتزلہ وجبریہ کو ہم سے علاقہ ہے نہ مرجیہ اور قدریہ سے ہمارا تعلق ہے اب ہماری خانصاحب کی تحریر سے یہہ سب فرقات ایک ہی مذہب قرار پاکر بہتر وین فرقہ مین داخل ہوگئی گویا ہم ایک دوسرےکو کافر اور مشرک اور زندیق وملحد کہنا ہو مگر یگانگت اور توحد اس ذریعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سبکو سب اہلبیت پیغمبر سے مخالف ہین تو اب مخاطب صاحب کے نزدیک بھی اسلام کے اصولاً دو ہی فرقہ قایم ہوگئی ایک شیعان اہلبیت دوسرے اونکی مخالف اور بالاخر وہی امر مسلم ہوگیا کہ ابتداء اسلام کے دو فرقہ ہوئی ایک وہ جو بعد وفات رسول خدا صلعم اونکی اہلبیت کا مقلد ومتمسک ہوا اور دوسرا گروہ جو مقلد اجماع وخلفاء ثلثہ کا رہا —

اسلئی تمام الزامات مولف کا یہ منشاء نکلا کہ وہ فرقہ جو

جو بموجب ہدایت نبوی متمسک بہ ثقلین ہو اگر امت ہے اور جس نے ہدایت نبوی اور حدیث ثقلین سے دیدہ و دانستہ تخلف کیا اور جسکی پیروی کا حکم نہین دیا اونکو امام و پیشوا بنایا وہ ناجی اور ہدایت یافتہ ہین۔

حالانکہ یہہ امر باتفاق شیعہ و سنی ثابت اور مسلّم ہو چکا ہے کہ جو فرقہ بعد رسول خدا صلعم کے متمسک بقران و اہلبیت پیغمبر ہوا ہے صرف وہی حق پر ہے اور اوسکا مخالف مذہب باطل پر ہے چنانچہ تمام علماء معتبر فریقین اس امر کو تسلیم کر چکے ہین۔ اب فقط دیکھنا اس امر کا باقی ہے کہ منجملہ فرقات اسلام کے کونسا فرقہ مقلد قران و اہلبیت پیغمبر ہے۔

اب اسمین تو شک نہین ہے کہ فریقین نے تمام فرائض کو کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے اور کتاب اللہ کی پیروی مین مخالفین ثقلین کو بھی بظاہر انکار کا موقعہ نہین لا شیعہ اور سنی دونون اپنے آپ کو مقلد قران کہتے اور سمجھتے ہین اگر فرق ہے تو صرف اسقدر فرق ہے کہ کس فرقے نے تو عالم قران سے احکام قرانی کی تعلیم پائی ہے اور کس نے غیر عالم سے بطور خود و طبع زاد اور سنا سنائی عمل کر لیا ہے۔ بعد رسول خدا صلعم جو شخص قابل اسکے قرار پایا ہی کہ وہ عالم کتاب اللہ ہے اور خطا سے معصوم ہے اور قران اوس سے اور وہ قران سے جدا نہو گا وہ بیشک بموجب مسلمہ فریقین علی مرتضےٰ ہے۔ پس جس شخص یا فرقے نے بعد رسول اللہ صلعم قران اور اوسکے احکام کی تعلیم حضرت علی مرتضے سے پائی ہے وہ مقلد قران سمجھا جاویگا اور جسنے اون کے برخلاف فرمایا فرمائی بنکر بغیر سمجھے اوسکے مطالب اور معانی اصلی کے مسائل قرانی اخذ کر لئے ہین وہ مقلد قران نہ سمجھے جاینگے اون کے مسائل تو ایسے ہی ہونگے کہ مسح قدم کی جگہہ غسل قدم اور الی اللیل کی جگہہ غروب شمس سمجھہ لیا جاوے

اب باقی رہی تقلید اور تمسک بہ اہل بیت پیغمبر صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اسکا یہہ حال ہے کہ خود اکابر و عظماء اہل سنت مقر ہین ابتداء سے آخر تک کا عملدرآمد موجود ہے کتب تفسیر و احادیث موجود ہین جنسے خود ثابت ہو سکتا ہے کہ انکا ماخذ کیا ہے مجتہد مسائل کا استنباط

کرنے والا کون شخص ہے کسکے قول و فعل پر اعتماد کیا گیا ہے - اول نام فرقے سے ہے معلوم ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ متمسک ہوئے ہین اوسی سے منسوب کئے جاتے ہین - جیسے شیعان اہل بیت پیغمبر کہ فقط نام سنتے ہی معلوم ہو گیا کہ کسکے مقلد ہین - پس اہل سنت والجماعت کے معنی اور مفہوم سے ثابت ہے کہ وہ مقلد اوس سے نہین ہین کہ جسکی تقلید کی نبی نے ہدایت کی تہی بلکہ وہ دو چیز کے متبع ہین - ایک سنت یعنی طریقہ رسول خدا کی اور دوسری جماعت کی یعنی جس امر مین طریقہ رسول اللہ صلعم دریافت نہو اوسمین جو راے جماعت کی ہو اوسپر عمل کیا جاوے پس قطع نظر اس امر کے کہ سنت کی تقلید کے خلاف حکم رسول اللہ صلعم کے ہے اسوجہ سے بہی خالی از خدشہ نہین ہے کہ ہر شخص واقف سنت رسول اللہ نہین ہو سکتا واقف سنت رسول اللہ صلعم وہی شخص ہے جسکی نسبت رسول اللہ صلعم نے تمسک کا حکم دیا ہے اور گناہ اور خطا سے بہی وہ معصوم ہین - اگرچہ تجسس سنت نہایت صحیح فعل حسن ہے مگر صرف مجتہد معصوم کی لیے - نہ کہ عوام امت کے لیے - مثلاً کسی منافق نے کسی جاہل مسلمان سے کہدیا کہ رسول خدا فلان امر اسطرح کیا کرتے تہے - تو اوس جاہل مسلمان کو ہرگز اوس منافق کی قول پر اعتبار نہین کرنا چاہئے - بلکہ سنت بیان کرنیوالے کا نہایت درجہ معتبر ہونا ضرور ہے اسلئے عمل بہی اوسی سنت پر واجب ہوگا کہ جسکو معصوم نے بیان کیا ہو پس نقلاً عقلاً دین کے معاملہ مین قابل اعتبار اور لایق پیشوائی کے وہی شخص ہے جو گناہ سے پاک و غلطی و طمع وغیرہ سے بری ہے - اسلئے جناب رسول خدا صلعم نے پیشوائی اور امامت کے لئے حضرت علی مرتضے اور انکی اولاد امجاد کو مخصوص قرار دیا تہا پس جو سنت کہ بذریعہ اہل بیت پیغمبر بیان نہین کی گئی ہے وہ حکماً اور نیز عقلاً قابل پیروی نہین ہے ایسا ہی جماعت عامہ مسلمین درانحالیکہ خود محتاج پیشوا ہین لیاقت پیشوائی نہین رکہتے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگون نے سنت اور جماعت کی پیروی کی ہے وہ گمراہ ہین اور جنہون نے فقط قران اور اہلبیت پیغمبر کی پیروی کی ہے وہ برحق ہین جیسا کہ خود نام شیعہ سے ہی ظاہر ہے -

کہ حضرت پیران پیر شایعت علیاً اسکی تعریف مین لکھتے ہین ۔ حضرت رسول خدا نے جو اپنے بعد امت کو حضرت علی کی پیروی کرنیکا حکم دیا تہا اوسکو منافقون کیطرح یہہ جی رسمجہنا چاہئے کہ اپنی قرابت اور یگانگت کے لحاظ سے ایسا حکم دیا تہا بلکہ اونکی خداداد لیاقت نے یہہ حکم لوایا تہا ۔ خدا نے اون کو ہرطرح کی آلایش گناہ سے مثل انبیاء طاہر کیا تہا ۔ علوم انبیا کے وہ عالم تہے ۔ اقضاکم علی رسول اللہ نے اونکو فرمایا تہا ۔ علم سنت کا بہی یہہ حال ہے کہ جس باب فقہ مین تمام اجماع اور پنچایتی اجتہاد سنیون کے مجبور اور قاصر ہوئے ہین وہان حضرت علی کی ہی روایات کو مجتہدان اہل سنت نے لیا ہے ۔ اور جبکہ انکے عوض خلیفہ بنایا اونکی نسبت تمام مجتہدین اہل سنت کا اعتراف ہے کہ حضرت ابوبکر سے متفق علیہ حدیثین صرف چہہ مروی ہین ۔

اہل سنت و جماعت مین سے جو عالم ہین وہ خود جانتے ہین کہ وہ کسکے پیرو ہین لیکن جاہل اور کم علم اہل تسنن مثل ہمارے مخاطب صاحب کے نہایت خدشہ مین پڑے ہوئے ہین اون کو قدیم سے اون کے علماء نے دہوکہ دے رکہا ہے اور ہرگز اس امر کو ظاہر نہین ہونے دیتے کہ ہم دراصل کسکی پیروی کرتے ہین اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ حدیث ثقلین اہل تسنن مین نہایت درجہ مشہوری روایت ہے جسکی صحت اور تواتر کے جمیع اہل سنت قائل ہین ۔ پس اگر علماء لوگ عوام سے اصلی حال اپنے مذہب کی بنیاد قایم ہونے اور تمسک عترت کے ترک کرنیکا بیان کردین تو عوام لوگ ضرور منحرف ہو جاوین ۔ اسلئے اگر کوئی موقعہ اسکے اظہار کا آتا ہے تو اسکو ٹال دیتے ہین اور بعض پر ہدی مین آکر جہال کیطرح بکتے ہین کہ ہم اہل بیت پیغمبر کے پیرو ہین ۔ لیکن ہم ایک بہت بڑے عالم سنی کے قول کو سند مین پیش کرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اہل سنت و جماعت خلفاء ثلثہ کے مذہب پر ہین اور نیز اوس عبارت سے یہہ تعلی ہی ظاہر ہو رہی ہے کہ ہمارے خلفاء ثلثہ کا مذہب روی زمین پر پہیل گیا اور حضرت علی سے اپنا مذہب اچہی طرح جاری نہو سکا اپنی خلافت کے زمانہ مین بہی اپنے مذہب کے شایع کرنیکا کامل موقع دستیاب ہوا

اور بعد ان کے انتقال کے بنی امیہ نے انکی مذہب کی زایل کرنی بلکہ مستاصل کرنیمین نہایت درجہ سعی کی اور بعد ان کے پھر کسی سید کو خلافت نہ ملی جسنے خروج کیا وہ مارا گیا چنانچہ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۰۷ مین لکھتے ہین۔

و شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذو النورین مسلط شدند بر روی زمین در روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع کردند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ (مسائل اجماعیہ وہ مسائل ہین کہ جب خلیفہ حل مسائل سے عاجز ہوئے تو پنچایت سے حل کیا۔ و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند (یعنی خلفاء کے مذہب پر) محدثین و فقہاء و قراء و مفسرین وجہ بادشاہان روی زمین۔ و بر سادات اہل سنت گاہے خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضی فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضی در ایام خلافت خود چہ دیدہ و چہ کشیدہ و ایام خلافت حضرت مرتضی بمذہب شیعہ ایام اسلام را ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہار سال کہ وے رضی اللہ عنہ بدار بقا انتقال فرمود بنو امیہ در اخفا و استیصال امراء چہ کوششہا نمودہ اند و بعد از حضرت مرتضی ہیچ گاہ خلافت بر سیدی مستقر نشد خروج می کردند و در اول جمیع رجال و نصب قتال گشتہ می شدند۔

پھر مقصد دوم مین صفحہ ۱۴۴ علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین بوے اخذ کردند و علم علی مرتضی جز در کوفہ مشہور نشد۔

پھر درباره مجتہدین اہل سنت و جماعت کے لکھتے ہین۔ عبد اللہ بن عباس در مکہ۔ عایشہ و ابن زبیر در مدینہ فتوی می دادند۔ ابو سعید خدری و انس بن مالک و عبد اللہ بن عمرو بن العاص در شام و ابن مسعود در کوفہ مجتہد بودند۔

پھر فرماتے ہین۔ عبد اللہ ابن مسعود و زید بن ثابت تتبع فاروق می کردند۔

در حقیقت بانی مذہب اہل تسنن صرف عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت ہین اور انہین حضرات کو مجتہد مستقل اور پیشواے اصل قرار دیا ہے لیکن اس موقع پر شاہ صاحب کے بالکل

انکی قلعی کہولدی - اورحقیقت مین صحیح حال یہہ ہر کہ یہہ دونون شخص احکام دینے مین مطلق پاس ولحاظ کتاب اللہ یا آثار نبوی کا نکرتے تہے بلکہ صرف عمر کی تابعداری سے مطلب تہا یہہ ہی وجہ تو ہوئی کہ منجملہ چھہ سات مجتہدون کے فقط ابن مسعود اور زید کا ہی قول بنیاد مذہب سنیان ہوا عبداللہ ابن عباس پر یہہ عیب لگایا کہ وہ خاندان رسالت سے ہے حضرت علی کے مسائل کی تقلید کرتا ہے متعہ اور مسح رجل جائز کہتا ہے باقی جملہ مجتہدان کی اجماعی اجتہاد کا نام مذہب فاروقی اور ملت اجماعی کی شروح ہین اور چارون امام یعنی ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل مجتہد منتسب ہین - چنانچہ شاہ صاحب فرماتے ہین - والمذاہب الاربعة منه بمنزلة الشروح من المتون والمجتهدون من صاحبه بمنزلة المجتهدين المنتسبين من المجتهد المستقل - اب بہی اگر کسی کو کلام ہو تو فریقین کی فقہ اور حدیث اور اصول اور عقاید کی کتابون کو دیکہہ کر اطمینان کرے کہ کس فریق کے مسائل اور روایات اہل بیت پیغمبر صلعم سے اخذ کی گئی ہین اور کس فریق کے مسائل اونسے ماخوذ نہین - کسیقدر تفصیل کے ساتہہ اس حال کو ہمنے انوار الہدیٰ مین لکہا ہے - لہذا ثابت ہے کہ فرقہ حقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ ہی - قال الناصبی اب وہ مسائل ناروا جو شیعون مین بکثرت شایع ہین اور اونپر اون کو گونہ ناز ہے اونہون کی ہی معتبر کتابون سے انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین باتمکین کرتا ہون -

اقول - درانحالیکہ یہہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ شیعون مین جسقدر مسائل فقہی ہین وہ سب آیمہ اہل بیت علیہم السلام سے ماخوذ ہین شیعون نے کبہی کسی رباق طباخ کو اپنا پیشوا نہین بنایا ہے جو شخص شیعون کے مسائل پر طنز کرتا ہے وہ حقیقت مین رسول خدا پر طنز کرتا ہی اور رسول خدا پر طنز کرنا ہمارے مخاطب کا ہی فعل نہین ہے بلکہ اون کے متقدمین طنز کرتے آئے ہین رسول خدا تو تمسک ثقلین کا حکم دیتے ہین وہ کہتے ہین ہم کو قرآن ہی بس ہے - رسول خدا وصیت لکہنا چاہتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ انکو ہذیان ہو گیا ہے مذہب شیعہ پر سوای

۲۴۹

حاسد غنیہ کے اور کوی شخص الزام نہین لگا سکتا دیکہیے الزام اسکو کہتے ہین کہ خود اپنے ہی اہل
مذہب اور ہم مشرب لوگ امام ابو حنیفہ اور مذہب حنفی پر لگاتے ہین

ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغت مین لکہتے ہین کہ اکثر بزرگان معتزلہ کہتے ہین کہ احکام شرعیہ مین غلطی ابو حنیفہ کی عظیم ہے کیونکہ اوسنے مخلوق کو گمراہ کردیا اور غلطی حماد کی ابو حنیفہ کی غلطی سے بہی عظیم ہے کیونکہ وہ ابو حنیفہ کی اصل ہے۔ (حماد نام استاد ابو حنیفہ کا ہے)

تاریخ صغیر۔ بخاری مین بذیل واقعات سنہ عشر و مایۃ محمدؐ سے مروی ہے انہ قال حدثنا الفرازی انی کنت عند سفیان فنعی عندہ ابو حنیفہ فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام غروہ غروہ وما ولد فی الاسلام اشأم منہ۔

یعنی اوسنے کہا کہ مجہہ سے فرازی نے روایت کی ہے کہ مین سفیان علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھا تہا کہ ابو حنیفہ کی سنادنے یعنی خبر مرگ پہونچی جسپر سفیان شکر خدا بجالایا اور بولا کہ یہہ شخص اس اسلام کو پارہ پارہ کرتا تہا اور اسلام مین اس سے زیادہ تر کوی شوم و بدبخت پیدا نہین ہوا۔

مختصر مسند ابو حنیفہ مین مذکور ہے کہ ابوبکر بن احمد بن علی بن ثابت بن خطیب نے تاریخ بغداد مین ابو حنیفہ کی مطاعن بکثرت لکہے ہین اور یہہ بہی لکہا ہے کہ دین مین قیاسات کو دخل دیتا تہا ابن جوزی نے کتاب سہم مصیب فی الرد علی الخطیب مین بجاے رفع کرنے الزامات ابو حنیفہ کے امام شافعی کے مطاعن لکہے ہین۔

علامہ زمخشری ربیع الابرار کے باب شصتم مین یوسف بن اسباط سے روایت کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے رد کیا حضرت رسول خدا کی چارسو احادیث کا اور یہہ رد بوجہ ضعف اسناد حدیث کے نہ تہا بلکہ اپنی اجتہاد سے کہ بمقابلہ نص کے کیا کرتا تہا تردید اقوال رسول رب متعال کی کری ہے۔ اور علامہ موصوف نے اون احادیث کو اپنی کتاب مین نقل کیا ہی

بطور نمونہ ایک حدیث اونمین سے نقل کیجاتی ہے ۔

قال رسول اللہ صلعم سہمان للفرس وسہم للرجل ۔ یعنے سوار کے دو حصے اور پیدل کا ایک حصہ ہے ۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ مین حصہ جانور کو حصہ مومن سے زیادہ نکرونگا ۔

لسان المیزان عسقلانی مین مروی ہے کہ یوسف بن اسباط باوجودیکہ نہایت درجہ زاہد وعابد تہا ابوحنیفہ کی خطامین ظاہر کیا کرتا تہا ۔

ابن جوزی جزو خامس کتاب منتظم فی تاریخ ملوک الامم مین لکہا ہے کہ سبنے طعن کیا ہے ابوحنیفہ پر بلکہ اتفاق کیا ہے سبنے طعن ابوحنیفہ پر ۔ اور غزالی کا تو ایک رسالہ اس امر مین نہایت مشہور ہے ۔

ابن جوزی نے اوسی کتاب مین ابی اسحاق فزاری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مینے سوال کیا ابوحنیفہ سے دربارہ ایک مسئلہ کی اوسینے جوابدیا مسئلہ کا خلاف حدیث کی مینے کہا کہ پیغمبر خدا سے تو اسطرح مروی ہے تو ابوحنیفہ نے کہا کہ اوس حدیث کو خون خوک سے دہوکر ڈالو ایہا الناظرین اگر مولوی جہانگیر خان شیعون کی نسبت طنز کرین تو کیا جاے شکایت ہے خود رسول خدا صلعم کی احادیث کی نسبت اونکے اکابر واعاظم نے ایسی سخت توہین کی ہین ۔ اسکا محاسبہ تو منتقم حقیقی کے روبرو ہوگا ۔ نیز کتاب منتظم مین مرقوم ہے کہ ابوحنیفہ رفع یدین نزد رکوع وبعد رکوع کو سنت نہین جانتا تہا حالانکہ صحیحین مین ابن عمر سے مروی ہے ان رسول اللہ کان اذا فتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا اراد ان یرکع وعند ما یرفع اللہ من الرکوع ۔

ابن جوزی نے محبوب عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ سنا مینے یوسف بن اسباط کو کہ وہ فرماتے تہے کہ ہمنے ابوحنیفہ سے سنا کہ وہ کہتا تہا کہ اگر مین رسول خدا کو پاتا یا وہ مجہکو پاتے تو وہ میرے اقوال مین سے اکثر اقوال کو اختیار کرتے

پس جو لوگ کہ عادی اس امر کے ہورہے ہین کہ رسول خدا کے اقوال کی تردید کرتے ہین اونکی

احادیث کو نعوذ باللہ جون جوک سے محو کراتے ہین پہر یہ دعوی کرتے ہین کہ اگر رسول خدا کے زمانہ مین مین ہوتا یا میرے زمانہ مین وہ ہوتے تو میرے اقوال مین سے بہت سے اختیار کرتے تو پہر اگر شیعون پر معترض ہون تو جاے سخن نہین کیونکہ انکے تمام حرکات و سکنات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قوم امت محمدی نہین ہے بلکہ امت عمری ہے ۔ اجتہاد عمری اور مذہب فاروقی کی نسبت حضرت امام اعظم صاحبنے بہی طنز نہین فرمایا نہ کسی قول کی مخالفت کی یہانتک کہ تمام بدعات مخترعہ اوس زمانہ کو تسلیم کر لیا اور سنت محمدی کی تردید فرمائی گئی وجہ اسکی یہہ ہے کہ ہمجنس کی بات انسان کو ہمیشہ دلچسپ ہوتی ہے جسطرح حضرت عمر کو ہمیشہ رسالت حقہ مین شک رہا کہ کبہی حضرت کے روبرو امتحاناً توریت لیکر آتے کبہی یہودیون کی بنائی ہوئی قصے لاتے کبہی جیسا کہ صلح حدیبیہ کے وقت ہوا اپنے دل کے شکوک کا اعتراف بہی کرتے اکثر حذیفہ بن الیمان سے پوچہتے کہ وہ نام جو رسول خدا نے تمکو بتلائے ہین اونمین میرا نام بہی ہے یا نہین ۔ (یعنی اصحاب عقبہ مین) یہانتک کہ بروز وفات رسول اللہ صلعم آپ کا یہہ عقیدہ تہا کہ اگر محمد سچے نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے ۔ حق تو یہہ ہے کہ اگر اوسوقت طمع خلافت کا قلادہ گردنمین نہ پڑجاتا تو کیسا اسلام اور کجا مسلمانی ذریت اونکی سر پیٹ پیٹ کر ابتک روتی ۔ ثبوت ان امور کا ہم بار بار کتب معتبرہ اہل سنت سے لکہہ چکے ہین قصہ توریت کے لاتے اور حضرت کے غضبناک ہونیکا مشکوٰۃ شریف مین بروایت احمد و بیہقی درج ہے ۔

عن جابر ان عمر ابن الخطاب اتی رسول اللہ بنسخۃ من التوریت فقال یا رسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوریت فسکت فجعل یقرء و وجہ رسول اللہ صلعم یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ما تری بوجہ رسول اللہ صلعم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلعم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلعم نبیا فقال رسول اللہ صلعم والذی نفسی محمد بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا و

ادرکہ نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی۔

ایضاً وعن جابر عن النبی صلعم حین آتاہ عمر فقال انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتریٰ ان نکتب بعضہا فقال امتہوکون انتم کما تہوکت الیہود والنصاریٰ لقد جئتکم بہا بیضاء نقیہ ولو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی رواہ احمد والبیہقی ـــ واحسرتاہ جس مذہب کے مجتہد مستقل ایسے اور مجتہد منتسب ویسے پھر اونکی ذریت کی کیا شکایت سعدی فرماگئے ہین۔ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔

قال علیہ ما یستحقہ ۔ مجملاً ذکر مسائل شیعان پاک کا۔ مسئلہ حق الیقین کے ۶ باب ۱۹ فصل مین خلفاء راشدین وعائشہ صدیقہ وحفصہ مکرمہ وحضرت طلحہ و زبیر کی نسبت لعن کرنا واجب لکھا ہے حالانکہ رسول اللہ نے دشمن خدا ابوجہل کو بھی باوجودیکہ آپکو اوس سے انتہا تکلیف وایذا پہونچتی تہی کبھی نہین لعن کی۔ الخ۔ اقول ابوجہل وغیرہ پر تو آنحضرت صلعم نے مہینون قنوت و نماز مین لعنت کی ہے۔ خدانے جہوٹون کافرون منافقون عاصیون وغیرہ پر قران مین لعنت لکھی ہے۔ بی بی عائشہ اور حفصہ کو قران شریف مین زن نوح اور زن لوط سے تمثال دی ہے طلحہ و زبیر بموجب حدیث نبوی جاہلیت کے زمانہ کی موت مرے ہین گویا اسلام کا سایہ بہی انپر نہین آیا خود صحاح اہلسنت مین یہہ حدیث موجود ہے۔ من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ ۔ یعنی جس نے نہ پہچانا اپنے زمانہ کی امام کو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے پس طلحہ و زبیر نے بیعت مرتضوی توڑ کر بغاوت اختیار کی پھر مسلمانی سے کیا سروکار رہا۔ اور یہہ آپکی سمجھ کی غلطی ہے۔ کہ حق الیقین مین خلفاء راشدین پر لعنت بہیجنا واجب لکھا ہے۔ ہان اگر اصحاب ثلثہ کی نسبت تحقیق منظور ہے تو اپنی حدیث کی کتب صحیحہ ملاحظہ فرماے کہ اونسے ہی ثابت ہو جائیگا دیکھئے کتب صحاح مین قریب زمانہ وفات نبی صلعم مین یہہ حدیث مروی ہے۔

جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا ۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ جس شخص نے لشکر اسامہ سے تخلف کیا اوسپر بشہادت فرمان نبوی خدا کی

X

لعنت ہوئی ہے۔ آگے آپ خود تحقیق کرلو کہ جیش اسامہ سے کس کس نے تخلف کیا ہے اگر بمتابعت فرمان نبوی آپ بھی متخلفین پر لعنت کروگے تو اجر عظیم پاؤگے لیکن جو لوگ اصحاب اخیار کی شان مین لعن وطعن کرتے ہین وہ ہمارے نزدیک کافر ہین اور جو لوگ اصحاب اشرار کو اصحاب اخیار ظاہر کرتے ہین اور باوجود ثابت ہوجانے اس امر کے کہ وہ دشمن خدا و رسول تھے انکو افضل بتلاتے جاتے ہین وہ بھی اوسی درجہ کفر پر ہین۔ مومن کے معنی تو یہہ ہی ہین کہ اچھے اور برے ان مین یقین کامل کے ساتھہ تمیز کرے اور سب کی کیفیت کفر وایمان کی اوسکو معلوم ہو۔ مومن وہ شخص نہین ہے کہ خدا کو بھی مانتا ہو اور اصنام کی بھی تعظیم کرتا ہو اور دل مین یہہ خوف رکھتا ہو کہ دیکھیے وقت پر مولی یا دیوالی سے کام نہ پڑجائے۔ دیکھیے صحاح اہل سنت مین حدیث مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک گروہ اصحاب کا میرے حوض پر وارد ہوگا اور ملائکہ انکو آتشین گرز مار مار کر وہان سے نکالین گے تو مین کہون گا یارب یہہ تو میرے اصحاب ہین خطاب باری ہوگا کہ اے محمد تیرے بعد ان لوگون سے بڑے بڑے حادثات واقع ہوئے ہین یہہ اصحاب نہین رہے بلکہ اصحاب الشمال ہوگئے ہین۔ پس جو لوگ محض ظاہر پرست ہین اور حقیقت سے مطلق آگاہ نہین ہین نہ حقیقت آگاہون پیشواؤن سے انکو تعلیم ملی ہے۔ اونکے نزدیک تو نیک اور بد سب برابر ہین وہ حلاوت ایمانی سے کیا آگاہ ہین۔ دیکھیے وہ مذہب شیعہ ہی ہے کہ جسکی رو سے ثابت ہوا ہے کہ نیک اصحاب کی شان مین سب کرنا کفر ہے اور اصحاب اشرار کو لعن طعن کرنا عین رکن ایمان ہے اور اسکی وجہ صرف تکمیل ایمان ہے کہ حقیقت آگاہ پیشواؤن کی وجہ سے ہر شئے کے نیک و بد پر پورا پورا یقین ہے اور اسکی وجہ ایک اور بھی ہے کہ مذہب شیعہ تو خالص الخالص مذہب اولاد رسول کا ہے اور مخالفین عوام الناس لوگ ہین مثال اسکی یہہ ہے کہ اگر کسی بادشاہ کے سردار بے ایمان بد دیانت نمک حرام ہون تو اون کے عیوب کو خواص لوگ ہی جانتے ہین عوام لوگ کی تو کیا مجال ہے کہ اون کی شان مین لب کشائی کرے بادشاہ کے بھائی بیٹے نمک حرام سردارون کو تعزیر کرسکتے ہین اور کوئی چمار جولاہے تیلی کی کیا مجال ہے وہ تو اون سردارون کے

روبرو بھی سر جھکا کر سلام ہی کریگا مگر حقیقت جب معلوم ہوگی کہ جب خدا کے روبرو اپنے بدچلن کی اصلی کیفیت نظر پڑیگی مگر اسوقت حسرت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہوگا۔

امیر معاویہ کی نسبت جو مخاطب نے خطاء اجتہادی قایم کرکے توبہ کرنا درج کیا ہے یہہ ہمارے مخاطب صاحب کی لیاقت ہی لیاقت ہے۔ اگر توبہ ثابت ہو تو پھر خطاء اجتہادی نہین کہہ سکتے توبہ کے یہہ معنی نہین ہین کہ حضرت علی سے لڑنے کی تو توبہ کرلی اور امام حسن سے لشکر کشی کردی اور جب وہ حضرت خلافت سے کنارہ کش ہوئے جب بھی اون کا وجود اونکی آنکھون مین خار کے مانند کھٹکتا رہا بالآخر اونکو زہر دلاکر شہید کرادیا پھر اس سے بھی توبہ کرلی تو خلاف عہدنامہ پسر ناخلف کو ولیعہد مقرر کیا بی بی عایشہ کو اس خوف سے کہ ولیعہدی پسر پر لوگون کو برانگیختہ نکرے دعوت کے بہانہ بلاکر کھتے کے اندر زندہ ڈالکر مونہہ بند کردیا پھر کونسے افعال ہین جنسے توبہ ثابت ہوتی ہے امیر معاویہ صاحب کی۔ توبہ وہ شخص کرتا ہے جو اپنے فعل کو گناہ سمجھے۔ افعال معاویہ کو ہمارے مخاطب صاحب خطا سمجھتے ہین لیکن جبکہ اوس خطا کو خطاء اجتہادی قرار دیتے ہین تو ثابت ہے کہ معاویہ اپنے افعال کو جائز سمجھتا تھا گو اوروں کے نزدیک اوسکی رای خطا پر تھی لیکن اپنے نزدیک اوسکی رای صحیح تھی یہہ ہی وجہ ہے کہ وہ اور اوسکے اشیاع و اتباع برسر منابر اہل بیت پیغمبر صلواۃ اللہ علیہم پر سب لعن کرتے تھے۔ اگر یہہ امر صحیح ہوتا کہ معاویہ نے مرتے وقت توبہ کرلی تھی تو وہ گمراہی کا عقیدہ اوسکی ذریت مین باقی نرہتا اور نہ پسر کو خلاف عہدنامہ ولیعہد اپنا مقرر کرتا

قالہ مسئلہ۔ شیعون کے نزدیک متعہ سے بڑھکر کوئی عبادت نہین ہے۔ اسلئے کہ ثواب اس عبادت کے بگمان شیعان پاک صوم و صلواۃ اور حج و زکوۃ سے بھی بہت زیادہ ہین اور اس بارہ مین کتب معتبر شیعہ مین بکثرت اقوال مختلفہ مرقوم ہین مشتی نمونہ خروارے چند روایت لکھی جاتی ہین۔ اول خلاصۃ المنہج کے شروع جزو پنجم۔ پھر اسی کتاب مین دوسرے موقعہ پر بہت بڑے فضائل متعہ کے درج ہین اور یہانتک اصرار ہے کہ اللہ اور رسول اللہ

کے درجہ کا ثواب پاتا ہے ۔ الخ ۔

اقول ۔ یہہ ہمارے مجیب صاحب کی عقل کی کوتاہی ہے کہ وہ معاملہ فہمی کی تمیز نہین رکہتے ہین جو کچہہ فضائل متعہ کے کرنیوالون کی اور اونکے ثواب درج ہین اونکو متعہ کی فضائل نہین سمجہنی چاہئین بلکہ وہ فضائل اور مدارج احیاء سنت کے ہین ۔ یعنی جب کوئی حکم خدا یا سنت رسول اللہ کسی طاغی و نافرمانبردار گروہ کی مخالفت و منافقت سے مسدود ہوجاوے اور عوام بوجہ قصور اپنی عقل کے موافق اوسی حکم یا سنت کو معیوب سمجہنے لگین اور خلاف طریقہ معینہ احکام شرعیہ مین اپنی عقل کو دخل دینے لگین تو جو شخص اوس حکم و سنت متروکہ کی احیا و رواج مین کوشش کریگا تو ظاہر ہے کہ اوسکا فعل تمام عبادات سے افضل ہے اور اس اعتبار پر کہ تمام عبادات اور ثواب سے بڑہکر درجہ ہدایت اور تبلیغ رسالت ہے اور تمام معاصی اور ضلالت سے بڑہکر درجہ مسدود کرنے احکام الہی و سنت رسالت پناہی کا ہے پہلی صورت مین بیشک اجراء احکام مین سعی کرنیوالا انبیا و مرسلین کے درجہ کا ثواب پاتا ہے دوسری صورت مین احکام و سنت کا روکنے اور بند کرنیوالا شیطان کے درجہ کا عذاب پاتا ہے کیونکہ ہدایت کرنا انبیا و مرسلین کا ہے اور گمراہ کرنا کام شیطان کا ہے ۔ کیا تمنے اپنے علماء ہندوستان کے فتوے درباب نکاح ثانی بیوہ کے نہین دیکہے جنکی بابت بہت سے چہوٹے چہوٹے رسالے تصنیف ہوئے ہین جنمین لکہا ہے کہ جو بیوہ عورت نکاح ثانی کرے یا جو مرد بیوہ عورت سے نکاح کرے یا جو اون کے درمیان مین نکاح ہونیکا واسطہ ہو یعنی دلالہ سب کے سب ستر ستر شہیدون اور ستر فرشتون اور ستر رسولون کا ثواب پائینگے ۔ تو کیا آپ یہہ ثواب فقط نفس نکاح بیوہ کا سمجہتے ہین حالانکہ نکاح بیوہ مین کوئی فضیلت اور ثواب کی بات نہین ہے فعل جائز ہے جو نکرے تو گناہ نہین اور کرے تو ثواب نہین مگر چونکہ ہندوستان مین رواج ہنود دیکہکر شرفا لوگ اس فعل سے متنفر ہوگئے اور اس درجہ نکاح ثانی کی مخالفت ہوگئی کہ علی العموم شرفا لوگ اس سے بڑہکر کوئی گالی نہین سمجہتے بہت سے تو ایسے لوگ ہین کہ اگر کوئی اونکی دختر یا خواہر بیوہ کے نکاح کا نام اونکے روبرو لے تو مارنے مرنے کو مستعد و مصمم ہو جائین ۔ بہت سے وہابی لوگون کو اسی مسئلہ مین جہوٹون

کی مار پڑتی ہوی دیہات مین دیکھی گئی ہے تو اب ظاہر ہے کہ نکاح ثانی بیوہ کا اگرچہ شرعًا جائز ہے مگر شرفاء ہند کی طبیعت کے نہایت ہی درجہ مخالف ہے وہ لوگ اسی مین سے بدتر کوی رسم نہین سمجھتے لیکن چونکہ حکم شرع ہی حمیت اور غیرت اوسی حد تک ممدوح ہے جہانتک کہ مطابق شرع ہے اور خلاف شرع حمیت کرنا حمیت جاہلیت کہلاتی ہے اب علماء لوگ جو نکاح ثانی کی نہایت درجہ کے فضائل بیان کرتے ہین اوس سے مقصود اونکا فقط احیاء سنت ہے - اب مخاطب صاحب جو کچھہ عیوب متعہ کے بیان کرین اون سب کی ضرب خدا اور رسول پر ہوتی ہے کیونکہ خود علماء اہل سنت بھی اس امر کے قایل ہین کہ متعہ کرنے کی اجازت خدا نے دی اور بذریعہ حکم آلہی جواز اس فعل کا ہوا چنانچہ قران شریف مین صاف حکم اسکا موجود ہے -

قوله تعالى ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضه - یعنی اگر طلب کرو تم عورت کو بذریعہ اپنے مال کے بطریق احصان یعنی گھیر کر رکھنے کی نہ بطریق شہوت رانی پس جس کے ساتھہ اسطرح پر متعہ کرو تم تو اجرت اونکی جو ٹھہری ہے ادا کرو - پس جبکہ حکم جواز متعہ صریحًا قران شریف مین موجود ہے اور کوئی آیت اسکی ناسخ نازل نہین ہوئی تو اس فعل کو ناجایز کہنا صریحًا خلاف حکم آلہی ہے - اب رہا یہہ امر کہ رسول خدا صلعم نے اسکی ممانعت کردی تھی یہہ البتہ ذرا غور طلب امر ہے کیونکہ رسول خدا صلعم کو ہرگز اختیار منسوخی حکم آلہی کا نہ تھا نہ وہ اسکو منسوخ کر سکتے تھے اور اگر کوی حدیث متعہ کی ممانعت مین صحیح بھی ثابت ہوی ہو تو یہہ مجتہدین و محدثین کی خام لیاقت کی بات ہے کہ اوسکو ناسخ کلام اللہ سمجھہ لیا - کوی حدیث جو مخالف قران ہو صحیح قرار نہین پا سکتی لیکن اس معاملہ خاص مین اگر کسی حدیث مین ممانعت کرنا ثابت بھی ہوا ہو تو اوسکی وجہ اور ہے کہ جسپر مجتہدین اہل خلاف نے بغض سے ابتک توجہ نہین کی - اصلیت اسکی یہہ ہے کہ نکاح متعہ ایک بہت بڑا عطیہ آلہی ہے کہ جس وقت انسان کو پردیس مین غلبہ شہوت ہو اور حلال زوجہ اوسکی ساتھہ نہو اور نہ ہو سکتی ہو اور چار زوجہ اوسکے گھر پر موجود ہین یا بعد وطن پہونچنے کے صاحب وجہ باقی نہین ہے تو گناہ عظیم سے بچنے کا کیا ذریعہ ہے یہہ حکم خداوند تعالی نے ایسی ضروریات کی اوقات مین رکھا ہے مطلب اس سے شہوت رانی نہین ہے بلکہ رفع حاجت اور گناہ عظیم سے بچنے کا ذریعہ ہے خدای تعالی نے تو حکم اس فعل کے جواز کا دیدیا اور بموجب اس حکم کے ایسی ہی اشد ضرورت

کے اوقات میں رسول خدا صلعم نے اپنے ہمراہیان کو اس فعل کی اجازت دی پس اگر بعد رفع ضرورت ایسی
حالتیں کہ ضرورت متعہ کرنیکی آپکے ہمراہیان کو نرہی اور وہ اپنے گہر میں پہونچ گئے اور رسول اللہ نے
اسلئے کہ لوگ بغیر شدید ضرورت نکے بہی اس رسم کو بطور شہوت جاری کہیں گے ممانعت کردی ہو
کہ اب کوئی متعہ نکرنا - اور بعد اسکی پہر کسی سفر میں ویسی ہی ضرورت کے وقت اجازت دی گئی اور بعد
رفع حاجت ممانعت کی گئی تو ایسی ممانعت ہرگز ناجوازی متعہ کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول اللہ صلعم
کو فعل حلال کے حرام کرنیکا منصب حاصل نہ تہا بلکہ حاجت اور ضرورت کے اوقات کی تشخیص
اونکی تہی کہ یہہ وقت اور یہہ ضرورت قابل اسکی ہے یا نہیں کہ متعہ کیا جاوے - خلیفہ ثانی کا اس
عبارت میں متعہ کو ناجایز کرنا اونکے منصب کے بالکل خلاف تہا کہ جو زمانہ رسولخدا اور زمانہ ابوبکر میں
متعہ الحج اور متعہ النسا جاری تہے میں اونکو حرام کرتا ہوں گو شیعہ بہی یہ جانتے ہیں کہ نفس متعہ بغیر
ضرورت شدید ممدوح نہیں ہے لیکن وہ فضائل جو متعہ کے بارہ میں بیان کئی گئی ہیں وہ فقط اسلئے
ہیں کہ بوجہہ نافہمی ایک فعل حلال کو حرام گردانا گیا ہے اور سنت مسدود کی گئی ہے اوسکا اجرا کرنا
بلاشبہہ ثواب عظیم ہے - مخاطب صاحب نے جو متعہ کو زنا قرار دیکر اوسکی نہایت درجہ توہین و تہجین کی ہے
اوسکی وجہ فقط یہہ ہے کہ ان لوگونکے عقیدے میں رسول خدا صلعم کی رائے اکثر غلطی پر ہوتی تہی اور حضرت عمر
کی رائے ہمیشہ ثواب پر ہوتی - چونکہ اس فعل کو خدا نے حلال کیا تہا اور رسول اللہ نے جاری کیا تہا مگر
حضرت عمر نے اسکو حرام کردیا تو سنیوں پر مقابلہ خدا و رسول طرفداری حضرت عمر کی واجب ہے اسلئے اس فعل
کی ہتک کرنے میں اپنا فخر سمجہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جس فعل کو خدا و رسول نے کبہی کسی وقت میں بہی
جایز قرار دیا ہے وہ مذموم نہیں قرار پاسکتا - ایمان والونکے نزدیک مذموم و ممدوح فقط حکم خدا و رسول
سی ہے جسکو انہوں نے جایز کہا ہے وہ ممدوح ہے اور جسکو ناجائز قرار دیا ہے وہ مذموم ہے

ازالۃ الخفا میں شاہ صاحب نے جہان اپنے مجتہدین مستقل کا ذکر کیا ہے کہ ابن مسعود اور
زید بن ثابت اور ابن عباس اور ابن عمر مجتہد ہیں وہان صاف لکہتے ہیں کہ ابن عباس بخلاف
اور مجتہدین کے متعہ کو جایز کہتے ہیں اور نیز امام مالک جو چوتہے فرقہ اہلسنت کے امام ہیں

متعہ کو جائز جانتے ہین - کنز الدقائق فارسے مطبوعہ حصار سنہ ۱۲۶۱ھ صفحہ ۱۹ - کتاب النکاح مین درج ہے مسئلہ نکاح متعہ و موقت باطلست - و بقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ متعہ جائزست - و بقول امام زفر نکاح موقت جائزست و توقیت باطلست - شرح مختصر وقایہ فارسے مین فرق درمیان متعہ و نکاح موقت کے یہہ ہے کہ نکاح موقت مین گو تعیین اوقات ہوتا ہے مگر یہ لفظ نہین بولے جاتے کہ بعہد درہم بیہ تمتع کرتے ہین اسقدر مدت کے لئے لیکن کمال افسوس ہے کہ جن لوگون نے خلیفہ کی رعایت اور اپنے ذاتی نفع و منفعت پر لحاظ کرکے حکم خدا و رسول کو فقط دنیا کے لالچ سے حرام قرار دیدیا اونکی رائے کو مسلم قرار دیدیا اور جس شخص نے نہایت ایمانداری اور دیانت داری سے طمع دنیای پر خیال نکرکے صحیح فتوے دیا اوسکے قول کو نہ مانا جاوی اہل انصاف ذرا توجہ فرماوین کہ یہہ فرقہ کس درجہ مخالف خدا و رسول ہے - کہ حضرت علی اور حسنین کی پیروی کرنی مین تو یہہ قیامت انکو معلوم ہوتی تھی کہ یہہ طالب خلافت ہین لیکن ابن عباس مین کیا برائی تھی کہ اونکے قول پر اعتماد نہوتا تھا اور باوجودیکہ وہ قریبی رشتہ دار نبی کے تھے اونکے مقابلہ پر غیرون کے فتوی کو ترجیح دیتے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکم ناجوازی متعہ خلاف حکم رسول خدا دیا گیا غیر لوگون نے مخالف حکم نبی محض برعایت حکم خلیفہ فتوے دیا مگر بنی ہاشم کو یہہ امر گوارا نہوا کہ وہ مخالف حکم رسول اللہ فتوے دین اور جبکہ امام مالک اور زفر جائز کہتے ہین تو گویا بروی مذہب اہل السنن بہی متعہ جائز ہو گیا ہے پہر اعتراض مخالف بیجا ہے **قال** قولہ تعالیٰ فاتوہن اجورہن اسکو عوام خرچی کہتے ہین **اقول** یہہ مضحکہ خدای تعالیٰ پر ہے - دیکھی جس شخص کو خدا پر طعن کرتے بھی شرم نہ آئی پہر شیطان سے کسطرح درجہ مین کم ہے - رنڈی کی خرچی تو شیر مادر سمجھہ کر نوش کرین اور یہ فتوے دین کہ جو روپیہ اونے ناچنے گانے سے حاصل کیا ہے وہ اسلئے حرام ہے کہ گانا اور ناچنا حرام ہے اور جو روپیہ کسب کے ذریعہ سے حاصل کرے وہ اسلئے حلال ہے کہ نکاح ناقص کا مہر ہے اور متعہ کے مہر کو خرچی بتلا دین خدا تعالیٰ پر جبامہ فاروقی ہین کہ قہقہہ لگاوین اور اجورہ کے نام سے کیون نہ گھبراوین -

سنت بزرگان تو یہہ قرار پای کہ شراب پیکر فعل کراوین اور جب رنڈی خرچی مانگے تو تہوتہہ چہپا کر گہر مین بیٹہہ رہین بعد مین عاشقی جان کے ساتہہ دیر کی راہ نکلی۔ اصل مقصد متعہ کے بند کرنیکا یہہ ہے تو ہی کہ جب حضرت ابو شحمہ پر نہایت مجبوری کی حالتمین حد نہ ماری گئی تو خلیفہ دوم نے لوگو نپر جہنجہلا کر متعہ بند کرنیکا حکم فرمایا کہ کوئی نہ کوئی زنا مین ملوث ہو کر پکڑا جاویگا تو ہمارا الزام کچہہ رفع ہوگا مگر بحمد اللہ کہ مہاجرین و انصار کی شرفاؤن مین سے کوئی بہی گرفتار نہوا۔ **قولہ** تعداد اجرت اور تعین ایام طرفین کی رضامندی پر موقوف ہی **اقول** یہہ عجیب حماقت ہے اگر طرفین کی رضامندی پر موقوف نہوتی تو کیا آپکی رضامندی بہی درکار ہی منجملہ اعتراضات متعہ کے یہہ پانچوان اعتراض ہے **قولہ** فاحشہ سے بہی متعہ جایز ہے **اقول** فاحشہ سے جبکہ نکاح بہی جایز ہے تو نکاح کیون جایز نہین **قولہ** چاہو جتنی عورتون سے متعہ کر لو **اقول** جبکہ تعداد ازواج صرف نکاح مین معین ہے اور **ما ملکت ایمانکم** مین تعداد کی قید نہین تو متعہ مین کیون ہونی چاہیے ایسا ہی اشتہار و اعلان کی بہی متعہ مین کوئی حاجت نہین احصان البتہ شرط متعہ ہی کسی عالم کا یہہ فتوے نہین کہ بے پردہ رکہی جاوے **قولہ** جس مرد سے عورت ایک مرتبہ متعہ کرے اور پہر دوسرے سے کرے اور اسکی بعد پہر اوسی مرد سے کر سکتی ہے **اقول** نکاح کا بہی یہی قاعدہ ہے پہر متعہ مین کیا اعتراض ہے آپکو ام خارجہ کی بہی کچہہ خبر ہے کہ فقہ حنفیہ مین ایک نامی عورت ہے کہ اوسنے پانسو نکاح کئے ہین۔ ایک ایک مرد سے دس دس مرتبہ اوسکو نکاح کی نوبت پہونچی تہی ہمارے مخاطب صاحب بیہودہ اعتراض کے عادی ہین اور سمجہہ ماشاء اللہ ایسی ہے کہ عبارات اردو کے بہی تفہیم کی لیاقت نہین چنانچہ اعتراض چہاردہم قایم ہونیکی وجہہ صرف آپکی سمجہہ ہی ہے اصلی مسئلہ یہ ہے کہ متعہ مین بہی لحاظ عدہ ضروری ہے تاختم عدہ دوسرے شخص سے وہ عورت متعہ نہین کر سکتی مگر جو عورت ساقط الحیض ہو اوسکی لئے عدت کا دیکہنا ضرور نہین ہے بعد ختم میعاد متعہ دوسرے شخص سے

کر سکتی ہے اسکو اپنی بیوقوفی سے متعہ دوری سمجھا ہے - بعد اسکے مولف صاحب جواب ارقام فرماتے ہین **قوله جواب** اگرچہ یہ تمام خیالات واہیات شیعون کے جو درباب متعہ کے رکہتے ہین آیہ تزویج - **فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلٰث و ربٰع** سے باطل ہوتی ہین مگر ہم اسکا جواب شیعون کی معتبر کتب سے ثبت کرتے ہین **اقول** ماشاء اللہ ابہی انکو یہہ بہی خبر نہین کہ آیہ تزویج پہلے نازل ہوی ہے یا آیہ متعہ پہلے نازل ہوی ہین یا ایک ساتہہ نازل ہوی ہین اور یہ ارشاد نہوا کہ آیت تزویج سے متعہ کسطرح باطل ہوتا ہے اس آیت کا تو یہی منشا ہے کہ نکاح کرو تم عورتون مین سے جسکو تمہارا جی چاہے دو دو تین تین چار چار اگر مخاطب صاحب کا یہہ منشاء ہے کہ نکاح کے علاوہ اور طرح عورت پر تصرف کرنا حرام ہے تو اس سے جہاد کی پکڑی ہوی کنیزین بہی حرام ہو گئین اور جسنے جہاد کی کنیز و نیز تصرف کیا وہ ایسا ہی گنہگار ہوا جیسا متعہ کرنے والا لیکن مخاطب صاحب آپنے یہ بہی تحقیق کر لیا ہے کہ حضرت عمر نے تو کبہی جہاد کی کنیزون پر تصرف نہین کیا ہے ورنہ اگر ثابت ہو گیا تو بڑی دقت ہوگی واضح ہو کہ سورہ نساء مین خداوند تعالی نے تین قسم کی عورتون پر تصرف ہونا جائز قرار دیا ہے - اول **فانکحوا** یعنے نکاحی عورت دوم ۲ **وما ملکت ایمانکم** یعنے جنکی تمہارے داہنے ہاتہہ مالک ہون یعنی جہاد کی پکڑی ہوی عورتین سوم ۳ **ان تبتغوا باموالکم** یعنے متعہ کی ہوی عورت - پس اگر نکاحی عورت کے سوا تصرف جائز نہین ہی تو اوس سے متعہ ہی حرام نہوگا بلکہ کنیزین بہی حرام ہو جاینگی اور بہت سے لوگون کو اپنے حرامی ہونیکا یقین کرنا پڑیگا **قوله** بحوالہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ - باکرہ عورت کا متعہ کرنا اوسکے خاندان کو بٹہ لگاتا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ متعہ برا ہے **اقول** یہہ ہم پیشتر لکہہ چکے ہین کہ نفس متعہ مین کوی فضیلت نہین ہے بلکہ ایک فعل جائز ہے اگر کسیکو ضرورت ہو تو رخصت ہے اور جو فضایل بیان کئے گئے ہین وہ کفر توڑنے کی ہین **قوله** خلاصۃ المنہج مین لکہا ہے کہ غرض اصلی از مباشرت بقاء نسل باشد نہ مجرد لذت اور متعہ مین حظ نفس ہے **اقول** متعہ مین تین مطلب ہین رفع حاجت بقاء نسل لذت اور یہہ تینون جائز ہین اگر ابہی اطمینان نہین ہوی

تو امام مالک اور اونکی مقلدین سے بحث کرلو
قولہ جب متعہ مین ایسے ایسے فضایل تھی تو ائمہ طاہرین نے اور اونکی اولاد نے کیون اس نعمت عظمیٰ
کو چہوڑا اور امام حسن علیہ السلام کیون زیادہ ~~کیون زیادہ~~ نکاح کرتی اور طلاق دیتی تھے
اقول اسکا حال ہم اوپر لکھہ چکے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ بغیر حاجت کے کوی متعہ کرے
اگر کسیکو متعہ کی حاجت نہ پڑے تو اوس سے ناجوازی ثابت نہین ہوسکتی جو حوالہ امام حسن علیہ السلام
کا دیا گیا ہے اونکو متعہ کی کیا حاجت تھی اور جو آپکا یہہ زعم ہے کہ امام حسن علیہ السلام فقط لذت
کے لیئے نکاح کرکے طلاق دیدیتے تھے یہہ غلط ہی طلاق بغیر سبب عظیم کے نہین دیا جاتا نہ۔
نکاح سے پہلے اونکا یہ ارادہ ہوتا تہا کہ شب زفاف کے بعد ہم طلاق دینگے بلکہ بعض ایسے اسباب
لاحق ہوتے تھے کہ موافقت باہمی ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا تہا تب آپ طلاق دیدیتے تھے ہان
اگر فقط حسب مزعوم آپکے لطف زفاف کی ہے لئے نکاح کرتے تو متعہ اولی ہوتا اور جبکہ یہہ بات
نہ تھی اور حاجت متعہ لاحق نہین ہوئی تو پھر متعہ کیون کرتے۔

قولہ چہارم بروایات صحاح ستہ اہلسنت ثابت ہی کہ رسولخدا نے جنگ اوطاس مین تین روز
کے لیئے متعہ کو جایز رکہکر ہمیشہ کے لئے ممانعت کردی تھی مگر بعض لوگ اسپر عامل رہے اور
بعض جاہل رہے تب خلیفہ دوم نے اپنے عہد خلافت مین اسکی ممانعت کردی اور حد زنا
لگانے کا حکم دیا **اقول** اپنے امام مالک کو کس فرقہ مین شمار کروگے اور اصلی وجہ متعہ بند
کرنیکی یہہ نہین ہے بلکہ وہ ہے جو ہم اوپر مذکور کرچکے ہین اور موید اسکے دوسرا قصہ یہ ہوا کہ آپکی
کسی رشتہ دار نے کسی مرد سے صحبت کی چونکہ وہ بے شوہر تھی اسکے غسل کرنے پر آپکو شبہہ ہوا
اوس سے سخت مزاحمت کی اوس نے جان بچانے کے لئے کہدیا کہ مین نے متعہ کیا تہا اسپر آپ سخت برہم
ہوکر متعہ کو منع کردیا **قال** فما استمتعتم کے لغوی معنی فایدہ گرفتن کے ہین اور اصطلاحی معنی [illegible]
اور دخول کے ہین اور دلیل اسپر کلمہ فا کہ تعقیب کے واسطے ہے مدلل ہے کیونکہ تعقیب فرع ہوتا ہے
اصل جملہ سابق کا پس جملہ سابق مین یہان بیان مہر و نکاح کا ہے لہذا بدلیل۔

کلمہ فا معنے استمتعتم کے وطے اور دخول کے ہوئے نہ عورتون سے تمتع کرنیکے۔
اقول سبحان اللہ آپ تو فاضل ہی ہو گئے تفسیر دانی آپ پر ہی ختم ہوی ہی آپکی اصطلاح بھی ماشاءاللہ نئی ہے لیکن متعتم الخ مین آپکی اصطلاح مین کسکا دخول ہوگا اور جو کلمہ فا کی دلیل نحو کی ٹانگ توڑی ہی یہ بھی آپکا ہی کام ہے کہ کلمہ فا سے تمتع کے معنی نکاح ہو سے عورتسے وطی کرنے کی قرار پای کیونکہ پہلے جملہ مین ذکر نکاح و مہر کا ہوا ہے لیکن آپ اسے پہلے اور اوسکے بعد بھی اتوھن اجورھن کو خرچی لکھہ چکے ہو اور کلمہ فما استمتعتم کے بعد بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضہ موجود ہی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاحی بی بی کے بجے خرچی جا رہی ہے۔ (چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار) اجی حضرت آپکو کیا ہو گیا ہے فما استمتعتم کا جملہ سابق نکاح و مہر نہین ہی بلکہ یہ ہے ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین یعنے اگر لو اولا وتم عورت کو بدلے اپنے مال کے باحصان و غیر شہوت رانی اسکی آگی ہے فما استمتعتم یعنی پس اگر تمتع کرو تم اونسے تو اونکا اجرہ ادا کرو تمتع عورت وطی اور دخول کی اور کیا ہو سکتا ہے آپنے ناحق اتنا خبط کیا اور فضول سر مارا کوی تفسیر دیکہنے کی لیاقت نہ تھی تو ترجمہ قرآن کا دیکھہ لیا ہوتا جو آپنے آیت ناسخ آیت متعہ پیش کی ہے وہ خود موید آیہ متعہ کلمہ او ما ملکت ایمانھم مین کنیزین اور متعہ کی ہوی عورتین شامل ہین یعنی جو عورتین تلوار کے زور سی لیجاوین یا روپیہ کی عوض بولائین جاوین وہ ملکیت یمین کہلاتی ہین اور مخاطب صاحب نی جو اسکے ترجمہ مین مملوکہ زر خرید لکھا ہی یہہ انکی لیاقت ہی بلکہ ملک یمین کی اول قسم تلوار کے زور سے چہنی ہوی عورت ہی اور دوسری قسم زن متموعہ ہے اور یہہ قول آپکا کہ حفاظت شرمگاہ ہونی بغیر نکاح ممکن نہین ہی صریحا مخالف حکم خدا ہی آپ نی جو آیت سند پیش کی ہے اسمین ہی اسکو حصہ اور ملک یمین مدرج ہی۔

قولہ۔ وساوس شیطانی و ہواجس نفسانی نے شیعون مین اس درجہ ترقی کی ہی کہ وہ ایسے ایسے عورت و مرد کا تو ذکر ہی کیا ہی بلکہ بڑی بڑی مجتہد العصر اس بلا مین مبتلا رہتے ہین **اقول** اگر کوی تحقیر

فعل جائز کا مرتکب ہو تو گناہ کی بات نہین مجتہد ہو یا غیر مجتہد لیکن حضرت یہ تو فرمائیے آپ کو اصرار بر محرمات کی اجازت کہان سے حاصل ہوے ہی یہہ سنت المشائخ کیون ترک نہین کیجاتی اوسکے بارہ مین تو آپ بجز سنت پیران و مشایخ کے کوی نص پیش نہین کر سکتے ایسی سند و نسے کام نہین چلتا کہ طبانچہ بر رخ مبارز خان زد کہ عرش معلی ہم بلرزید شیعون پر الزام اوسوقت دینا چاہیے کہ جب آپ خود بری ہون متعہ تو حلال ہے مالکیہ مین ہی لیکن آپکے بڑے بڑے مقدس جنکو پیر کہتے ہو رنڈیون مین پیری مریدی کے بہانہ پڑے رہتے ہین اور بڑی بڑی لمبی ڈاڑہی والے و بابی امرد بازی کرتے ہین دونو طرحکا لطف اوٹہاتے ہین کبہی فعل کی گردان بر فاعل کے معنے سمجہہ جاتے ہین کبہی مفعول کے معنی سمجہہ جاتے ہین مفعول کے معنی ذہن نشین کر دی ہین یہان تک آپنے متعہ پر بحث کی بعد اسکے وضو کا قصہ شروع کیا ۔

قال مسئلہ شیعون کے نزدیک پاؤنپر مسح کرنا جائز ہے برخلاف قول و فعل کے رسول اللہ صلعم کے کہ آپنے بغیر قدم مبارک دہوی ہوی کبہی وضو نہین فرمایا اور ایسی ہی آپنی اپنی اصحاب با صفا کو تعلیم کیا **اقول** مولوی صاحب فرض سے سنت پر اوتر آئے ۔ ابہی آپکو یہ معلوم نہین ہے کہ سنت و جماعت غسل رجلین فرض جانکر کرتی ہین یا سنت سمجہہ کر اور ہم یہہ بات کب کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم بغیر پیر دہوے وضو کیا کرتے تھے بلکہ ہم بہی ایسا نہین کرتے برابر پیر دہو کر وضو کرتے ہین ۔ لیکن وضو کر کے پیر دہونا منافقین کا فعل ہے اور اصرار کرنیوالا مطلق کافر ہو جاتا ہے کیونکہ نص صریح موجود ہے اسکی خلافی پر اصرار کرنا کفر ہے ۔ قران شریف مین خداوند تعالی فرماتا ہے ۔ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنے ای ایمان والو جسوقت تم نماز پڑہنے اٹہو پس دہو ڈالو مونہہ اپنا اور ہاتہہ اپنے کہنیون تک دہو ۔ اب فرمائیے کہ اسمین کیا اغلاق ہے اور کیون جبر توحیدین گہڑی جاتی ہین اور کیون ایہہ پہیر کر کے اس آیت کے معنی بدلی جاتے ہین جبکہ

صاف حکم موجود ہے کہ فلان فلان عضو دہو ڈالو اور فلان فلان عضو پر مسح کرو تو خدا کے روبرو اس مخالفت کا کیا جواب ہے ہمیشہ قرآن کے معنی مین یہہ امر ملحوظ رہتا ہے کہ جو سیدہے طور پر الفاظ سے معنے پیدا ہون وہی لینی چاہئین ثبوت اس امر کا کہ پیر داخل غسل نہین ہین بہت بڑا یہہ ہے کہ جب وضو مین دو عضو یعنی مونہہ اور ہاتہہ دہونے فرض ہین اور دو عضو مسح کے ہین تو آیت تیمم مین یہہ مسئلہ صاف ہوگیا کہ تیمم مین فقط مونہہ اور ہاتہہ پر مسح کیا جاتا ہے اور سر و پیر چہوڑ ہی جاتے ہین اور وجہ اسکی بہت صاف و روشن یہ ہے کہ جو عضو وضو مین قابل غسل قرار دئے گئے ہین تیمم مین فقط اونکا مسح فرض ہوا ہے اور جن اعضا کا وضو مین فقط مسح ہے اونکو تیمم مین قطعی ترک کر دیا ہے پس درینحالیکہ ایسی سند کامل موجود ہی اور پہر بہی حکم خدا کی برخلافی کیجاوے تو کفر مین کیا کلام رہتا ہے علاوہ ازین تمام محدثین اہل سنت والجماعت متفق ہین کہ رسول خدا صلعم نے مسح علی الخفین کیا ہے یعنے پیرونکے موزونپر ہی مسح کیا ہے۔ اور اسکی سوای رسول اللہ صلعم کے نسبت کبہی کسی فریضہ کا ترک کرنا ثابت نہین ہوا ہے پس اگر پیرونکا دہونا فرض ہوتا تو ہرگز رسول خدا اوسکو ترک نکرتے تان اگر پاتونکی دہونے کی جگہہ آستین پر مسح کیا ہو تو ثابت کر دیا اور کسی فریضہ کے نسبت اسطرح ترک کرنا ظاہر ہوا ہو تو ہم یقین کر سکتے ہین کہ فریضہ غسل رجلین کو ہی رسول اللہ صلعم نے ترک کر دیا ہوگا اور جبکہ یہہ ثابت نہین ہی تو ظاہر ہے کہ وضو مین مسح رجلین فرض ہے۔

قال اختلاف قرات کا جو فیما بین ہے بسبب جہل مرکب اہل التعصب کی ہے ورنہ پانونکا دہونا تو باقاعدہ صرفی بہی ثابت ہے کیونکہ بعض کے نزدیک اَرجُلَکُم مفتوح بالفتح اور بعض کے نزدیک مجرور بجر۔ اس توجیہ سے بہی ارجلکم مفعول فاغسلوا کا ہے بسبب جوار جر کے۔ اور عطف بعید کے واو سے بہی ارجُلکم کا مفعول فاغسلوا ہونا ثابت ہوتا ہے پس اس صورت مین پانونکا دہونا ہی فرض ٹہیرا۔

اقول علم کلام اور تفسیر مین تو ہمارے مخاطب صاحب کو کمال حاصل تہا ہی مگر

اب معلوم ہوا کہ صرف مین بھی کامل ہین اور کامل بھی کیسے گویا صرف انکی ہی ایجاد ہی۔ صرف اور نحو مین تمیز کرنیکا وقوف اتبک حاصل نہین صرف مین بھی جار و مجرور کی علت دیتی ہین اور طرفہ یہ ہے کہ مفعولیت کا ایسا شوق غالب ہوا کہ کبھی ارجلکم فاغسلو کا مفعول قرار دیا ہے اور کبھی فاغسلو کو ارجلکم کا مفعول بنا دیا۔

کبھی عمر مفعول بکر کا ہی اور کبھی بکر مفعول عمر کا عطف بعید مین اگر وایدیکم کو بھی قسم کا مفعول قرار دیکر ہاتہو نپیر کہڑی ہوکر پہر آسمان کی طرف بلند کرکے آپ نماز پڑہا کرین تو زیادہ مناسب ہے بہ نسبت ہاتھ باندہنے کے اسمین فروتنی اور عاجزی بھی زیادہ ہوگی۔

غضب خدا کا ہی کہ صریح مخالفت قرآنی روا رکھی جاتی ہی تمام قرآنون مین ارجلکم بالفتح موجود ہے پہر جار مجرور کی کیا بحث ہی اسکی بعد آیۂ تیمم موید اسکی موجود ہی مگر ختم اللہ علی قلوبہم کا مضمون صادق آتا ہے۔

قال استبصار کے باب مین وجوب المسح علی الرجلین مین مرقوم ہی۔ الوضوء بالمسح ولا یجب فیہ الا ذلک ومن غسل فلا باس یعنے وضو مین پاؤنکا مسح واجب ہی اور جو شخص کہ پاون دہوے تو کچہہ ڈر کے بات نہین ہے اس عبارت سی صاف ظاہر ہے کہ پاؤن دہونا درست ہے **اقول** افسوس ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب ترجمہ بھی صحیح نہین کر سکتے نہ مطلب صحیح سمجھہ سکتے ہین مطلب صاف اس قول کا یہی ہے کہ وضو مین مسح پیرونکا واجب ہی اور خلاف اسکے کرنا ہرگز واجب نہین ہے لیکن اگر کوئی شخص اتفاقا بجای مسح کے پیر دہو ڈالے تو اس سے وضو باطل نہو جائیگا لیکن جو شخص اصرار کے ساتھہ دیدہ و دانستہ بجای مسح کے پیر دہوے وہ بوجہ مخالفت حکم الٰہی کافر ہو جاتا ہے

قال دوم اسی کتاب کی اسی باب مین ہی کہ رسول خدا صلعم با امیر المومنین تعلیم وضو نمود کہ اعضاء وضو دوبار و مسح سر یکبار کافیست۔ و در غسل قدمین خلال در انگشتان ہر دو پا باید نمود اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاون دہونا ضرور ہے۔

اقول لطف تو یہ ہی کہ ابھی انکو یہ بھی معلوم نہین کہ کتاب استبصار عربی مین ہی یا فارسی مین یا ایک باب عربی کا ہے یا ایک فارسی کا یا ایک ہی باب مین مسئلہ عربی ہی یا ایک فارسی ہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے حوالہ سے اپنی لکھدیا اور مطلب اسکا آپ بالکل نسمجھے حالانکہ اعضاء وضو دو بار خود ہی لکھہ چکے ہو اور پیرونکا بیان اعضاء وضو سے علیحدہ ہی اور اعضاء وضو مونھہ اور ہاتھہ کہلاتے ہین جنکا غسل واجب ہی پیرونکا بیان اعضاء وضو کے بعد کیا ہی اور ظاہر ہے کہ پیرونکا دہونا خارج از وضو منع نہین بلکہ ضروری ہے اگر آداب غسل قدم بعد وضو تعلیم کئے تو کیا انصاف کی بات ہی

قال سوم اسی کتاب کے باب وجوب الترتیب مین ہی — ان نسیت مسح راسک حتی اغتسل رجلیک فامسح الراسک ثم اغتسل راسک یعنے مین وضو مین مسح سر کا کرنا بھول گیا یہانتک کہ پانون بھی دہو ڈالے جب یاد آیا تو مسح سر کا کرکے از سر نو پھر پانون دہوے اس فعل مکرر سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ پانونکا دہونا یقینی ہے اور بعض شیعہ جو از راہ تعصب کے کہتے ہین کہ پاون دہونے سے وضو نہین ہوتا ہے محض دروغ ہی۔

اقول قربان اس صحت عبارت اور ترجمہ عربی کے ہم نے سنا تہا کہ ہمارے مخاطب صاحب نے کسی سے نثر طیہ گلستان کی عبارت پڑہوائی تہی مگر صحیح عبارت پڑہنے سے اب ہمکو یقین کامل ہوگیا کہ مخاطب صاحب فقط اردو کے مولوی ہین عربی بالکل نہین پڑہے اہل انصاف غور تو فرماوین کہ۔ ان نسیت مسح راسک کے یہ معنی ہین کہ مین اپنے سر کا مسح بھول گیا تہا اور حتی اغتسل رجلیک کے معنی یہ ہوی کہ یہانتک کہ مین نے اپنے پیر بھی دہو ڈالے اس عربی دانی کا کیا ٹھکانا ہی مخاطب اور متکلم کے ضمایر کی جنکو تمیز نہین ثم اغتسل راسک لکھکر ترجمہ کرتے ہین۔

کہ از سر نو مین نے اپنے سر دہو ڈالے اگر تم اوٹہانیکو کہو تو دم ہلانے لگین اور اسپر دعوی مناظرہ اہل حق کا رکہتے ہین۔

مخاطب صاحب اپنے یہ عبارت اور ترجمہ کس کتاب سے نقل کیا ہی کتاب۔

استبصار کبہی آپنے آنکہہ سے بہی دیکہی ہے - لہذا اوپر جو عبارت فارسی آپنے درج فرماے ہے وہ کتاب استبصار مین کبہی ہی آپنے ملاحظہ فرمای یا کسے دوسر کا حوالہ ہے آپنے نقل کردیا - اگر آپ واقع حال لکہدیتے کہ فلان شخص نے بحوالہ کتاب استبصار یہہ لکہا ہے تو آپکی شیخی کرکری نہو جاتی سمجہنے والے تو اب بہی سمجہہ گئے کہ یہہ کتابون کے حوالہ آپکی لیاقت اور ہمہ دانی کی شہادت ادا نہین کرتے ہین بلکہ آپکی کیفیت نقل مین ایسی ہی ہے کہ جیسی میان مٹہو بنی جی یا بیجو پڑہتے ہین حالانکہ وہ بنی جی کو کیا جانین - دوسرونکی حوالون پر مناظرہ کرنا آپکا ہی کام ہے کسی کا مصرعہ ہے ع واے بر ہنرکہ بر کیر برادر نازد + اگر آیندہ کچہہ حوصلہ مناظرہ ہے تو کتاب استبصار کو کسی عربی خوان سے پڑہوا کر صحیح عبارت اور صحیح ترجمہ سنکر کچہہ تحریر فرمانا -

اما افق الله علیہ ما یستحقہ بحوالہ کتاب استبصار کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کا حال حضرت ابوعبد اللہ سے ابوعبد اللہ سے بیان کیا کہ اوسنے اپنی زوجہ کے مقعد مین دخول کیا تہا تو آپنے فرمایا کہ کچہہ ڈر نہین - **اقول** یہہ مخاطب صاحب کی محض دانای ہی کہ لا باس سے مراد یہہ ہے کہ یہہ کوے جرم نہین ہے اس سے اباحت و جواز مراد نہین ہوسکتی اور یہہ سب مذاہب مین یکسان مختلف فیہ ہے جرم کسے مذہب کی رو سے قرار نہین پایا ہے حنفی اگر اپنی زوجہ کے دبر مین دخول کرے تو نہ زنا کا فتوی ہوگا نہ اغلام کا نہ بموجب مذہب حنفی اوسکو کوی سزا دیجاویگی پہر فرمای کہ مذہب حنفی کی بموجب بہی لاباس کا فتوی ہوا یا نہین - **قولہ** خلاصۃ المنہج کے دسوین جز مین تفسیر آیہ کریمہ - **نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم** کے اصطلاح سے لکہی ہی زنان شما کشت اند پس بیاید بکشت زار خود ہر گونہ کہ خواہید خواہ روی زنان بجانب شما باشد خواہ پشت با غیران شاید لفظ غیران سے مراد مفسر کی دہن ہی ہو کیونکہ سواے موہنہ کے اور کوی جگہ قابل دخول نہین ہے -

اقول اہل انصاف ہمارے مخاطب صاحب کی شقاوت قلبی اور تیرہ درونی کو ملاحظہ فرماوین کہ مفسر نے کیا بیجا لکہا اور اوس تحریر پر کونسا موقع اعتراض کا ہے -

معنی اَنّیٰ شِئْتُمْ کے بموجب مذہب حق تو یہہ ہے ہین کہ جس طرز اور جس شکل سے چاہو مجامعت کرو۔ اشکال جماع چونکہ فقط لیٹ پیٹ پر ہی منحصر نہین ہین بہت طریقون اور اشکال سے ممکن ہے مثل بیٹھے ہوے کھڑے ہوے اپنے اوپر لٹائے ہوے کے پہر اگر مفسر نے رو و پشت کے علاوہ وغیر آن کا لفظ لکہا تو کیا بیجا لکہا ہان اپنی اپنی سمجہہ جدا ہے اگر مخاطب صاحب نے موںہہ سے داخل ہونی اور قبل سے نکلنے کا راستہ تلاش کر لیا ہے تو البتہ دوسری بات ہے یا اس آیت کے معنے وہابیون نے کسی اور طریق سے لگائے ہون تو امر اخر ہے۔ اَنّیٰ شِئْتُمْ سے مراد اصلی تو وہی تھی جو مفسر نے لکہی ہے اور اگر مخاطب صاحب معنی اَنّیٰ شِئْتُمْ (جسطرح جی چاہے مزرعہ مین جاو) مین مع لاو لشکر یا مع دوست واحباب یا مع ملازمان و مزدوران قلبہ ران کے جانا جایز سمجہہ ہے ہین تو اونکو مبارک ہو۔ کیون مخاطب صاحب وہ اب مناظرہ یہی ہے ایسی بدتہذیب الفاظ استعمال کرنے سے جواب ترکی بترکی دیا جاتا مگر ہم تہذیب کو تمہاری طرح ہاتہہ سے نہین دیتے۔

دخول فی الدبر مین بغیر انزال غسل واجب ہوتا بہت ٹہیک بات ہے کنز الدقائق فارسی مین کتاب الطہارت مین درج ہے مسئلہ در خروج آب منی با وفق و شہوت غسل فرض شود دیگر مسئلہ اگر بازنی نارسیدہ وطی کرد غسل بر مرد فرض شود۔ چونکہ عورت نارسیدہ ہے محض دخول سے اوسپر غسل واجب ہوا اور غسل کا بحالت خروج منی فرض ہونا قرار پایا تو پہر شیعون پر کیون اعتراض ہے معلوم ہوا کہ آپ اپنی فقہہ سے بہی واقف نہین ہین مخاطب صاحب نے جواب بہی اپنی طرف سے تحریر فرمایا ہے کہ اَنّیٰ شِئْتُمْ ظرف زمانی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین جماع کرنا جایز ہے حالانکہ یہہ درست نہین بہت اوقات ایسی ہین کہ جماع کرنا ممنوع ہی جیسے ایام حیض ایام نفاس وقت روزہ وقت حج وقت نماز وغیرہ پہر آپ فرماتے ہین کہ یا ظرف مکانی ہے کہ جس مکان اور مقام پر چاہو مجامعت کرو یہہ بہی درست نہین ہے کیونکہ بہت مقامات

ایسے ہین کہ وہان جماع ممنوع ہے مثل مسجد حرمین پیر کی درگاہ لیکن طرفہ یہہ ہے کہ ہمارے
مخاطب صاحب کی ہم مشرب بخیال ظرف مکانی مساجد مین اعلام اور پیرونکی درگاہ مین فعل حرام
کو جائز جانتے ہین پیشتر تو ہم فقط اس مسئلہ کو ایسے ہی سنا کرتے تھے مگر اب مخاطب صاحب کی
بدولت اسکا اصول ہمیں معلوم ہوگیا کہ اَنّٰی شِئْتُمْ ظرف مکانی ہے ہر جگہہ اور ہر مقام پر ایسا
فعل جائز ہے۔ اور دوسری لیاقت ہمارے مخاطب صاحب کی دیکھئے کہ ابھی تو اَنّٰی شِئْتُمْ
کو ظرف زمانی قرار دیکر ہر وقت اور ہر حالت مین جماع کرنے کی اجازت دیتے تھے اور ابھی
اپنی تکذیب کے لئے آیت امتناع جماع حالت حیض کی تحریر فرمائی ارادہ آپکا شیعوں کی تکذیب کا تھا
مگر خدا نے خود مخاطب صاحب کی تکذیب اونہین کے بیان اور قلم سے کرا دی فاعتبروا یا اولی الابصار

قولہ شیعہ نوروز کو عید قرار دیتے ہین اور یہہ تقلید مجوس ہے **اقول** خواجہ صاحب
کی درگاہ مین بسنت ہوجاتا ہے تمام مشائخ عظام چشتیہ بسنت مناتے ہین اور یہہ تقلید ہنود ہے
سال کے نوروز کو عید گرداننا جائز نہین حضرت غوث الاعظم نے تو یہ تقلید زمانہ جاہلیت عید
محرم جائز قرار دی ہے **قولہ** شیعون نے ایک عید باباشجاع جائز کی ہے الخ **اقول**
درآنحالیکہ شیعونکے نزدیک یہہ امر ثابت ہے کہ حضرت عمر دشمن اہلبیت تھے اور اہلبیت علیہم السلام
کو اونکے قتل ہونے سے نہایت خوشی ہوی تھی تو محبت اہلبیت کا اقتضا یہہ ہی ہے کہ اونکی خوشی
کو عین اپنی خوشی اور اونکے رنج کو عین اپنا رنج سمجھا جاوے تو ایسی موقع پر عید کرنا بہت بڑے ثواب
کی بات ہے **قولہ** ۲۶؍ ذی الحجہ کو عید غدیر کرتے ہین اور سبب اسکا یہہ ہے کہ حضرت عثمان غنی
نے اس تاریخ پر وفات پای ہے **اقول** یہہ ہمارے مخاطب صاحب کی ناواقفیت کی وجہہ ہے
ورنہ ۲۸؍ ذی الحجہ کو یہہ عید نہین ہوتی نہ حضرت عثمان کے قتل کی وجہہ سے یہہ عید کیجاتی
ہے بلکہ ۱۸؍ ذی الحجہ کو عید غدیر ہوتی ہے اور غدیر وہ مقام ہے جہان رسول اللہ صلعم
نے سال حجۃ الوداع مین حضرت علی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا جسکا بیان ہم مفصل بیشتر لکھ چکے
ہین اور حدیث غدیر یہ ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کو مع آیات متعلقہ تحریر

کر چکے ہین **قولہ** عوام شیعون نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے مصائب امام حسین علیہ السّلام مین گریہ وزاری کو اور بمقابلہ مساجد اللہ کے ایمان بگاڑون کو اور بمقابلہ شادی نعمت اسلام کے غم والم ماتم کے اظہارونکو اور بمقابلہ تسبیح وتہلیل کے تبرا کو اور بمقابلہ درود وتہلیل کے اہل ایمان کے حق مین بددعا کو اور بمقابلہ زیارت حرمین کے زیارت روضہ امام حسین عم کو ایجاد کیا ہے حالانکہ اس مخترعات بی معنی سے بہت بڑا فساد اسلام مین پڑا ہے

اقول یہہ تو ظاہر بات ہے کہ اگر آپکی طرفسے امام حسین عم پر جہاد نہ ہوتا تو شیعون کو تعزیہ داری کی نوبت نہ پہونچتی۔ اور اگر آپ کو اپنے مجاہد ہونے کا دعوےٰ ہے تو آپنی ہمیشہ شیطان کی راہ مین جہاد کیا ہے۔ بہلا جو جہاد نے بی عائشہ اور طلحہ وزبیر نے کیا شیطانی وسوسہ تھا دوسرا جہاد آپکے بزرگ معاویہ اور تیسرا بزرگ زادہ یزید نی کیا وہ بھی شیطانی عمل تھا اونکے بعد آپکے پیر ومرشد عبد الوہاب نے حرم کعبہ اور حرم نبوی پر جہاد کیا غالبًا وہ بھی شیطانی عمل تھا اسکے بعد علماء نامدار دہلی نے ہندوستان سے ہجرت کرکے سوات وبنیر کے پٹہانونسے جہاد کیا اور ہزارون مسلمانونکے جانین تلف کرائین اور خود سب کے سب غارت وہلاک ہوگئے اسکے بعد آپکے مجاہدین نے ایام غدر ۱۸۵۷ع سنہ مین بادشاہ وقت یعنی سرکار انگریزی پر جہاد کیا اور صدہا مولوی ملان جمع ہوکر دہلی جا پہونچے اور نیلے نیلے تہمد باندہ غازی کہلائے مگر صعوبت جنگ دیکہہ کر بہاگ نکلے اور اپنے اپنے گہر دنمین کان دبا کر خاموش ہو رہے۔ اور جب تسلط سرکار انگریزی کا ہوا تو محلہ والون کے آگے ہاتہہ جوڑتے پہرے کہ ہمارا نام غازیونمین اور مجاہدون مین نہ بتلا دینا۔ اگر کسیے نے پوچہا بہی کہ حضرت مولویصاحب آپ بہی تو تشریف لیگئے تہے تو ہزارہا شرعی قسمین کہا جاتی اور قرآن کا حلف اوٹہا جاتی اوسوقت کوئی اونسے پوچہتا کہ حضرت آپکے مذہب مین تو تقیہ جائز نہین ہے پہر آپ کیون تقیہ کرتے ہین اور جہاد سے بہاگکر مسجد مین بیٹہہ کر تو آپ کفر اور ارتداد بتلایا کرتے تھے اب خود ہے آپ جہاد سے کیون فراری ہوئے اگر جہاد اسی کا نام ہے تو حضرت

اپ کو ہی مبارک رہے شیعونکا چھپاو تو جناب صاحب الامر کے ظہور کے وقت دیکھنا
کہ جب یہہ وہابی خوف جان سے کسی قبر مین گھس جاوینگے تو وہ قبر بھی اونکو مین
سپاہی سے کہدینگے کہ نکال اس مردود کو اور قتل کر کہ یہہ بڑا دشمن اہلبیت ہے۔
ایسا ہے حال آپکی جوانمردی اور شیعونکی گریہ وزاری کا ہے مگر منتقم حقیقی کے روبرو مظلومونکی
داد ظالمونسے دلائی جاویگی۔ **قولہ** بمقابلہ مساجد اللہ کے ایمان بگاڑون کو اختیار کیا ہے۔

اقول ایمان بگاڑ ہمارے مخاطب صاحب نے امام باڑہ سے مراد لی ہے۔ اور چونکہ براہ
تعصب امام کا نام بھی زبان سے نکالنا معیوب سمجھتے ہین اسلئے اوسکا نام بدلا ہے اور اپنے نزدیک
امام باڑہ کو جہان ذکر شہادت و مصایب امام علیہ السّلام بیان ہوتا ہے بہت سے مکروہ شی
سمجھی ہے۔ مین سخت حیران ہون کہ مخاطب صاحب کو امام حسین علیہ السّلام سے اسقدر عداوت
کیون ہے پیرونکے درگاہ کے مجلس خوانی جہان برابر شیطانی افعال ہوتے ہین یعنی طوائف
ناچتی ہین ڈھولک طبلہ سارنگی مجیرے ستار طنبورہ بجتے ہین ہر وقت غنا و سرود ہوتا ہے
خود درویش و مشایخ بھی ناچتے ہین اون مجلس خانونکو کبھی ایمان بگاڑ نکہا امام باڑہ سے ہی
کیا عداوت ہے وہان کوئی خلاف شرع کام نہین ہوتا پاک طاہر رہتا ہے مجالس عزاء
مین الشہدا ہوتے ہین ایکی مسجد کیطرح لوگ ملان کسی فعل بد کے مرتکب نہین ہوتے پھر امام باڑہ
سے اسقدر کیون نفرت ہوئی۔ رہا یہہ امر کہ اب لوگ مساجد کے زیب و زینت زیادہ کرتے
اور شیعہ لوگ مطلق مساجد کو زینت نہین دیتے سو مساجد کو زینت دنیاوی سے آراستہ
کرنا بڑی ناروا بدعت ہے یہہ آپکو سے ہی ہمیشہ سے راس آئی ہے مساجد کی زینت بہت بڑی
یہی ہے کہ جب مومن پاک عقیدت تولا و تبرا بہرے ہوئے قلب سے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے
وہ مسجد ہزار طرح کی حقیقی زینتون پر انوار الہیونسے مزین ہوجاتی ہے شادی اور غم کا یہہ حال
ہے کہ آپ کو کیون خوش نہون کہ دنیا کی خوشی اور عیش آپکو دیا گیا ہے اسکی عوض مین
ہمکو خوشی اور عیش آخرت کا ملا ہے اور قاعدہ کلیہ بلکہ مضمون حدیث کا بھی یہی ہے

کہ دنیا مین جو مغموم ہین وہ اخرت مین خورسند ہونگے اور جو دنیا مین خورسند ہین وہ آخرت
مین طرح طرح کے عذاب پاوینگے ایسا ہے تسبیح و تبرا کا حال ہے کہ باہم توام ہین جبتک کہ خدا
تسبیح نکرے اور رسول اللہ اور اونکے اہلبیت پر درود اور اونکے دشمنون پر بددعا نکرے مومن
پاک عقیدت نہین ہو سکتا ہی زیارت قبر حسین وہ بقعہ بہشت ہے جو کربلا مین داخل ہوا گویا
وہ بہشت مین داخل ہوگیا۔ حرمین کی زیارت کا معاملہ دوسرا ہے مستطیع کے لئے حج فرض
ہے زیارت رسول اللہ کا بہت بڑا ثواب ہے کوی شیعہ منکر ثواب نہین ہے لیکن آپ
کس مونہ سے زیارت حرمین کا نام لیتے ہین کچھہ بہت زمانہ نہین گذرا ابھی تک شاید تیسری
پشت گذری ہوگی آپہی پیران پیر شیخ عبد الوہاب نجدی نے حرمین پر جہاد کیا تہا اور زیارت
رسول اللہ صلعم کی نسبت وہ ظالم یہہ کلمہ کفر بکتا تہا کہ قبر رسول اللہ صلعم صنم اکبر یعنے
بڑا بت ہے **قال الناصبی** عام شیعہ تعزیہ داری اور گریہ وزاری کو علامت ایمان تصور
کرتے ہین اور معاون اس تعصبیہ کو محبان خاص اہلبیت سے جانتے ہین **اقول** گریہ وزاری
اور تعزیت حسین ع موجب رستگاری ہے۔ جو شخص مصایب حسین کو سنکر نہین رویا
اوسپر بہشت قطعی حرام ہے اگر آپ نیچی داڑہی اور اونچا پاجامہ باعث رستگاری سمجھ رکہا
ہی تو محض وسوسہ شیطانی ہے بغیر حب اہلبیت ہر طرحکی عبادت حرام ہے یہہ نماز روزہ
بغیر گریہ وزاری کچھہ کام نہ آیگا بلکہ سیدہا جہنم کو لیجایگا حدیث صحیح مین وارد ہے علمای اہلسنت
اس حدیث کو تصحیح کرتے ہین۔ **من بکی علی الحسین ع او ابکی او تباکی
وجبت لہ الجنۃ** یعنے جو کوی حسین پر رویا یا کسیکو رولایا یا بہ تکلیف رویا اوسپر
بہشت واجب ہوگئے مگر رونا محبت سے متعلق ہے دوست کی مصیبت پر بیشک دوست
کو رونا آتا ہے اور دشمن کی مصیبت پر کیون کوی رونے لگا ہے اگر آپ مین کچھہ بھی جزو
ایمان ہوتا تو بہ تعمیل حکم الہی کہ محبت حسین ع ہر مسلمان پر فرض ہی آپ بہی زار روتے لیکن
چونکہ آپکو تو یزید اور شمر اور عمر سعد اور ابن زیاد سے تعلق خاص ہے اصلی آپکو

یوم عاشورہ عید کرنی چاہئیے تاکہ یزید قیامت کے دن آپکا شفاعت خواہ ہو۔

قولہ اگر محرم مین ہیجڑا کھچڑا کھلاوے یا رنڈی شیر و شکر کا شربت پلاوے یا نقال شیرمال چکھاوے یا مطرب حلوا تر چٹاوے اوسکو غزاء من و سلوی سے بڑھکر جانتے ہین اور اوسکو تبرک سمجھتے ہین حرام و حلال کی تمیز ضرور نہین ہے۔

اقول افسوس ہے کہ دنیا اپنی گریبان مین مونہہ ڈال کر نہین دیکھتی کہ فلان طوائف نے خواجہ صاحب مین دیگ چڑھائی جنکی سکوریونپر گودڑی اور لتہ حیض چکر پیرونسے اور بدنسے لپیٹ کر ناپاک بدنسے دیگ کے اندر کودے اور لوٹ لاے بعدہ بڑے بڑے مشائخ اون مجاوروسنے بڑی قیمت پر وہ چاول خریدکر متبرک نعمت عظمی سمجھکر کھاتے ہین اوریہ خیال نہین کرتے کہ رنڈی کی کمائی تو کیسی تھی اور مجاور کودنے والی پاک تھے یا ناپاک تھے اور گودڑی اور لتے جو بدن سے باندھے گئے تھے اونمین کے تولہ تو محتلم لوگونکی منی ہے اور کے سیر حائض عورتونکا خون ہے۔ رنڈی کی کمائی کی بحث مین تو بہت کچھہ گنجایش ہے اور ممکن ہے کہ اوسنے کسی جائز کسب و محنت سے نذر و نیاز کا روپیہ جمع کیا ہو لیکن مولوی ملان لوگ جو گانو گانو پھرکر وعظ کرتے اور لوگونکو دغا سے مرید بناتے ہین انکی کمائی تو مطلق حرام ہے کیونکہ علم کا فروخت کرنا اور اجرت لیکر وعظ کرنا قطعی حرام ہے اسلئے ملان لوگون کی کمائی سے ہیجڑے کی کمائی ہزار درجہ بہتر ہے اور ایک صورتمین تو ہیجڑا بڑے بڑے اپنے ہم مذہب علماء سے بہتر و افضل ہے یعنے باوجودیکہ ہیجڑا ہے سنی مذہب ہوتا ہے مگر خدانے اوسکو اسقدر توفیق دی ہے کہ خدا و رسول کے نام پر کچھہ نذر و نیاز کر دیتا ہے برخلاف وہابیونکے کہ خدا و رسول کو تو درکنار اپنے باپ دادا کی فاتحہ بھی دمڑی کی ریوڑی پر نہین دیتے۔ نقل مشہور ہے کہ جب جمعرات کو ہر شخص اپنی اپنی بزرگون کے فاتحہ دیتا ہے تو مردون مین بہت بڑی خوشی ہوتی ہے اور جس مردہ کا وارث وہابی ہوتا ہے اوسکو جو فاتحہ نہین ہوتی وہ سب سے علحدہ مغموم بیٹھا ہے اور جب

اور جب بعد انتظار بسیار ناامید ہو جاتا ہے تو بھیک مانگنے کو اون مردونکے پاس جاتا ہے وہ سب اوس سے حال پوچھتے وہ کہتا ہے کہ میرا بیٹا وھابی ہوگیا اسلئے مین بھوکا مرتا ہون وہ مردے وھّابی کا نام سنکر اوس مردہ کو مارتی ہین کہ تو نے کیون پسر کو ایسی تعلیم دی تھی اگر وہ کوئی عذر معقول بیان کرتا ہے تو اوسکو سب مردے خیرات کے طور سے دیتے ہین اور اگر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین اسکا بہی عقیدہ ایسا ہی تھا تو اوسکو اپنے پاس سے دور نکال دیتے ہین اور اوسپر لعنت کرتے ہین جب وہ شیخ عبد الوہاب کی تلاش مین - نکلتا ہے تو اونکو انہی سے زیادہ سخت مصیبت مین مبتلا دیکھ کر اولاد پر لعنت بھیجکر سو رہتا ہے اسلئے یقین ہے کہ ہیجڑے اور ڈوم اور رنڈی کے مان باپ کی حالت وھّابی کے مان باپ سے ہزار درجہ بہتر ہوگی وھّابی کا مردہ باپ جمعرات کو ضرور ہیجڑے کے باپ کے پاس خیرات مانگنے جائیگا اور ہیجڑہ کا باپ اوسکو لعنت کرکے نکالدیگا کما صرح فی الحاشیہ کنز الدقائق

قولہ تعزیہ داری کی ممانعت معتبر کتب شیعہ مین موجود ہے اول کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب نوادر مین امیر المومنین سے منقول ہی **من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خرج من الاسلام** یعنے فرمایا حضرت علی نے کہ جس نے از سر نو قبر بنائی یا تصویر کھینچی پس تحقیق وہ اسلام سے خارج ہوا **اقول** تعزیہ داری کے معنے مخاطب صاحب نہین جانتے ہین اور جو تعزیہ داری ہندوستان مروج ہے اور جس کو مخاطب صاحب تعزیہ داری سمجھے ہین یہہ عمل شیعونکا نہین ہے بلکہ خاص اہل سنت کے اختراع ہے ہان بعض شیعہ بہی سنیونکی دیکھا بہالی ایسی لغزہ مارنے لگے ہین اسکا الزام تو خود مخاطب صاحب پر ہے اگر حالات تاریخی سے کچہہ بہی واقفیت رکھتے ہون تو گریبان مین مونہہ ڈال کر شرما جائین - رہی تجدید قبر یا اوسکی مثال بنانا یہہ تعزیہ سے متعلق نہین بلکہ اسکی یہہ صورت ہے کہ جب سلاطین مغفور نے بغداد فتح کیا تو قبر ابو حنیفہ کو کہود کر استخوان بوسیدہ کو جلا کر دجلہ مین پہنکوا دیا تہا مگر بعد اوسکے اونکے مریدون اور مجاورون نے جدید

قبر بنالی اسلیے وہ اسلام سے خارج ہوگئے ایسا ہی ہندوستان کے اکثر قصبات و دیہات مین بغیر مردہ کے قبرین بناکر چادر اوڑہاکر نقارے بجاتے ہین مزید اعتبار کے لیے کوئی نام اوس پیر کا تجویز کرتے ہین ورنہ پیر غیب کے نام مشہور کردیتے ہین۔ بعضے معتبر سنا ہی کہ شہر ٹہٹہ مین ایک موقعہ پر کمہار نے اپنا مردہ گدہا دفن کردیا تہا ابتداء شہدون نے اوسکی قبر کے صورت بنادی اور رفتہ رفتہ وہ قبر ایک بڑے ولی کامل کے مشہور ہوگئے بہت سے چالاک لوگون نے اپنے نفع کے لیے کہدیا کہ فلان بزرگ نے مجہکو خواب مین بشارت دی ہے اور اپنی قبر کا نشان فلان جگہہ بتایا ہے وہان قبر بناکر زیارت گاہ ہوگئے اگر مثال سے مراد قبر تراشے ہے تو بتانی والا ظاہر ہے کہ اسلام سے خارج ہو لیکن اگر مخاطب نے قبر کے نقشہ بنانی سے مراد لے ہے تو اسکی مثال ایسے ہے کہ جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوے نے جذب القلوب الی دیار المحبوب مین نقشہ قبر انحضرت صلعم کا لکہا ہے۔

مخاطب صاحب نے جو ایک روایت کلینی درباب ہجرۂ زنان درج کیے ہے اوس سے اور گریہ وزاری سے کیا علاقہ ہے یہہ روایت تو عورتون کی ہدایت کے لیے ہے کہ اپنے مردون کو رات کے وقت چلاکر ہجرہ کے ساتہہ نہ روین کہ ملایکہ کو ایذا پہونچتی ہی اس سے تو نوحہ کے بہت بڑے فضیلت ثابت ہی کہ ملایکہ کا دل بہی آواز دردناک سے دکہتا ہے۔ پس غم حسین ایسا ہے کہ اہین آدمی جن فرشتہ سب کو رونا چاہیے اور ایسے نوحہ کے ساتہہ جس سے ملایکہ کا دل بہی دکہہ جاے نوحہ کرنا بہت ہی افضل ہوگا —

اس مصیبت سیدالشہداء پر تو سواے انسان کے اور مخلوق وجن وملک کا رونا بہی ثابت ہے خود شاہ عبدالعزیز صاحب سرالشہادتین مین لکہتے ہین وتنوح الجن بالمراثی اور جن نوحہ کرتے ہیے مرثیہ پڑہ پڑہ کر پہر تعزیت حسین پر اعتراض کرنا مسلمان کا کام نہین ہے ہان اگر وہابی معترض ہون تو مضایقہ نہین۔ بہلا اس ظلم کا

ہمین بہکاتا ہے کہ محض اس نیت سے کہ حسینؓ پر کوی گریہ نکرے نفس گریہ کو مذموم کہتے ہین اور جانتے ہین کہ قدیم سے بزرگان وبرگزیدگان خدا کا شعار گریہ رہا ہے۔

قال شیعہ کہتے ہین کہ محرم غم کا مہینہ ہے اسمین پان نہ کہانا چاہیے الخ۔

اقول اسکا جواب بجز اسکے کیا ہوسکتا ہے کہ سنی کہتے ہین کہ میران کا بکرا جو ذبح کیا جاوے چتلا ہو کالا نہو اور شیخ سدو کا مرغا سپید ہو سرخ نہو الہ بخش اور زین خان کے دونہ مین عطر سہاگ کا پہویہ بچے رکہا جاوے پہر ایچ اور ابیر کے حاجیون کے ہاتہ مین پنکہا اگر نہو تو انکا حج قبول نہوگا اجمیر شریف جاکر اگر ریوڑیان اور الاچی دانہ اور صندل کی کنگہیان اور تسبیح نہ لاوے اور برادری مین تقسیم نکی تو گنہگار ہوتا ہے۔ جمعرات کے دن جیسور مین مولانا صاحب کی درگاہ مین جاکر اگر ناچ طوائفان نہ دیکہے تو زیارت کا ثواب اوسکو نہین ہوتا اور داتا۔ امالی شاہ کے میلہ مین جاے اور لکڑیان نہ لاوے تو جانا اور نہ جانا دونو برابر ہے اور قبر رجب تک چوڑی ملیدہ یا کہیل تباشہ نہ چڑہاوے تو زیارت قبول نہین ہوتی ہم نہین جانتے کہ ہمارے مخاطب صاحب نے کیون ایسی خرخرفات سے اپنی کتاب کو بہرا ہے شیعہ اگر پان کہاوین یا گوٹہ کہاوین یا کہ کہاوین تو انکا کیا ہرج ہے۔ اور بکاین کی پتی اور ایلوا اور راکہ حشیش کہلہ وغیرہ کا طرفہ معجون آپکو ہی مبارک رہی غالبًا آخرت مین دشمنان اہلبیت کے لئے دوزخ مین اسیکا بہر التجویز ہوگا۔ **قال** شیعونکے نزدیک محرم مین سیاہ لباس پہننا شعار ماتم سے ہے اور سپید پوشنے رسم کفار سے ہے اور لباس اہل نار کا ہے۔ اس موقعہ پر ایک روایت بہی درج ہے کہ سیاہ لباس سے عورتون کے نماز نہین ہوتی۔

اقول شیعہ تو محرم مین سبز لباس پہنتے ہین اور سیاہ لباس بہے البتہ ماتمی لباس ہے اگر بغیر ضرورت ماتم کوی شخص فخریہ ایسا لباس پہنے تو البتہ داخل فرعونیت ہے جیسا کہ بعضے لوگ سیاہ انگرکہ کا چوغہ پہنتے ہین اور مقصود صرف انکا انگریزونکی نقل سے ہوتا ہے۔ **قال** شیعونکے نزدیک تقیہ کرنا ضرورت دین سے ہوتا ہے۔

اقول جب اُمّت نافرجام نے اہلبیت رسول اللہ صلعم سے بدسلوکی کی اور اونکی مخالفت پر بیانتک کمربستہ کی کہ اونکو شہید کیا انکو دربدر کیا قید کیا اونکے گہر لوٹے اونکے گہرونمین آگ لگائی اونکے خیمہ مین آگ لگائے تو پہر بجز تقیہ کے دنیا مین کیسے گذر کر سکتے اور مذہب حق کا دنیا مین نام کیسے باقی رہتا اسمین کوئی شک نہین کہ اگر ائمہ علیہم السلام عقاید مذہبی مین تقیہ نفرماتے تو دین حق بالکل تلف ہوجاتا تقیہ قدیم سے انبیاء مرسلین کا شعار ہے - ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارا کو بہن تبلایا تقیہ تھا - حضرت اسحق نے بھی بی بی رفقہ کو تقیہ سے بہن ظاہر کیا حضرت یعقوب نے یوسف علیہ السلام کو خواب کا حال بیان کرنے سے منع فرمایا تقیہ تھا یوسف صدیق نے بہائیون سے اپنے اپکو چہپایا تقیہ تھا - بنیامین کی بار مین انجوزہ نقری چہپایا تقیہ تھا موسے علیہ السلام کے مان باپ نے آپکی ولادت کو چہپایا تقیہ تھا خود موسے علیہ السلام قبطی کو مار کر مدین کو بہاگے تقیہ تھا حضرت ہارون نے گوسالہ طلائی پرستش کے لئے چہٹی دیا تقیہ تھا - حضرت داؤد نے دسال سے بہاگ کر جان بچائی تقیہ تھا - حضرت ذکریا درخت کے اندر جاکر چہپے تقیہ تھا حضرت مسیح کوہ زیتون مین جاکر چہپے تقیہ تھا - پطرس حواری نے شب گرفتاری مین تین بار اپنی حواریت اور مسیح کی شاگردی سے انکار کیا ایک گانو مین چند حواری سوا مہینہ تک بت پرستی کرتے رہے یہہ سب تقیہ تھا - رسالت خاتم النبیین مین ملاحظہ کیجئے کہ اول تو صاف صاف خدا نے حکم تقیہ کا یہہ دیا کہ اے محمدؐ کفار سے کہدے - **لکم دینکم ولی دین** یعنے تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے اگر یہہ حکم تقیہ نہو تو رسالت باطل ہوتی ہے بعد ازان شعب ابوطالب مین تین سال مخفی رہے اور یہہ تقیہ حضرت عمر کے مسلمان ہوتے ہی کیا گیا تہا وہ ایران توران فتح کرنی والے صاحب بھی تین برس تک تقیہ مین رہے پہر رسول اللہ صلعم ہجرت کے لئے تین روز تک غار حرا مین مخفی رہے یہہ بہی تقیہ تھا یہہ جو اعتراض ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کیون تقیہ نہین کیا یا حضرت مسلمؑ نے

کیون تقیہ نہین کیا یہہ معترض کی کم فہمی ہے - امام حسین ہمیشہ تقیہ کرتے تہے بوقت شہادت
تقیہ نکرنے کی بہت وجوہ ہین - اول یہہ کہ بعد خروج تقیہ حرام ہے - میدان جنگ سے اوسوقت
اوسوقت مونہہ پہیرنا مسلمان کا کام نہین - خلفاء ثلثہ نے البتہ تقیہ ایسا کیا ہے دیکہو جب احد کی
جنگ سے بہاگ کر غار مین چہپے اور پہر ابوسفیان کے پاس معافی قصور کے لئے تشریف
لیگئے اور اوسکے آگے ہاتہہ جوڑے اور حضرت عثمان تو دو منزل تک اونکے ساتہہ چلی-
گئے تیسرے دن لوٹ کر مدینے آئے ایسا تقیہ مردون کا کام نہین ہے شرعاً بہی حرام ہے
یا یہہ کہ عقبہ پر مونہہ کپڑون سے باندہکر رسول اللہ پر حملہ آور ہوے کہ اہل سیر پکار پکار کر
کہہ رہے ہین کہ سواریان پہچانی گئین فلان فلان کی تہی یہہ ہے ایک قسم کا تقیہ تہا مگر حرام تقیہ تہا
اہلسنت اس قسم کا تقیہ اب بہی کرتے ہین ایام غدر ۱۸۵۷ء مین صدہا عالم غازی بنکر دلی سے آگئے
اور بعد انتظام سرکاری کے ہزارون قسمین کہاتے تہے کہ ہم دلی ہین نہین گئے اور محلہ والونکے
آگے ہاتہہ جوڑتے پہرتے تہے کہ ہمارا ذکر نکرین - دوسری وجہ عدم تقیہ امام حسن علیہ السلام
کے یہہ تہے کہ اونکو اپنی موت کا وقت معلوم ہوگیا تہا اسلیے حاجت تقیہ نہ تہے اور اس امر کو
شاہ عبد العزیز صاحب الشہادتین مین قبول کر چکے ہین ایسا ہے حال حضرت مسلم کا تہا
کہ معرکہ جنگ مین اونکی ہم مشرب اونکو چہوڑ کر بہاگ گئے اگر خلفاء ثلثہ کی سے ہوتے
اونکے ہونے تو بے شک ابن زیاد سے وہ بہی قصور معاف کرا لیتے - باقی جو اعتراضات
نسبت متقیان شیعہ کے کئے گئے ہین اون سے بہی سراسر معترض کے حماقت ٹپکتی ہی
جبکہ قران شریف مین وارد ہے کہ اِنَّمَا المُشرکونَ نَجَسٌ تو پہر مشرک کا کہانا کیسے پاک
ہوگیا دیکہو تو یہہ کتنی بڑی بے حیائی ہے کہ ناک والونپر نکٹے قہقہہ مارتے ہین کیا سنیونکی طرح
شیعہ بہی مخالفت حکم الٰہی کرتی تو آپ راضی رہتے مین سچ کہتا ہون کہ اگر مسئلہ خاص مین
قضیہ برعکس ہوتا تو سنی لوگ شیعونکو جینے نہ دیتے اسپر تو یہہ حال ہے کہ خود قایل ہین نجاست
مشرکین کے اور اگر شیعہ پرہیز کرتے ہین تب بہی معترض ہین تعصب خاص اسیکا نام ہے -

یہہ جو اعتراض ہے کہ سنی کی ہاتہہ کا کہانا کہا لیتے ہین یہہ البتہ خطا ہے پہلے سے معلوم نہ تہا کہ سنی بہی اپنی آپکو نجس سمجہتے ہین - خیر اسکا کچہہ مضایقہ نہین اس مسلہ کو ایسا سمجہنا چاہئیے کہ جیسے سوٗر اور کتے کا جہوٹہا کہانا پہینکدالتے ہین اور بموجب مذہب اہل التسنن قیمتاً خریدنے سے پاک ہو جاتا ہے اگر کوئی شی سنّی سے خرید واکر منگالے تو یہہ بہی سمجہکر خاموش ہو رہے ہوتے کہ وہ قیمتاً منگائی ہے کوئی ہرج نہین مگر تعصب ایسی بدبلا ہے کہ انسان کو اپنے گریبان مین دیکہنے نہین دیتا - **قال** حلف دروغ حالت تقیہ مین گناہ و کفارہ نہین رکہتا - حلیۃ المتقین اور مصلحتاً جہوٹ بولنا جایز ہے **اقول** مذہب اہل التسنن مین بغیر تقیہ بغیر مصلحت جہوٹ بولنا جایز ہے دیکہئے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ خلیفہ اول نے حدیث لانورث دروغ بیان کی ہے بوقت مباحثہ حضرت علی سے تملقاً دروغ باتین بیان کین جسکا کچہہ وجود نہ تہا کہ کتاب الامامت والسیاست اور روضۃ الاحباب مین مذکور ہے خلیفہ دوم نے بسند روایت صحیح بخاری اپنی نسبت لفظ کاذب اور غادر اور خاین تسلیم کیا - خلیفہ ثالث نے اوّل محمد بن ابوبکر کو حاکم مصر مقرر کیا فرمان لکہدیا پہر حاکم سابق کو خط لکہا کہ محمد کو قتل کر دینا - جبکہ خط پکڑا گیا اپنے لاعلم ہونے پر جہوٹہا حلف اٹہایا اور مروان پر الزام لگایا لیکن مروان کی طلبی پر مکرر حلف دروغ اٹہایا کہ میرے مکان مین نہین ہے حالانکہ مروان اور تقیہ اونکے نزدیک جایز نہ تہا طلحہ و زبیر نے بمقام حواب ام المومنین عایشہ کے روبرو حلفاً بیان کیا کہ یہہ مقام حوآب نہین ہے اور دیہاتی آدمیونکو سکہا کر جہوٹہا اظہار دلایا یہہ تو پیشوایان متقدمین کا حال ہے جنکی سنت پر چلنا سنّی فخر سمجہتے ہین - پیشوایان متاخرین مین سے شاہ عبدالعزیز دہلوی کو دیکہی کہ نام اونکا - عبدالعزیز بن ولی اللہ بن عبدالرحیم تہا لیکن انہون نے تحفہ اثنا عشریہ مین یہہ اصلی نام چہپاکر جہوٹہا نام براہ توریہ یعنے برمبنی فریب و ریا اسطرح درج کیا - میگوید بندۂ درگاہ قوی جلی غلام حلیم بن شیخ قطب الدین - اب فرمائیے کہ اس بے وجہہ بولنے کے کیا معنی - آپ کے علما ایسی کذب و دروغ کو جائز رکہنے کے لئے اسکا نام توریہ قرار دیتے ہین یعنے

ریاکاری سے خلاف بیان کرنا چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی خاتمۃ الطبع کتاب ازالۃ الخفا مین اسی بارہ خاص مین لکھتے ہین - جناب مؤلف تحفہ دراول دیباچہ کتاب خویش تو بقلم خود فرمودہ - تقیہ تو تمام مذاہب مین ہمیشہ جایز رہا ہے مگر ریاکاری اور فریب وکذب اور بہتان کسی مذہب مین سوا اہل سنت کے جایز نہین - اور جایز ہی کیا کہ سنت پیشوایان اولین وآخرین کا **قال** جامع عباسی کے ۴ باب ۲ فصل مین ہے کہ اگر سنی شیعہ بھی ہوجاوے تو بھی حکم اصلی کافر کا رکھتا ہے کیونکہ اوسپر قضاء روزہ نہین ہے - **اقول** اہل انصاف اسی پر ہمارے مخاطب کی سمجھہ اور عقل اور علم اور فضل کا اندازہ کرلین - ہم عصر کا یہہ قول بہت صحیح ہے کہ آپ گلستان کی ۲ سطر بھی صحیح نہین پڑہ سکتے ہین - جامع عباسے فارسے کتاب ہے جبکہ اوسکے سمجھنے مین مخاطب صاحب کی سمجھہ پر یہہ پتھر پڑے ہین تو عربی کتب کے حوالون کا کیا حال ہوگا - افسوس تو یہہ ہے کہ جس شخص کو سلیس عبارت فارسی کی سمجھنی کے بھی لیاقت نہین ہے اوسکو تصنیف وتالیف کا کیون سودا ہوا اب ہم مولف صاحب کی نافہمی ثابت کرنے کو اصلی مطلب جامع عباسے کا لکھتے ہین - وہ لکھتے ہین کہ اگر کافر مسلمان ہوجاوے تو پچھلے روزونکی قضا اوسپر واجب نہین - اور اگر مسلمان مرتد ہوجاوے تو ایام ردت مین روزے اوسکی ساقط ہوتی ہین تو قضا اونکی لازم ہے اور اگر سنی شیعہ ہوجاوے تو وہ حکم ہے جو کافر کی بارہ مین گذرا یعنے اوسپر پچھلے روزے کے قضا واجب نہین ہی اہل انصاف مخاطب کی عبارت کو بغور ملاحظہ فرماکر انصاف کرین —

قال زاد المعاد مین ہے کہ اگر شیعہ بضرورت کسی سنی کے جنازہ کی نماز پڑہے تو بعد تکبیر کے ہوتے پر نفرین ولعنت کہی اور جامع عباسی مین ہے کہ اگر شیعہ میت مخالف کے ہمراہ ہو تو یہہ دعا پڑہے - **اَللّٰهُمَّ املا جوفه نارًا وقبره نارًا وسلط علیه الحیات والعقارب** **اقول** مخاطب صاحب نے اسکی تشریح نہین کی اپنی شامل اور پہلی ادہونکو ہے لیا ہے بیشک یہہ دعا جامع عباسے مین درج ہی

لیکن مخالف معاند کے لئے کہ جنکو ہمارے مخاطب کی طرح حضرات اہلبیت سے عداوت و دشمنی ہے لعنت ہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جس شخص کی نسبت ثابت ہو کہ وہ دشمن اہلبیت ہے او پہر اوسکی نجات کی دعا بےشک مانگنا اور طلب مغفرت کرنا ایمان کے خلاف ہے یہہ دعا بیشک جامع عباسی مین ہے ایسے معاندین کے لئے ہے جیسے ہمارے مخاطب اور دیگر اہلسنت والجماعت کے لئے کہ جنکو دشمنی اہلبیت سے نہین ہے دوسری دعا **اللّٰہم اغفر للذین تابوا الخ** درج ہے **قال** حق الیقین مین ہے کہ امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب امام قایم یعنے حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے تو کافرونسے پہلے سنیون اور اونکے عالمون کو قتل کرینگے **اقول** قول امام تو بیشک دروغ نہین ہوسکتا اور ضرور جو فرمایا ہے وہ پورا ہوگا کیونکہ آثار اوسکی ابھی سے نظر آرہے ہین - اور یہہ امر ظاہر ہے کہ جو شخص اونسے مخالفت کریگا وہ قتل کیا جایگا اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ کفار سے زیادہ آپ ہی لوگ اونکی مخالفت کروگے کیونکہ جو عمل درآمد آپکا گیارہ امام کے ساتھہ رہا ہے اوسی کی امید بارہوین سے بھی ہے یہہ تو ممکن نہین معلوم ہوتا کہ گیارہ سے تو آپنے ہمیشہ عداوت کی اور بارہوین سے محبت و موافقت کروگے - حضرت علی سے مخالفت کا کیا سبب تھا حسنین علیہما السلام نے تمہاری کیا خطا کے تھے آجتک کسی کافر نے حضرات اہلبیت مین سے کسیکو ایذا نہین دی جو کچھہ ایذا اور رنج اونکو پہنچائے گئے وہ سب مسلمانونکی طرف سے پہنچائے گئے دور کیون جاتے ہو اپنے اوپر سے قیاس کرلو کہ اگر آپکی کتاب جسمین سراسر توہین حضرات ائمہ معصومین درج ہے اور طرح طرح کے طنز اور طعن خاص جناب مہدی آخر الزمان کی نسبت درج ہین اگر یہہ کتاب اونکی روبرو پیش ہو تو آپکی کیا گت ہو اور کیسا آپکا سر پلپلا کیا جاوے پس اسمین کوئی شک معلوم نہین ہوتا کہ رفتہ رفتہ زمانہ ظہور حضرت تک آپ لوگون کے عقاید بالکل یزیدی ہون اور سفیانیونکے سے ہوجاوینگے اور پیشین گوئی امام جعفر صادق علیہ السلام کی پوری ہوجاویگی اور آثار اوسکے

پورے ہونیکے ابہی سے پیدا ہو گئے ہین کہ عقاید آپ کے بسبب حضرات ائمہ معصومین بالکل مذہب قدیم اہلسنت کے برخلاف ہین۔ **قال** شیعونکے نزدیک اہل سنت کو ایذا دینا باعث نجات و ثواب کا ہے۔ اور اوسکی تائید مین واقع مولوی امیر علی کا جہاد جو دہیا کے ہنود سے ہوا ہے درج کیا ہے **اقول** اگر مخاطب کی مانند سنیون کے عقاید ہوون اور اسیطرح وہ بہی حضرات اہلبیت کے دشمن ہون تو بیشک شیعونکی نزدیک اونکے ایذا دینے سے زیادہ کوئی عبادت و طاعت ہی نہین ہے اور جو قصہ مولوی امیر علی کا لکہا ہے وہ مخاطب صاحب کی کم فہمی ہے دیکہو بادشاہ اپنی سب رعیت کو یکسان سمجہتے ہین۔ اونکے نزدیک ہندو اور مسلمان سب برابر ہین مولوی امیر علی نے اجودہیا کے ہنود پر جہاد کیا۔ لیکن جہانتک اہل سنت کے مجاہدین کے حالات دیکہے اور سنے کا اتفاق ہوا ہے یہہ ہی معلوم ہوا ہے کہ کم حوصلہ آدمی اول تو ذرا ذراسی بات پر جامہ سے باہر ہوکر جہاد اور خروج پر آمادہ ہو جاتے ہین اور پہر بے اسبابی اور عدم لیاقتی کی وجہہ سے خود بہاگ جاتے ہین اور سردار کو مروا دیتے ہین۔ عموماً مسلمانان ہند کا یہہ حال ہے امیر دوست محمد خان کی والد کا مصاحب بوڑہا آدمی تہا وہ جماعت سید احمد صاحب بریلی لہجہ مین طنز کیا کرتا تہا کہ الات حرب ندارید شمشیر و تفنگ ندارید قواعد جنگ نمی دانید بچہ طور جہاد میکنید۔ بعینہ یہہ ہی قصہ مولوی امیر علی صاحب کا ہوا کہ ہنود اجودہیا پر اونی بات مین جہاد کا فتوی دیکر خود ہی امام اور سردار بنکر خروج کر دیا اور فتنہ عظیم برپا کیا چونکہ بادشاہ پر انسداد فتنہ اور حفاظت رعیت لازمی امر ہے اگر بادشاہ نے رفع فتنہ کے لیئے مفسدون کو قتل کیا تو کیا بیجا ہوا کیا آپ لوگ جب خوش ہوتے کہ شاہ اودہ مولوی امیر علی کی رعایت سے اپنے تمام ہنود رعایا کو قتل کر ڈالتے یا اونکو اجازت دیدیتے کہ ہنود اجودہیا کو قتل کر کے اونکے زن و فرزند کو باندہے و غلام بناوین۔ مین سچ کہتا ہون کہ اگر شاہ اودہ ایسا کرتے یا ایسی اجازت دیتے تو بہت ہے بڑی گناہ

کے مرتکب ہوتے اور خداوند تعالی منتقم حقیقی کے روبرو اونکو کوی جواب نہ تہا مولوی امیر علی صاحب کی صریح یہہ خطا تہی کہ انہون نے ناحق ہنود پر جہاد کیا عدالت بادشاہی موجود تہے اگر کوے زیادتی انہون نے مسلمانون پر کی تہی تو نالشی ہو سکتی تہی اور اگر بپابندی اپنے مذہب کے جہاد ہی کرنا تہا تو اول سامان حرب اور لشکر اسقدر بہم پہونچانا واجب تہا کہ کافی ہوتا - اور سب سے زیادہ خطا میری نزدیک اودہ کے سنیون کی ہے کہ بہت سے قصبہ اور دیہات مثل بلگرام اور کاکوری وغیرہ کے ایسے موجود تہے کہ جنمین الکوک ہا سنی رہتے تہے بڑی بے غیرتی ان لوگونکی تہے کہ خود تو بیشرمی سے زندہ رہے اور مولوی امیر علی صاحب کو شہید کرادیا - غالب ہے کہ قیامت مین مولوی امیر علی کی روح سنیان اودہ کے دامنگیر ہو یہہ جو درج فرمایا ہے کہ یہہ قصہ قصہ کربلا کا جواب ہے **قال** شیعونکی معتبر کتب مین کفار سے سود لینا عموماً اور اہل سنت کا مال کہانا خصوصاً حلال ہے الخ **اقول** اگر یہہ الزام تہمت ہی نہو تو بہی کیا مضایقہ ہے یہہ سنت الہی تو قدیم سے جاری ہے دیکہو توریت مین لکہا ہے کہ خداوند تعالی نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اب ہمکو فرعون اجازت جانے کا دیگا سو تم قبطون سے جو تمہارے پڑوسی یا جان پہچان ہون عاریتاً اسباب سواری زیور روپیہ طلب کرو مین انکے دل ملایم کر دونگا وہ تمکو اس بہانہ سے کہ ہم عید کرنے جاتے ہین خوشی طلب کروگے تمکو دینگے تم اون اشیاء کو لیکر چلے جانا - پہر اگر شیعہ ایسا کرین تو متابعت حکم خدا کی ہی - مگر سنی عالم اور مفتی خاص سنیون سے سود لیتے ہین ہمنی دیکہے ہین **قال** کوی شبہہ نہین ہے کہ علمای اربعہ اہلسنت کے مقلد افعال معتقد اقوال ائمہ ہدی کے ہین **اقول** الحمد اللہ کہ زبان سے تو اقرار ہوا یہہ بہی غنیمت ہے لیکن یہ بات ہمارے مخاطب صاحب کی کم علمی اور عدم واقفیت کے وجہہ سے ہے ورنہ علماء اربعہ سنیان کو حضرات ائمہ ہدی سے کیا علاقہ ہے اگر ایسا ہوتا تو کوی فرقہ

بجاے حنفی کے جعفری کہلاتا ہے کوی بجاے شافعی کے موسوی کہلاتا ہے۔ لیکن اسقدر اقبال سے شیعون کو مخاطب صاحب کا شکر گذار نہین ہونا چاہیے کیونکہ اب لوگونکی خاطر سے یہہ اقبال نہین کیا گیا ہے بلکہ اپنی گمراہی کے چھپانے کے لئے ایسا دروغ اقبال کیا گیا ہے ہم اوپر ثابت کر آے ہین کہ علماء اربعہ نے فقط مذہب ابن مسعود کو تدوین کیا ہے اور مذہب علی مرتضے اور اونکے اولاد امجاد کا قطعی ترک کیا ہے یہانتک کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی فقہ کی کسی کتاب مین ایک بھی روایت امام جعفر صادق یا امام محمد باقر یا دیگر ائمہ سے منقول نہین ہے

قال چنانچہ معتبر کتب شیعہ اسپر گواہ ہین احقاق الحق کی بحث خامس مطلب ثانی مین مرقوم ہے کہ ابوحنیفہ تلمیذ حضرت امام جعفر صادق کا ہے اور احمد حنبل تلمیذ شافعی کا اور شافعی تلمیذ محمد ابن الحسن تلمیذ ابوحنیفہ کا اور مالک تلمیذ جعفر بن محمد کا ہے۔

اقول واہ سبحان اللہ آپ تقلید تلمذ کو ایک سمجھ رہے ہین اجی حضرت آپ کیسے غبی الذہن ہین اپنے قول کے مخالف استدلال کرتے ہوے اسکو ہی دیکھا ہے کہیے آپ خود قبول کرتے ہین یا نہ کہ احمد بن حنبل تلمیذ شافعی کا ہے اور شافعی تلمیذ شاگرد ابوحنیفہ کا ہے پھر فرمائیے تو کہ احمد بن حنبل نے تو کیون شافعی کی تقلید کی اور شافعی نے کیون ابوحنیفہ کی تقلید نہ کے اپنا اپنا مذہب کیون قائم کیا اور انہے اپنے استادونکی خطا اور غلطی اور مطاعن کا کیون اعلان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ شاگرد رشید نہ تھے بلکہ ناخلف شاگرد تھے دیکھیے تو ابوحنیفہ صاحبکو کہ جب بقول آپکے وہ شاگرد امام جعفر صادق کے تھے تو اونکو خاص اونکی تقلید واجب تھی مذہب حقہ شیعہ جعفریہ قبول کرنا چاہیے تھا ایجاد بندہ کی کوی حاجت نہین تھے مذہب جعفری بگمنام مذہب نہین ہے سب جانتے ہین کہ مذہب اثنا عشری جعفری مذہب ہے۔ دیکھیے شیخ فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیاء مین بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام صاف لکھتے ہین کہ یعنی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند۔ آپ ہی انصاف کرین کہ اگر یہہ حضرت شاگرد رشید ہوتے تو اوستاد کے مذہب کی تقلید کرتے نہ کہ ایسے

صریحی مخالفت کرتے کہ اوّل تو اوستاد کے چچا یعنے زید شہید کو بہکا کر دعوے امامت کا کرایا
بعد ازان خود مدعی امامت ہو کر اپنا مذہب جاری کیا — اور یہہ امر آپکو معلوم نہین ہے
کہ ابو حنیفہ فقہ مین شاگرد حماد کے ہین اور احیاء سنت نبوی کا حال تو آپنے ہی فرقہ
محدثین سے پوچھیے کہ کیا کہتے ہین امام شافعے امام غزالی امام یوسف بن اسباط محمد بن اسمعیل
بخاری مسلم ترمذی وغیرہ کی تصنیفات دیکھیے کہ جنسے معلوم ہوگا کہ امام ابو حنیفہ نے عمداً
سنت رسول کے مخالفت کی ہے اور اپنے آپکو رسول اللہ پر فوقیت دی ہے اور نعوذ باللہ خون
خوک سے احادیث نبوی محو کرنیکا دعوے کیا ہے کیا آپکے نزدیک تقلید اسی کو کہتے ہین کہ امام
جعفر صادق کے کہنے سے ابو حنیفہ نے زیادہ خوری چھوڑ دی مخاطب صاحب ابھی آپ بسم اللہ
کے گنبد مین ہین آپکو یہہ بھی تحقیق نہین ہے کہ آپکے مذہب کا ماخذ کیا چیز ہے کہانسے نکلا ہے کسکے
تقلید کئے گئے ہے پہلے کچھہ دنون علماء اور فضلاء سے اسکی تحقیق کرو جب تصنیف و تالیف
کا نام لینا **قال** شیعہ اختلاف علماء اربعہ اہلسنت پر طعن کرتے ہین اور اختلاف اپنے ائمہ پر
نظر نہین کرتے کہ کتاب علل الشرایع مین حضرت ابی عبیدہ سے منقول ہے کہ شیعون مین اختلاف
مین ڈالا ہے اگر مجتمع ایک کام پر ہوتے تو گرفتار ہو جاتی — امام ابو جعفر نے ایک مسئلہ کا جواب
تین سائلونکو تین طرح پر دیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین کوئی کلام نہین کرتا جبتک
کہ ہفتاد مخرج اور نکلنے کے پہلو نہ حکم کر لون — **اقول** سبحان اللہ کجا اختلاف علماء اربعہ
اور کجا اقوال ائمہ اجی حضرت اختلافات وہ کہلاتے ہین کہ شافعی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ
نے دینا کو گمراہ کر دیا اوس سے بدتر اور شوم تر اسلام مین ہین پیدا نہین ہوا نصوص کو اپنی
قیاس واہیات سے کالعدم کرتا ہے اور یہہ کہ ابو حنیفہ امام مالک کو گمراہ احمد حنبل شافعے
مالک ابو حنیفہ کو گمراہ بتلاتے ہین ایک کہتا ہے ناف پر ہاتہہ باندہ کر نماز پڑہو دوسرا
کہتا ہے سینہ پر ہاتہہ باندہ کر نماز پڑہو تیسرا کہتا ہے ہاتہہ چھوڑ کر نماز پڑھو — ایک کہتا ہے
تکبیر پر رفع یدین کرو — ایک کہتا ہے رفع یدین کروگے گمراہ ہو جاؤ گے ایک کہتا ہے

بسم اللہ بالجہر پڑہیو دوسرا کہتا ہے اگر چون چہے کی تو ایمان جاتا رہیگا ایک کہتا ہے کہ الحمد ختم ہونے پر ماموم پکار کر آمین پڑہے دوسرے کہتے ہین کہ اگر زبان سے آمین نکالی زبان قلم کر دیجائیگی۔ ابو حنیفہ کہتے ہین کہ الّو کا گوشت حلال ہے دوسرے کہتے ہین حرام ہے ایک صاحب فرماتے ہین کہ آب چاہ طاہر و مطہر ہین دوسرے فرماتے ہین ہرگز نہین - خود امام اعظم صاحب کی شاگرد ابو یوسف اور محمد اور زفر باہم اور نیز استاد سے مختلف ہین ہزارہا مسائل خاص مذہب حنفیہ مین ایسی مختلف ہین کہ امام صاحب جائز رکہتے ہین اور صاحبین حرام بتلاتے ہین چہوٹی سے چہوٹی کتاب فقہ حنفی کی قدوری ہے اوسکو دیکہہ لو کہ کوئی مسئلہ امام صاحب کا ایسا نہین ہے کہ شاگردون مین سے کسی نے اوسکو مخدوش نہ کہا ہو مین سچ کہتا ہون کہ اگر کتب فقہ آگے رکہہ کر اس حال کو لکہون تو سو جز کی کتاب انکے اختلافات مین مرتب ہو کوئی تو جانور ایسا نہین کہ جسکے حرمت مین باہم چارون بلکہ باہم اپنے یارونکے بہی اختلاف صحیح کوئی مسئلہ معاملات و معاہدات و فرائض اور دینیات مثل طہارت اور وضو اور غسل اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ مین ایسا نہین ہے کہ باہم اختلاف صریح موجود نہو اور وجہہ اختلاف کی صریحی یہہ ہے کہ معاملہ دینی مین عقل اور قیاس کو دخل نہین ہوتا اگر یہہ چارون امام بغیر شمول اپنے اپنے قیاس کی اپنی مجتہدین مستقل کے مذہب کو تدوین کرتی تو ہرگز اختلاف نہوتا کیونکہ چارون کا ماخذ تو حدیث اجتہاد عبد اللہ ابن مسعود کا ہے یہہ صرف عقل اور آرای اور قیاس کا پرتوہ ہے کہ ایک دوسرے سے مختلف ہے مخاطب صاحب نے جن امور کو اختلاف ائمہ ہدیٰ قرار دیا ہے اونکو ہم فقط مخاطب کے ہم مذہب لوگون کی ہے انصاف پر چہوڑتے ہین کہ اگر اونکے نزدیک اون اقوال سے دوازدہ امام کے باہم اختلافات پائے جاتے ہین تو مخاطب صاحب کو شاباش دین - جن لوگون نے تاریخی حالات اوس زمانہ کے پڑہے ہین وہ بخوبی سمجہہ سکتے کہ ائمہ علیہم السلام کو ترویج مذہب امامیہ مین کیا کیا دقتین اور صعوبتین پیش آتی ہین اور اونکے شیعون کے کیا حالت اور کیفیت رہی ہے اونکی تصلیحہ

اسی قسم کی تہین کہ جنسے اپنے اور اپنے شیعونکی جان کی حفاظت کرسکتے تھے اور سچ تو یہہ ہے کہ اگر ائمہ علیہم السلام صاحب بصیرت اور کشف ہوتے تو ہرگز ترویج مذہب مین کامیاب نہوتے اور واقعے آنکو ایسی ہی حاجتین درپیش ہین کہ ایک کلام کے ستر پہلو اپنی بچاؤ کے نکالین اور یہہ کام ہر ایک کا نہین ہے بغیر علم ماکان ومایکون ممکن نہین ہے دیکھئے امام جعفر صادق علیہ السلام کو بذریعہ علم امامت معلوم تہا کہ منصور دوانقی خلیفہ عباسی بعد وفات انکی حکم صادر کریگا کہ امام جعفر صادق نے جس شخص کو اپنا وصی کیا ہی اوسکو قتل کیا جاوے اسلئے اپنی تین وصی مقرر کئے ایک امام موسی کاظم خلف اکبر دوسری خاص منصور خلیفہ عباسی اور تیسرا وہ وہ امیر جسکو خلیفہ حکم قتل وصی کا دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد انتقال حضرت صادق کے منصور نے اوس امیر کو حکم دیا کہ وصی امام کو قتل کرے مگر جب معلوم ہوا کہ حضرت کے تین وصی ہین اور وصایا خاص مہر منصور اور اوس امیر کے نام کی بہی موجود ہین تو نہایت درجہ نادم ہوکر خاموش ہوے یا جیسا کہ ہم ایک قصہ تعلیم وضو کا پیشتر لکھہ چکے ہین کہ امیر کی جان بچانے کے لئے اوسکو طریقہ وضو سنیان لکھہ بہیجا اور جب خلیفہ آزمایش کر چکا تو پہر لکھہ بہیجا کہ اپنی طریقہ پر وضو کیا کر یہہ احکام مصلحتی تہے انکو اختلافات نہین کہہ سکتے ایک امام نے دوسرے امام سے اختلاف نہین کیا اور یہین یہانتک تو حد ہی کہ جیسا کہ تذکرۃ الاولیا مین فرید نے تحریر کیا ہے - کہ ایشان یکی دوازدہ اند و دوازدہ یکی

اقول علیہ ما یستحقہ ابوہریرہ استاد امام باقر کے ہین امام صاحب موصوف نے آپسی ہی سند حدیث کی حاصل کئے تہے **اقول** اس زٹل کی کوئی انتہا نہی ہے ائمہ نے کسی غیر سے حدیث نہین لی ہے فقط اپنے آباء طاہرین سے حدیث بیان فرمائی ہین - خصوصاً ابوہریرہ تو تمام راویون مین اہلسنت کے نزدیک بہی ضعیف ہین - رکابیہ مذہب کے موجد تو یہہ ہی ہوئے ہین کہ دسترخوان معاویہ پر بجے گوشہ دبا کر بیٹہین اور نماز حضرت امیر کے لشکر مین آکر پڑہین - نماز کے فضیلت کی حدیث کا قصہ آپکا مشہور ہے

کہ ایک سال اپنی تجارت کے لئے پیاز خریدے اور حدیث وضع کرکے بیان کی کہ جو کوی پیاز کہائیگا بہشت مین جائیگا اسپر پیاز نہایت گران قیمت سے فروخت ہوی جبکہ بی بی عائشہ نے یہہ حال سنا تو آپکو بلاکر دہمکایا کہ کیون جہوٹی حدیث بیان کی آپ نے جواب دیا کہ واہ بی بی مین نے تمہارے والد کے فایدہ کے لئے صدہا حدیث بناکر بیان کین تب آپنے ایکدن بہی نہ روکا اور جب مین نے اپنی نفع کے لئے ایک حدیث بناہی تو آپ مانع ہوتی ہین بی بی عائشہ یہہ جواب سنکر خاموش ہو رہین مخاطب صاحب ابوہریرہ سے امام محمد باقر کی سند حدیث لینے کے ثبوت مین اسناد مفصلہ ذیل پیش کرتی ہین **قولہ** چنانچہ کشف الغمہ اور علل الشرایع کے باب علت مین ہی کہ اگر مرجی وقدری وخارجی کسی حدیث کو ائمہ طاہرین کے ساتہہ نسبت کرین تو تم تکذیب مت کرو اوسکی کیونکہ نہین جانتے تم کوی چیز شاید کہ ہو حق پس تکذیب ہوگی حق تعالی عرش سے ۔

اقول اہل انصاف مخاطب صاحب کی اس دعوی کو کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ابوہریرہ سے سند حدیث حاصل کی ہے سند مذکرہ بالا سے مطابق فرماکر ثابت کرین ۔ کجا ابوہریرہ کی سند حدیث کجا مرجیہ وقدریہ وخوارج کا کسی حدیث کو ائمہ سے منسوب کرنا مگر یہہ نہ کہلا کہ مخاطب صاحب نے ابوہریرہ کو خوارج مین داخل کیا ہے یا قدریہ ومرجیہ مین **قال الناصبی** ظاہر ہے کہ کوے زمانہ زمانہ رحمت للعالمین اور زمانہ خلفاء راشدین سے بہتر نہین گذرا چنانچہ اسکی تصدیق معتبر کتب شیعہ سے ہوتی ہے کتاب شافی شرح کافی مین ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے دنیا کو چہوڑا تو دین کامل ہو چکا تہا ورنہ امت کو خدا تعالے پر حجت ہو جاتی اور اسیطرح زمانہ خلفاء راشدین کا تہا (یہہ مولف صاحب کیطرف سے الحاق بے معنی ہے) دوم منہج الصادقین مین حدیث **خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم** مندرج ہی ۔ سیوم جامع الاخبار مین حدیث نبوی درج ہے کہ فرمایا امت میری چالیس برس تک ابرار ہونگے اور دو سو برس

تک برگ وخار دونو ہونگے بعد ازان برگ نہونگے خار ہونگے چہارم صحیفہ کاملہ مین ہے کہ جبرئیل نے خبر دی تہی کہ وفات رسول خدا کی چالیس برس بعد سے سامان گمراہی پیدا ہوگا پنجم سورہ مایدہ مین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ہے اسی مقلدان ابن سبا مجاہد ومکارم اصحاب رسول مقبول کے اپنی کتابون مذکورہ مین دیکہو اور انصاف کرو کہ حق بجانب کس طرف ہے بر رسول بلاغ باشد وبس + **اقول** اہل انصاف ذرا مولف اظہار الہدے کی اس ذیل کو تو ملاحظہ فرماوین کہ آپکی اس فضول تحریر سے کیا مطلب نکلا کل اہل قبلہ بلکہ اہل عالم اس بات کو گویا سینہ بسینہ مانتے ہوے ہین کہ پہلا زمانہ پچہلے زمانہ سے بہتر ہوتا ہے اور اوسمین کوی شک نہین کہ خیر القرون زمانہ رسول خدا کا تہا اوس سے بدتر اوسکے بعد کا زمانہ ہوا اسے طرح ایک زمانہ سے دوسرے کو قیاس کر لیجیے اور یہہ خیر وشر زمانہ کا صرف آل رسول کے لئے بیان کیا ہے کہ زمانہ حیات رسول خدا صلعم تو انکی لئے نہایت مبارک زمانہ تہا اور جو زمانہ اوسکی بعد آیا اوسمین گو حقوق ومناصب اہلبیت غصب وتلف کئے گئے لیکن اونکی جان سے کسی نے تعرض نہین کیا۔ اسکی بعد جو زمانہ آیا اوسمین علاوہ غصب حقوق ومناصب اہلبیت کی اونکو قتل کیا اونکی حرمون کو مثل قیدیان زنگ وحبش مقید کیا گیا طرح طرح سے ہتک حرمت خاندان رسالت روا رکہا گیا یہہ مضمون بالکل مطابق **السلام علی نباش الاول** کے ہے مخاطب صاحب کو اتنی تمیز نہین کہ گو بمقابلہ نباش زمانہ حال کی نباش سابق بہلا آدمی تہا لیکن نباشی کسی مذہب وملت مین ممدوح ہے ہمارے مخاطب صاحب نے براہ عقلمندی اپنی بیہودہ ذیل سے یہہ مطلب نکالا ہے کہ زمانہ یزید وآل مروان سے زمانہ خلفاء ثلثہ کا بہتر نہ تہا لیکن اس سے کوی فایدہ حاصل نہین ہوسکتا خلفاء کے الزامات کسطرح رفع ہوسکتی ہین گو یزید وغیرہ کے افعال اونسے بدتر ثابت ہون لیکن اونکے مطاعن مبدل بہ محامد کس وجہ سے ہوسکینگے مولف صاحب نے اس موقع پر جو نہایت بے محل مصرعہ لکہا ہے۔ کہ بر رسولان بلاغ باشد وبس + اسکا مطلب منکشف

ہنین ہوا کہ آپ کسی السنان کی طرفسے قاصد بنکر آے ہین اور اوسکا پیغام پہنچاتے ہین۔ یا بوجہہ خلل دماغ ادعاے رسالت الہی ہے آپکے زٹل نامہ سے تو یہہ ثابت ہنین ہوتا کہ کسی شخص کی آپ قاصد ہین یا میانجی بنکر تبلیغ رسالت کر رہے ہین خدا کی رسالت ختم ہوچکی پہر اس حساب سے تو شیطان ملعون کی رسالت باقی رہی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قال سنلہ شیعہ کو حضرت عباس عم رسول اللہ سے کمال درجہ کا بغض وکینہ ہے۔

اقول اگر یہہ سچ ہے ہو تو آپکو کیا شیعہ بالعموم اولاد رسول ہین غیرونمین سے خال خال ہین اگر وہ کسیکے ہین یا محبت حضرت عباس اونکے ہین اور وہ حضرت عباس کے لیکن جولاہہ دہونہ تیلی تنبولی کو انکی اپس کے معاملات سے کیا تعلق۔

قال لعنت بعد تمہین تیقان غضب الہی کا ہے اسی سبب اہل سنت کسی کافر کو بہی لعنت ہنین کرتے حالانکہ کافر بنص قرانی مستوجب لعنت کا ہوتا ہے **اقول** ہم بہی تو یہی کہتے ہین کہ اہل سنت کو کافروںسے نہایت درجہ محبت و توجہ الفت ہوتی ہی کہ مخالفت بنص قرانی بقول آپکے کرتے ہین اور کافروںپر لعنت ہنین بہیجتی دیکہو مصرعہ جادو وہ جو سر چڑہکے بولے اب فرمائے کہ آیندہ پہر تو کبہی متابعت قران کا دعوی نکروگے مدت کی بعد یہہ راز کہلا ہی کہ آپ بہی منہم مین سے ہین کمال ایمان یہہ ہے کہ خدا کیلئے ہے کسی سے محبت رکہین اور خدا ہی کے لئے مستحق بغض سے بغض رکہین یہہ مسلمان کیسے کہ خدا تو فرماوے کہ کافر مستوجب لعن ہے اور سنی اس سے انکار کرین ہمارے مخاطب نے یہہ بہی جتلایا ہی کہ وہ لعنت سے بہت ڈرتے ہین مگر یہہ عمل ہی اونکا خلاف طریقہ اونکے سلف کی ہی دیکہو صحاح اہل سنت مین مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہر چند شعبان حبشی اسلمہ کو لعنت الہی سے ڈرایا مگر کوئی نہ ڈرا اور کسی کے کان پر جون ہے نہ رینگی **قول** اور نہ کہیے قائلان حضرت عمر و عثمان کو لعنت کرتے ہین **اقول** لعنت کیسی کرو مسلمانی سے خارج ہوجاو کیا خلیفہ زادہ پر داو لگایا تہا طلحہ و زبیر یہہ نگاہ ڈالی ہے **قولہ** مگر عادت شیعونکی اسی پر منحصر ہی کہ اپنی چند روزہ

زندگی گالی گلوچ مین صرف کرتے ہین ؏ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

اقول شیعون کے نزدیک تو گالی دینا سخت گناہ ہے کسی کو گالی نہین دیتے مگر انکے نزدیک سنت بزرگان ہے۔ دیکھیے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین حضرت عمر کا ایک کافر کو گالی دینا اونکے فضایل مین درج کیا ہے۔ مصرعہ انکا اس موقع پر البتہ موزون ہوگا۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ **قولہ** حلیۃ المتقین کی ۱۰ باب ۸ فصل مین حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے فرمود کہ لعن وقتیکہ از دہان بیرون می آید میگردد اگر صاحبش را می یابد انجا قرار میگیرد و اگر نہ بر گویندہ اش بر میگردد افسوس کہ شیعہ اپنی امام صاحب کے قول کی بجا تعمیل نہین کرتے بزرگان دین کے نسبت اول فول بکتے ہین۔

بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ افتاب را چہ گناہ

اقول شیعہ مستحق لعنت کو پہچانکر لعنت بھیجتے ہین سنیونکی طرح مذبذب اور ڈہل مل یقین نہین ہین کہ کافرونکے برحق ہونیکا بہی یقین رکہتے ہون۔ اور جو لعنت گویندہ پر لوٹ کر آتی ہے وہ ایسی ہے کہ جیسی معاویہ اور اوسکے اشیاع و اتباع جناب امیر علیہ السلام پر کیا کرتے تھے اور وہ لعنت لوٹکر اوسکی اور اوسکی ہوا خواہون کی گردن مین طوق بنکر پڑ جاتی تھی۔ ہمارے مخاطب صاحب بوجہ کم علمی معاویہ کے اون افعال سے متعجب نہون شاید ابتک اونکو اسکا علم نہین ہوا ہے کہ معاویہ ایسے نالایق حرکت کا مرتکب ہوتا تہا اب ہم مخاطب صاحب کو بتلاتے ہین کہ صحیح مسلم اور صحیح ترمذی مین مروی ہے۔

ان معاویۃ بن ابی سفیان امر سعد بن ابی وقاص وقال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذکرت ثلثا قالہن لہ رسول اللہ فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم الی آخر الحدیث منہ

صحیح مسلم اور صحیح ترمذی مین مروی ہے کہ معاویہ ابن ابوسفیان نے سعد بن وقاص کو حکم دیا اور بولا کہ تو کیون ابو تراب یعنے علی مرتضے پر سب نہین کرتا وہ بولا کہ مین اسلئے سب نہین کرتا کہ تین باتین جو رسول خدا نے اونکے حق مین کہین ہین وہ مجھے یاد ہین اگر اونمین سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو مین حمر نعم سے بہی محبوب تر جانتا آخر حدیث تک جسمین تفصیل ہر سہ احادیث کی ہے۔ دیگر محدثین نے بہی معاویہ کا لوگون کو ترغیب دینا اور بر منبر شان مرتضوی مین سب کرنا اور یہہ تا ختم سلطنت امویہ اسکا عمل درآمد رہنا لکھا ہے۔

اب مخاطب صاحب فرماوین کہ کیا یہ بہی خطاء اجتہادی تھے اور یہہ بھی دیکھین کہ وہ سب لعن لوٹ کر معاویہ کی گردنمین مثل طوق پڑتا تہا یا نہین۔ شیعہ چونکہ روشن ضمیر امامونکے مقلد ہین اسلئے مستحق و غیر مستحق لعنت کو خوب جانتے ہین اور بہ تعمیل حکم اپنے امامونکے مستحقان لعنت پر ہمیشہ لعنت بہیجتے ہین۔ ہم لوگونکی لعنت بہیجی ہوی کہین رک نہین سکتی جو بے ایمان خوف لعنت سے ساتوین طبقہ جہنم کے اندر جا کر چہپتے ہین لعنت بہی اونکے سر پر پہونچکر گلوگیر ہو جاتی ہے اب اگر تمہاری آنکھہ حق نما نہین ہے تو اسمین ہمارا قصور نہین ہے۔ شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

قال مسئلہ شیعونکے نزدیک دعوت اسلام ممنوع ہے۔ کہ فرمایا ہے جناب صادق علیہ السلام **کفوا عن الناس ولا تدعوا احد الی امرکم** یعنے باز رہو تم آدمیونسے اور مت بلاو کسی کو طرف اپنی دین کی۔ **اقول** ہمارے مخاطب صاحب **لکم دینکم ولی دین** سے بہی یہہ ہے اخذ کرینگے کہ رسول اللہ صلعم کو بہی دعوت اسلام کی ممانعت ہوگئی کیونکہ موقع اور وقت کی اونکو خبر نہین حالات سے اوس زمانہ کے آگاہ نہین کہ ائمہ پر کیا دشواریان اور سختیان نواصب کی وجہہ سے پہونچتی تہین اس قسم کے مواقع ہمیشہ انبیاء اور ائمہ کو پیش آتی ہین کہ جان بچانے کے لئے مصلحتاً ایسے احکام دئے گئے ہین علاوہ اسکے بموجب

یا امام کے عوام کی دعوت کا حق نہین پہونچ سکتا اگر امام نے کسی دوسرے کو دعوت کرنے سے منع کیا تو بیجا نہین ہے کیونکہ یہہ کام خاص امام کا تہا — **قولہ** ستر عورت صرف قبل و دبر و خصیتین بموجب جامع عباسے کافی ہے تحریر الاحکام مین مرد کا پردہ لنگوٹی سے ہے کہ از جملہ ستر القبل و الدبر لکہا ہے **اقول** ہائے افسوس ہمارے مخاطب کو عورت کے معنی بہی معلوم نہین وہ عورت کو معنی زن سمجہے ہوے ہین ستر عورت کی معنی اعضاء مستورہ کا چہپانا ہے اور اعضاء مستورہ قبل و دبر ہین نہ کہ آلت و مقعد — مخاطب صاحب قبل کے معنی آلت یا فرج زن کے سمجہے ہوے ہین اور ایسا ہے دبر کو مقعد جانتے ہین حالانکہ قبل کے معنی آگے کی ہین اور مراد اوسے آگلی اعضاء مستورہ اور اوسکے حوالی ہین ایسا ہی دبر کی معنی پیچہے کے ہین اگر پردہ فقط نفس آلت و مقعد کا ہوتا تو اونکا ہی نام لکہا جاتا جبکہ قبل اور دبر کا لفظ ہے تو اوسکے یہی معنی ہین کہ آگا اور پیچہا ڈہکنا چاہیے اور ہمارے مخاطب صاحب نے جو یہہ لکہا ہے کہ قبل و دبر کا ستر کافی ہے یہہ دروغ ہے بلکہ واجب اور فرض ہے یعنے بغیر اسقدر پردہ کے کسیطرح نماز درست نہین ہے خواہ کوی دیکہنے والا ہو یا نہو خواہ تاریک مکان ہو بغیر ستر عورت نماز درست نہین اور مخاطب صاحب کو اپنے مذہب کی خبر نہین کہ ستر عورت ہی فرض ہے اور فریضہ یا وجوب ستر عورت سے یہہ مطلب نہین ہوتا ہے کہ اسقدر پردہ کرنا چاہئے یا یہہ کافی ہے بلکہ یہہ مطلب ہے کہ انسان کسی حالت اور کسی وقت مین عورت نہین کر سکتا

قال المولف جامع عباسے مین ہے کہ اگر مکان نجس خشک باشد و نجاست او سرایت نکند نماز دران صحیح ست مگر جای سجدہ کہ اگر آن نجس باشد نماز صحیح نیست ہر چند کہ خشک باشد اسلئے شیعہ فقط پاکی سجدہ گاہ پر لحاظ کرتی ہین — **اقول** اگرچہ اہل سنت مین بہی یہہ مسئلہ ہے لیکن مولف صاحب نے پہلے فقرہ کو عداوتاً نہین لکہا اور مکان کے آگے لفظ نجس اپنی دل سے لگایا پورا فقرہ جامع عباسی کا یہہ ہے کہ دوم از واجبات آنکہ مکان نجس نباشد بحیثیتی کہ نجاست ان بہ بدن مصلے یا لباس او سرایت کند اگرچہ خون کم از درہم

فعلی باشد اما اگر مکان خشک باشد و نجاست آن سرایت نکند نماز دران صحیح ست مگر جای سجده الخ۔ اہلسنت مین تو قطعی ناپاک خشک کپڑا پر اوس حالتمین ہی نماز جایز ہی کہ مصلے کو بکثرت پسینہ آرہا ہوا اور بوجہ پسینہ کے نجاست جانماز بدن و لباس مصلی پر سرایت کری۔ اور یہہ جای سجدہ کی طہارت کی بالکل قید ہی نہین ہے جسطرح خشک نجس مقام پر کہڑے ہوتے ہین اوسیطرح خشک نجاست پر سجدہ کر لیتے ہین ترجمہ فارسی کنز الدقایق باب الانجاس مسئلہ اگر زمین پلید خشک شدہ و اثر نجاست نماند نماز برا وجایز بود و تیمم جایز نہ۔ یہہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے۔ اب اہل انصاف غور فرماوین کہ شیعہ کا عمل قابل اعتراض ہے یا سنیونکا اور جبکہ مولف صاحب کو اپنی مسایل کی ہی خبر نہین ہی پہر دوسرون پر اعتراض کرنا بے غیرتی ہے یا نہین جبکہ زمین پلید خشک پر نماز جائز ہونیکا دونون مذہب مین مسئلہ ہے اور یہہ شیعہ اسقدر احتیاط کرتے ہین کہ خاص جای سجدہ پاک کہین تو اونپر کسطرح اعتراض وارد ہوتا ہے۔ **قال** مسئلہ بنص صحیح ثابت ہی کہ اوقات نماز کے پانچ ہین سوای روز عرفات کی کہ اوس دن واقعی ہین ہی وقت مین نماز پنجگانہ ادا کیجاتے ہی کیونکہ درصورت تاخیر ارکان حج مین خلل پیدا ہوتا ہے پس تداخل اوقات یوم عرفات کا اقوال و افعال رسول اللہ سے ثابت ہوتا ہے مگر شیعون ذاتی نفس کی آسایش کے لیے صرف تین ہی وقت ہمیشہ کے لئے فرض کر لئی ہین چنانچہ استبصار کی باب مواقفت الصلوۃ مین ہے۔ **اذا زالت الشمس دخل الوقتان الظہر والعصر فاذا غابت الشمس دخل الوقتان المغرب والعشاء۔**

اقول واہ حضرت آپ بھی عجیب شخص ہین خود ہی تو رسول خدا کے اقوال و افعال سے تین وقت نماز کے ثابت کردے اور پہر آپ ہی اوسکی مخالفت پر آمادہ ہوگئے یہہ آپ ہی سمجھے ہونگے کہ رسول خدا نے ایسی ہی دو وقتونکی نماز کو شامل کیا تہا جسکے درمیان فصل اور وقت غیر حائل نہ تہا کیونکہ نہ تو قبل از وقت نماز جایز ہے لہذا

انقضاء وقت نماز ادا ہوسکتی ہی بہرحال حضرت نے ہر نماز کو اوسکی وقت پر ادا کیا اور اگر فقط ضرورت کے لحاظ سے نمازین شامل کرنی جایز ہوتین اور وقت کا لحاظ نہوتا تو آن حضرت اوس دن کی نمازونکو یا تو ایک دن پیشتر یا ایکدن بعد بفراغت پڑہ سکتی تھے یا جسطرح ظہر و عصر کو شامل کر لیا تہا مغرب و عشا بہی انکی شامل کر لیتی لیکن ایسا نہین کیا تو معلوم ہوا کہ وقت کا لحاظ ضرور پیش نظر تھا اور رسول خدا کا یہہ فعل ناجایز نہ تھا۔ علاوہ اسکی جسطرح نماز صبح اور ظہر کے درمیان حد فاصل ہی ویسی ظہر اور عصر کے درمیان کوئی دوسرا وقت حایل نہین جسوقت ظہر پڑہ چکے عصر شروع ہوگئے ایسا ہی مغرب و عشا کی درمیان بہی کوی حد فاصل نہین ہوسکتی اسلئے بالفعل ہر نماز کے تین ہی وقت ہین اول وقت از زوال شمس تا بغروب ظہر و عصر کا وقت ہی اور بعد غروب مغرب و عشاء کا وقت ہی تیسرا صبح صادق پر نماز صبح کا وقت ہے اسلئے مسئلہ اوقات نماز پر کوی اعتراض وارد نہین ہوسکتا بلکہ خود مرویات اہل سنت سے رسول خدا کا پانچ نمازون کو تین وقت مین پڑہنا ثابت ہوا ہے گو بوجہ ضرورت ہی ایسا کیا ہو لیکن ناجوازی کا اعتراض وارد نہین ہوسکتا اب رہی فضیلت اول وقت ہر نماز کے سو شیعہ لوگ بہی اسکی قایل ہین کہ اول وقت ہر نماز پڑہنا بڑی فضیلت ہے جیسا کہ جامع عباسی مین آپنی دیکہا ہوگا کہ لکہا ہی کہ نماز در اول وقت گذاردن ثواب عظیم ست تخصیص نماز صبح و نماز مغرب پہر لکہتے ہین کہ و تاخیر نماز از اول وقت بغایت مکروہ ست مگر در چند جا کہ تاخیر نماز از اول وقت سنت ست چنانکہ تاخیر نماز خفتن تا وقتیکہ سرخی مغرب برطرف نشود و تاخیر نماز ظہر در بلاد شدید الحر تا زمانیکہ بعد از زوال سایہ مساوی شاخص شود۔ علاوہ انکی دس درجہ اور تاخیر کے مرقوم ہین مثل انتظار پیش نماز برای فراہمی ماموماں برای احضار پیش نماز و برای ادای نوافل وقتیکہ سنت ہین وغیرہ

قال شیعہ اذان مین محمد و آلہ خیر البریہ پڑہتے ہین اور بعض اشہد ان علیا ولی اللہ دوبار اور بعض اشہد ان امیر المومنین حقا دوبار پڑہتے ہین حالانکہ اونہین کی کتابون مین سخت ممانعت ہی من لا یحضرہ الفقیہ

کی باب اذان مین ہے کہ سفوظ لعنہم اللہ در اذان زیادہ کردہ اند این الفاظ را کہ دران در اصل داخل نیست **اقول** اگرچہ مخاطب صاحب نے یا تو براہ تعصب یا براہ ناواقفی غلط لکہا ہے لیکن مطلب علی ولی اللہ اور امیر المومنین حقا سی ایک ہی ہے دو مرتبہ تشہد رسول اللہ کا کرنا چاہیئے اور دو مرتبہ وصی رسول اللہ کا اور حضرت کے نام کے ساتہہ وآلہ خیر البریہ کہنا بہت بڑا ثواب ہے من لایحضرہ الفقیہ اگر آپ دیکہیں تو اوسمین بہی یہہ فصول آپکو نظر آجاتین۔ مطلب من لایحضرہ الفقیہ کا اس الحاق سے ہے جو بعض ملعونان نے اذان مین کیا ہے ایسی فصول سے ہے جو در اصل اذان مین داخل نہین ہین جیسے الصلوٰۃ خیر من النوم الحاق کیا گیا ہے مخاطب صاحب نے جو فصول الحاقیہ کو مذکور نہین کیا اسکی یہی وجہہ تہی کہ اپنی لگبہ کو آگ لگتی تہی۔

قال تاکید اکید جماعت کی بہ نص قرآن واجب ہے مگر شیعون نے اپنی طرف سے ایسی شرایط بے اصل ایجاد کی ہین کہ مدت العمر مین بہی کبہی کسی شیعہ کو جماعت میسر نہین ہوتی بلکہ ترک اس امر خطیر کا باعث ویرانی مساجد اللہ کا ہوتا ہے مولف نے زمانہ طالب علمی مین چند برس لکہنو مین با بچشم خود دیکہا کہ مساجد شیعیان پاک مین کسی اسکے بنسیا لگی رہتین ہین یا کوی پتنگ یا ڈنگ بناتا ہے یا خینڈو باز حقہ پیتا ہے امام باڑون کو مندر تہرا اندر این سے زیادہ معزز پایا اونکے مجاورون کے مقابلہ مین پوجاریون کی رونق بازاری سرد ہی۔

اقول سبحان اللہ دیکہی نکٹی ناک والونکو ہنسی لگی۔ اجی حضرت کیا یہ امر شرعاً جایز ہے کہ جیسے مسجد کا اندہا موذن جلق مارتے ہوے یا مسجد مین لونڈون سے فعل کرتے ہوے فارغ ہوا اور بے غسل و وضو پیش نماز بنکے کہڑا ہو گیا اور سب نے اوسکے پیچہے نماز پڑہ لی یا ایک ہیجڑا داڑہی رکہے دیوث کہ جورو کو تو خرچی پر کسب کراتا ہے امام بنجاوے۔ یا جنکو الحمد اور قل ہو اللہ بہی صحیح یاد نہین اور آداب غسل و طہارت و وضو سے واقف نہین بقول شخصے آبدست لینی کا بہی سلیقہ نہین رکہتا مسایل طہارت و نجاست سے آگاہ نہین ایک جماعت مسلمین کا پیش نماز ہو۔ بڑی سے بڑا فخر یہہ ہے کہ حافظ جی آگے نماز پڑہا دینگے یہہ خبر نہین کہ صبح سے شام تک تو بیس دفعہ اندہی نے

گویا پاخانہ ہاتھ مین اٹھا کر ناک سے سونگھتا ہے پچاس مرتبہ گلی کوچون مین پاخانہ پھیرے پھرین دو چار قطرہ
پرنالہ پیشاب کر کر ریش مبارک تک بہا ہے مسایل فقہ سے محض نابلد ہی نماز مین سہو ہو جاوے
تو سجدہ سہو کا بھی طریقہ یاد نہین سجدکی سورہ پڑہ جاوے تو خبر نہو ایسے پیش نماز سے تو اکیلی
نماز ہزار درجہ بہتر ہے ایسے پیش نماز تو سنیون مین ہی کام دیکھتے ہین حنفی سب مین فاسق و فاجر
کے خلافت رسول جایز ہو تو پیش نماز کافر بھی جایز ہو سکتا ہے اور جہان امام طاہر و معصوم
ہین تو حد سے پیش نماز متقی و پرہیزگار تو ہونا چاہیے یہی ویرانی و آبادی مساجد اللہ کے سوا
ایسی آبادی سے تو ویرانی ہزار درجہ بہتر ہے کہ مسجد مین ایک نواڑ ہی پلنگ مولویصاحب کا بچھا ہے
تو ایک بانون کا پلنگ موذن صاحب کا ہے ضرور ہو گا اور جب کوئی مہمان آگیا تو اوسکی مہمانداری
بھی وہان ہے ادا ہو گی اور یہہ فعل عوام جہال کا نہین بلکہ علماء نامدار کا یہہ حال ہے۔ چنانچہ
مین لسباطلی محلہ کی مسجد مین مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ مولوی عبد الغنی صاحب مہم دہلی تشریف
لائے اونکے لیے مسجد مین ایک نواڑ ہی پلنگ ممبر کے پاس بچھایا گیا اور چار طرف مریدون کے
بستر لگی ہوی کسی جگہ قرع انبیق لگا ہوا ہے کسی جگہ گل حکمت کی ہوی شیشہ اور برتن تیل نکالنی
کے جڑے ہوے ہین یہانتک ہی خبر ہے ورنہ ملانون اور موذنون کی بے اعتدالیان ایسی ہین
کہ خدا پناہ مین رکھے مولف صاحب فی زمانہ طالب علمی مین بچشم خود لکھنو کے مساجد مین امرا کے
بھینس پالکی یا کبوترون کے کابک دیکھی تو سنیون کے مساجد کے آبادی سے بہتر ہی چنڈو باز
کا حقہ پینا اور پتنگ باز کا مسجد مین بیٹھکر پتنگ بنانا۔ ملان لوگونکے حلق و اغلام سے بدتر نہین ہے
اور یہہ جو ارشاد ہی کہ امام باڑون کی آراستگی مثل مندر اون کے مندرونسے زیادہ ہے غلط محض
ہے ہان پیرونکی مزار کے آراستگی اور کیفیت البتہ مندرونکے مشابہ ہی کہ مثل مندرون کی چاندی
سونے کا کٹہرا اور زردوزی پوشش مزارون کے ہوتی ہے جیسا مندر مین ٹھاکر جی کی بھوک کا
سامان ہوتا ہے ویسا درگاہون مین بھنڈارہ اور لنگر خانہ ہوتا ہے جس طرح ٹھاکر جی نہلائے جاتے
ہین ویسے ہی صندل مل مل کر پیرونکو غسل ہوتا ہے جسطرح ٹھاکر جی کی آرتی ہوتی ہی اوسیطرح

پیر صاحب کے مزار پر بھی صبح و شام نقارہ و نفیری بجکر آرتی ہوتی ہے جیسی مندرونمین روز مرہ ناچ راگ ہوتا ہے اوسیطرح پیرونکی رجھانی کو مزامیر اور طرح طرح کے ساز بجکر گانا ہوتا ہے رنڈیاں ناچتی ہین جن مزارون مین قوالون اور گویون اور طوایفون کے نوکر رکھنے کے استطاعت نہین رکھتے وہان بطریق خیرات جمعرات کو ہی اٹھوین دن ناچ رنگ ہوجاتا ہے مجاورونکا حال مولف صاحب نے شاید بھول کر لکھدیا ہے امام باڑون سے مجاورونکو کیا علاقہ ٹھہرا ہان باقی میان اجمیر مین خواجہ صاحب کی درگاہ یاد آگئی ہوگی کہ مندرون کی گنگا کروا اور پنڈتون اور پوجاریونکی رونق بازاری اسکی مقابلہ مین سرد ہے کہ جب کوئی زایر جاتا ہے مصیبت مین آجاتا ہے اول دہلیز سے سات قدم ہٹکر سجدہ کرایا اور کہا ایک ٹکہ دو پھر دہلیز مین سجدہ کرائے اور تین ٹکہ رکھوائے پھر گنبد پر بوسہ دلایا اور عود سوز کے بھبوت آنکھون اور سینہ پر لگاکر چار ٹکہ رکھوا لیے اور پھر خزانہ پر لیگئے اور حکم دیا کہ یہہ خاص خواجہ صاحب کا خزانہ ہے اسمین ڈالو اور اگر دیکھا کہ کوئی انگشتری پہنے ہوا ہے اور آدمی مالدار ہے تو اوس سے کہا کہ یہہ گولک خاص ہے اپنے ہاتھ سے اسکے اندر روپیہ ڈالو کہ خود خواجہ صاحب تمہارے ہاتھ مین سے لینگے اور تہخانہ مین دوسرا پجاری ٹھگ کو بٹھا رکھا ہے کہ جسوقت یہہ شخص گولک کی اندر ہاتھ ڈالی اوسکے انگشتری ہاتھ سے فورا نکال لے وہ غریب بھولا آدمی اجانتا ہے کہ نیچے تہخانہ ہے اوسکو یقین ہوجاتا ہے کہ خواجہ صاحب کی بڑی عنایت ہوئی کہ انگشتری بھی پسند کرلی اور نذرانہ بھی مقبول فرمایا اب فرمائیے کہ مجاور کون ہین اور پوجاریون سے کتنے درجہ بڑھے ہوئے ہین پوجاری لوگ تو ایسے دغا اور فریب کرتے ہوئے کہین سنی نہین گئے ہین۔

قال مسئلہ نماز جمعہ کیواسطہ خاص سورہ جمعہ نازل ہوئے ہی مگر شیعونکے نزدیک حرام ہے

اقول یہہ مولف صاحب کی ناواقفی کا سبب ہی نہ نماز جمعہ حرام ہونیکا مسئلہ تو وہابیونکا ہے کہ عبدالوہاب نجدی نے پہلے پہلے تو جمعہ کو ہی حرام کیا تھا اوسکے بعد مکہ و مدینہ کو

دار الجہاد قرار دیا اور اب بھی اہل التسنن مین صدہا علماء ایسے ہین جو نماز جمعہ کو حرام سمجھتے ہین اور باقی اہل سنت جمعہ کے معاملہ مین ایسی مذبذب ہین کہ اگر نماز جمعہ پڑھتے ہین تو فرض ظہر بھی ساتھ ہی ادا کرتے ہین اور نماز جمعہ کو فضول اور لغو تصور کرتے ہین انہیا الزام اور روپ لگانا واقعی بڑی شرمی ہے۔ **قال** مسئلہ شیعون کے نزدیک خاک کربلا کو ملقب بخاک شفا ہے باسبب حصول شفا یا بغرض آسانی سختی نزع کے کہانا درست ہے چنانچہ حلیۃ المتقین مین مرقوم ہے اور علل الشرائع کی ۲ جلد باب علت نہی عن **اکل الطین** مین عبد اللہ سے یون منقول ہے کہ **الطین حرام اکلہ کلحم الخنزیر من اکلہ ثم مات فیہ لم اصل علیہ**

اقول مین نہین جانتا کہ مولف صاحب نے اس سے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے یہہ تو بہت صاف بات ہے کہ مٹی کا کہانا حرام ہے مگر خاک شفا بنظر آسانی نزع کہائی جانے تو تو جائز ہے۔

قال مسئلہ شیعہ میت کو نجس العین جانتے ہین اور بعض المیت کالخنزیر کہتے ہین اگر کسے کا تابوت سے کپڑا لگ جاوی تو اوسپر غسل واجب ہوجای چنانچہ ذخیرۃ الآخرت اور استبصار مین مرقوم ہے کہ اگر کسیکا کپڑا میت سے چہو جاے اوسپر غسل واجب ہو جاے مگر گدہے مردہ کو چہو جانے سے غسل واجب نہین ہوتا ہے عبارت استبصار کی یہ ہے کہ اگر ملبوس کسی ببدن میت آدم برسد غسل ملبوس لازم آید اگر بر حمار مردہ برسد مضایقہ ندارد۔

اس سے معلوم ہوا کہ میت مومن کی گدہے مردہ سے بھی بدتر ہے۔

اقول ہمارے مخاطب صاحب کو بھی خدا نے عجب عقل عطا فرمائی ہے یہہ معاملات شرعی ہین انہین عقل انسانی کو کیا مداخلت ہے کیا یہہ بھی ابوحنیفہ کا قیاس ہے کہ رسول اللہ نے گہوڑے کے دو حصہ اور پیدل آدمی کا ایک حصہ قرار دیا ہے یہہ درست نہین ہے بہلا بہیمہ مومن سے افضل ہو سکتا ہے ابہی انکو اتنی عقل نہین ہے کہ آدمی آدمی ہے گدہا گدہا ہی ہے تم مقصد شارع کو کیا سمجہ سکتے ہو انکو علماء کے عبارت فارسی سمجہنے کے لیاقت نہین اسی مسئلہ مین صاف وسلیس عبارت کا یہہ مفہوم ہتا کہ اگر کسی کا کپڑا بدن میت سے

چھو جاے تو اوس کپڑے کو دھو ڈالنا لازم ہے لیکن بوجہ کم علمی یہہ سمجھے کہ اگر کسی کا کپڑا میت سے چھو جاے تو اوس شخص پر غسل لازم آتا ہے اور پھر بدن میت کو تابوت میت سمجھہ گئے لیکن یہہ سمجھہ مین نہین آیا کہ ہمین طعن کی کیا بات ہے اگر آپ نجاست پسند ہین تو نجاسات کا استعمال کیجیے دوسرون کو احتراز نجاست کا طعن کیون دیا جاتا ہے گو یہ امر ظاہر ہے کہ آپ لوگ پابند طہارت نہین ہین اور گو تربک سے پونچھہ لینے کے آپ عادی ہین لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ آپ متطہرین کو چھیڑ چھیڑ کر اپنی نجاست کو ظاہر کرادو - اور یہہ طعن جو آپنے کیا ہے کہ میت ہمین گدہے مردہ سے بھی بدتر ہے لیکن یہ فقط آپکی سمجھہ اور لیاقت کی بات ہے اور اسلیے آپکے فقیہون نے انکو خنزیر کی برابر قرار دیا ہے - دیکھو قدوری مین لکھا ہے -

کل اھاب اذا دبغ فقد طھر جازت الصلوۃ علیه والوضوء منه الا جلد الخنزیر والرجل

یعنی ہر کہال دباغت سے طاہر ہو جاتے ہی جایز ہے اوسپر نماز پڑہنا اور اوسکے ڈول سے وضو کرنا مگر سور اور آدمی کی کہال پاک نہین ہوتی کیون مخاطب صاحب کچھہ خوش ہوے دیکھیے اپنی نجاست کو کہ دباغت سی بھے مثل سور کے پاک نہین ہو سکتی پھر اگر ہمارا کپڑا آپکے بدن سے چھو جاے تو ہم کسطرح پاک کرین -

پھر اسی کتاب مین مذکور ہے کہ کتے اور گدہے کی کہال کی مشک کا پانی طاہر ہے مگر آدمی کی کہال ناپاک ہے اس حساب سے آپ گدہے اور کتے کی بھی برابر نہ رہے اونسے بدتر ہو گئے - حضرت سلامت یہہ ہی وجہ ہے کہ گدہے مردہ کے بدن سے کپڑا چھو کر ناپاک نہین ہوتا - اور آپکے جنس مردہ کے چھو جانے سے ناپاک ہو جاتا ہے پھر اسی کتاب مین ہے کہ نجاست چاہ مین سگ اور آدمی کا ایک حکم ہے جسطرح سگ و خوک کے گر کر مر جانے سے چاہ ناپاک ہو جاتا ہے ویسا ہی آدمی کے گر کر مر جانے سے ناپاک ہو جاتا ہے اب فرمایے کہ آدمی کیا کتے کی مانند یا سور کی مثل نجس ہے اگر نجس نہین تو چاہ کیون ناپاک ہوا اور اگر نجس ہے تو غیرون پر کیون اعتراض کیا تمکو اپنے مجتہدون کے فروگذاشت پر نادم ہونا لازم تھا -

کہ اُنہون نے کیون مس میت کا غسل واجب نہین سمجہا۔ کہ بجای ندامت کمال بیحیای سی شیعون پر اعتراض بیجا لگانے لگے ۔

قال مسئلہ استبصار مین جنب اور حایضہ کے قران پڑہنی کا کچہہ ذکر نہین لکہا ۔ اور کتاب مختصر مین ہی کہ قران بستہ کیا ہوا ناپاک ہاتہہ مین لینا مکروہ ہی غرضکہ شیعونکی نزدیک عمل لا یمسہ الا المطہرون کا صحیح نہین ہے ۔

اقول جنب اور حایضہ کا قران پڑہنا سنیونکے ہان بھی جایز ہی چنانچہ قدوری مین یہہ مسئلہ درج ہے اور ہدایہ مین لکہا ہے کہ عند الکرخی جایز ہی ۔ رہا مس مصحف شیعون مین اسکی بڑی احتیاط ہی کہلا ہو مصحف کو کوی شخص ناپاک ہاتہہ مین لے نہین سکتا بلکہ ہندی سنیونکی نسبت تم ہی قایل ہو کہ مذہب شیعہ مین ناپاک ہاتہہ لگانا مکروہ ہی حالانکہ بستہ سے یہ مراد ہی کہ اگر گٹہری کے اندر بھی بندہا ہوا ہو تو ہاتہہ لگانا مکروہ ہے مگر سنیون مین ناپاک شخص کا ہاتہہ لگانا بحالت غلاف کی جایز ہی چنانچہ قدوری مین بھی موجود ہی کہ مس قرآن غلاف شدہ کا محدث کو جایز ہے ۔ اب کوی اس متعصب سی پوچہی کہ شیعہ تو باوجود اسکے کہ قران بستہ کو بھی ناپاک ہاتہہ لگانا مکروہ سمجہین قابل اعتراض ہو جاوین اور سنی فقط غلاف کی ہوی قران کو ناپاک ہاتہہ سی اٹہانا جایز سمجہین اور قابل تحسین ہون بحیرتم این نیست کہ مولف صاحب یا تو واقعی سمجہہ ہی نہین رکہتے ہین یا تعصب نے انکو اندہا کر دیا ہے

قال مسئلہ من لا یحضرہ الفقیہ مین ہی کہ بقدر آیت الکرسی پاخانہ مین قران پڑہنا جایز ہی

اقول قدوری مین فقہ اہل السنن مین ہی ایک آیت کی پڑہنی کا حکم ہی پہر شیعون پر اعتراض کیون

قال مسئلہ من لا یحضرہ الفقیہ باب الوقت الذی یحل فیہ الافطار مین ہی قال رسول اللہ اذا غاب القرص افطر الصیام و دخل وقت الصلوۃ یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ جب چہپ جاوے جرم آفتاب کا کہولو روزہ اور اوسیوقت نماز پڑہو یہ حدیث شیعون کے مطابق آیۃ کریمہ اتموا الصیام الی اللیل کی ہے ترجمہ تمام کرو روزہ جب دن تمام ہو مگر شیعہ واسطے مخالفت اہل سنت کے معنی الی اللیل کے رات کے لیتے ہین ۔

حالانکہ جب کلمہ الّی درمیان غیر جنس کے داخل ہوتا ہی تو دو جنسون مین مغایرت ومفارقت پیدا کرتا ہے بقاعدہ صرف جسکا جی چاہے شرح مأۃ عامل وغیرہ مین دیکھ لے مگر سمجھنے کو لیاقت چاہیئے غرضکہ شیعہ بسبب تعصب کے یہود و نصارا کے روزیکی مشابہت کو اولی جانتے ہین اور صریح مخالفت حکم خدا و رسول کی کرتے ہین —

اقول جب تک ہم اس مسئلہ مولف کو نہ پہنچے تھے تو ہمکو انکی تحریر سے سخت افسوس ہوا کرتا تھا کہ یہ شخص کیون ہمیشہ اولٹی ہی سمجھتا ہے پھر ہم خیال کرکے خاموش ہو رہتے ہین کہ اشقیاء ازلی کی اول تو سمجھ ہی اولٹی ہو جاتی ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ مخاطب صاحب علاوہ جہل مرکب مین بھی گرفتار ہین — دیکھیے حد کہ اتنی لیاقت نہین کہ لیل کے معنی رات کے ہین یا دن کے اور مأۃ عامل صرف کی کتاب ہی یا نحو کی — علم وفضل تو انکا اسیوقت ظاہر ہوگیا کہ شرح مأۃ عامل انکے نزدیک ایسی بڑی منتہی کتاب ہی جسکا آج سمجھنے والا نایاب ہی بس آپ کی استعداد یہانتک ہی یا اللہ العظیم ہم تو مطبع والے کے دہوکے مین آگئے کہ اوسنے مخاطب کے نام کے ساتھ لفظ مولوی لکھدیا ورنہ ایسے نالایقون کے مقابلہ مین جواب لکھنا نہایت ہتک کا مقام ہے —

اب مجیب اصل مسئلہ کی طرف رجوع ہوتی ہین واضح ہو کہ فقیہ یا متکلم یا مفسر جب کوئی کتاب لکھتا ہے تو جس امر کو لکھنا شروع کرتا ہے اول تمام رطب ویابس روایت ضعیف وقوی لکھ جاتا ہے مگر بعد اسکے مفتی بہ امر کو لکھتا ہے ایسا ہی کتب فقہ مین بھی ہوتا ہے کہ ضعیف وقوی سب روایات لکھی جاتی ہین پھر فقیہ اوسکی تشریح کرتا ہی جیسا کہ اہل سنن کی فقہ کا بھی قاعدہ ہے کہ فلان مسئلہ مین حدیث ہین مگر وہ فلان فلان اوسمین ضعیف ہین اور امام ابو حنیفہ کا یہ قول ہے اور شافعی یہ کہتے ہین اور صاحبین کا یہ فتویٰ ہی لیکن مفتی بہ فلان کا قول ہے اسیطرح اگر یہ حدیث بھی من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھدی گئی ہی تو کیا مضائقہ کی بات ہوی لیکن لیکن احادیث صحیحہ جنکی اسناد قوی ہین اور مطابق حکم قرآن کے ہین نہ اسکی خلاف ہین فتوی اونہین پر ہے نہ کہ حدیث ضعیف اور مخالف حکم قرآنی پر عمل ہوگا یا یہ امر کہ سنی غروب ہوتی ہی روزہ افطار کرتی ہین یہہ اور

عمل صریح مخالف خلاف الٰہی ہو مگر ہمارے مخاطب کی بد حیائی —

گو تو غور کیجیے کر وہی نقل کرتے ہین کہ ہمکو ناک والی نہین ہم پہلے ہی اونکا مونہہ چڑانی الّیل الشاعد اپنا عمل روزہ توڑنی کا موافق حکم قرانی تصور کرتے ہین اگر کوی منصف غور کرے تو بہت تھوڑی فکر مین انصاف کر سکتا ہی کیونکہ روزہ کی افطار کا وقت قران مین محدود کر دیا گیا ہے اتموا الصیام الی اللیل - تمام کرو روزہ کو رات ہونی پر اور مجانین کے سوا یہہ امر سب لوگ جانتے ہین کہ دن اور رات کے درمیان مین ایک تیسرا وقت حد فاصل موجود ہی جسکو شام کہتے ہین اور ایسی ہی رات کی بعد اور دن کے پہلے صبح کا وقت ہی روزہ مین وقت کا صبح شام وان - فقط صیام کے رات حلال ہے پس یہ امر ظاہر ہے کہ نہ رات کی ختم ہوتے دن شروع ہوجاتا ہے نہ دن کے ختم ہوتے ہی رات شروع ہوجاتی ہی بالضرور غروب آفتاب سے کم سے کم نصف گہنٹہ تک شام رہتی ہی اور حکم الٰہی یہ نہین ہے کہ سورج کے غروب ہونے پر روزہ افطار کیا جاوے بلکہ رات ہوجانے پر افطار کرینکا حکم ہے اگر خدا تعالی کو یہہ منظور ہوتا کہ غروب آفتاب پر روزہ کہولا جاوے تو کیا عربی لغت مین غروب آفتاب کا بیان کرنا دشوار تہا جسطرح نماز مغرب کی لئے قید غروب آفتاب کی ہے ویسی ہی روزہ کی لئے بہی ممکن تھے اور اگر روزہ کے لغوی معنی یہہ دن کا روزہ قیاس کرتے ہو تو صبح کے بعد یا بطلوع آفتاب کہانا پینا کیون بند کرتے ہو یہہ کمال بے صبری کی بات ہی کہ دن بہر کی محنت ایک گہڑی کے لئے رایگان کر دیتے ہو بھلا مین آپسے پوچھتا ہون کہ اگر خدا تعالی اسکی بابت تمسے سوال کرے تو بجز پشیمانی اور کیا جواب دوگی حکم الٰہی تو صریح یہ ہے کہ رات کے شروع ہونے تک روزہ ہی اور تم شام کے شروع ہونے پر روزہ توڑ ڈالتے ہو غروب آفتاب پر حکم افطار کا نہین دیا ہے اتنا تو سمجہتے ہو کہ اگر منشاء الٰہی شام پر روزہ افطار کرینکا ہوتا تو غروب آفتاب کا حکم ہی بالصریح قرآن مین ہوتا کہ اس سے بڑی علامت نمایان ہر عاقل اور غیر عاقل کے لئے اور کوی نہی خدا کو کیا ضرورت تھی کہ صاف اور صریح علامت کو چہوڑ کر ایسی جہگڑے کی بات فرماتا کہ جسمین

ہر شخص کو گفتگو کا موقع مل سکے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذہب اہل السنن مین مخالفت حکم خدا و رسول ضروری ہے کیونکہ خدا و رسول کا مذہب نہین ہے بلکہ جماعت کا مذہب ہی جیسی جماعت کے سرغنہ نے کہدیا ہے ویسا ہی کرنا ضرور ہی طرفہ لیاقت ہماری مولف صاحب کی یہ ہی اِلی اللیل کے ترجمہ مین لکھتے ہین کہ جب دن تمام ہو اور پھر حوالہ شرح مائۃ عامل کا دیتے ہین جسکو کوی کوی سمجھہ نہین سکتا۔ افسوس یہ ہی کہ اتنی سمجھہ نہین کہ شروع رات کو دن تمام ہونا وہی حالتین کہہ سکتے ہین کہ جب تیسرا وقت یعنی شام ان دونون کی درمیان حایل نہوتا اور جبکہ یہہ امر مسلمہ عام ہے کہ دن اور رات کی درمیان مین شام حایل ہی تو ظاہر ہے کہ دن رات سے ملا ہوا نہین بلکہ شام کا آخری حصہ رات کی اول حصہ سے پیوستہ ہی تو تو مولویصاحب کو الی اللیل کا ترجمہ شروع رات تک لکھتے شرم نہ آئی تھی تو ختم شام تک لکھنا تھا کہ ختم دن تک اگر ہم اس تمام بحث سے قطع نظر کرکے تردد احتمالات کو ممکن الوقوع قرار دین تو فرمایے کہ اگر ہمارا بیان اور احتمال صحیح نکلے تو تمہاری تمام روزہ ساقط ہوگئے اور عمر بھر کی محنت برباد گئی یا نہین اور اگر آپکا احتمال صحیح نکلے اور ہمیشہ ہمنے آپسے گھڑی بھر بعد روزہ افطار کیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا روزہ تو ہمارا کامل ہوچکا بموجب تمہارے مسئلہ کے پھر ہمپر کیا اعتراض وارد ہوسکتا ہے اگر اسپر بھی خواب خرگوش ہی اور نہ چونکے تو خدا کی مرضی۔

قال جامع الاخبار مین روز عاشورا بہت بڑا ثواب ہی یعنی ساٹھہ برس کی روزونکا ثواب درج ہی مگر زاد المعاد مین روز عاشورا کا بہت بڑا ثواب ہی چنانچہ اسپر شیعون کا عمل ہے اور متعصب بجای روزہ کے فاقہ کرتے ہین جو محض ناروا ہے۔

اقول یہہ ہمارے مخاطب صاحب کی نادانی اور کم فہمی ہی مذہب شیعہ مین عشرہ محرم کے دس روزہ جایز ہین لیکن عاشورا کے دن کا روزہ بوقت عصر افطار کیا جاتا ہی اور اسیقدر زیادہ ثواب ہوتا ہے لیکن روزونکی اقسام اور انکے اصول اور سبب غائی کو عام لوگ سمجھہ نہین سکتے ہین بھلا مخاطب صاحب ہی اسکا جواب دین کہ سنیون مین عیدین کا روزہ رکھنا چاہیے

یا نہین حالانکہ تمام سنت جماعت عیدین کو روزہ رکہتی ہین اور بعد صبح اوسکو افطار کرتے ہین لیکن اوسکے وجہہ اور سبب نہین جانتے۔

قال مسئلہ شیعونکے نزدیک اگرچہ نکاح صحیح ہی ہے مگر سینون کی مخالفت سی صیغہ پڑہتے ہین۔
اقول اسیطرح سینونمین بہی دشمنان اہلبیت پر سب لعن کرنا صحیح ہی مگر شیعون کی مخالفت کی غیر جہت پہنچی ہے۔ طرفہ یہہ ہی کہ مولف صاحب صیغہ کے معنے اور اوسکی کیفیت نہین جانتی ہین اکثر مقرر ہوتی ہین صیغہ بغرض نکاح نہین پڑہایا جاتا بلکہ بتائید و بغرض استحکام نکاح صیغہ پڑہایا جاتا ہی بغیر صیغہ تکمیل نکاح نہین ہوتی اوسمین شرح ایجاب و قبول ہوتا ہے اور عقلاً بہی اولیٰ ہی۔

قال جامع الاخبار مین حدیث منقول ہی قال النبی صلعم اکرموا اولادی الصالحین للہ و الطالحین لی یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ عزت کرو میری اولاد کی اگر وہ صالح ہین تو خدا کے واسطے اور اگر طالح ہین تو میری خاطر سے الحمد للہ یہہ ہی مذہب ہی اہل سنت والجماعت کا۔ اقول یہہ دعوی عجب بیش بندی ہی۔ افسوس کہ دعوی تو آپکو اسقدر محبت آل رسول کا ہے لیکن ابہی چند صفحہ گذری ہین کہ آپ خدا جانے کون ہین مگر زبردستی آل رسول نہ تہے ہمو اور اہل بیت رسالت کو آل محمد ہونے سے خارج کرتے تہے اسلئے ہم نہین کہہ سکتی کہ کونسی آل محمد سے محبت کا دعوے رکہتے ہو ہر دو نسب آل محمد تو بنی فاطمہ ہین اونکو تو تمنے اور تمہارے بزرگون نے طرح طرح کے ایذائین دیکر شہید کیا ہے جناب فاطمہ کے پہلو پر در گرایا حضرت علی کا حق چہینا امام حسن کو زہر دیا اور امام حسین کو مع عزیز و اقربا کے نہایت بے رحمی سے ذبح دیا۔ امام زین العابدین کو قید کیا اونکے بعد جملہ ائمہ اطہار کو کہ افضل اولاد رسول تہے طرح طرح کی اذیتون سے شہید کیا سادات عظام کے خون کی گارے سے تمہاری محل تعمیر ہوئی ہین اسلئے اونکی نسبت تو دعوے محبت آپکا محض غلط ہے۔

ان اگر محبت سے تمثیل آل فرعون جسپر آپ کو گونہ ناز ہے اصحاب۔

لہٰذا اور معاویہ اور یزید اور مروان وغیرہ کو آل رسول سمجھ کر محبت رکھتے ہو تو مضایقہ نہین لیکن اوس طرح کی آل مین تو خود آپ بھی داخل ہین پھر کسکا اعزاز واکرام کیا گیا ہی اور اگر آپکا یہ قول صحیح نکلے کہ جو محبت آل محمد مین ہو وہ سنت وجماعت ہو تو آپ سنت وجماعت نہین یا جو آل محمد درحقیقت ہی وہ آپکے نزدیک آل محمد نہین ۔

یہ قول آپکا کہ سید عبد القادر جیلانی اور سید جلال بخاری کی نسبت شیعہ سوء ادبی سے پیش آتے ہین یہہ آپکی سخت حماقت ہی جنکے نسبت مین پس مین پچیس پچیس پشتین رسول خدا سی الگ ہو چکی ہین جنکی نسبت کوئی شخص بصحت نہین کر سکتا کہ یہ سید اور آل رسول ہین اونکی نسبت تو آپکو ہمدردی اور جو خاص جگر پارہ ہای رسول جنکی نسبت رسول خدا صلعم فرماتی ہین هذا ابنای یعنے یہ دونو بیٹے میری ہین اور پھر اونکی اولاد امجاد جنکی نسبت ایک دوسرے کی نص صریحہ موجود ہین اونکا کچھہ لحاظ بھی نہین کیا تو کیا سچ ہی اب لوگون کو رسول خدا کے ساتھہ ہی کچھہ خلش ہے ۔ شیخ عبد القادر جیلانی کی اول تو نسب مین ہی گفتگو ہی کہ امام حسن کی بیبی کی اولاد مین علاوہ اسکے خود اونکو دعوی سیادت نہین بلکہ اپنی آپ کو شیخ لکھتے ہین اور اوس زمانہ کے جسقدر عالم و دانا لوگ تھے وے سب اونکو شیخ عبد القادر جیلانی کہتے ہین حالانکہ سید کو شیخ نہین کہتے ہین پھر کم سے کم بیس پشتین اونکی گذر چکی ہین جس سے کوئی شخص صحت نسب کا دعوی نہین کر سکتا ۔ پس اگر آپ کی خاطر سے اونکو سید مان لیا جاوے تو ایسے بے معرفت کے سید ہو سکتے ہین جیسے اس زمانہ سید جنکی نسب نامجات ائمہ کرام پر ملتی ہوے ہین پھر کمال تعجب ہی کہ آپ لوگ بالمعہ اولاد رسول کی توہین اور مذمت روا رکھو اونسے دشمنی اور عداوت جایز سمجھو پھر ایک عبد القادر جیلانی کی ہی عزت کرنیسے تمکو فایدہ ہوگا ۔

جنکی سیادت بروی نص صحیحہ ثابت ہی وہ تو ائمہ علیہم السلام ہین اونکے بعد جسقدر سادات آل رسول ہین کوئی ذریعہ سند کا بجز تا ائمہ دعوی رکھتے نہین اتنی ہی شیخ عبد القادر کو دیکھے

نہین ہے اسلیے آج کل کی سادات کے برابر بھی اونکی عظمت نہین ہوسکتی اگر اس زمانہ کی سادات شیعہ کو آپ اپنی تفحص سے صالح نہین دیکھتے ہو تو کیا رسول اللہ کا تم پر اتنا بھی حق نہین ہے کہ تم اونکے ایک قول کو بھی قبول کرو پس بیان فرمای کہ آپ سادات سے کیون عزت نہین کرتے اگر امتداد زمانہ کا کچھ عذر ہے تو وہ شیخ عبد القادر مین ہی موجود ہے اگر یہ حضرت ہی تیرہ سو برس بعد پیدا ہوے ہین تو وہ پانسو برس بعد پیدا ہوے ہین یا جواب ہزار برس بعد پیدا ہونگے تو سید نہ سمجھے جاینگے اسلیے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت ہر امر مین بالعمد مخالف رسول اللہ ہین شیخ عبد القادر جیلانی کے شیخ ہونے اور سید ہونے کا- کامل ثبوت یہ ہی کہ اہل سنت والجماعت اونسے نہایت درجہ محبت رکھتے ہین اور چونکہ علاوہ اونکے اور کسی سید سے محبت کرنا سنیونکا ثابت نہین ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ سید تھے سید جلال بخاری کی نظیر دنیا تو مولف صاحب کی کمال ہی لیاقت ہے اون بیچارونسے کون عداوت رکھتا ہے اگر وہ سید ہین تو ہم امتیون کی تو انکھہ کی تپلی ہین باقی سادات آل رسول کا ہم نہین کہہ سکتی کہ وہ اونکو اپنی مساوی الدرجہ سمجھتے ہین یا وہ ہمین کچھ بھی بتلاوین اسبارہ مین ہم امتی لوگون کو بحث کرنا ہی فضول ہے خصوصاً دہونے جولاہے قصاب جو چھوٹی امت کہلاتی ہین اونکو صاحبزادون کے باہمی معاملات مین نسب کشای کرنا سخت نامناسب ہے گو سنی مسلمان ہین مگر اونکا تو کلمہ ہی پڑہنے والی ہین-

قال الناصبی مجملاً ذکر اون تعصبات کا جسکے شیعہ معتقد ہین

اس باب مین مولف اظہار الہدے نے محض قساوت قلبی سے اپنی تعصبات اور الزامات کو شیعون کے طرف منسوب کیا ہے-

قالہ تعصب اول- سنی جب کبھی امر متنازعہ فیہ مین کوی آیت یا حدیث پڑہتے ہین-

تو شیعہ اوسکا انکار کر جاتے ہین۔

اقول جب تم غلط پڑہو اور غلط معنی لگاؤ اور غیر شخص کو اوسمین داخل کرو تو شیعہ کیون انکار نکرین لیکن در حقیقت یہ قضیہ برعکس ہے اور سنیونکی عادت ہی کہ اپنی ہی مرویات سے دباؤ پر منحرف ہوجاتے ہین **قال التعصب دوم** شیعہ جناب رسول خدا اور علی مرتضے کو مرتبہ مین برابر جانتے ہین **اقول** وہ دونو بھائی بھائی تھے اونمین فرق کی گنجائش ہی نہ تھی باقی رہی رسالت و امامت سو اوسکے فرق کو عام جانتے ہین حضرت کو نایب رسول اللہ سمجھتے ہین نہین کہتے کہ اگر دونو کی رای مین اختلاف ہوتا تو حضرت کی رای کے برخلاف وحی آتی اور حضرت علی کی رای کے مطابق ہوتی ہان البتہ اہل سنت وجماعت کے مذہب سے برابری کیا معنی کچہہ حضرت علی کی بیشی ثابت ہوتی ہی صوفی تو حضرت علی کو معبود سمجھتے ہین باقی متکلمین و محدثین بھی بہت امور مین مساوات ثابت کرتے ہین جیسے توحد نور توحد خلقت توحد طینت توحد نسب و شرافت توحد عصمت وغیرہ وغیرہ کہ چند موقعون پر ہم اس رسالہ مین ثابت کر آئے ہین۔

قال التعصب سوم شیعونکا عقیدہ ہی کہ جو کوئی محبت حضرت علی رکھتا ہی وہ اہل بہشت سے ہے اور جو کوئی محبت اصحاب کی رکھتا ہی وہ دوزخی ہے۔

اقول اسمین کوئی شک نہین مذہب اہل سنت وجماعت کی رو سے یہی ثابت ہی جیسا کہ حدیث مندرجہ صحاح اہل سنت وجماعت مین ہی لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق یعنے علی کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہین رکھتا اور سوائے منافق کے کوئی اونسے بغض نہین رکھتا پس خوب سمجھہ لینا چاہیے کہ جو شخص حضرت علی سے محبت رکھتا ہی اگرچہ بظاہر کافر و یہودی و مجوسی ہے لیکن بالضرور وہ مومن باطنی ہی اور جو شخص کہ اونسے عداوت رکھتا ہی خواہ کیسا ہی سنی یا عابد یا زاہد یا متقی ہو قطعی منافق ہی کیونکہ حدیث شریف کا یہی مفہوم ہی اور حدیث صحاح اہل سنت مین مروی ہے اور بمقابلہ محبت حضرت علی کے آپکا یہ فقرہ کہ جو شخص اصحاب سے محبت رکھتا ہی صاف دلیل اسکی ہی کہ حضرت علی سے محبت نہین رکھتا ہی بعوض اسکے اصحاب سے محبت رکھتا ہی تو ظاہر ہی کہ وہ مومن نہین کیونکہ صحابہ

سے محبت رکہنی کا خدا نے حکم دیا ہے نہ رسول اللہ نے فرمایا ہے پہر بعوض اہلبیت پیغمبر اونسے محبت رکہنی کی کیا وجہ ہے ۔ دیکہیے حضرت نبی کی محبت ہر مومن پر خدا نے فرض کی ہے بنص قطعی آیت قرانی موجود ہے قُل لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیہِ اَجْرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی یعنے کہدے اے محمد اپنی امت سے کہ مین تمسے تبلیغ رسالت اور ہدایت کا کوی اجر یعنے بدلہ نہین مانگتا بجز اسکے کہ میرے اقربا سے محبت رکہو پہر حکم نبوی کی کوی انتہا نہین صدہا احکام اونسے محبت رکہنے کے بارہ مین خاص اہل سنت کی کتب مین مروی ہے پہر اسکی کیا وجہ کہ بجاے محبت حضرت علی کی ہم تو حضرت عمر کے محبت رکہتے ہین گویا خدا اور رسول سے لڑای ٹہیری اور اسکا نتیجہ ظاہر ہی کہ دوزخ ہے

قال التعصب چہارم یہ کہ حضرت علی کے محبت جنکی دلین ہوتی ہی اوسکو کوی گناہ کبایر مثل فسق و فجور ضرر رسان نہین **اقول** حضرت علی کی محبت ہی مومن پاک عقیدت کی دلین جاگزین ہوتی ہی وہان کبایر کا کام ہی کیا ہی فسق و فجور اور کبایر دشمنون پر ختم ہو چکا ہی ۔

قال التعصب پنجم شیعہ بسبب عناد قلبی امت مرحومہ محمدیہ کو امت ملعونہ کہتے ہین حالانکہ رب اکبر کنتم خیر امۃ اونکے لیے فرماتا ہی **اقول** عجب بیحیای ہی کہ نبی کی نافرمانی کرین حضرت علی کا حق چہینین امام حسن کو زہر دین امام حسین کو تشنہ و گرسنہ شہید کرین پہر بہی امت ملعونہ نہ کہا جاوے اور جس سے امت مرحومہ کنتم خیر امۃ مراد ہی وہ شیعان اور دوستدار ان اہلبیت ہین آیت ثانی ائمہ کی شان مین ہی ۔

قال التعصب ششم قران منزل من اللہ کو کتاب عثمانی جانتی ہین ۔ **اقول** باعتبار ترتیب سب ہی کتاب عثمانی جانتے ہین سنی بہی یہی کہتے ہین ورنہ زید بن ثابت کی ترتیب کا قرآن تو خلیفہ ثالث نے جلا دیا تہا ۔ **قال التعصب ہفتم** حضرت عمر پر لعن کرنے کو ذکر خدا سے برابر جانتے ہین **اقول** ذکر خدا اور سنی ہی دشمنان خدا و رسول سے تبرا اور بیزاری اور سنی ہی لیکن ثواب ہی دونونکا ہم پلہ ہے **قال التعصب ہشتم** شیخین کو ہر صبح لعن کرنا برابر ستر حسنات کی ہی اور ابوجہل و فرعون و نمرود پر برابر حسنات نیم دانگ کے ہے

شمار نہین کرتے **اقول** جیسا صاحبکا رتبہ ہوتا ہے اوسیکے موافق ثواب پہنچتا ہے ۔

قال تعصب نہم شیعہ حضرت رقیہ وام کلثوم کو بسبب نکاح ہونے حضرت عثمان کی اولاد رسول سے خارج کرتے ہین **اقول** یہہ مولف صاحب کی ناواقفیت ہے رسول اللہ نے جس اولاد کو اپنے بعد چھوڑا ہے اوسکی عظمت واقتدار کا حکم دیا ہی اور جو اولاد اونکی حیات مین فوت ہو چکی تھی اونکی بھی کسی امر کی حاجت ہی نہین تھی ہان عدو سمجھنا حضرت اور اون کی اولاد پہ شیعون کا شعار ہے

قال تعصب دہم شیعہ شیخین کو منافق سمجھتے ہین حالانکہ خدا نے حیات رسول خدا مین تشریح خبیث اور طیب کی کردی تہی اور حضرت نے بحالت بیماری حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑہی اور حضرت علیؑ نے خاص اپنی صاحبزادی حضرت عمر کو دی ۔ **اقول** جو آیت مولف صاحب نے تمیز خبیث و طیب کی لکھی ہے اوس سے مومن و منافق کو علاقہ نہین ۔ ہان لیلۃ العقبہ پر اور جیش اسامہ پر البتہ تمیز مومنین اور منافقین کی ہو گئی تھی چنانچہ حضرت عمر خود حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ میرا نام بھی حضرت نے لیا تھا یا نہین اور نماز کا حکم جسپر تم ناز کرتے ہین اوسکو خود محدثین و محققین اہل سنت موضوعی قرار دے چکے ہین خود اس حدیث کے راوی کا بیان لکہہ چکے ہین کہ مجھے رسول خدا نے کسی کا نام لیکر نماز پڑہانے کا حکم نہین دیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت کو دونکا نماز پڑہانا ناگوار ہوا اور بالاخر آپ باوجود کمال نقاہت مسجد مین گئے اور حضرت ابوبکر کو امامت سے معزول کرکے خود نماز پڑہائی بلکہ لکھا ہے کہ ایام گذشتہ و آئندہ کی سترہ نمازین آپنے پڑہائین پھر اگر آپ لوگ یہ کہین کہ نعوذ باللہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑہی تو نہایت سخت معاصی ہے ذرا اپنی کتب معتبرہ کو دیکھو یہہ بات تو آپ جیسے جہال کم فہم اڑاوی ہی ورنہ اسکی کچھہ اصلیت نہین مدارج النبوت مین دیکھیے کہ محقق دہلوی نے کمال صراحت سے اس معاملہ کو لکھا ہے ۔ ایسا ہی کبھی حضرت علی یا حضرت سلمان یا ابوذر ۔ و عمار ۔ و مقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اونکے پیچھے نماز نہین پڑہی نہ تم اس بات کو ثابت کر سکتے ہو بلکہ ہم تمہاری کتب سے حضرت علی کا اونکے پیچھے نماز نہ پڑہنا ثابت کر سکتے ہین باقی رہا یہ امر کہ منافق کے ساتھہ نکاح درست نہین یہ آپکی ناواقفیت ثمرہ

کے بات ہے قرآن مین فقط مشرکہ سے نکاح کی ممانعت ہے جیسا کہ خود آپنے وہ آیت درج کی ہی اور معاملہ شادی مین کفو اور برابری دیکہی جاتی ہی جیسا کہ خود رسول اللہ نے اپنی غیر کفو لوگون مین اپنی دختر ونکی شادی کردی حالانکہ وہ مشرک تھے بعد ازان رسول اللہ نے اپنی دختر انکی شادی حضرت عثمان سے کردی تو پھر حضرت عمر پر ہی کیون اعتراض ہے بلکہ اسبارہ مین تو یہ بحث بھی ہی کہ وہ لڑکی حضرت ابوبکر کے تھے اور بوجہ نکاح اسماء بنت عمیس کے پرورش اونکی البتہ اہلبیت مین پائی تھے پس دران حالیکہ وہ دختر ابوبکر ہی تھی تو حضرت عمر سے شادی ہونے مین کیا ہرج ہی بقول سعدی ۔

بیت

اگرچہ چاہ نصرانی نہ پاک ست
جہود مردہ می شوی چہ باک ست

قال تعصب یازدہم شیعہ کہتے ہین کہ جتنے کلمات مدحت کلام خدا مین بحق مومنین و صالحین کی واقع ہوی ہین اونسے مراد ائمہ کرام ہین اور جتنے کلمات مذمت کے بحق منافقین و فاسقین کے وارد ہوئے ہین اونسے مراد صحابہ عظام ہین **اقول** یہ تو واقعی بات ہی اسمین تعصب کا کیا کام ہے آپ خود ہی لکہتے ہو ۔

قال تعصب دوازدہم شیعہ معتقد ہین کہ جو آیات بینات بحق مہاجرین و انصار نازل ہوئی ہین وہ سب بیمعنی ہین مثل حروف متشابہات کے ۔ **اقول** شیعہ کا تو یہ قول نہین ہے بلکہ ایسا عقیدہ رکہنے والونکو شیعہ کافر سمجہتے ہین جیسے شیخ ابو الحسن اشعری جنکی تقلید عقاید مین اہل سنت و جماعت کرتے ہین اونکا عقیدہ والبتہ ہی کہ کلام آلہی بے معنی اور بغیر مطلب کی ہے جنکی تشریح ہم فرقات کے بیان مین لکہہ چکے ہین ۔

قال تعصب سیزدہم شیعہ کہتے ہین کہ اہل سنت عموماً اہلبیت نبوی سے بغض رکہتے ہین حالانکہ اہل سنت مثل فرایض دیگر محبت اہلبیت کو فرض جانتے ہین **اقول** اگر سچ ہی تو فرمائے

کہ امیر معاویہ کا کیا مذہب تہا اور یزید و مروان اور اوسکی اولاد کس مذہب پر تہی تمام خلفاء مروانیہ و عباسیہ کا کیا مذہب تہا اسی زیادہ کیا بغض ہوگا کہ رسول خدا نے تو اونکی پیروی کا حکم دیا اور تم غیرونکی پیروی کرو پچھلے زمانہ کی سنی اگر اہل بیت سی محبت بہی نرکہتی تہی تو بغض بہی نرکہتی تہے مگر جناب مولویصاحب کچہہ پتا خبر بہی ہے کہ جب سی یہہ شوم ناپاک فرقہ وہابی دنیا مین پیدا ہوا ہے جب سی اہل بیت کی عقاید کو بہی اون بے ایمانون نی خراب کر دیا۔

قال تعصب چہاردہم شیعہ کہتے ہین کہ جو شخص تعال جدک نماز مین پڑہیگا اوسکی نماز فاسد ہوگی حالانکہ اللہ تعالی کلام الہی مین فرماتا ہے۔ وانہ تعالی جد ربنا۔

اقول اہل انصاف غور فرماوین کہ جب آیت ربانی دوسری عبارت سے ادا ہو اور مولف صاحب اوسکو تغیر و تبدل کرکے دوسری عبارت سی نماز مین پڑہین تو نماز فاسد کیون ہوگی بلکہ ہمارے نزدیک تو پڑہنے والے کا ایمان بہی جاتا رہیگا کیونکہ کلام الہی کی تحریف و تبدل کفر ہے کل کو الحمد للہ کو اپنی عبارت سی پس و پیش آیات بنا کر نماز مین پڑہا کروگے تو پہر نماز کیسے ہوگی۔ نماز مین کلام الہی کے سوا کلام بشر لاکر پڑہنا صریح کفر ہے۔

قال تعصب پانزدہم شیعہ کہتے ہین کہ اہل سنت یہود و نصارا سے بدتر ہین اور حوالہ آیت قرآنی کا دیا ہے۔ قولہ تعالی الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا هولاء اهدی من الذین آمنوا سبیلا فرمایا اللہ نے کیا نہین دیکہا تونے طرف اون لوگون کی جو دیے گئے حصہ کی کتاب سی ایمان لاتے ہین ساتہہ جبت اور طاغوت کے اور کہتے ہین واسطے اون لوگونکے کہ کفر کیا اور یہہ لوگ ہدایت پر ہین اون لوگون سے کہ ایمان لائے راہ کی **اقول** اجی حضرت مولویصاحب اس آیت کی شان نزول بہی آپکو کچہہ معلوم ہے اور جبت اور طاغوت سی جو کچہہ مراد اس موقع پر ہے اون دونون صاحبونکو بہی جانتے ہو یا ویسے ہی رطب و یابس زبان سے نکال رہی ہو خدا لگتی تو شرمندگی ہوتی کیا اس خوشی آپنی اس آیت کو بہی لکہہ دیا کہ جوا

ہین شیعہ اسکا جواب دینگے ہمارا تو عقیدہ یہ ہی کہ بمقابلہ مشرکین و کفار کے اہل کتاب کو بہتر سمجھے ہین اور بمقابلہ انکے اہل قبلہ کو بہتر جانتے ہین ہان جو لوگ اہلبیت پیغمبر سے بغض و عناد رکھتی ہین انکو البتہ یہود و نصاریٰ تو کیا معنی مشرکین و کفار سی ہی بدتر سمجھتے ہین اور ہر مومن و مسلمان کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے اسمین برا ماننی کی کوئی بات نہین ہی۔

قال تعصب شانزدہم شیعہ انہی اون روایات صحیحہ کو جو مذہب اہل سنت سی مطابق رکھتی ہین متروک العمل جانتی ہین۔ **اقول** بہت اچھا کرتے ہین کیونکہ حدیث مین وارد ہی۔ من تشبہ بقوم فہو منہم **قال تعصب** ہفتدہم اکثر کتب شیعہ مین مرقوم ہی کہ ناصبی یعنی اہل سنت یہود و نصاریٰ سے زیادہ تر نجس و ناپاک ہین۔ **اقول** چونکہ ہمارے مخاطب صاحب نی ناصبی کے تفسیر خود ہی سنی قبول کرلی ہی اسمین ہم لاچار ہین اور ناصبی مراد اوس قوم سے ہے کہ جنکو آل محمد سے صریحاً بغض و عناد ہو پس اگر سنت و جماعت ہی اس صفت سے متصف ہون تو بیشک ہمارے نزدیک مشرکین سے ہی زیادہ نجس و ناپاک ہین۔

قال تعصب ہجدہم بجائے بسم اللہ کے ہر کام مین شروع کرنیکو لعن حضرت شیخین سی مبارک جانتی ہین **اقول** یہہ مولویصاحب کی غلطی ہی بسم اللہ بجای خود ہی اور لعن بر دشمنان اہلبیت اگرچہ بڑی ثواب کی بات ہی مگر بجای خود ہی بسم اللہ سی کیا علاقہ۔

قال تعصب نوزدہم کہتے ہین کہ طلاق دینا ازواج مطہرات کا حضرت رسولخدا نی حضرت علی کے اختیار مین کیا تہا حالانکہ خدای تعالی نے مالک طلاق امہات المومنین کا رسول کو بھی نہین کیا تہا جیسا کہ فرمایا خداوند کریم نے لا یحل لک النساء من بعد الخ ترجمہ نہین حلال واسطی تیری عورتین پیچھے سے اور نہ یہ کہ بدلی تو ساتھہ اونکے بی بیون سے اور اگرچہ نہایت تعجب مین ڈالی تجکو حسن انکا **اقول** اس آیت سے طلاق کی ممانعت کسیطرح ثابت نہین فقط اور نکاح کرنی کی ممانعت ہی خواہ بیویون زنان موجودہ کرین خواہ کسی کو طلاق دیکر دوسری کرین ہان اسکی بعد سورہ تحریم مین صاف اجازت طلاق موجود ہی ان طلقکن صاف

وار دی کہ اگر تو عائشہ اور حفصہ کو طلاق دیدی تو ہم آخرت مین انکی عوض بخشہ کو نیک بی بیان ثیبہ کی جگہہ ثیبہ اور بکر کی جگہہ بکر بدل دین چونکہ ذات رسول اقدس نہایت کریم و رحیم ہی باوجود خطاہای سخت طلاق نہین دی کیونکہ مسلمانون پر تو وہی حرام تہین پہر اونکی نان و نفقہ اسکے کوی سبیل نہین ہو سکتی تہی اور اسیکی تقلید حضرت علی نے کی کہ باوجود سخت خطا کی حضرت عائشہ کو ازواج رسول سے خارج نہین کیا فقط دہمکانی پر ہی اکتفا کیا جیسا کہ مروی ہے کہ جب بعد فتح جنگ جمل کے حضرت علی مرتضی بصرہ مین بی بی عائشہ کے پاس آئی اور بہت کچہہ سمجہایا کہ مدینہ کو چلے جاین مگر انہون نے قبول نکیا دوسرے دن حضرت علی نے امام حسن ع کو بہیجا انہون نے کوی کلمہ بآہستگی انکے کان مین کہا فوراً بی بی عائشہ نے مدینہ کا جانا قبول کر لیا ایک بی بی اشراف بصرہ مین سی اوسوقت حاضر تہی اونے سبب پوچہا کہ کل تو اس لڑکی کے باپ نے تمکو بہت کچہہ سمجہایا تہا اور تم نے قبول نکیا آج اس لڑکی نے اپنے باپ کا پیغام تمکو سنایا اور تم نے فوراً قبول کر لیا اسکی کیا وجہ ہے اوسوقت بی بی نے فرمایا کہ آج اسکے باپ نے یہ کہلا کر بہیجا کہ تم جانتی ہو کہ رسول خدا صلعم نے مجہکو اختیار دیا ہی کہ ازواج النبی مین سے جسکو چاہون رسول اللہ کی طرف سی طلاق دیدون اب اگر تم نہین جاتی ہو تو وہ اختیارات عمل مین لاتا ہون اسلئے مین نے فوراً کہنا مان لیا مبادا کہ زمرہ ازواج النبی سے خارج ہو جاؤن

قال مجملاً ذکر بعض استفسارات کا محبان اہلبیت سے

مولف صاحب ذی کمال دانائی سے اون ہزلیات کو جو پیشتر لکہہ چکے ہین اب مکرر پیرایہ۔ سوالات مین بیان کیا ہے اور اس پردہ مین اپنا اعتقاد کو ظاہر کیا ہے اور جا بجا حضرات ائمہ معصومین کی شان مین گستاخیان کی ہین۔ افسوس ہی کہ اپنے لئے مولف صاحب نے جواب الجواب مین تہذیب کا خیال رکہنے کے لئے گذارش کی مگر آل محمد کی نسبت

خود نہایت درجہ توہین کی ہے الفاظ بیان کئے اگرچہ ہم بھی اونہین الفاظ جواب دے سکتے ہین مگر فقط اسلئے کہ ہمارے کتاب کو ہر شخص بلا رنج ملاحظہ کرے اور حق و باطل مین تمیز کرنیکا ہر شخص کو موقع ملے ایسے بیہودہ الفاظ کو ترک کر دیا ہی۔

قال الناصبی سوال اوّل وہ کلام الٰہی جسکو حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے جمع فرمایا تھا کہان ہے اگر کہین گم ہوگیا نسبت حضرت امیر کی ہدایت کی گم کرنیکا بہت بڑا الزام رہتا ہے اگر کہین کہ امام غایب کے پاس موجود ہی تو اس صورت مین غایب امام بھی گنہگار ٹھہرتے ہین کہ انہون نے عمداً حضرت امیر کے زمانہ سے لیکر اپنے زمانہ تک بندگان خدا کو گمراہ رکھا اس اعتقاد سے تمام امام مجتہد شیعان پاک کے بیدین سمجھے جاتے ہین

اقول جو کچھ اس سوال بیہودہ کی وقعت ہی وہ اہل انصاف پر پوشیدہ نہین ہے ظاہر ہے کہ نبی اور امام کا کام حکم پہنچا دینے کا ہی اگر امت نے حکم مانا فہو المراد ورنہ اوسکا مظلمہ اور بار امت عاصی کی گردن پر ہے یہانتک تو روایات اہلسنت سے ہی ثابت ہی کہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے حضرت علی نے مرتب قرآن پاک کی دی اور بعد مرتب ہو جانے کے مسجد نبوی مین امت کے روبرو لای اور اون لوگون نے اوس قرآن کے لینے اور اوس پر عمل کرنے اور اوس کے قبول لینے سے صریحاً انکار کیا اور شیخین نے بجائے اسکے زید بن ثابت سے اپنی طور پر قرآن جمع کرا کر لکھوایا پھر حضرت علی کا کیا قصور ہے اس تمام مظلمہ کا بار تو حضرات خلفا کی گردن پر ہی امام برحق کا جو فرض تھا اوسکو ادا کر چکے پھر اگر امت نے نافرمانی کی تو امام کا کیا قصور۔ حالانکہ زید کا جمع کیا ہوا قرآن ایسا ناقص اور ناتمام تہا کہ خلیفہ ثالث کو اوسکا جلانا پڑا اگر امت کی نادانی کو کیا کہیے بوجہ عداوت خاندان رسالت قرآن کامل کو قبول نکیا انکو حضرت علی نے گمراہ نہین کیا بلکہ حضرت عمر نے گمراہ کیا کہ حضرت رسول اللہ پر عمل نکرنے دیا اور قرآن اور اہلبیت کے تمسک سے روکا۔ امام غایب پر بھی آپکا طعن فضول ہی انکے زمانہ مین بھی آپ لوگ بہوت

قرآن کیون قبول کرینگے البتہ جب چونتہی کرکے چابکونسے مخالفین کی انکی کہال اوڑای جاینگی اور بغاوت مبرز کی راہ نکالی جاویگی جب پشیمان ہوکر اوس قرآن کو قبول کرینگے۔ وہی قرآن تو ہے کہ جسکی نسبت رسول خدا نے فرمایا تہا لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض اور یہ کہ فانظروا کیف تخلفونی فیہما۔ ترجمہ دونو نکا یہ ہے کہ وہ دونون یعنی قرآن والہبیت ایکدوسرے سے جدا نہونگے اور یہ کہ دیکہو کسطرح تم مخالفت کروگے اون دونون کے حق مین یہ روایت بمضمون حدیث تمسک ثقلین تمام کتب صحاح اہلسنت مین درج ہے پہر مخاطب صاحب کا ہمسے پوچہنا کہ وہ قرآن کہان ہے صاف دلیل کم اعلمی کی ہے۔

قال سوال دوم شیعہ حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن کو کیون پڑہتے ہین تا آخر ہذیانات

اقول حقیقت یہ ہے کہ جوؤن کے ڈر سے گدڑی نہین چہوڑا کرتے قرآن ہمارا ہی ہم قرآن کے ہین جب کبہی موقع اویگا جوئین مار ڈالی جاوینگی گدڑا صاف ہوجاویگا۔

قال سوال سوم جبکہ اصحاب کافر یا منافق یا مرتد ہو گئے تہے تو ائمہ کرام نے اپنی اولاد کا نام اونکے نام پر کیون رکہے تہے۔

اقول آپ بہی عجب صاحب بیوقوف ہین نام کسی کی ملکیت ہوتا ہے جسکا جو جی چاہے نام رکہا کیا یزید بیٹے کا نام رکہہ کر یزید کی باپ ہوگئے تہے یا عبد الرحمن جامی اس نام سے ابن ملجم ہوگئے اور دیکہیے آپ اوپر بیان کر چکے کہ ائمہ علیہم السلام کے ہر کلام مین چند پہلو ہوتے تہے تو کیا عجب ہے کہ اول کی نجات نکل لینے کو اصحاب ثلثہ کے نام رکہہ لئے ہون یعنے فرض کیجیے کہ کوی امام حضرت ابوبکر یا عمر کو برا کہلا رہے ہین اور یہ کسی اونکے معتقد نے سن لیا اور امام سے آمادہ فساد ہوا تو اونکو یہ گنجایش ملگئی کہ اوسکو دہمکا کر کہین کہ بد ایمان لوگون ہی ابوبکر یا عمر ہمارا بیٹا ہی جو ہمارے جی مین آوی کہینگے تو ہمارا مزاحم ہے تو دیکہیے پہر اوس معتقد کو کوی حجت فساد کرنے کی باقی نہوگی امام کا کوی فعل اسرار سے خالی نہین ہوتا ایسے وسوسات شیطانی مین آپ ناحق مبتلا ہوتے ہین۔

قال سوال چہارم ایسے سوسن جوانمرد کو جسکے مقابلہ مین تمام جہان عاجز ہوا ور تنہا وہ

عالم پر غالب ہو آیا اوسکو اپنی لڑکی منافق اور غاصب اور مرتد اور خائن کے ساتھہ بیاہ دینا جائز جانتے ہین۔ **اقول** جو شخص کہی ہوی بات کو کہتا ہی آپ جانتے ہین کہ نواب میر خان کا کیا کہلاتا ہے یہہ عجب لطف ہی کہ ان امور کو چند بار بیشتر لکہہ چکے ہین اور پہر اوسیکو گاتے ہو اگر کوئی جدید بات نہین سوجہتے تو یہ کیا ضرور تہا کہ اوگلی ہوی قی کو پہر چاٹنے لگے۔ اسکا جواب ہم ابہی دیچکے ہین وہ سعدی کا شعر حفظ کر لو پہر دہوکہ نہ پاوگے۔

شعر

گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است
جہود مردہ میشوئی چہ باک است

ان سوالات کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ چند جہال کی افکار بیہودہ کا نتیجہ ہی ایک ہی بیان کو کسی نے کسی طرز پر لکہا ہی اور کسی نے دوسری طرز پر لیکن جمع کرنے والے صاحب سب سے بڑہکر مخبوط الحواس ہین جنکو مضمون مکرر کی شناخت کی بہی تمیز نہین ہی۔

قال سوال پنجم جبکہ حضرت علی نے اصحاب ثلثہ سی بروی تقیہ بیعت کی تہی تو معاویہ سے کیون جدال وقتال کی اس مرتبہ تقیہ نکیا کیا معنی رکہتا ہی۔

اقول ان احمقون کو تقیہ کے معنے اور اوسکی اوقات سی بہی اطلاع نہین اونکو ناحق تصنیف کا خبط ہوا ہی۔ ای نادانو تقیہ بعد غصب خلافت کیا یعنی اصحاب ثلثہ کے زمانہ مین کسی حضرت علی سے بیعت لنصرت کی تہی اور بوقت تقرر خلافت مرتضوی معاویہ کو کسی نے خلیفہ کیا تہا کہ حضرت علی بجای جدال وقتال اوسکی بیعت کرتے اور جبکہ بوجہ بغاوت معاویہ اوس سے جہاد قائم ہو گیا تو پہر تقیہ کیسے ہو سکتا اس قسم کا تقیہ جنگ وجدال کے وقت تو اصحاب ثلثہ کا کام ہے جیسا کہ جنگ احد مین میدان جنگ سے بہاگ کر غارون مین جا چہپے اور ابو سفیان کے پاس پیغام معافی قصور بہیجا اسکو جناب امیر خود بیان فرما چکے ہین کہ اگر چالیس آدمی صاحب عزم مجہہ کو ملجاتے تو مین ابوبکر پر چہاپہ کرتا چونکہ انصار نہ ملے تقیہ واجب ہوا اور معاویہ نے

جو سرکشی اختیار کی وہ بعد خلیفہ ہو جانے حضرت کے کی تھی پھر کمال افسوس ہی کہ آپ ہوکے ہنکر ایسے جاہلانہ سوال کرو جسکو سنکر خود تمہاری ہم جنس بھی تم پر طعنہ کرتی ہین اور یہہ قول آپکا - محض غلط ہی کہ حضرت علی نی خلفاء ثلثہ سے بیعت کی کیونکہ یہہ امر کتب اہل سنت سی بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر سوالات حضرت مرتضے کا جواب دینے سے عاجز ہوئی تو اونکو رخصت کر دیا اور پھر بیعت کے لئے تکلیف نہین دی -

قال سوال ششم اگر حضرت علی نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی تو قول اونکا مندرجہ نہج البلاغۃ نسبت شجاعت اپنی لغو ہو جاتا ہے **اقول** اسکا جواب ہم چند بار دیچکے ہین اسی رسالہ مین دیکھو لو اور خوب سمجھہ لو شجاعت ایک سے ہی قتل عام کر دینے کو نہین کہتے بہت سی لوگ ایسے تھے کہ اگر اس زمانہ مین قتل کر دے جاتے تو اونکی اولادین جو مومن اور شیعہ ہونیوالی تھی کیسے پیدا ہوتے - اگر حضرت ابوبکر کو قتل کر دیتے تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ و رحمۃ اللہ علیہ کیسے پیدا ہوتے اور وہ کار نمایان جو اونسے ظہور مین آیا کون کرتا ایسے ضروری اسرارون کی وجہ سے حضرت علی نے قتل عام نہین کیا ورنہ اوس شیر کردگار کے روبرو لومڑیون اور گیدڑونکی کیا مجال تھی کہ دم بھی مارتے -

قال سوال ہفتم حضرت علی نے ہمیشہ تقیہ کیا اگر امام حسین اور حضرت سلم نے تقیہ نہین کیا
اقول ہم پیشتر اسکا بھی مفصل جواب لکھہ چکے ہین اور صاف ظاہر کر دیا ہی کہ امام حسین ع خروج فرما چکے تھے اور خروج کے بعد تقیہ داخل بے غیرتی ہوتا ہے وہ اونہین کا کام ہے جو ہمیشہ بے غیرتے سے رسول خدا کو معرکہ جنگ مین چھوڑ کر چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے خروج اور بیعت سے پہلے امام حسین علیہ السلام نے بھی تقیہ کیا اور حضرت سلم ع بھی تقیہ کیا کرتے تھے -

قال سوال ہشتم حضرت امیر المومنین نے خلافت ابوبکر مین لبنہ خمس پر تصرف کیا -

وقال سوال نہم حضرت شہر بانو پر امام حسین علیہ السلام نے تصرف کیا اور وہ بھی جہاد

مین پکڑی ہوئین آئی تھین **اقول** مولف صاحب کیا آپکو یہہ معلوم نہین کہ اگر مسلمانونمین سے کوئی فرقہ یا گروہ جہاد کرے تو اوسکی غنیمت مین سے خمس یعنے پانچوان حصہ امام برحق کا ہے بموجب مسئلہ مسلمہ عام وبحسب قول علماء عامہ فاسق وفاجر بھی اگر جہاد کرے تو غنیمت اوسکی جایز ہے اور پانچوان حصہ امام کا اوسمین ہے اسلئے جو جہاد خلفاے ثلثہ مین ہوئی وہ بحکم جناب امیر ہوے وبحسب احادیث جناب علی مرتضے کی ہوے اور اس غنیمت مین اونکا پانچوان حصہ تھا اسلئے تصرف کرنا اونکا کنیزون پہ جایز تھا شیخ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ اگر خلیفہ فاسق وفاجر ہو تو بھی اوسکا مقرر کیا ہوا قاضی قابل اتباع ہے اور اوسکی ساتھہ اور اوسکے حکم سے مسلمانونکو جہاد کرنا لازم ہے اور مخاطب نے جو عقلمندی سے یہ اعتراض جو کیا ہی کہ امام حسین موجودی حضرت علی اور حضرت امام حسن کے حقدار غنیمت کے نہ تھے یہ اونکی لیاقت اور علم وفضل کی بات ہے مال غنیمت سے جو خمس لیا جاتا ہے اوسمین تمام اقربا نبی حصہ دار اور شریک ہین تفصیل اسکے ہمنے اس رسالہ مین آیت فی کے ذکر مین لکھی ہی اس غنیمت کے خمس کا یہ دستور نہین کہ باپ کے مرنے پر پسر کو حصہ پہونچے بلکہ تمام عترت نبی ایک ساتھہ اوسکے وارث اور مالک ہین بلکہ خدا اور رسول اور اقربائی نبی بحکم خدا ایک ساتھہ حصہ پاتے ہین آیت قرآنی شاہد ہے۔

قال سوال دہم۔ سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب وفات النبی مین ابن عباس سے روایت ہی عن امیر المومنین ان الصحابۃ ارتدوا بعد النبی الا اربعۃ۔) وفی روایۃ اخری عن الصادق الا ستۃ) بقول حضرت امیر المومنین صرف چار اصحاب مومن رہی اور بقول امام صادق چھہ ان دونون روایتون مین سے کونسی روایت سچی سمجھی جاوے اگر حضرت امیر کا قول صحیح ہے تو حضرت صادق جہوٹے پڑتے ہین اور اگر حضرت صادق کا قول صحیح ہے تو حضرت امیر عالم لدنی نہین سمجھے جاتے بلکہ اون دونون روایتون سے حضرت امیر کا امیر المومنین ہونا بھی نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ امیر المومنین بغیر اجماع کے ہو نہین سکتا اگر کہین کہ باجماع اونہین اصحاب کے جناب امیر المومنین ہوے تو [illegible] جناب امیر اپنے ہی قول کی رو سے امیر المرتدین ٹہرتے ہین۔ **اقول** یہ تشنیع [illegible]

بھی معلوم ہی کہ جو لوگ مرتد ہوے اونکا سردار اونکے ارتداد کی حالت مین کون تھا یعنی بعد رسول خدا صلعم اگر صحابہ مرتد ہوے اور اوس حالت مین انھون نے اپنا سردار حضرت ابوبکر کو پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو کیا تو اون مرتدون کی امیر تو بھی حضرات ثلثہ ہوے اور جبکہ بعد اونکے کچھ لوگ راہ راست پر آے اور ارتداد کو چھوڑکر ایمان لاے تو امیر المومنین کی اطاعت قبول کی رہا یہ امر کہ کوی شخص خود بخود یا کسی اجماع یا پنچایت کی مرضی سے امیر المومنین ہو جاے محض غلط ہی کیونکہ امیر مومنان نصب بجز حکم خدا و رسول کے قایم نہین ہو سکتا اسلیے اثبات امارت مومنین کے لیے کسی اجماع وغیرہ کی حاجت نہین ہے بلکہ فقط نص درکار ہے جیسے حضرت علی مرتضی کی نسبت آیہ انما ولیکم الله اور حدیث هو ولیکم بعدی و من کنت مولاه فعلی مولاه وارد ہین اگر برخلاف ان نصوص کے امت اپنی طرف سے کسیکو سردار مقرر کری تو ضرور امت مرتد ہو گئی اور اونکے سردار امیر المرتدین قرار پاے ہمکو مخاطب صاحب کی عقل پر کمال حیرت ہے کہ حضرت علی کو امیر المرتدین کسطرح قرار دیا جبکہ مرتدین نے اونکو چھوڑکر غیرونکو اپنا سردار بنایا تھا تو وہی سردار امیر المرتدین تھے اصل یہ ہی کہ مخاطب صاحب نے بسعی جمیلہ مانند فضائل ثلثہ کے لیے نیا لقب نکالا ہے جبکہ تمام علماے اہل سنت عرصہ دراز سے ہو لی ہوی تھی۔

اب رہا یہ امر کہ قول حضرت علی کا صحیح ہے یا حضرت صادق ع کا اس اعتراض سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف صاحب کو علم حدیث مین کم مہارت ہی ہزارہا روایت مذہب اہلسنت مین ایسی ہین کہ حضرت ابوبکر ایک امر بیان کرتے ہین اور حضرت عمر سے اوسکے برخلاف مروی ہین بلکہ حضرت ابوبکر ایک مرتبہ کچھ کہتے تھے اور دوسرے مرتبہ کچھ کہتے تھے جنمین تطابق اور توافق ہونا ہے غیر ممکن ہوتا ہے جیسے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجھے بوقت بعثت سرور کائنات کی خبر ایک راہب نے شام مین دی تھی اور ایک مرتبہ فرمایا کہ مکہ مین ایک درخت نے اطلاع کی تھی اب ان ہر دو روایات مین کوی صورت تطابق اور توافق کی ہی نہین ہے اور ان روایات مین کہ بقول حضرت مرتضی صحابہ مین سی فقط چار مرتد نہین ہوے یہ ممکن ہے کہ۔

کہ اپنے فقط صحابہ مہاجرین ہی مراد لی ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے مہاجرین و انصار دونون سے مراد لی ہو یا صحابہ سے مراد رؤسا صحابہ ہو جنسے مراد ہنی اہل حل و عقد ہیتی ہین اور حضرت علی کی رایمین ایسے چار شخص ہون اور حضرت صادق کی رای مین چھہ شخص ہون اسلئے ہر دو روایات صحیح قرار پاتی ہین **قولہ** اس موقعہ پر یہ بات قابل دریافت ہی کہ چار اصحاب یعنی حضرت مقداد حضرت سلمان فارسی حضرت ابوذر غفاری و حضرت عمار بن یاسر کہ منجملہ اصحاب مہاجرین ہی ہین تو بتائی کہ اصحاب انصار کون سے ہین جنکی بدرجہا صفت قران پاک مین مذکور ہے۔ **اقول** ایسے صدہا انصار تھی کہ جنکے فضائل اور صفات قران شریف مین مذکور ہین یہ وہ بزرگوار لوگ تھی کہ جنکو اپنی اکابر مہاجر معرکہ جنگ مین آگے رکھہ کر خود فرار ہو جایا کرتے تھے اور وہی بیچارے اپنی جان رسول مقبول پر فدا کرکے شہید ہو جایا کرتے تھے۔ قاتلوا وقتلوا قران شریف مین انہین کی شان مین وارد ہی۔ صدہا انصار جنگ بدر و احد وغیرہ پر شہید ہوے ہین اگر تحقیق اونکی اسماء کی مطلوب ہو کتب سیر مین دیکھہ لو۔

تنبیہہ واضح ہو کہ بعینہ یہی روایت مندرجہ کتاب وفات النبی سلیم بن الہلالی مولف اظہار الہدی نے اظہار الہدے کی اواخر صفحہ ۱۹۹ اور اوایل صفحہ ۲۰۰ مین لکھکر یہی اعتراض امیر المرتدین ہونیکا نسبت حضرت اسد اللہ الغالب کی کیا ہی اور وہ ہی اجماع کی بحث اوسمین موجود ہے پھر کیا وجہ کہ دوبارہ اسی اعتراض کو نقل کر دیا اگر کتاب بڑہانا منظور تھا تو کچھہ لیاقت صرف کرنے اسکی معنی کیا کہ ایک ایک بات کو چار چار مرتبہ بیان کیا جاوے اور اگر اوس عبارت کا مؤلف اور شخص تھا اور یہ سوالات اور کسی کی ہین تو اونکے نام کا حوالہ درج ہوتا واجب تھا۔ میری رایمین یہہ سوالات دوسرے صاحب کے ہین اور وہ صاحب ایسے ہین کہ اونکو مادہ علمی اور لیاقت تالیف بالکل نہین ہی ہم وکلا مین بھی ایسے بعض لوگ ہین کہ اگر کسی مقدمہ مین شراکت دوسرے وکیل کے ہم بھی وکیل ہون تو چونکہ خود مادہ وکالت نہین رکھتی

ہین ویسے وکیل کی تحریر سے بالکل اسطرح چند عذرات مستنبط کر کے موکل کو خوش کرتے ہین مگر اس نالائقانہ حرکت سے بجز مطعون خلائق ہونیکے اور نتیجہ پیدا نہین ہوتا۔ اگرچہ ہم پیشتر اس اعتراض کا جواب مفصل لکھہ چکے تھے مگر سائل کا سوال ٹالنا اپنی عادت نہین اسلئے یہان بھی جواب دیا گیا۔

قال سوال یازدہم کتب شیعہ مین فضیلت متعہ بکثرت مرقوم ہی ائمہ علیہم السلام نے جو متعہ نہین کیا تو وہ خاطی اور عاصی ٹھرتی ہین۔

اقول متعہ پر بہت سے اعتراض مولف صاحب کر چکے ہین اور ہم اونکے جوابات مشرحاً لکھہ چکے ہین اور مولف صاحب فی متعہ کی بارہ مین یہانتک سرمارا ہے کہ اظہار الحق کے صفحہ ۱۱۵ سے لیکر لغایت صفحہ ۱۲۱ یہی ذکر ہے اور خصوصاً بالعینہ یہی سوال اخر صفحہ ۱۱۸ و اوایل صفحہ ۱۱۹ مین بذیل اعتراض سیوم درج ہے اور جواب مفصل اسکا اوس مقام پر درج ہوچکا ہی اور ثابت کر دیا ہے کہ متعہ فرض نہین ہے کہ خواہ مخواہ کیا جاوے ضرورتاً جائز ہے اور فضایل اسکے جو مندرج کتب ہین وہ دراصل احیاء سنت متروکہ کے ہین کہ امت طاغی نے خلاف حکم خدا و رسول اسکا انسداد کیا تھا چونکہ امر معروف اور نہی منکر سے زیادہ کوئی امر کا ثواب نہین اور نہی معروف اور امر منکر سے زیادہ کوئی معصیت نہین اسلئے پہلا درجہ خبر و رسالت کا ہی اور دوسرا حصہ سلطنت کا اسی پر متعہ کے اجرا کی ثواب اور اسکے بند کرنے کے عذاب کو سمجھنا چاہیے لیکن مقصد اس فضیلت اور ثواب کا یہ نہین ہے کہ بغیر حاجت اور ضرورت کے بھی متعہ کیا جاوے۔

قال سوال دوازدہم حضرت امام حسن نے خلافت کیون سپرد معاویہ کے کری۔ حضرت امام حسین کو کیون نہ حوالہ کے آیا امام حسین قابلیت امامت کی نہین رکھتے تھے یا باہم عداوت تھی یا بسبب مشورہ اصحاب کے ایسا کیا۔ اگر لیاقت نہ تھی تو امام نہ ٹھرے

اور اگر عداوت تھی تو معصوم نہ ٹھہرے اور اگر بمشورہ کے سپرد کی تو بھی حجت ہماری خلفا ثلثہ پہ ہے **اقول** یہ سوال البتہ مولف صاحب کو بڑا ہی بیجا سوجھا ہے اور شاید اجتک کسی سنی نے یہہ سوال شیعون سے نہین کیا تھا کیونکہ پہلے جن لوگون نے مناظرہ کی کتابین لکھی ہین انکو ایسا علم و فضل حاصل نہ تھا کہ فن تاریخ سے بھی واقف ہوتے تمام سیر کی بھی سیر کی ہو وہ بیچارے یا تو خالی فقیہ ہوتے یا صرف محدث ہوتے ایسا جامع کمالات کوئی ذاتی تالیف کتب مناظرہ کا نہ تھا۔ اب ہم مولف صاحب کی تسلی کرتے ہین حاجی حضرت جسکو آپ سپردگی خلافت کہہ رہے ہین وہ سپردگی خلافت نہین تھے بلکہ اشتراء امت سے اپنی اور اپنے اقربا کی جان بچانے کے سامان ہین یہہ اعتراض آپکا اوسوقت صادق آتا کہ جب امام حسن علیہ السلام خلافت کو بخوشئے خاطر کسے کی سپرد کرتے تو یہ حال تو تمھنے تاریخون مین بھی دیکھا ہوگا کہ جب تک حضرت علی خلیفہ رہے معاویہ برابر آپ پر لشکرکشی کرتا رہا اور برابر جنگ وجدال قایم رہی یہانتک کہ بہتر لڑائیان وقوع مین آئین اسی ضمن مین حضرت مرتضے علیہ السلام شہید ہوگئے لوگون نے امام حسن ع سے بیعت خلافت کی ہنوز چھہ ماہ نہ گذرے تھے کہ معاویہ ایک لشکر عظیم لیکر چڑھ آیا چونکہ امام حسن علیہ السلام اپنے لشکر کی قلت اور کمی ہمت کو جانتے ہوے تھے لڑائی مین کوئی بہتر نتیجہ نکلتا ہوا نظر نہ آیا بندگان خدا کا خون ناحق بہانا نامناسب سمجھکر خلافت سے کنارہ کش ہوگئے۔ امام حسین ع اور امام حسن ع جدا نہ تھے اگر امام حسین کو خلافت سپرد کرنے کی قدرت رہتی تو خود ہی کیون ترک کرتے تم تو ایسے عقلمندی کا سوال کر رہی ہو جیسے کوئی یہہ سمجھ ہوے ہے کہ امام حسن علیہ السلام کا ویسی ہی بلاکسی وجہ کے خلافت سی دل برداشتہ ہوگیا اور انہون نے بخوشئے خاطر ترک کرکے دوسرے کو سپرد کر دی یا یہ کہ نعوذ باللہ معاویہ کی طرح امام حسین نے بھی خلافت کی لئے بھائی پر لشکرکشی کی تھے اور امام حسن نے امام حسین کو تو سپرد نکی

اور معاویہ کو سپرد کر دی بھلا اسقدر ہزلیات آپنی اظہار الہدے مین لکھی ہین اونمین سے کوئی بھی ڈھنگ کی بات آپکے قلم سے نکلی ہے یہ ہی تو وجہ ہے کہ جو اہل تسنن آپکی کتاب کو دیکھتا ہی صد ہا نفرین کرتا ہے اگر آپ بوجہ قیام شکوہ آباد جی پور کا حال بعلوم تحقیق کر سکے مگر ہمنے او آپکا بھیان ضرور سنتا ہی اور اوسنے شاید آپکو اطلاع بھی دی ہو آپکے سوال کی فقرہ آخری کا مطلب معلوم تحقیق ہوتا کہ کیا ہے ۔ (اگر مشورہ سے سپرد کی تو یہ ہی حجت ہمارے خلفاء ثلثہ کی خلافت پر ہی) گویا آپ اس سے یہ مطلب نکالتے ہین کہ جیسی امام حسنؑ نے خلافت کو معاویہ کی سپرد کیا ویسے ہی حضرت علی نے خلفاء ثلثہ کی سپرد کیا تھا ۔ مگر یہ آپکی عقلمندی ہے سپردگی کیسی اور مشورہ کیسا وہ بھی غضب تھا اور یہ بھی غضب تھا فقط جزا اعمال کے لئے مدارج کا فرق ہے اور موقع پر آپکا وہ مصرعہ موزون معلوم ہوتا ہے جو سوال یازدہم کے خاتمہ پر موجود ہے ع تا فرق مدارج نہ کنی زندیقی ۔ ١١

قال سوال سیزدہم معتبر کتب شیعہ سے ثابت ہو کہ میت نجس العین ہوتی ہی بموجب شعر نجس العین کہ بود طاہر سگ و خوک ست میت و کافر ۔ پس میت ائمہ کرام کی نسبت کیا حکم رکھتے ہو علماء شیعہ ۔ **اقول** ائمہ کرام کی نسبت تو خدا تعالی حکم کر چکا کہ طیب و طاہر ہین تطہیر اونپر ختم ہو چکی ہو چکی ہی لیکن آپ اصحاب ثلثہ اور غوث الاعظم صاحب کی نسبت فتوی دیجئے کہ اونکی کہال بھی دباغت سے پاک ہو سکتی ہے یا مثال آپ لوگون کی اونکی کہال بھی مثل خوک کے ناپاک ہی جیسا آپکی کتب فقہ قدوری مین و شرح وقایہ و کنز وغیرہ مین درج ہے ۔ کل اہاب اذا دبغ فقد طہر جازت الصلوۃ علیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والرجل ۔ افسوس اس شخص نے ہمکو بھی نجس کر دیا یہ نہ سمجھی کہ ائمہ کرام کے لئے آیۃ تطہیر نازل ہی ۔

قال سوال چہاردہم جبدم ہے کہ حضرت رسول خدا نے دعوی توحید خدا اور اپنی رسول ہونیکا کیا تھا آیا اوسدم دعوی اپنی نیابت کا کہ بعد ہمارے حضرت

علی ہونگے کیا یا نہین اگر کیا ہے تو شیعہ اپنی کتب معتبرہ سے ہمکو ثابت کر دین۔

اقول یہ تو ہمارے مخاطب نے بڑا بھاری سوال کیا۔ ابھی آپکو یہ خبر نہین ہی کہ روز الست اور پیدایش آدم سے پہلے جناب سرورکائنات نے اپنے رسول ہونے اور علی مرتضے کے وصی ہونے اور نایب ہونے کا اقرار کیا ہی۔ مخاطب صاحب نے تو ہمسے فقط اتنا ہی سوال کیا ہے کہ کتب شیعہ سے ایسا ثابت کرین لیکن ہم مخاطب صاحب کی مذہب کی کتب سے بھی اس امر کو ثابت کرینگے

ثبوت از اقوال علماء شیعہ حدیقہ سلطانیہ مین حضرت مجتہد العصر والزمان سید العلماء والمجتہدین مولانا السید حسین اعلی اللہ مقامہ فی الجنان فرماتے ہین۔ پس از روز اول اظہار نبوت آنحضرت اظہار امامت حضرت امیر علیہ السلام بوقوع آمدہ بلکہ از روز الست خداوند عالم اشتیاق اخذ عہد و میثاق برائے وحدانیت خدا و رسول و وصایت علی نمود وکما ہو منصوص فی النصوص۔

کلینی نے بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول اللہ متولد ہوئے تو بہت سے معجزات ظاہر ہوئے اور حضرت آمنہ کو فارس اور شام کی محل نظر آئے حضرت فاطمہ بنت اسد اس امر سے نہایت درجہ خوش ہو کر گھر مین آئین تو حضرت ابو طالب نے اونکو بشارت دی کہ تیس برس کے بعد تجھ سے ایک ایسا پسر پیدا ہوگا کہ سوائے پیغمبری کے اور کمالات مین مثل اوسکے ہوگا اور اسکا وصی اور وزیر ہوگا اب غور کیجے کہ روز اظہار نبوت تو بعد مین ہوا ہی انکے بزرگ دونون کی پیدایش سے پہلے جانتے تھے کہ عبد اللہ کے صلب سے پیغمبر اور ابو طالب کے صلب سے وصی پیغمبر پیدا ہونگے۔

کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ کتب معتبرہ مین حدیث طولانی جابر بن عبد اللہ سے منقول ہی کہ جناب سرورکائنات نے تمام حکایت حضرت عبد اللہ و حضرت ابو طالب کے بیان کے جسکو حدیقہ سلطانیہ مین بایں عبارت نقل کیا ہے۔ جابر گفت سوال کردم از آنحضرت رسالت پناہ از ولادت باسعادت حضرت امیر المومنین حضرت فرمود آہ آہ سوال کردی از بہترین۔

Checked
1987

کسے کہ بعد از من متولد شدہ است و سنت حضرت مسیح ہمو جاری خواہد شد بدرستی کہ خلق
کردہ است مرا و علی را از یک نور پیش از آنکہ خلق را بیافریند بپانصد ہزار سال پس ما در عالم الملکوت
تسبیح و تقدیس حی لا یموت میگفتیم چون حق تعالی آدم را آفرید ما را در صلب او قرار داد
پس من در جانب راست او قرار گرفتم و علی در جانب چپ او پس ما را نقل کرد از صلب آدم
بسوے اصلاب طاہرہ و از ارحام طیبہ پس مرا از صلب پاکیزہ بیرون آورد کہ او عبد اللہ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہما بود و در بہترین رحمی قرار داد کہ آن رحم آمنہ بود و علی را از صلب طاہرہ
بر آورد کہ او ابو طالب بود و از بہترین رحمے قرار داد کہ آن رحم فاطمہ بنت اسد بود
پس حضرت فرمود کہ ای جابر پیش از آنکہ علی در شکم مادرش قرار گیرد در آن زمان مرد عابدی
بود کہ او را مثرم بن دعیب می گفتند الخ۔ روایت ہے کہ اوس عابد نے خدا سے دعا کی
تھی کہ اپنے دوستوں میں سے کسی کو مجھ سے ملا۔ ابو طالب اوس سے ملے اور جب انھوں
نے اپنا حسب و نسب بیان کیا تو زاہد نے بہت تعظیم کی اور پیشانی پر بوسہ دیا اور ابو طالب
کو حضرت علی کے پیدا ہونے کی بشارت دی [illegible] مثرم گفت فرزندی از صلب
تو موجود خواہد آمد کہ او ولی خدا و پیشوای متقیان و وصی رسول پروردگار عالمیان باشد
چون آن فرزند را دریابی سلام مرا باو برسان و بگو باو مثرم ترا سلام میرساند و گواہی
میدہد بوحدانیت خدا و آنکہ انحضرت کی نبوت و شہادت می دہد کہ محمد بندہ و رسول خدا
است و تو وصی او ئی بحق و بمحمد تمام می شود پیغمبری و بتو تمام می شود وصیت بعد ازان تمام
مفصل قصہ استقرار حمل و پیدائش حضرت علی کا بیان فرمایا اور ذکر کیا پھر جابر نے حضرت
ابو طالب کا مثرم کی بابت غار میں اور زندہ ہونا مثرم کا بعد موت کے اور پڑھنا اس کا
اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ و ان
علیا ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ ۔ یہ قصہ بعثت سرور کائنات سے پیشتر کا ہے
اور فرمایا جابر نے اسکو جناب رسول خدا نے بعد بعثت کا اقرار امامت کیجیو مرد سے کی کہ جب حضرت

فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین کا انتقال ہوا تو جسوقت قبر انکی طیار ہوئی تو رسول خدا قبر مین تشریف لیگئے اور لیٹے بعد ازان اونکو دفن کیا - اس ضمن مین دفعتاً رسول خدا نے فرمایا ابنک ابنک ، یعنی تیرا بیٹا تیرا بیٹا تب لوگون نے متعجب ہو کر استفسار کیا تب آپنے فرمایا کہ مین نے تلقین کی فاطمہ بنت اسد کو سوالات نکیرین پر یعنی سوال رب اور رسول کا تو انہون نے جواب دیا اور جب یہ سوال ہوا کہ تیرا امام کون ہی تو فاطمہ ساکت ہوئین اوسیوقت مین نے تلقین کی کہ تیرا امام تیرا پسر یعنی علی ہے چنانچہ اونھون نے جواب دیا - کذا فی الحدیقہ -

ثبوت از مرویات اہل سنت والجماعت) واضح ہو کہ امام احمد بن حنبل اور ابن المغازلی الامام عاصمی وغیرہ ایک جماعت کثیر ائمہ و محدثین نے بطرق متعددہ جسکی تشریح معہ نام صحابہ و تابعین راویان حدیث کے بعد لکھینگے حدیث نور کو روایت کیا ہی جنکی اسناد کسیقدر انوار الہدی مین بھی ہم درج کر چکے ہین نقلاً عن عبقات الانوار عن سلمان رض قال سمعت حبیبی محمد رسول اللہ یقول کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ عز و جل یسبح اللہ ذالک النور و یقدسہ قبل ان یخلق آدم بالف عام (وفی بعض الروایات اربعة عشر الف عام) فلما خلق اللہ آدم رکب اللہ ذالک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیٔ وحتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوة و فی علی الخلافت وعن ابن مسعود فاخرجنی نبیاً واخرج علیاً وصیاً روایت ہی حضرت سلمان سے کہ کہا انہون نے سنا مین نے اپنے حبیب محمد مصطفی صلعم کو کہ فرماتے کہ آدم کی پیدائش سے ہزار برس پیشتر و بروایتی چودہ ہزار برس پیشتر مین اور علی نور تھے خداتیعالی کے روبرو اوسکی تسبیح و تقدیس کرتے تھے جبکہ خداوند تعالی نے آدم کو پیدا کیا تو خداتیعالی نے اوس نور کو آدم علیہ السلام کی پشت مین رکھا (اس موقع پر دیگر روایات مین یہ ہی کہ پھر ہم منتقل ہوتے رہے اصلاب طاہرہ سے طرف ارحام طاہرہ کی اور انس بن مالک کی روایت مین ہی کہ نوح کشتی مین تھے اور ہم اوسکی پشت مین اور ابرہیم آگ مین تھے اور ہم اونکی پشت مین) یہانتک کہ ہم جدے جدے ہوئے پشت عبدالمطلب سے - مجھکو

نبوت ہوئی اور علی میں خلافت ہوئی اور روایت ابن مسعود میں ہے کہ میں نبی نکلا اور علی وصی نکلا راویان صحابہ اس حدیث کی بیان کرنے والے آٹھ صحابی ہیں۔ اول اور افضل سب میں خود حضرت علی مرتضیٰ ہیں۔ دوم امام حسین علیہ السلام سوم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چہارم ابوذر غفاری پنجم جابر بن عبداللہ انصاری ششم ابن عباس ہفتم ابوہریرہ ہشتم انس بن مالک اور تابعین میں سے حضرت زین العابدین کہ بموجب عقیدہ اہل سنت تابعی ہیں یعنی رسول خدا کو نہیں دیکھا صحابہ کو دیکھا ورنہ آپ تمام صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ اہل بیت پیغمبر اور امام ہیں۔ دوم زاذان ابو عمر کندی سوم عثمان زری چہارم سالم بن ابی الجعد الاشجعی پنجم ابوزبیر محمد بن مسلم بن تدرس الاسدی ششم عکرمہ بن عبداللہ البربری مولی ابن عباس ہفتم عبدالرحمن بن یعقوب الجہنی المدنی ہشتم ابو عبیدہ حمید بن ابی حمید الطویل البصری۔ اس حدیث کو روایت کیا اور مندرجہ ذیل ائمہ ومحدثین وعلماء نامی اہل سنت وجماعت نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل۔ ابو حاتم حنظلی الرازی۔ عبداللہ بن امام احمد بن حنبل ابوبکر احمد بن موسیٰ ابن مردویہ اصفہانی۔ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی ابو عمر یوسف بن عبداللہ المشہور بابن عبدالبر قرطبی۔ ابوبکر احمد بن علی المعروف بخطیب ابوالحسن علی بن محمد المعروف بابن المغازلی ابو شجاع شیرویہ الدیلمی۔ ابو محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی۔ نطنزی ابو المنصور شہردار معروف بابن الدیلمی اخطب خوارزم۔ ابن عساکر۔ حاکم الحاکمی۔ مطرزی۔ ابوالقاسم خوارزمی۔ عبدالکریم رافعی۔ ابن سبع۔ محمد بن یوسف گنجی شافعی۔ محب الدین طبری۔ حموینی۔ شرف الدین محمود جرگ گیلنی طالبی۔ محمد زرندی۔ سید محمود گیسو دراز سید محمد مکی سید جلال الدین بخاری سید علی ہمدانی۔ جلال الدین خجندی۔ شہاب الدین احمد صاحب توضیح الدلائل۔ شہاب الدین دولت آبادی۔ غلام علی شاہ وغلام علی آزاد بلگرامی وغیرہ وغیرہ اکابر ائمہ فضلاء اہل سنت ہیں۔ یہ حضرت رسول اللہ کا اقرار خلافت مرتضوی قبل از پیدائش آدم ثابت ہے چہ جائیکہ بعد از ظہور رسالت وبعد بعثت رسالت بھی جناب سرور کائنات نے

عین اوسی زمانہ مین کہ جب مبعوث ہوے اور حضرت علی بہت صغر سن تھے تمام اعمام دینی اعمام وجملہ بنی ہاشم کو جمع کرکے حضرت علی کی خلافت ونیابت رسالت کا اقرار لیا اور اوسکی بعد بار بار تمام امت پر آپکی خلافت اور اظہار امامت کا کیا اور امت سی اقرار لیا بلکہ چودہ مرتبہ کا استخلاف تو مین انوار الہدے مین کتب معتبرہ سے ثابت کرچکا ہون اول شروع ایام مین جو رسول خدا نی تمام بنی ہاشم کو جمع کرکے حضرت علی کی خلافت و وصایت و امامت کا اقرار لیا ہی اوسکو محدثین اہل سنت نی باسناد صحیحہ روایت کیا ہی ازانجملہ محمد ابن اسحق و ابن جریر و احمد حنبل و نسائی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم و بیہقی داخل اکابر محدثین اہل سنت ہین ۔ روایت مصطلح ہی وعن علی علیہ السلام قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وانذر عشیرتک الاقربین الی آخر الحدیث کہ شرح عبارت خصائص امام نسائی و بیہقی سا انوار الہدے مین بذیل استخلاف اول حضرت مرتضے مندرج ہی اور مطلب اوسکا یہ ہے کہ بوقت نزول آیت وانذر عشیرتک کی حضرت نی تمام اولاد عبد المطلب کو جمع کیا اور حضرت علی سے ایک صاع جو یا گندم ایک ران گوشت بز کا طعام طیار کیا حالانکہ ان مین سے ہر ایک ایسا تہا کہ ایک ایک بز کہا جاوی مگر تمام بنی عبد المطلب اوس طعام سے سیر ہوگئے اور بجنسہ بچ رہا ۔ بعد الفراغ اکل و شرب آپنی بنی عبد المطلب سی مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین عام لوگونپر تو عموماً مبعوث ہوا ہون مگر تمپر بالخصوص مبعوث ہون اور اس قوم کا جو کچہہ میری ساتھ حال ہی وہ تمکو معلوم ہی تم مین سے کون ہی کہ مجہسے اس بات کی بیعت کرے کہ میرا بہائی اور میرا ساتھی اور وارث اور خلیفہ اور وصی میرا ہو اونمین سے کسی نے جواب ندیا مگر حضرت علی نے باوجودیکہ نہایت صغر سن تھے جواب دیا کہ مین حاضر ہون اور مین تمہارا مددگار ہون اور بیعت کرتا ہون حضرت نی تین بار اسکا اعادہ فرمایا اور ہر مرتبہ سوای حضرت علی کے کسی نے قبول نکیا ۔ تب آنحضرت صلعم نے اپنا ہاتہ حضرت علی کے شانہ پر مار کر کہا ہذا اخی و وصیی و وارثی یعنی یہ ہی بہائی میرا اور وصی میرا اور وارث میرا فاسمعوا لہ واطیعوا یعنی سنو تم سب اسکی بات اور اطاعت کرو اوسکی فقام القوم یضحکون لابی طالب و یقولون

قد امرک ان تسمع وتطع لعلی پس وہ سب یعنی بنی عبد المطلب کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوطالب پر ہنسنے لگے اور بولے کہ تو تم کو علی کی تابعداری کا حکم دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے بھی ازالۃ الخفاء میں اس روایت کو لکھا ہے۔ اور دیگر روایات کثیرہ اسکی موید ہیں۔ اخرج احمد عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم لکل نبی وصی ووارث وان وصیی ووارثی علی ابن ابی طالب یعنی امام احمد بن حنبل نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی اور وارث علی ابن ابیطالب ہے۔

واخرج الطبرانی عن ابی ایوب ان رسول اللہ صلعم قال لفاطمۃ اما علمت ان اللہ اطلع علی اہل الارض فاختار منہم اباک فبعثہ نبیا ثم اطلع الثانیۃ فاختار بعلک فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا یعنے روایت کی ہے طبرانی نے ابو ایوب سے کہ رسول اللہ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا آیا تو نہیں جانتی کہ اللہ جل شانہ نے تمام اہل ارض پر نظر کی اور اون سے مجھکو اختیار کرکے مبعوث بہ نبوت کیا اور پھر دوبارہ اہل دنیا پر نظر ڈالی تو تیری شوہر کو اختیار کیا پس مجھ پر وحی بھیجی کہ اوس سے تیرا نکاح کردوں اور اوسکو اپنا وصی قرار دوں اس قسم کے صدہا روایات کتب معتبرہ اہل سنت میں درج ہے اور علاوہ انکے بڑی بڑی صریحے کی استخلاف کہ رسول خدا نے اپنی حیات میں حضرت علی کو اپنا نائب مقرر کرکے امت کو اتباع کا حکم دیا ہے انوار الہدے میں مندرج ہیں نظر سے گذری ہونگی پھر تعجب ہے کہ آپنے ایسا سوال یعنی کیا

قال سوال پانزدہم جناب امیر کس وجہ سے سزاوار امامت ہیں آیا بسبب الوہیت یا اظہار ظہور خوارق عادت یا رکھنے قدم شانہ رسول اللہ سے یا رحمت یا معصومیت یا بیٹھے بستر رسولخدا پر یا ہجرت یا شرکت نور نبوت یا قرب قرابت یا صدور کرامت یا نسبی فضیلت یا پیدا ہونے خانہ کعبہ سے اس برکت کی **اقول وبہ نستعین** جناب امیر اوس وجہ سے سزاوار امامت تھی کہ جسوجہ سے جناب سرورکائنات سزاوار رسالت تھے جس خدا نے اپنے حکم سے رسول اللہ صلعم کو رسول اپنا کیا اوسی خدا نے حضرت علی کو اونکا نائب اور امام امت

مقرر کیا۔ حضرت علی کی امامت ایسی نہ تھی کہ ابوسفیان جیسے منافقون کو اجماع سے خلافت
ہوجاوے احادیث معتبرہ مرویہ خود اہل سنت سے ہم بجواب سوال ملحقہ ثابت کر چکے ہین کہ حضرت
علی کو خدا تعالی نے حضرت آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پیشتر امام اور وصی رسول خدا
مقرر کیا تہا اور روز بعثت سے تا الیوم وفات صدہا مرتبہ رسول خدا نے اونکی امامت کا اظہار کیا
جیسے انہ سید المسلمین امام المتقین سید العرب یعسوب الامۃ ولیکم بعدی انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسی ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا اور خدا تعالی نے قرآن شریف مین اونکی ولایت و امامت کو بار بار
جتلایا آیۃ انما ولیکم اللہ و آیۃ بلغ ما انزل وغیرہ شاہد ہین۔ خدا کی بات کو آدمی سے پوچھنا کہ خدا نے حضرت علی
کیون امام کیا بیشک داخل حماقت ہے۔ ہان انسان کی بات انسان سے پوچھنا چاہیے جیسے یہ کہ سقیفہ
بنی ساعدہ کے اجماع والون نے کس وجہ سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا یا حضرت
ابوبکر نے کیون حضرت عمر کو خلیفہ کیا اور اہل شورے نے کس وجہ سے حضرت
عثمان کو خلیفہ کیا آیا یہ لوگ مثل نبی کے گناہون سے پاک تھے کہ نایب نبی مقرر کیے
گئے یا عالم قرآن وسنت تھے کہ امت کو تعلیم دینے کے لیاقت رکھتے تھے یا لا ینال عہدی الظالمین
سے مستثنی ہونے کی وجہ رکھتے تھے یا کبھی بتون کی پرستش نہ کی تھی یا محرمات شرعیہ کے
مرتکب نہوے تھے یا معجزات اونسے صادر ہوتی ہوئی دیکھے تھے یا خدا اور رسول نے
اونکو حضرت علی کی پیروی و اطاعت کا حکم نہین دیا تہا یا مسایل مین اجتہاد کی قدرت رکھتے
تھے یا رسول قیصر کے سوالات جوابات سے عاجز تھے یا نا دانستگی شرع سے حاملہ کے
رجم کے حکم دئے اور مجنون سے قصاص لئے جانے کا حکم نہ دیا تہا۔ یا طبقہ الثانی کی سوا او
طبقات مخلوقات نے اونکو نایب رسول مانا تہا یا لڑائیون مین جہاد سے فرار ہوے تھے یا معرکہ
احد مین ابوسفیان کی خوشامد کرنے نہ گئے تھے یا بعضے تین تین دن تک برہنہ رہ گئے تھے
یا جنگ خیبر مین پسپا نہوے تھے یا حنین کے غزوہ مین فرار ہوئی تہی یا صلح حدیبیہ مین
رسالت حقہ مین شک نہ کیا تہا یا غدیر خم پر حضرت علی کو ولیعہدی کی مبارکباد نہ دی تھی

یا عقبہ پر رسول اللہ پر حملہ آور نہوے تھے یا جیش اسامہ سے تخلف نہ کیا تھا یا رسول اللہ نے متخلفین جیش اسامہ پر لعنت نکی تھی یا حدیث تمسک ثقلین مین انکو پیروی اہلبیت کا حکم نہ دیا تہا انہون نے اس سے تخلف نہ کیا تہا یا رسول اللہ کی نسبت وصیت لکہاتے وقت ہذیان کا اتہام نہ لگایا تہا۔ یا رسول اللہ نے بشہادت صحیح بخاری قوموا عنی انکو نکہا تہا یعنے نکل جاو میرے پاس سے پہر فرمائے تو اہل سقیفہ نے کس وجہ سے حضرت ابوبکر کو اور حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو اور اہل شوری نے حضرت عثمان کو خلیفہ مقرر کیا **قولہ** اگر الوہیت کی وجہ تھی یہ عقیدہ یہود ونصارا ہے۔ **فاقول** الوہیت کا طعن شیعون پر بیجا ہے یہ عقیدہ تو صوفیون کا ہے اگر یقین نہو تو اسی رسالہ مین دیکہہ لو کہ ہم ذکر کر چکے ہین یہود ونصارا کے عقاید تو انکے عقاید سے بہت اچھے ہین نصارا اگر قایل الوہیت ہوے ہین تو فقط حضرت مسیح کے ہوے ہین اور آپکے علماء اکابر قاضی وملان پیر شیخ وبرہمن حتی کہ سگ وخوک کی الوہیت کے قایل ہین۔

مولوی ضامن علی صاحب فرماتے ہین **اشعار**۔

قاضی بنکے فتوے لگایا	ملا ہوکر وعظ سنایا	دیر مین جاکر ناقوس بجایا	جو کچہہ ہے سو تو ہی ہے
عالم فاضل صوفی تو رند	سبکو کشش عبد ہوا	فوق تحت سب تو ہی تو پایا	جو کچہہ ہے سو تو ہی ہے
باطن مین تو احد کہایا	ظاہر مین احمد ہو آیا	تجہہ بن کوی نظر نہ آیا	جو کچہہ ہے سو تو ہی ہے

اب اہل انصاف غور کرین کہ عقیدہ نصارا اور عقیدہ اہل سنت مین کیا فرق ہے بلکہ سنی ماشا اللہ ولسنی بدرجہا بڑہے ہوے ہین الحمد للہ کہ شیعہ ایسے عقاید فاسدہ سے بالکل بری ہین **قال** اگر مدار امامت خوارق پر موقوف ہے تو اکثر خوارق جوگیون اور اتیتون اور حکماء یونان اور اہل طلسم وغیرہ سے سرزد ہوتی ہین چاہیے کہ وہ بہی نعوذ باللہ اس فضیلت کے مستحق ہون **اقول** یہ بہی آپکا ہی کام ہے کہ معجزات انبیاء واوصیا کو جوگیون طلسمیون کے شعبدون سے تشبیہ دو اور کیونکر نہ دو جبکہ آپکے خلفا سے تو معجزات ظاہر نہوے تو خواہ مخواہ انبیاء اوصیاء کو جادوگر بتلاؤ اور یہہ جدید بات نہین ہے آپکے بزرگ بہی تو رسول خدا اور ائمہ ہدای کو جادوگر کہتے تھے اگر آپ نہ ہوگے نائب اونکو بتلایا تو عجب نہین کیونکہ قول مشہور ہے۔ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود) **قولہ** اگر کہین کہ حضرت علی نے دنیا قدم دوش

اقدس رسول اللہ پر رکھا اس سبب سے لائق امامت تھے تو حضرت صدیق اکبر نے بار نبوت چند کوس تک واسطے اخفائے مکان اور نہ ظاہر ہونے قدم کے نشان کے اپنی پشت پر اٹھایا پس حضرت صدیق زیادہ سزاوار امامت ہوئے **اقول** سبحان اللہ مدت کی بعد ایک نظیر حضرت علی کی بھی بہ ہزار کنجکاوی ملی مگر قسمت سے اولٹی نظیر ملی جیسے ڈوم کا قصہ یاد آگیا کہ بیچارہ غربت کا مارا مسافت میں وہ ڈوم چلا جاتا تھا پیادہ روی سے پیروں میں آبلہ پڑ گئے تھے جب نہایت درجہ تنگ ہوا تو خدا تعالیٰ کی حضور میں نہایت عاجزی سے دعا کی کہ الٰہی کوئی سواری ایسی عطا فرما کہ تکلیف پیادہ روی موقوف ہو ہنوز دعا ہونے بھی پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شخص اسپ سوار دور سے نمودار ہوا اتفاقاً اوس کی سواری کی مادیان راستہ میں بچہ جنی سوار نے ادھر اودھر دیکھا کہ ڈوم سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا حضور میں میراثی مسکین سوار نے کہا کہ اچھا گھوڑی کے بچہ کو اپنی گردن پر رکھ کر ہمارے ساتھ ساتھ چل ڈوم نے اپنی تکان وغیرہ کا شکوہ کیا سوار نے ایک چابک اوسکے رسید کیا اور وہ کرہ مادیان کو اوسپر سوار کرایا جیسی سواری معکوس ڈوم کو ملی تھی ویسی ہی نظیر معکوس مخاطب صاحب کو ہاتھ آئی - بجائے دوش رسول پر سوار ہونے کا افتخار اور بجائے خود سواری بننے کا اتفاق ہوا تو چند کوس اپنی پشت پر لیجانے کا کوئی افتخار نہیں حضرت ہمیشہ شتر اسپ و استر وغیرہ سواریوں پر سوار ہوتے تھے اور وہ بھی تنہا لوگ سنگ لیجاتے تھے تو اون سواریوں سے زیادہ حضرت ابوبکر کی فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی اسکی بحث ہم مفصل پیشتر بھی اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں

قولہ اگر کہیں معصومیت کی وجہ سے امامت کی مستحق تھے تو صحیفہ کاملہ میں جناب امیر کا یہ قول ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن و ضعف الیقین انی اشکو سوء مجاورته لی و طاعة نفسی له نفس و شیطان کا غالب ہونا حضرت امیر پر دونوں منافی عصمت جناب موصوف کی ہیں -

اقول سبحان اللہ کجا جناب امیر اور کجا صحیفہ کاملہ جس شخص کو یہ بھی خبر نہیں کہ صحیفہ کاملہ کیا چیز ہے اوسکو دوسروں کی کتابوں سے نقل کرتے شرم بھی نہیں آتی اگرچہ جناب امیر کو اس دعا سے کوئی بھی علاقہ نہیں لیکن تاہم یہ دعا منافی عصمت نہیں کیونکہ یہ امر محققین پر روشن ہے کہ شیطان بھی ہمیشہ برگزیدگان خدا ہی پر غلبہ کرتا ہے ورنہ عوام الناس بدعمل کے لیے شیطان کو بھی کچھ حاجت نہیں ہے اور انسان جو ملایکہ سے افضل ہو جاتے ہیں اوسکی یہی وجہ ہے کہ برگزیدگان خدا بامداد خدا علیہ النفس اور شیطان کو زیر کرکے راہ راست پر قائم رہتے ہیں عوام لوگوں پر شیطان کو غلبہ کرنے کی حاجت و شیطان سے پناہ مانگنے کی ضرورت خود بخود وہ چالیں گھر بیٹھے سوجھتی ہیں کہ شیطان کی خواہش بتا دیں انبیاء و

و مرسلین اگرچہ علی العموم معصوم ہین مگر ہمیشہ شیطان سے خدا کی پناہ مانگتے ہین انبیاء سلف کے صحائف اور بحار حضرت ادعیہ ملاحظہ کیجیے کہ کس کس قسم کے شیطان اور نفس کے تظلم خدا کے حضور بیان کرتے ہین زبور شریف مین حضرت داؤد کی دعائین اور نیز حضرت موسی کی دعائین موجود ہین کہ جنمین نہایت درجہ کی فریاد خدا سے ہے کہ شیطان نے ہمکو یون زیر کر دیا اور شیطان نے اسطرح ہمپر غلبہ کیا محققین جانتے ہین کہ مجاہدہ نفس اسکو کہتے ہین کہ ہر وقت انسان کو نفس شیطانی سے جنگ و جدال رہتا ہے اور باوجودیکہ برگزیدگان کا رجا و یقین بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے مگر خوف بھی ویسے ہی ہم پلہ رہتا ہے اور ہر دم خدا سے نفس و شیطان کی شکایت کرتے ہین اور خداوند کریم سے اونکے مقابلہ کرنیکی الٰہی استعانت کرتے ہین اور بامداد خدا ہر دم نفس و شیطان کو زیر کرتے رہتے ہین اسلیے قولہ کو موید عصمت اور اسکو مخالف عصمت سمجھنا بیشک مخالفان خدا کا کام ہے اگرچہ بعض محققین نے مرسلین و انبیاء کی اس قسم کی دعاؤن اور مناجاتون سے یہ مطلب نکالا ہے کہ مقصود اونکا اس قسم کے دعاؤن سے فقط تعلیم امت ہوتا ہے کہ امتی لوگ اسطرح دعاؤن مین خدا سے استعانت کیا کرین لیکن میرے نزدیک اگرچہ یہ غرض بھی شامل ہو لیکن جسقدر اپنی عصمت کا اونکو یقین بڑھا ہوا ہوتا ہے ویسے ہی خوف بھی اونکا نہایت درجہ بڑھا ہوا ہوتا ہے اسلیے وہ ہر دم خائف رہتے ہین اور خداتعالی سے استعانت کرتے ہین اور اس صفت سے کوئی مرسل یا نبی خالی نہین اگر خالی ہے تو نبی نہین ہے امام زین العابدین ع نے اس امر کو بہت انکار کیا ہے اور مروی ہے کہ باوجود اسکے کہ یقین بھی وہ اعلی درجہ کا جو مرسلین و انبیاء کو ہوتا ہے آپکو حاصل تھا اور جبرئیل ع بھی آپکی تسلی فرماتے تھے اور رحمت الٰہی کی بار بار امید دلاتے تھے مگر آپپر خوف اسقدر غالب ہوتا تھا کہ رات دن گریہ و زاری فرماتے اور اپنی دعاؤن مین گنہگارون کی طرح عاجزی کرتے۔ پس درحالیکہ عصمت جناب حیدر کرار پر خدا و رسول دو گواہ عادل موجود ہین اور قرآن شریف مین خدا تعالی فرماتا ہے (انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا) اور جناب رسول خدا نے بوقت نزول آیت حضرت علی مرتضی و فاطمہ زہرا و حسنین علیہم السلام و الصلوٰۃ کو لیکر خدا کے روبرو ایک عبا مین اکٹھا پیش کیا جسپر تمام سنی و شیعہ کا اجماع ہے تو پھر مخاطب صاحب کے انکار سے کوئی نقصان اور ہرج عاید نہین ہو سکتا۔ مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند کا مضمون ہے **قولہ** اگر کہین کہ بسبب جان فدائی شب ہجرت کے امامت کے لائق ہین تو حضرت صدیق

اکبر نے اس سے بڑھ کر یہ کام کیا کہ اپنی جان و مال و اہل عیال سے قطعاً دست بردار ہو کر حضرت رسولخدا کے ہمراہ ہوے اور جو جو مصائب و معاقب اثناء راہ مین گذری اوسکا ذکر کتب شیعہ مین بہی مرقوم ہی حاجت بیان کی نہین **اقول** یہ امر تو سب پر ظاہر ہے کہ جس نے رسولخدا پر جان فدا کرنیکا مصمم ارادہ کیا تہا اور کون فقط اونٹ کی قیمت کے نو سو درم وصول کرنیکے فکر مین بیٹہا تہا اور یہ امر بہی ظاہر ہی کہ کسکو عالم تنہائی مین جان کا خوف تہا اور کسکو ہمراہی رسول اللہ مین اطمینان ہوئی جاتی تہی اور کس نے بارہ منزل پا پیادہ بمعیت مین طی کین اور کون شتر پر آرام سے چڑہ کر گیا اس امر مین کسیکو بحث کرنیکی ضرورت نہین اس جان فدای حضرت مرتضی کی منقبت اور حضرت ابوبکر کی چال بازی کی مذمت قرآن شریف مین وارد ہی حضرت علی کی شان مین یہ آیت نازل ہی من یشتری نفسه ابتغاء مرضات الله الخ یعنی جس نے بیچا اپنی نفس کو خاص اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے حضرت ابوبکر کے حال مین ثانی اثنین اذ هما فی الغار وارد ہی کہ جس سے نہایت درجہ مذمت ظاہر ہوتی ہی کسیقدر بیان اوسکا اول رسالہ مین لکہہ چکی ہین علاوہ اسکے خود علماء اہل سنت نے اس امر پر بحث کی ہی کہ ان دونون کا مومنین سے کار نمایان کسکا ہی چنانچہ مدارج النبوت مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بدلایل و وجوہ متعددہ ثابت کیا ہی کہ حضرت علی سے امر جو ظہور مین آیا نسبت کار روای حضرت ابوبکر کے نہایت درجہ قابل منقبت و فضیلت ہی رسولخدا کی ساتہہ جانے مین کوئی خوف نہ تہا البتہ اکیلی مکان مین بستر رسولخدا پر سونا نہایت خوف و ہراس کا مقام تہا **قولہ** اگر کہین کہ جناب امیر نور نبوت مین شریک تہی بموجب حدیث شیعون کے کنت انا و علی نورا بین یدی الله اسلیے امامت کے سزاوار تہے تو حدیث امام شافعی کی اسکے مقابلہ مین یون مرقوم ہی انه قال کنت انا و ابوبکر و عمر و عثمان و علی بین یدی الله قبل ان یخلق آدم بالفی عام **اقول** اول تو مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ یہ احادیث آپنے انوار الہدی سے کے فاقو مین یاد کی ہین جو غلط یاد رہی اور یہ آپکو کسطرح معلوم ہوا کہ وہ حدیث شیعونکی ہی اور یہ حدیث امام شافعی کی جس حدیث کو آپ شیعونکی حدیث لکہتے ہین وہ احادیث متواترہ اہلسنت مین ہی جسکو ساتہہ امام و محدث اہل سنت مثل ائمہ صحابیون اور ائمہ تابعیون نے روایت کیا ہی علاوہ اس سے چند صفحہ پیشتر ہم مختصر حال اس حدیث کی راویان کا لکہہ چکی ہین اور انوار الہدی مین حدیث شافعی کا مصنوعی ہونا [illegible]

فضلا اہل سنت کے قول سے ثابت کر چکے ہین اور حدیث انا و علی من نور واحد کو مضمون سے حدیث شافعی کو کچھہ بھی علاقہ نہین اوس حدیث کا مضمون تو یہی ہی کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوے اور وہ نور آدم کی پیدایش سے چودہ ہزار برس پیشتر خدا تعالی کے روبرو تسبیح و تقدیس کرتا تہا جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اوسکی پشت مین وہ نور بعینہ گیا اور پھر وہ منتقل ہوتا رہا اصلاب طاہرہ سے طرف ارحام طاہرہ کی یہانتک کہ جدے ہوے ہم پشت عبد المطلب سے کہ میرا نور پشت عبد اللہ مین گیا اور مین نبی ہوا اور نور علی پشت ابوطالب مین گیا وہ وصی اور خلیفہ ہوا اور حدیث شافعی اگر موضوعیت کے سقم سے بچ جاوے تو اوسکا مضمون کچھہ بھی مفید مدعا نہین اس سے کیا مطلب نکلا کہ مین اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی آدم کے ہزار برس پیشتر خدا کے روبرو تھے مفصل بحث اسکی انوار الہدی مین مخاطب صاحب دیکھہ چکے ہین اور پھر بغیر تردید اوسکے دلایل کے اوسسے استدلال کرنا بیشک غیرت مندونکے بڑی عار کی بات ہی **قولہ** اگر کہین کہ بجہت قریبی قرابت کی قابل امامت کے ہی تو حضرت عثمان بہت بڑہکر لایق ہی کیونکہ رسول اللہ کی دو صاحبزادیان آپکے نکاح مین آئی تہین **اقول** افسوس ہی ہماری مخاطب کو ناصبیت نے ایسا اندہا کیا کہ معاملات مذہبی اور دینی مین تو کیا سمجھتے ہی معاملات دنیا کو بہی نہین سمجہتے ہی جسکو ہر ادنی و اعلی خوب جانتا ہی اور نقل مشہور ہی کہ بیٹی مرے جنوائے چور) اول تو داماد کو قرابت قریبہ سے کیا تعلق دوسرے مری ہوی بیٹی کو شوہر سے رشتہ دامادی کہان باقی رہتا ہی حضرت علی کو نور کی ابتدای خلقت کی قربت نسب کی قربت زندہ اور سب سے پیاری ذی اولاد دختر کا شوہر پھر نہ معلوم کہ کس وجہ سے حضرت عثمان کو بہ نسبت حضرت علی کی قربت رسول حاصل تہی خدا و رسول کے نزدیک تو عداوت بنی امیہ کی ثابت ہی قرآن مین شجرہ ملعونہ بنی امیہ سے مراد ہی مخاطب صاحب کس دلیل سے تمام اعمام و بنی اعمام کو چھوڑکر بنی امیہ سے رسول اللہ کی قربت بیان کرتے ہین علماے اہل سنت مین سے آجتک کسی عالم نے حضرت علی کی قربت نسبی رسول خدا سے انکار نہین کیا تہا یہ شرف ہماری مخاطب کی ہی حصہ مین آیا الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین **قولہ** اگر کہین بسبب عصمت و کرامات کی امامت جناب امیر کو پہونچا تہی تو صدور کرامات حضرت امام مہدی سے اس کثرت سے ہوگا کہ جسکا شمار خدا جانے **اقول** پھر امام مہدی صلوات اللہ علیہ سے آپکو کیا علاقہ وہ تو خاص جناب امیر کی اولاد مین آپکی خلفاے ثلثہ کو کیا سروکار اور افسوس یہ ہی کہ آپ تمام انوار الہدی پڑھ گئے

اور پہر رسالہ بہی تصنیف کر گئے مگر اسقدر تمیز حاصل نہوی کہ مقابلہ فضایل اشخاص موجودہ وقت
کا کیا کرتے ہین یا ہزار برس پیشتر کے فاصلہ سے پیدا ہوی والونکا اور مقابلہ فضایل مدعیان کا ہوتا ہی
یا غیر مدعیان سے ہوتا ہی مقابلہ کی ضرورت ہوتی ہی دیکہی جب ہی تو کہتے ہین کہ عمر کی گر ہی اچہی ہے
اگر آپکی خلفاء ثلثہ ایسی بے کرامت نہوتے تو آپکو اسوقت ایسا نیچا دیکہنا نہ پڑتا دیکہی تو جناب امیر کی
کرامت کی مقابلہ مین آپکو کسقدر تلاش و تجسس کی حاجت ہوی اگر اون بچارون اصحاب ثلثہ مین بہی
کوی صاحب کرامت ہوتا تو آپ کیسی مردنگی بول اٹہتے اب دہونڈتی دہونڈتی جب طبقہ صحابہ مین کسیکو
نہ پایا تو تابعین مین ہلا مارا جہک مار کر آپ پہر زمین کیطرف متوجہ ہوی اور حضرت مہدیکو تلاش کیا مگر
یہ خبر نہین کہ علی سے لگا تا بہ مہدی دین یہ ہین ایک نور خدای ہین مخاطب صاحب آپ ہی انصاف
کرین کہ یہ استدلال آپکا کتنا ہی بیکا ہی اور اسکو سنتی والی آپکی عقل پر کیسے صد آفرین کرینگے مولف صاحب
ایسی ہی باتونکو آپ اپنی کم علم و فضل پر محمول نفرماوین بلکہ تمام دشمنان اہلبیت پر خدا کی پہٹکار ہوتی ہے
اور اوس پہٹکار مین ایسی مبہوت ہوجاتی ہین کہ اونکو اپنی ہی خبر نہین رہتی **قولہ** اگر کہین کہ جناب امیر نسب
مین افضل تہی اس سے امامت کی لئی ادنی سمجہی گئی تو حضرت عباس رض عم رسول اولی تر لایق تہی العم
اقرب من ابن العم عرفاً و شرعاً سوای اسکی حضرت حسنین اور بہی زیادہ از روی نسب کی سزاوار امامت
تہی **اقول** پہر تم بہو گورستی تو یہ بہی نہوا کہ حسنین کی نسبت اور قربت پر بہی خیال کرتی اونکی جان کی
بہی دشمن ہوگئے غرض مولف صاحب کی یہ معلوم ہوی کہ تمام اودہ بلکہ ہندوستان کی نای خلیفہ ہوجاوین
مگر حضرت علی خلیفہ رسول نہون ۔ مولف صاحب مین آپکو سمجہاتا ہون کہ حضرت عباس بروی نسب
رسول اللہ کے اقرب نہ تہی کیونکہ وہ حقیقی چچا نہ تہی حضرت عبد اللہ اور حضرت ابو طالب دونون حقیقی
ماں جای بہای تہی اور عباس علاقی بہای تہی اسلیی حقیقی ابن عم شرعاً و عرفاً اقرب ہی علاقی عم سی علاوہ انکی
ایک صفت سی قابلیت خلافت نہین ہوتی ہی حضرت عباس مین وہ کمالات و فضایل مرتضوی کہان تہی
حسنین کی نسبت جو ارشادات ہین اونین اور حضرت علی مین کیا فرق ہی حضرت مہدی صلوات اللہ علیہ کا کیا مقابلہ
پہر غور طلب یہ امر کہ بعد وفات رسول خدا صلعم حسنین علیہما السلام صغیر سن تہی اسلیی حضرت علی کی ہوتی ہوے

خلافت کا اوسکو کیا علاقہ مگر سب کچھ ہے سہی اونکی اصحاب ثلثہ میں تجھکو کیا تعلق **قال** اگر کہیں کہ حضرت امیر کعبہ شریف میں پیدا ہوئے تو اسوجہ سے خلافت کی لیے مخصوص کی گئی تو حکیم ابن حزام بن خویلد بھتیجے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھی تو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے لہذا وہ بھی نایب کیے جاتے پس تخصیص حضرت علی کی نیابت کی مفید دلیل پیش کیجیے ہم تو دیکھتے ہیں کہ آپ کتنی نافہمی میں ہیں **اقول** اگر حکیم بن حزام کا کعبہ کی اندر پیدا ہونا بقول آپکے مان بھی لیا جاوے تو آپکو مفید مدعا نہیں کیونکہ فضایل اور محامد مرتضوی کا مقابلہ آپنے ایک جماعت کثیر سے کیا کہ اونکی فلانی صفت فلان شخص میں تھی اور فلانی صفت فلان شخص میں تھی اور یہ امر آپ پر بھی مخفی نہیں ہے کہ بحث طلب فقط یہ امر ہے کہ بعد رسول اللہ صلعم کے خلافت و امامت کے قابل حضرت علی مرتضے ہیں یا حضرت ابوبکر ہیں تو اب یہ امر تو آپکے سوالات سے ہی ثابت ہو گیا کہ بعد رسول خدا صرف حضرت علی قابل نیابت تھے اسلیے آپنے اونکے فضایل کا مقابلہ ایک جماعت کثیر سے فرداً فرداً کیا تو یہ معلوم ہو گیا کہ اونکے زمانہ میں کوئی واحد شخص ایسا نہ تھا کہ اونکے فضایل کا مقابلہ کرسکے یہانتک کہ ایک ایک منقبت کے مقابلہ کے لیے بھی آپکو اشخاص تلاش کرنے پڑے اونمیں سے کوئی بھی اونکی ایک صفت کا مقابلہ نکرسکا لیکن اگر بطور محال عقلی آپکے قول کو مان بھی لیا جاوے تو اسقدر ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت علی میں منفرداً جسقدر اوصاف اور محامد قابل خلافت مجتمع تھے وہ کسان مندرجہ ذیل میں مجتمعاً موجود تھے۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان جوگی آثیت طلسمی یونانی حکیم حضرت امام مہدی حضرت عباس امام حسن امام حسین حکیم بن حزام پس کون عاقل ہے اسکو سمجھا کہ بعد رسول اللہ کے اوس شخص کو خلیفہ رسول تجویز کریں جسمیں تن واحد تمام صفات خلافت مقبولہ آپکی موجود ہوں اور بجائے اونکی پارہ پارہ شخصوں کو یہ آن واحد صفات خلافت پورا ہونیکی لیے خلیفہ مقرر کرے جنمیں سے حکیم بن حزام کو تو مردوں میں سے زندہ کرے اور امام مہدی علیہ السلام کا ایک عرصہ دراز تک انتظار کرے ایسی دلیل آپ اوس وقت پیش کرتے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق میں یہ تمام صفات ثابت کر دیتے اب تو آپنے خود قبول کرلیا کہ بمقابلہ حضرت علی کے کوئی بھی قابل خلافت نہ تھا اب اگر کچھ غیرت ہے تو چلو بھر پانی میں غوطہ لگاؤ **قال الناصبی** سوال شانزدھم یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم کو خاص فی الخطی ہدایت

کے مبعوث کیا جب باعتقاد شیعوں کے صرف چار یا چھہ ہی ہدایت پر رہی تو فرمائیے کہ نتیجہ بعثت سی کیا ہوا **اقول** یہہ فقط سمجھ کا قصور ہے بہت سی انبیا پر ایک ہی ایمان نہین لایا ہمارے حضرت کے زمانہ مین تو ہزارہا ایمان لائے اور شہادتین دیکے اپنی موتسے ہی مر کر بہشت مین گئے چار یا چھہ کی ہدایت پر رہنے کی کیفیت ہی کہ بعد وفات رسول خدا اسکی سب گمراہ ہوگئے مگر چار یا چھہ ہدایت پر قایم رہے بعد ازان بہت سی پھر راہ راست پر آگئے اور بہت سی اوسی گمراہی مین دار البوار کو سدہاری چنانچہ اوس وقت تک کروڑہا مومن پاک عقیدت دنیا سی گذر چلے اور کروڑہا دنیا مین موجود ہین یہی نتیجہ بعثت رسالت ہی **قال سوال شانزدہم** مکہ معظمہ و مدینہ منورہ بالاتفاق فریقین متبرک مقام ہین تو کیا وجہ ہی کہ وہاں کافر و منافق رہتے ہین (یعنی سنی) اور مومن پاک عقیدہ کیون بغیر تقیہ نہین جا سکتے اگر عقیدہ کہل جاتا ہی تو تڑاتڑ اور پڑاپڑ یعنی جوتیان پڑتی ہین **اقول** اسکی یہ وجہ ہی کہ زمانہ ہی الٹا ہی دیکہیے تو زنادقہ و ملاحدہ مین سے امیہ و بنی عباس خلیفہ رسول بنے جاتے ہین اور قتل عام آل رسول کا کیا جاوی ایسا ہی حال حرمین کا ہی کہ جبارونکے قبضہ مین ہی اتنے سادات و مومنین آل رسول کو اپنے بزرگانکی سنت یعنی تڑاتڑ اور پڑاپڑ سے دہمکاتے ہین اور انکے بزرگ تو آل رسول کی بات بغیر تلوار کے پوچہتے ہی نہین خاص حرم کعبہ مین ہزارہا پر تین بہتی ہوئی تہی اگر اب انکے قبضہ مین ہی تو کیا مضایقہ ہی زمانہ ظہور جناب صاحب الامر علیہ السلام آنے دیجیے انکی طبعین سنتی ہین پھر تو بقول اونکے کافرونسے پہلے تمہاری ہاتہہ صاف ہونگے اور یہہ جو آپ ہمکو تڑاتڑ اور پڑاپڑ یعنی جوتیونکی مار کا طعنہ دیتے ہین تو یہہ طعنہ کی بات نہین بلکہ بڑے فخر کی بات ہی خدا کی راہ مین جوتیان کہانا قدیم سے فضایل مین داخل ہی جیسا کہ انکی کتب سیر مین لکہا ہی کہ مکہ معظمہ مین قبل از ہجرت مشرکین نے حضرت ابوبکر کو جوتیونسے مارا اور علماے اہلسنت جوتیونکی مار کو بڑی بہاری فضیلت حضرت ابوبکر کی شمار کرتے ہین مدارج النبوت مین یہ قصہ مندرج ہی پر کمال تعجب ہی کہ جس فعل کو ایسے بزرگ کیلئے داخل فضیلت سمجہین اوسکو ہمارے لیے طعنہ اور طنز خیال فرماوین یہ مثل کی آنکہ کا تماشہ ہی **قوله** اسمین مشیت ایزدی کیا ہی **اقول** اسمین مشیت ایزدی تہی یہ معلوم ہوتی ہی کہ ہر مومن شیعہ کو درجہ صدیقیت حاصل ہو جاوی **قال سوال ہفدہم** پیغمبر خدا اصحاب ثلثہ سے ڈرتے تہی یا نہین اگر ڈرتے تہی تو بموجب قول شیعوں کے کار انبیا و ائمہ اخفاء دین ہی رسول ٹہری اور انکو رسول بنانا خدا کا فعل عبث ہوا اسلیے کہ آپ بسبب خوف کی مضطر ہی کہ تبلیغ احکام مین قصور کرتے ہونگے حضوصاً اوس وقت و امر مین جو بر خلاف اصحاب ثلثہ کے یا اونکے احباب کی ہون اگر نہین ڈرتے تہی تو بسبب خلافت حضرت امیر کے وصیت کی کیا ضرورت تہی اپنے حیات مین ہی مسند خلافت پر بٹہا دیتے۔

اقول یہ سوال تو آپنے ناحق کیا اسکا تمام مطلب آیۃ کریمہ یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس سے ہی ظاہر ہے یعنی اے رسول پہونچادے امت کو وہ حکم جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے جانب پروردگار سے اور اگر تبلیغ حکم نہین کرتا ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ تو ہمارے پیغام نہین پہونچاتا ہے اور ہم ہر طرح پر آدمیون کے شر سے تجھہ کو بچا وینگے۔ اس آیت کے نازل ہونے سے پیشتر البتہ رسول اللہ صلعم اصحاب ثلثہ کیا بلکہ تمام منافقین سے ڈرتے تھے مگر جبکہ خدائتعالی نے وعدہ حفاظت کا اونکی شر سے فرمایا تب ڈرنا چھوڑدیا اور دوسرے ہی دن خم غدیر کے مقام پر مسند نیابت پر حضرت علی کو بٹھلادیا۔ اور خدا کے فعل کو عبث بتانا تو آپکے عقائد اشعریہ کا اصل اصول ہے۔ اور وصیت کی تو اوسوقت رسول اللہ صلعم کو حاجت ہوئی کہ جب اصحاب ثلثہ نے عقبہ پر خاص سواری رسول خدا پر حملہ کیا۔ اور پھر مدینہ مین پہونچکر بلوہ قائم کیا اور جیش اسامہ سے صریحاً تخلف کیا۔

قولہ جیسا کہ کتب شیعہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کو امام نماز کا بنایا اور خود بھی حضرت نے اونکے پیچھے نماز پڑہی چنانچہ اسی دلیل مدلل سے حضرت ابوبکرؓ باتفاق اصحاب باصفا منصب خلافت کو پہونچے۔

اقول۔ اس دلیل مدلل سے تو بہت کچھ ندامت شیخین کو ہوئی تھی جیسا کہ مدارج النبوت مین مذکور ہے کہ بی بی عائشہ نے تو بلال سے یہ کہدیا کہ ابوبکر کو حکم نماز کا ہوا ہے اور بی بی حفصہ نے اپنے باپ کی نسبت کہدیا۔ جسپر رسول خدا نے فرمایا کہ انکن صواحب یوسف وان کیدکن عظیم۔ پھر یہ ہی مرقوم ہے کہ اول حضرت عمر نے نماز پڑہائی جب رسول اللہ کے کانمین آواز پہونچی اونکو منع کرایا۔ اور پھر حضرت ابوبکر کی نماز پڑھانیکی آواز کانمین پہونچی تو اونکو باز رکہا بلکہ باوجود ضعف ونقاہت کی خود مسجد مین

تشریف لاے اور حضرت ابو بکر کو امامت نماز سے معزول کیا خود نماز پڑہائی بلکہ روایت ہے کہ ستر وقت کی نماز پڑہائی۔ اگر اسپر بھی امامت نماز کا نام لیتے ہوئے شرم نہ آئی تو البتہ بڑے غیرت دار ہین۔ اس نماز کی قصہ سے بعد کا قصہ تو تاکید جیش اسامہ کا ہے اگر حضرت کو اونکا نماز پڑہانا منظور ہوتا تو سخت تاکید اونکو اسامہ کے ساتہ جانے کی کیون کرتے۔ افسوس یہ ہے کہ تمام متقدمین اور متاخرین اہل سنت کو سواے اس قصہ نماز کے اور کوئی دلیل خلافت حضرت کی نہین ملتی مگر خود ہی اونکی محققین نے اوسکو مخدوش کر دیا۔

قال سوال نوزدہم کشف الغمہ وغیرہ کتب شیعہ مین مرقوم ہے کہ چودہ سو اصحاب کی شان مین ایہ لقد رضی اللہ عن المومنین نازل ہوئی پھر قول حضرت امیر و حضرت صادق کہ چھ یا چار اصحاب کے سواے مرتد ہوگئے لغو ٹھرا۔ **اقول** یہ آپ کی سمجھ کا فرق ہے کتب شیعہ مین یہ مذکور نہین ہے کہ یہ مذکور نہین ہی کہ یہ آیت چودہ سو اصحاب کی شان مین نازل ہوئی بلکہ یہ مذکور ہے کہ اس غزوہ مین چودہ سو آدمی حضرت کی ساتہ تھے اور خداوند تعالی راضی فقط اون لوگون سے ہوا جو اونمین مومن پاک عقیدت تھے کیونکہ خود آیت موصوفہ مین قید مومنین کی ہے یہ نہین ہی کہ بیعت کنندگان سے خدا راضی ہوا۔ علاوہ ازین اس بیعت کی کیفیت بھی حنین پر ظاہر ہوگئی کہ سواے اہل بیت پیغمبر کی اور سب بھاگ گئے اور پھر نزول آیہ منافی ارتداد صحابہ نہین۔

قال سوال بستم حضرت رسولخدا اپنی حیات مین ازواج مطہرات اور حضرت عباس کو بھی محاصل فدک دیتے تھے یا نہین اور اگر دیتے تھی تو بعد وفات خلاف عمل حضرت کی حضرت زہرا نے کیون دعوی فدک کیا اور اگر نہین دیتے تھے تو پھر اور معاش اونکی کونسی تھی اسکا جواب شیعہ اپنی کتب سے دین۔ **اقول** مولف صاحب کو ملکیت رسول اللہ کی پوری خبر نہین نہ دعوی جناب فاطمہ کا حال معلوم۔ املاک رسول خمس خیبر اور خمس مدینہ اور حوایط فدک ہین۔

بموجب مسائل فقہ اثنا عشریہ ازواج کا تو ضیاع و عقار میں کچھ حق نہ تھا اور فدک تمام ضیاع و عقار یعنی کھیت باڑی باغ ہے اور حضرت عباس کو بموجودگی دختر بموجب فرائض امامیہ کچھ نہیں پہونچتا اس لئے سب ترکہ کی مالک حضرت فاطمہ تھیں ۔

مال منقولہ متخلفہ خمس خیبر وغیرہ اسقدر کافی موجود تھا کہ حصہ ازواج ادا کیا جاوے ۔ تفصیل ترکہ رسول اللہ مشکوٰۃ شریف میں اور صحیح مسلم میں اور نیز دیگر کتب معتبرہ اہل سنت میں درج ہے علاوہ اسکے جو ائیداد فدک کو جناب رسولخدا اپنی حضرت زہرا کو ہبہ کر چکے تھے ۔ اسلئے اعتراض مولف فضول ہے ۔

قال سوال بست و یکم جبکہ بعقیدہ شیعان محبت اہلبیت و عترت کی کافر اور مشرک کو بھی بہشت میں داخل کریگی تو پھر کیوں شیعہ تکلیف عبادات کو کام فرماتے ہیں اور کیوں محرمات شرعیہ کو عمل میں نہیں لاتے

اقول عبادت خدا اور اطاعت شرع بھی وہ ہی لوگ کر سکتے ہیں جنکو بہشت میں جانے کا یقین واثق ہو جیسا کہ انبیاء مرسلین باوجود وثوق کامل کے عبادت خدا کرتے ہیں اونکی تقلید سے شیعہ بھی مصروف بطاعت الٰہی ہیں ۔ یہ تو اپکی گروہ مرجیہ پر ہی پھٹکار ہے کہ اس عقیدہ کے بموجب کہ جس نے ایکمرتبہ لا الہ الا اللہ زبان سے کہدیا نجات پاگیا ہر طرح محرمات شرعیہ کی اور ترک عبادات کی مرتکب ہوتی ہیں ۔ مرجیہ ایک گروہ ہے منجملہ اہل سنت و جماعت کی جسکا ذکر ہم پیشتر لکھ چکے ہیں ۔

قال سوال بست و دوم اہلبیت باتفاق اہل لغت گھر کے لوگوں کو کہتے ہیں اور قرآن پاک میں بھی خدا تعالی نے حضرت سارا بی بی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اہل بیت فرمایا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جو ازواج مطہرات رسول اکرم داخل اہلبیت نہیں کی جاتی ہیں ۔ **اقول** لغت اور اصطلاح عرب میں اہلبیت کا اطلاق زوجہ پر نہیں ہوتا ۔ حضرت سارا کی نظیر اسلئے کام کی نہیں کہ اوس موقع پر اہلبیت سے مراد فقط اکیلی بی بی سارا سے ہی جو گھر کے اندر سے جہانک رہی تھے ۔ اور قرآن شریف میں جو ذکر اہلبیت پیغمبر کی اوسکے نسبت تو خود خداوند تعالی نے فرما دیا ہے کہ مراد ازواج نبی سے نہیں ہے کیونکہ عنکم و یطہرکم کے ضمایر مذکر ہیں اگر مقصود خدا ازواج کا بیان ہوتا تو ضمایر مونث ارشاد فرماتا ۔ جیسا کہ اسی آیت

کی قرب مین جوابات ازواج النبی کی شان مین نازل ہوئی ہین اونمین تمام ضمایر مونث موجود ہین۔ بس جبکہ خدایتعالی نے ازواج سے مقصود ہی نہین رکھا پھر شیعہ کسطرح ازواج کو داخل اہلبیت کرسکتے ہین۔ رشتہ شوہر و زوجہ کا عارضی ہوتا ہی طلاق سے بالکل زائل ہوجاتا ہی اور اہلبیت وہ رشتہ دار ہین کہ جنکا رشتہ کسیطرح ساقط نہین ہوسکتا۔ سوای اسکے رسول خدا صلعم نے لفظ اہلبیت کی جہان کہین تشریح فرمائی ہے وہان صرف علی و فاطمہ و حسنین بیان کیا ہی اسی آیت تطہیر کی شان نزول مین جو احادیث صحاح ستہ مین مروی ہین اونمین بھی فقط حضرت علی و حضرت فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کی نام درج ہین۔ آیتہ مباہلہ کے بیان مین بہی صحاح ستہ مین یہ بہی مرقوم ہے لما نزلت ہذہ الایۃ قل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم الخ فدعا رسول اللہ علی و فاطمہ والحسن والحسین فقال اللہم ہولاء اہلبیتی۔ اہل سنت مین یہ حدیث بھی مروی ہے کہ وصیت کی رسول خدا صلعم نے مجھکو غسل میت میری اہلبیت دینگے۔ اور اس سے آپکو بھی انکار نہو گا کہ ازواج ہرگز حضرت کو غسل دینے مین شامل نہ تہین۔ علاوہ اسکے کوئی روایت صحیح آپ اپنی کتب سے ایسی ثابت نہین کرسکتے کہ جسمین حضرت رسول خدا صلعم نے لفظ اہلبیت کبھی ازواج کے لئے استعمال کیا ہو جسطرح بہ تشریح چہار تن کے لئے فرمایا ہی۔ پھر یہ کہ اہلبیت پیغمبر کی طہارت و عصمت بہ نص قرانی ثابت ہی اور ازواج اسمین داخل نہین۔ پنجتن کے لیئے جیسا یہ حکم تہا کہ ہر حالتمین مسجد کے اندر جاسکین اور رہ سکین ازواج کے لئے نہین بی بی عائشہ طواف سے بحالت حیض روکی گئین۔ سورہ تحریم مین ایات منافی طہارت و عصمت دربارہ ازواج نازل ہین جنسے اونکا نافرمان بردار خدا و رسول ہونا ثابت۔ قرب وفات سرور کائنات نے بعض ازواج کو مکار و دروغگو فرمایا اور کیدکن عظیم کی تلاوت اونکی شان مین فرمائی پھر شیعون کی تو یہ مجال نہین کہ خلاف حکم خدا و رسول اللہ صلعم کے کسیکو داخل اہلبیت کردین یہ تو اہلسنت کا ہی حصہ ہے کہ جسطرح خود آل رسول ہونیکا ادعا کرتی ہین اوسے اختیار سے ازواج نبی کو داخل اہلبیت بہی کردین۔

قال سوال بست سیوم - عترت کے معنی بھی لغت مین اقارب کے ہین جیسے حضرت عباس عم رسول اللہ و زبیر برادر عمہ زاد رسول اللہ و حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق خسر رسول اللہ و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی داماد رسول اللہ - سواے ان بزرگون کے حضرت فاطمہ اور اونکی اولاد بھی اس مین داخل ہین پہر کیا وجہ ہے جو سوا پنجتن کے اس لفظ کا اطلاق دوسرونپر نہین کیا جا سکتا ہے -

اقول یہہ تو خاص کر تمام اہل اسلام کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ بموجودی رشتہ دار اقرب کے الابعد محروم ہو جاتے ہین پس یہہ ظاہر ہے کہ دختر اور نواسہ اور ابن عم حقیقی جو داماد بھی ہے آپکے سوا کوئی اقرب رشتہ دار نہین - زبیر کیطرح تو صدہا آدمی حضرت کے پھوپھی زاد خالہ زاد اور ماموں زاد اور پہر اونکے باپ کی پھوپھی زاد و خالہ زاد ہونگے انکو اقرب رشتہ دارون سے کیا علاقہ ہے - رہے خسر تو دو کے ہی کیا تخصیص ہے نامی گرامی خسر آپکے حضرت ابوسفیان بھی تھے اور اونکے علاوہ دس بارہ اور خسر تھے لیکن شیخین کا نام لکھنے کی کیا خصوصیت تھی - سالے اور سسرے تو کسیطرح داخل عترت ہی نہین ہو سکتے کیونکہ عترت فقط وہ ہین کہ جنپر صدقہ اور زکوۃ حرام تھا اور حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت ابوسفیان وغیرہ پر صدقہ اور زکوۃ حلال تھے پھر انکے عترت نبی ہونیکا کیا علاقہ - رہے حضرت عثمان مگر تعجب ہے کہ عکرمہ بن ابوجہل کا نام اونکی شامل کیون نہ لکھا - داماد بھی داخل عترت نہین اور نہ صدقہ و زکوۃ اوسپر حرام ہے اگر زوجہ بھی اونکی زندہ ہوتی جب بھی وہ داخل عترت نبی نہوتے - حضرت عباس بے شک داخل عترت ہین - اور صدقہ و زکوۃ بھی اونپر حرام تھا لیکن چونکہ وہ عم حقیقی نہ تھے اسلئے بموجودی ابن عم حقیقی کے وہ محروم الارث تھے -

قال سوال بست و چہارم آل کے معنی تبع ہین جیسا کہ فرمایا خدا تعالے نے آل فرعون حالانکہ فرعون کے کوئی بیٹا بھی نہ تہا - مگر شیعہ آل کے معنی اولاد فاطمہ لیتے ہین تاکہ حقوق

اصحاب عالی صفات و ازواج مطہرات و امت مرحومہ باطل ہوجاوین کیا سبب ہے جو اپنے مطلب کے معنے لئے جاتے ہین **اقول** اس تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف صاحب کو سید بننے کا شوق ہوا ہے مگر میرے نزدیک یہہ شوق بالکل خبط ہے۔ آل رسول کے معنے اور اسکے مراد تو ہمیشہ اولاد رسول اللہ لی گئی ہے اور وہ بلا خلاف و نزاع بنی فاطمہ ہے اوسمین غیر کو داخل ہونیکی گنجایش نہین ہان اگر آل فرعون کی معنی مین کوی ذریعہ اتباع وغیرہ کا ایسا ہے کہ اوسمین داخل ہونیکی گنجایش ہے تو تسلیم کیجئے ہمارا کوی ہرج نہین اگر اتباع کے بھروسہ پر سودا ہوا ہے تو اتباع کے ذریعہ سے بھی بنی فاطمہ آل رسول اور مولف صاحب نے جو ازواج رسول کو داخل آل رسول کیا ہے یہہ بڑی سخت خطا کی ہے مولف کو توبہ کرنی چاہیئے ایسے سخت نامناسب لفظ سے اور فرعون کی بیٹی نہونا مولف صاحب کی تاریخ دانی کی دلیل ہے دیکھیے بغور کہ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء مین بذکر امام جعفر صادق ع مندرج کیا ہے کہ بعضے سنیونکا یہہ قول کہ ہم آل رسول مین سخت خطا ہے **قال** سوال نسبت وتخم مولا بمعنی اولی و یار و یاری دہندہ و صاحب و غلام آزاد شدہ وغیرہ عام لغتون مین ہین پھر تخصیص کیا دلیل ہے جس سے معنے نیابت علی سمجھی جاتی ہین اور تمام اصحاب نعوذ باللہ دوستی رسالت پناہ سے خارج کئے جاتے ہین۔

اقول یہہ سوال البتہ عجیب ہے مگر مولف صاحب کو ابھی یہ خبر نہین کہ مولا کے جو معنے لوگے اوسی سے حضرت علی کی امامت ثابت ہوگی سنئے کہ سب سے کمتر درجہ کے معنی غلام کے ہین لیکن اس معنی کے لینے سے بھی اونکی سرداری ثابت ہوگئی کیونکہ خدا نے تو یہہ فرمایا ہے کہ اے مومنو تمہارا مولا فقط خدا و رسول اور وہ رکوع مین زکوۃ دینے والا ہے پس جس معنی مین خدا نے اپنے آپکو اور رسول اللہ صلعم کو مولا کہا ہے اوسی معنی مین حضرت علی کو کہا ہے اگر اسکے معنی بادشاہ کے لو یا غلام کے مگر یہہ ثابت ہوگا کہ جس قسم کا مولا خدا اور رسول ہین ویسے ہی مولا علی مرتضیٰ ہین۔ پھر رسولخدا نے فرمایا۔ **من کنت**

مولاہ فعلیؑ مولاہ یعنے جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے پہر مولف صاحب ہی خود فرماوین کہ مولا کے کیا معنی لینگے اگر غلام کے معنے ہی لوگے تو یہہ ہی ثابت ہوگا کہ جیسی امت کے مولا رسول اللہ ہین ویسے ہی علی مرتضے ہین پہر فرماتی کہ اس سوال سے کیا نتیجہ پیدا کیا رافقہ آخری اپکا کہ تمام اصحاب دائرہ دوستی رسالت پناہ سے خارج کئے جاتی ہین یہہ مولف صاحب نے بلا مطلب سمجہے تحریر فرمادیا ہی آپکو یہہ بہی خبر نہین کہ مولا کی معنے مین سنیون کا کیا عقیدہ ہے اور شیعونکا کیا عقیدہ ہے اجی حضرت یہہ اعتراض تو اہل تسنن پر وارد ہوتا ہے کہ اگر مولا بمعنے دوست کے ہین تو کیا تمام اصحاب دشمن ہین کہ فقط دوستی کے تخصیص حضرت علی سے کیجاوے اسلئے مولا بمعنی اولا بتصرف ہی لیکن مخاطب صاحب نے بغیر سمجہے کسے کتاب سے نقل کردیا رسالہ اظہار الہدے ختم ہوا

قال مجملاً ذکر بعض تصرفات بے معنے
رسالہ انوار الہدے مولفہ شیخ احمد وکیل چینیو دیوبندی

قولہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الے آخر الخطبہ

اقول یہانسے حیثیت دوسرے رسالہ کی پیدا ہوتے ہی — اور اگرچہ مولف نے آیندہ یہہ مرقوم کیا ہے کہ ہمنے رسالہ اظہار الہدے بجواب کتاب انوار الہدے بلا تعصب تحریر کیا ہے لیکن در حقیقت رسالہ اظہار الہدے مین کسی مضمون انوار الہدے کی تردید نہین کی گئی البتہ اس رسالہ گمنام مین فقط تیئیس ۲۳ فقرات انوار الہدے پر بقید پتہ صفحہ کے مولف صاحب نے اعتراض کیا ہے جسکی تشریح ہم شروع کرتے ہین اس سعی ما

تو معلوم ہوگیا کہ مولف کو انوار الہدے کی اصل مقصد پر اعتراض نہین اور نہ اوسکی دلایل شناخت خلیفہ سے مخالفت بلکہ جس جس طریقہ اور صفت سے خلیفہ برحق کی شناخت اوسمین لکہی گئی ہے اوس سے مولف صاحب کو بھی اتفاق ہے یعنے انوار الہدے مین اول ائمہ صفات نائب برحق رسول اللہ کی قایم کرکے تحقیقات کی گئی ہے کہ وہ صفات بالاجتماع کس شخص مین موجود ہین اور پہر بعد کماحقہ تحقیقات کے یہہ امر ثابت کردیا گیا ہے کہ حضرات اصحاب ثلثہ مین تو منجملہ ائمہ صفات کے کوی ایک بھی صفت پائی نہین گئی اور حضرت علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت مین وہ تمام صفات بدرجہ اول موجود اسلئے حضرت علی مرتضے بلافصل خلیفہ رسول اللہ ہین۔ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جب کوی شخص کسی کتاب کا جواب لکہتا ہے تو جس جس مضمون کی تردید کرتا ہے فقط اوسی مضمون کا مخالف قرار دیا جاتا ہے اور جس جس مضمون کی تردید اوس سے نہین ہوسکتی اور اوس سے درگذر کرتا ہے تو وہ تمام مضامین اوسکے مسلمہ قرار پاجاتے ہین چنانچہ مولف اظہار الہدے نے تمام مقاصد و مطالب انوار الہدے کے جواب دینے سے اپنا عجز ظاہر کردیا فقط چند مقامات پر رای نام نہایت لوچ اعتراضات کی ہین جنکو اہل انصاف خود ہے لغو سمجھلینگے اظہار الہدے مین مولف نے بہت بڑا اہتمام دو امر پر کیا ایک یہہ کہ اصحاب ثلثہ مسلمان تھے اور دوسرے یہ کہ وہ اثنا عشریہ پر فلان فلان اعتراض وارد ہوے ہین مگر انوار الہدے مین متعلق ان ہر دو امور سے بحث نہین کی گئی اسلئے مولف صاحب نے ۵۲ صفحے کاغذ کے فضول خراب کئے کیونکہ نہ وہ انوار الہدے کی تردید ہے کرسکے اور نہ اپنا مقصد ہی ثابت کرسکے قال الجہانگیر خان شکوہ آبادی — پوشیدہ نرہے کہ درین ایام شیخ احمد وکیل جبلپور دیوبندی نے ایک رسالہ مسمی انوار الہدے تالیف کیا ہے ماخذ اوس تمام رسالہ کا صرف اسقدر ہے کہ اصحاب صاحب لولاک بالخصوص خلفاء ثلثہ کسی لایق نتھے اور نہ اونسے کوی کام دین مین بنا۔ تا آخر عبارت مختصر عہ —

پیش آتا ہی وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہی **اقول** عبارت مولف اظہار الہدی سے صاف ظاہر ہی کہ باوجود
تحریر کرنے جواب انوار الہدی کے وہ قطعی مقاصد و مطالب انوار الہدی کو نہین سمجھی اوس کتاب کا یہ مقصد
نہین ہی کہ اصحاب صاحب لولاک کسی لائق نہ تھے نہ اونسی کوئی کام دین مین بنا بلکہ اوسمین بحث خلافت کی ہی
کہ بروی صفات قرار دادہ کون مستحق خلافت ہی۔ لفظ ماخذ جو مولف صاحب نے لکھا ہی کہ (ماخذ اوس کلام
ہذیان کا صرف اسقدر ہی) معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے ناحق اس لغت کا خون کیا وہ اوسکی معنی ہی نہ
سمجھے۔ بعض لوگ جو دوسرونکی کوئی لغت سنکر اخیر معنی سمجھے اوسکو اپنی عبارت یا کلام مین استعمال
کر لیتے ہین بڑی خطا کی بات ہی اور ہمیشہ اونکو ندامت اٹھانی ایسا ہی مصرع غایت درجہ بےمحل
اور لایعنی ہی کوئی موقع اوسکے لکھنے کا نہ تہا نہ بےمحل شعر و سخن سے عبارت دلچسپ ہو سکتی مگر نہین معلوم کہ مولف
صاحب کو بےتکی اشعار و مصرع سی کیون دلچسپی ہی **قال** اب ہم تہوڑے سے تصرفات و اہیات
جنمین مولف نے بہت کچھہ ایمانداری کو کام فرمایا ہی بطور نمونہ تحریر کرتے ہین اور اپنی مظلومیت اور مولف
کے متعصبانہ قابلیت کی داد چاہتے ہین وہ یہ ہین صفحہ ٣ و ٤ مین مولف نے دعوی کیا ہی کہ اس رسالہ
کے تالیف کی ختم ہونے تک مذہب شیعہ کی کسی کتاب کو مطالعہ نہین کیا اور ایک لفظ بھی اوسمین اونکی کتب سے ماخذ نہین کیا
ہم اس قولکو کہ شیعہ کی کتب کو نہ آنکھہ سے دیکھا مولف کی کتاب سے ثابت کیے دیتے ہین صفحہ ٣٢ تک مین شیعونکی کتابونکی
کی روایات معجزات امام محمد بن حسن عسکری ملقب بامام مہدی بلفظہ مرقوم ہین۔ روایت ہی کہ آپکی والدہ
شریفہ کو شکل امومیت کے آثار حمل کے نمایان نہ تہی حضرت حلیمہ عمہ شریفہ امام حسن عسکری فرماتی ہین کہ
جب مین نے سورہ انا انزلنا و قل ھو اللہ و آیۃ الکرسی پڑہی عیسکی شکم مین بچہ بھی پڑہنے لگا لیکن
اسکو دیکھا مین نے کہ تمام مکان روشن ہوگیا لڑکے نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اوسیوقت دوسرے
مکان مین حضرت ابو محمد ذکی نے آواز دی کہ ای عمہ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ جب اونکے پاس مین لائی
حضرت نے گود مین لیکر اپنی بچہ کے منہہ مین زبان دی اور فرمایا کہ ای فرزند خدا کی حکم سے بولو
چنانچہ لڑکے نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم و نرید ان من استضعفہ فی الارض و نجعلھم ائمۃ
و نجعلھم الوارثین پہر دیکھا مین نے کہ مرغان سبز نے مجھکو گہیر لیا پہر حضرت ابو محمد نے ایک سبز

مرغ سے مخاطب ہوکر فرمایا خذہ فاحفظہ حتی یاذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ حکیمہ فرماتی ہین کہ مین نے ابو محمد سے پوچھا کہ یہ سبز مرغ کون ہین فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام و دیگر ملایکہ رحمت ہین پھر اونکی والدہ شریفہ کے پاس لیگئی فرمایا کہ یہہ صاحبزادہ ناف بریدہ و ختنہ کردہ پیدا ہوا اور بازوی راست پر انکی لکھا تھا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا روایت ہی کہ جب وہ پیدا ہوی دو زانو ہو بیٹھے اور انگشت سبابہ بجانب آسمان اوٹھای چھینک لی الحمد للہ رب العالمین کہا۔ روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری سے دریافت کیا کہ آپکے بعد کون خلیفہ و جانشین و امام امت ہوگا اپنی پردہ مکان کا اوٹھایا او سمین سے ایک لڑکا خوبصورت تین چار سال کا نکلا پھر اپنے اوٹھا کر اسکو اندر کردیا راوی کہتا ہی کہ پھر مین نے پردہ اوٹھا کر تمام حجرہ دیکھا اوس صاحبزادہ کو نپایا روایت ہی کہ جب حضرت امام ابو محمد زکی شہید ہوے تو صاحبزادے آپکے سرداب مین غایب ہوگئے جب مکان کو لوٹا تو آنحضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلیٰ بچھاے ہوے بیٹھے دیکھا لوگ دریا مین گہسے تو غرق ہوگئے چنانچہ اس خواب پریشان کی تعبیر خود ہی مولف نے کی ہی کہ بعقیدہ علماء شیعہ بھی صاحب الامر امام مہدی آخر الزمان یہ تمام روایات واہیات شیعو کی کتب معتقدات مین درج ہین مگر یہ مضمون بالکل بالخصوص لب لباب احقاق الحق معتبر کتاب شیعو نکی ہی جسکا جی چاہے کتاب مذکور مین دیکھ لے اہل سنت کی کتابون مین اس سوتی جاگتے کے قصہ کا کچھہ اثر نہین ہے اور نہ کوئی سنی اس کے زعم کا معتقد ہی اگر کوئی کہے کہ مولف کے رسالہ مین شیعو کی کتاب کا نام ہی نہین ہی تو ہم جواب دیتے ہین کہ صفحہ ۱۴۳ مین دو جگہ کشف الغمہ کے حوالے سے یہ مضمون لکھا گیا ہی۔ ہر دو جا مین مولف سنی نہ ٹہیرے او ہوسکے کا نام اسلام مین کذاب ہی پس یہ رسالہ ایمان والو کے نزدیک یقیناً نامعتبر ہے اسلئے کہ اصل مین شیعو کی کتابو نکا لب لباب ہی **اقول** یہ تشنیع مولف کے اس اعتراض سے پایا جاتا ہے کہ وہ مذہب اہل سنت اور اونکی کتب سے محض نابلد ہی اور اپنے ذہن مین سمجھ لیا ہی کہ جو جو عقیدے ہین اہل تشیع کا عقیدہ ہی حالانکہ بموجب عقاید اہل سنت مولف صاحب قطعی خارجی قرار پاے اور غضب یہ ہی کہ مولف صاحب تو یہ دو چار اردو کی کتابین مطالعہ کی ہین اوسپر آپکے

دماغ مین یہ بہی سما گیا ہی کہ مین اہل سنت کی جملہ کتب پر عبور رکہتا ہون اور اونکے تمام عقاید سے واقف ہون حالانکہ اونکو ہرگز کتب بینی کا اتفاق ہوتا ہی یا نہین جاتا حضرت صاحب الامر مہدی علیہ السلام کے بارہ مین جو کچھہ ہمنی لکہا ہے وہ کتب اہل السنن سے لکہا ہی لیکن مولف کو یہ گمان ہو گیا ہی کہ اہل سنت بارہوین امام کے قایل نہین ہین اور نہ اونکی کتب مین اونکا کچھہ ذکر مندرج ہی یہ بدگمانی تعصب کے بوجہ ناواقفیت کے ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیدایش اور دیگر حالات کو ملا جامی نے شواہد النبوت مین نہایت تشریح سے لکہا ہی اور یہی جو انوار الہدی مین ذکر کیا ہی وہ ملا جامی کی ترجمہ کا خلاصہ ہے جسکو مولف صاحب شیعون کی کتب کا لب لباب کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ سنی اس کی کے معتقد نہین ہین یہ سوتی جاگتی کا قصہ اونکی کتب مین درج ہی اگرچہ بہت سی اکابر فضلا متقدمین و متاخرین اہل سنت نے عمدہ تصانیف مین حضرت مہدی کی پیدایش کا حال تحریر کیا ہی منجملہ اونکے اکثر عربی زبان مین ہین جسکو معلوم ہوتا ہی کہ مولف [illegible] سے سمجھہ نہین سکتے جیسے مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول مین امام کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی نے نہایت شرح و بسط کے ساتہہ احوال حضرت امام مہدی محمد بن حسن عسکری کو تصحیح کیا ہی اور بڑے کامل ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے آپکا مہدی موعود ہونا ثابت کیا ہی جس کی نقل عبارت ہی ہم [illegible] لکہتے لیکن اول ہمکو یہ ضرور ہوا کہ جس [illegible] اہل سنت سی ہمنے ذکر حضرت محمد بن حسن عسکری کا لکہا ہی اوسکی عبارت نقل کرین [illegible] جاوے کہ کذاب کون ہی اور یہ بہی معلوم ہو جاوے کہ جو شخص باوجود جہل مرکب مین گرفتار ہو کی ادعا اعلم ہونے کا کرے بلا فکر و غور [illegible] کسطرح عوام الناس کے روبرو خجالت و ندامت مین گرفتار ہوتا ہی [illegible] واضح ہو کہ ملا عبد الرحمن جامی شواہد مین اسطرح لکہتے ہین امام محمد مہدی [illegible] ولادت [illegible] وکنیت وی ابو القاسم

ولقبه الامامية الحجة والقايم والمهدي والمنتظر وصاحب الزمان وهو عنده خاتم الاثني عشر اماما وانهم يزعمون انه دخل السرداب الذي ببره من رأم وامه تنظر اليه فلم يخرج اليها وذلك في سنة خمس وستين ومائتين وقيل في سنة ستين

وستين وثمانين وهو الاصح فاختفى الى الآن على بنى عمهم مادر وى ام ولد بوده است صيقل نام و قيل سوسن و قيل نرجس و قيل غير ذلك و ولادت وى در سر من راى بوده است فى الثالث والعشرين من رمضان سنة ثمان وخمسين ومائتين حكيمه عمه ابو محمد زكى رضى الله عنه گفته است كه روزى پيش ابو محمد رضى الله عنه در آمدم فرمود اى عمه امشب در خانه ما باش كه خداى تعالى ما را خلفى خواهد داد من گفتم كه اين فرزند از كه خواهد بود كه در نرجس هيچ اثر حمل نمى بينم فرمود كه اى عمه مثل نرجس همچو ام موسى است عليه السلام كه حمل وى جز وقت ولادت ظاهر نخواهد شد آن شب آنجا بودم چون نيمه شب رسيد برخاستم و تهجد گذاردم و نرجس نيز تهجد گذارد و بعد از ان با خود گفتم كه وقت فجر نزديك رسيد و آنچه ابو محمد گفت ظاهر نشد ابو محمد رضى الله عنه از مقام خود آواز داد كه اى عمه تعجيل مكن بان خانه كه نرجس آنجا بود باز گشتم مرا در راه پيش آمد لرزه بر وى افتاد وى را بسينه خود باز گرفتم و قل هو الله احد و انا انزلناه و آية الكرسى بر وى خواندم از شكم وى آواز آمد كه هر چه من خواندم فرزند وى نيز بخواند بعد از ان ديدم كه خانه روشن شد نظر كردم فرزند وى بر زمين آمده بود و در سجده افتاده وى را بر گرفتم ابو محمد رضى الله عنه از حجره خود آواز داد كه اى عمه فرزند مرا پيش من بيار پيش وى بردم وى را بر كنار خود نشاند و زبان در دهان وى كرد فرمود كه سخن گوى اى فرزند من باذن الله تعالى گفت بسم الله الرحمن الرحيم ونريد ان نمن على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين بعد از ان ديدم كه مرغان سبز ما را فرو گرفتند ابو محمد رضى يكى از ان مرغان را بخواند و گفت خذه فاحفظه حتى ياذن الله فيه فان الله بالغ امره از ابو محمد رضى الله عنه پرسيدم كه اين مرغ كه بود و اين مرغان ديگر كيانند فرمود كه آن جبرئيل و ديگران ملايكه رحمت اند بعد از ان فرمود كه يا عمه وى را بمادر وى باز گردان وى را پيش مادر وى بردم و چون متولد شد ناف زده بود و ختنه كرده و بر ذراع ايمن وى مكتوب بود جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ديگر وا ديگر روايت كرده اند كه گفته است چون متولد شد بدو زانو در آمد و انگشت سبابه بجانب آسمان ع ا

پس عطسه زد و گفت الحمد لله رب العالمین و از دیگری آرند که گفته است که نزد ابو محمد زکی رضی الله عنه آمدم و گفتم یا ابن رسول الله خلیفه و امام بعد از تو که خواهد بود وی بخانه درآمد پس کودکی بر دوش گرفته که گویا ماه شب چهارده بود در سن سه سالگی پس فرمود که ای فلان اگر نه تو پیش خدای تعالی گرامی بودی این فرزند خود را بتو ننمودمی این فرزند همنام رسول صلی الله علیه و سلم است و کنیت او کنیت وی هو الذی یملأ الارض قسطاً کما ملئت جوراً و ظلماً از دیگری آرند که گفته است که روزی نزد ابو محمد رضی الله عنه درآمدم بر دست راست وی خانه دیدم پرده بر آن فرو گذاشته گفتم یا سیدی صاحب این امر بعد از آن که خواهد بود فرمود که آن پرده را بردار کودکی بیرون آمد در کمال طهارت و پاکیزگی بر رخسار راست وی خالی و گیسوان گذاشته آمد و بر کنار ابو محمد رضی الله عنه بنشست ابو محمد رضی الله عنه فرمود که این است صاحب شما بعد از آن از زانوی برخاست ابو محمد رضی الله عنه وی را گفت یا بنی ادخل الی الوقت المعلوم با آن خانه درآمد و من بوی نظر میکردم پس ابو محمد رضی الله عنه مرا گفت برخیز و ببین که در خانه کیست بخانه درآمدم و هیچکس را ندیدم دیگر- و از دیگری آرند که گفته است که معتمد مرا طلبید با دو کس دیگر و گفت حسن بن علی در سر من رای فوت شده است زود بروید و خانه وی را فرو گیرید و هر که در خانه بینید نزد من آرید رفتیم بسرای وی درآمدیم سرای دیدیم در غایت خوبی و پاکیزگی که گویا حالا از عمارت فارغ شده بودند و آنجا پرده دیدیم فرو گذاشته پرده برداشتیم سردابی دیدیم بآنجا درآمدیم دریایی در اقصای آن حصیری بر روی آب انداخته و مردی بر خوب ترین صورتی بر بالای آن حصیر در نماز ایستاده و بما هیچ التفات نکرد که یکی از آن دو نفر که با من بودند سبقت گرفت و خواست که پیش وی رود در آب غرق شد اضطراب میکرد تا آن زمان که من دست وی گرفتم و خلاص گردانیدم بعد از آن یار دوم نفر دیگر خواست که پیش رود وی را نیز همان حال پیش آمد وی را نیز خلاص کردم من حیران بماندم پس گفتم ای صاحب خانه از خدای تعالی و از تو عذر می خواهم والله که من ندانستم که حال چیست و بکجا می آیم از آنچه کردم بخدای تعالی باز گشتم هر چند گفتم بمن هیچ التفات نکردند باز گشتیم و پیش معتمد رفتیم و قصه را باز گفتیم گفت این سر را پوشیده دارید والا بفرمایم که شما را گردن زنند- اب اهل الانصاف

ہماری عبارت مندرجہ انوار الہدی کو اس عبارت شواہد النبوت سے مطابق کرکے انصاف کریں کہ کذاب کون ہے اگر مولف کو ملا جامی کی یہ حرکت ناپسند تھی تو اونپر اعتراض کرنا تھا کہ انہون نے کیون سنیون کے تقلید سے امام دوازدہم کا ذکر کیا۔ لیکن مین نے انوار الہدی مین بہت سا حال حضرت امام مہدی کا چھوڑدیا تھا ورنہ ملا جامی نے بعد اسکے مفصل حال غیبت صغری اور غیبت کبری اور رجال التعین سفرا بھی درج کیا ہے اور بعد ازان صحاح ستہ کی احادیث بھی درج کے ہین جو حضرت صاحب الامر کے بارہ مین مروی ہے۔ اور علاوہ ملا جامی کے دیگر علماء نامدار اہل سنت نے فی اثبات مہدویت حضرت محمد بن الحسن العسکری صلوات اللہ علیہما مین کتابین تصنیف کی ہین معترض صاحب کس کس سے لڑینگے از انجملہ الشیخ الامام العلامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ بن محمد بن الحسن القرشی النصیبی الشافعی نے جنکی ترجمہ مین ابوبکر اسد مصنف طبقات فقہا شافعیہ نے لکھا ہے محمد بن طلحہ بن محمد بن الحسن الشیخ کمال الدین ابو سالم القرشی العدوی النصیبی مصنف کتاب العقد الفرید احد الصدور والرؤسا المعظمین ولد سنۃ اثنین وثمانین وخمس مائۃ کان فقیہا بارعا عارفا الخ ایک کتاب نام مطالب السؤل فی مناقب آل رسول تصنیف کی ہے اور اوسمین بڑی تشریح وتفصیل سے ادلۂ نقلیہ وعقلیہ لاکر حضرت محمد بن الحسن العسکری کا مہدی آخر الزمان ہونا ثابت کیا ہے ابتدا آنحضرت کی ذکر کی اس عبارت سے کی ہے الباب الثانی عشر فی ابی القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسے الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب المہدی الحجۃ الخلف الصالح المنتظر علیہم السلام۔ اسکے بعد ایک قصیدہ بارہ بیت کا لکھا جسکا مطلع یہ ہے۔

فہذا الخلف الحجۃ قد ایدہ اللہ بعد ازان چند فقرات نثر لکھہ کر لکھا ہے فاما مولدہ فبسر من رای فی ثالث وعشرین رمضان سنۃ ثمان وخمسین ومائتین للہجرۃ واما نسبہ اباً واماً فابوہ محمد بن الحسن الخالص بن المتوکل تا امیر المؤمنین علیہ السلام وقد نقل من ذکر ذالک مفصلاً وامہ ام ولد تسمی صقیل وقیل حکیمہ وقیل غیر ذلک واما اسمہ فمحمد وکنیتہ ابو القاسم ولقبہ الحجۃ والخلف الصالح وقیل المنتظر واما ما ورد عن النبی

فی المہدی من الاحادیث الصحیحة فمنها ما نقله الامامان ابو داود والترمذی —
ان روایات کی نقل ہم بشتیسی سالہ مین لکہہ چکی ہین درانحالیکہ علماء اہل سنت امام دوازدہم کے مہدویت کی قایل ہین تو معترض کا یہ کہنا کہ کوی نہ سنی اس کچی غم کا معتقد ہی بہتان اور کذب صریح ہی اور ظاہر ہے کہ لعنة اللہ علی الکاذبین ایسی ہی مفتریان و دروغگویان کی شان مین وارد ہی کشف الغمہ کا جو اعتراض کیا گیا ہی وہ بھی صریح بیجا ہی ہم نے کوی مضمون فقط کشف الغمہ سے درج نہین کیا ہر مضمون کتب معتبرہ اہل سنت سی درج کیا ہی فقط بنظر تطبیق روایت فریقین بعض مواقعہ حوالہ کشف الغمہ کا بھی اسلئی دیا گیا ہی تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوی کہ شیعون نین بھی یہ روایت ہی ہمنی ہرگز کوی مضمون ایسا نہین دیکہا کہ کتب اہل سنت مین مندرج نہین ہے اگر معترض صاحب سچی ہوتی تو اوس مضمونکو ضرور لکہتے جیساکہ شواہد کے مضمون کو احقاق الحق کا مضمون سمجہہ کر تمام فصل کی نقل کر دی اس سی معلوم ہوا کہ معترض صاحب جان بوجہہ کر بھی اخفاء اصلیت کرتے ہین اور لوگونکو دہوکہ دیکر گمراہ کرنا چاہتی ہین بحوالہ کشف الغمہ جو حدیث علمداران حدیث کے بابت لکہی گئی تہے کہ نو شخص علمداران مشرکین کو حضرت علی نی قتل کیا یہ روایت مطابق روایت اہل التسنن کے ہے اونکی روایات مین گیارہ شخص علمدار کفار درج ہین جنمین سے دس مرد اور ایک عورت تہی منجملہ اونکے مرد سعد بن وقاص کے ہاتہہ سی قتل ہوا اور ایک عورت کسی مسلمان کے ہاتہہ سے قتل ہوی اور باقی نو علمدار خاص حضرت علی کے ہاتہہ سے قتل ہوے ہین یہہ کشف الغمہ سی ہم نے کیا مضمون رنگدیا **قال** علیه ما یستحقه —
صفحہ ۴۵ مین ہی کہ مذہب اہل سنت والجماعت کسیطرح مذہب حق نہین ہی بلکہ امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے ہم کہتے ہین کہ اگر گمان غلط مولف کی شیعونکا ہی مذہب حق فرض کیا جاوی تو بھی مولف کو سوای خسر الدنیا والاخرة کے کوی فایدہ حاصل نہین ہی کیونکہ جامع عباسی کے ۴ باب ۲ فصل مین یہ عبارت ہی کہ اگر سنی شیعہ بھی ہو جاوے تو حکم اصلی کافر رکہتا ہی کیونکہ اوسپر قضا روزہ نہین ہی اس صورت مین مولف گہر کے رہے نہ گہاٹ کے **بیت**

یا گہر کے نہ اور یار کی دیکہی ہوی ✤ تم نہ ادہر کے ہوی نہ ادہر کے ہوے ✤ **اقول** مولف صاحب ہی معلوم ہوتا ہی کہ کسی شاعر کے ساتہہ حوض مین کودے تہے ورنہ یہ قابل انعام شعر کیسے سوجہتا اور یہ بہی ظاہر ہوتا ہی کہ معترض صاحب ضرور کسی نازک خیال شخص کے شاگردون مین بہی ہین کہ روئی کو اینٹ اور پتہر کو ہڈی سمجہکر بہاگ گئے اور لپکتے ہین مسئلہ جامع عباسی کا تو مضمون یہ ہی کہ اگر کوئی کافر شیعہ ہوجاوے تو اوسپر قضا روزہ نہین ہی اور یہی حکم اوسکی لئی ہے جو سنی شیعہ ہوجاوے ہمارے مخاطب صاحب کی زعم مین سنی کافر سے بدتر ہی لیکن کافر تو شیعہ ہوکر پاک ہوجاوے اور سنی شیعہ ہوکر ویسا ہی کافر ہی اور زیادہ تر افسوس مخاطب کے حال پر یہ ہی کہ انہون نے مذہب اہل السنت کو باطل اور مذہب شیعہ کو برحق فرض کرلیا ہی تو آپ بڑی مشکل مین گرفتار ہونگے اگر تسنن پر قایم رہتے ہین تو مثل کفار ناپاک قرار پاتے ہین اور اگر شیعہ ہی ہوتے ہین تو عقل کے فتور سے اولٹے سمجہے ہوی ہین کہ شیعہ ہوکر ہی کفر زایل ہوگا تو اسلئے مخاطب صاحب پوری مصداق خسر الدنیا والآخرۃ کے ہوے اصل یون ہی کہ سمجہہ بڑی چیز ہی اسی سے آدمی اشرف المخلوقات قرار پایا ہی ورنہ اولٹی سمجہہ والون سے تو کتا کئی درجہ بہتر ہے **قال** صفحہ ۵ مین ہی کہ یہ امر مشہور عام ہے کہ اسلام مین بہتر فرقہ ہین اونمین سے فقط ایک فرقہ ناجی ہی اور سب ناری بس ظاہر ہی کہ اکہتر فرقے کا اصول یکسان ہی اور بہتردین فرقے سے مخالف و برعکس کیا خوب باوصف دعوی فضل وکمال مولف صاحب کو آجتک بہی نہ معلوم ہوا کہ اسلام مین کتنے فرقے ہین بقول شخصے کس نپرسد کہ بہیا کون ہی ایک ہی یا ڈیڑہ ہی یا دون ہے ✤ شکر ہی کہ مولف نے اپنی ہی زبان سی اقرار کرلیا کہ شیعونکا فرقہ بہتروان ہے ع ہمی براود چلند انچہ در اوند دلست ✤ ہم کہتے ہین کہ بالیقین بہتر فرقونکا ایک ہی اصول ہی اسیواسطے وہ سب ناری ہین مگر فرقہ اہل سنت والجماعت از روی اعمال حسنہ و افعال صالحہ کے بہتروان فرقہ ہی چنانچہ یہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اور نہ مشہور عام اسی بنا پر ہمنے تشریح فرقون کے ذکر مین کہے ہی دیکہو تو حنفی شافعی مالکی حنبلی فرقے ناری مین جنکی ہمنے معہ عقاید تشریح لکہی ہی **اقول** وبہ نستعین جبکہ چار فرقے مولف صاحب نے اپنی ہی تسلیم کرلئے

تو ہتیروان نہین کہنا چاہئے بلکہ تہتروان چوتہروان چہتروان بولنا ضروری ہی اور مولف کی یہ بھی غلطی ہے کہ اعمال وافعال حسنہ وسیئہ کو فرقات کے ناری وناجی ہونمین داخل ہے بلکہ تفریق فرقات محض عقاید کی تفریق پر منحصر ہی مولف صاحب نے جو اظہار الہدے مین بہتر فرقے شیعونکے لکھے ہین یہ اونکی ناواقفیت کا سبب ہی کیونکہ جب بقول آپکے کل بہتر فرقے ہین اور اونمین سے بہتر فرقے شیعونکے ہین تو ایک فرقے مین خارجیونکی بیس فرقہ معتزلہ کے بیس فرقے سینونکے اٹہہ فرقے پھر مرجیہ جبریہ قدریہ کے فرقات کہان جائینگے اگر یہ کہین کہ خارجی ناصبی سنی اشعری ماتریدی حنفی شافعی مالکی حنبلی معتزلہ جبریہ قدریہ مارقین قاسطین وناکثین وغیرہ سب کے سب اس اعتبار پر کہ مخالف ثقلین ہین ایک فرقہ مین شامل ہوسکتے ہین تو اسلئے لغو ہی کہ اونمین سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے ناری اور کافر کہتا ہی اسلئے جو تشریح مولف اظہار الہدی نے فرقات کی لکھی ہے وہ اونکی کم علمی اور نادانی پر دال ہی اصل تشریح فرقات کی یہ ہی کہ جو ہمنے انوار الہدی مین لکھی ہے کہ دراصل ابتداءً کل بہتر فرقہ ہین پہر ایک فرقہ مین سے دو فرقے ہوکر تہتر فرقہ ہوتے ہین اور تشریح اسکی یہ ہی کہ ایک فرقہ متمسک بہ ثقلین ہے اور اکہتر فرقے خارجی وناصبی وسنی وغیرہ منکر ثقلین ہین پس جو اکہتر فرقہ مخالف ثقلین ہین وہ قطعی ناری وجہنمی ہین مسکن وماوا اونکا جہنم ہوگا اور ایک فرقہ بہتروان جو متمسک بہ ثقلین ہے وہ فرقہ شیعہ ہی اوسکی دو قسم ہی ایک مومن کامل و مکمل جسکا نام اور لقب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہی اور وہ فرقہ ناجی اور اہل بہشت ہی دوسرا فرقہ مومن غیر کامل ہی اوسمین شیعہ غلات وغیرہ داخل ہین اگرچہ بوجہ محبت وولاء اہلبیت آتش دوزخ اونپر بھی حرام ہے لیکن جو مراتب امامیہ اثنا عشریہ کے بہشت مین ہونگے وہ اونکے نہونگی اور کوی ایسا مقام اونکے لئے تجویز کیا جاویگا جو بہشت دوزخ کے درمیان مین اوسط ہو جیسا کہ بعضون کے زعم مین ایسا مقام اعراف ہی یہ وجہ ہے کہ ہمنے انوار الہدے مین فقط بہتر فرقے ہی لکھی ہین اور ناری وناجی کے درمیانی فرقہ کو جدا نہین لکھا۔ حدیث مین جو سوای ایک فرقے کے کلھم فی النار مروی ہی اوس سے مراد جمیع فرقات مخالفین ثقلین ہین اور چونکہ اہل بہشت کے نزدیک تو اوسط مقام کے آب وہوا بھی دوزخ سے کم نہین اسلئے استثنا فقط ایک فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا کیا گیا مولف اظہار الہدی نے جو یہ لکھا ہی کہ فرقہ اہلسنت والجماعت ازرو

اعمال حسنہ و افعال صالحہ کے ہتیر وان فرقہ ہی اوسکا مفہوم یہ ہے کہ باعتبار عقیدہ تو یہ فرقہ ناجی نہین ہے
مگر باعتبار اعمال حسنہ ناجی ہے لیکن عمل حسنہ و سیئہ منحصر بر فرقات نہین ہی ہر شخص کے ذاتی افعال
جدا ہوتے ہین اسلئے یہہ امر تو مسلمہ مولف ہو چکا کہ ساری سنت و جماعت باقی نہین ہین اور بکثرت
اونمین ناری ہین تو اب سنی کہ بالکل یہود و نصاری کی مانند ہوگئے کیونکہ قران شریف مین وارد ہے
کہ ان الذین امنو والذین ھادو والنصاری والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر
وعمل صالحاً فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ہ یعنے مسلمان
یہودی نصاری صابئین مین سے جو کوئی خدا پر اور آخرت پر ایمان لایا اور عمل اوسنے نیک کئے
پس اونکا اجر اونکے پروردگار کے پاس ہی اونکو کچھہ ڈر نہین ہی نہ وہ غم کہاوینگے یعنی جسطرح عمل نیک کا
کچھہ بدلہ یہود و نصاری کو مل سکتا ہے ویسا ہی سنیونکو ہی مل سکتا ہی باعتبار عقیدہ کوئی استحقاق
نجات کا اہل سنت کو حاصل نہین۔ اگر کوئی بے وقوف جہالت سے یہ کہدے کہ تمام اہل سنت افعال
حسنہ ہی کرتے ہین تو وہ کسیطرح قابل اعتبار نہین کیونکہ ہزارہا مولوی ملان حافظ ایسی ہین کہ دو دو آنہ
پر جھوٹی گواہیان دیتی ہین بہت سے عامل بالحدیث نذیر حسینی لبا لبطی ایسے ہین کہ ہاتہہ ہاتہہ بہر کے
ڈارہیان موہنہ پر لگی ہوئی ہین اور کسی کا نام حاجی اور حافظ کے لقب سے خالی نہین مگر اونمین
ایمان کا پتہ نہین بلکہ ٹٹولنے سے نہ ملیگا سیکڑون متقی بنکر سود کہاتے ہین مولوی متقی ہوکر ایسی جائز
تجارت کرتے ہین کہ جو داخل ربا یعنی سود ہوجاتی ہے صدہا مولویون حافظون مین اعلام ہی مروج ہوجاتا ہی
پہر علاوہ آپکی اس قسم سبہ مین ہزارہا رنڈی بہروے ڈوم کنجن ہیجڑے نچے ایسے ہین کہ کبہی اونکو اعمال حسنہ
سے کام نہین پڑا الکوک باجاہل ایسے ہین کہ وہ یہہ بہی نہین جانتے کہ عمل نیک کیا ہین اور عمل بد کسکو
کہتے ہین اسلئے یہ امر تو قطعی غیر ممکن ہی کہ تمام روے زمین کے اہل سنت افعال حسنہ ہی کرتے ہین اور غیر
مرتکب افعال ذمیمہ کے نہین ہوتی پس جبکہ یہ ادعا مولف صاحب کا باطل ہوگیا تو ثابت ہوگیا کہ فرقہ اہل سنت
ناجی نہین ہے اور اگر ہزار اور لاکہہ مین ایک دو شخص ایسے نکلے کہ وہ مرتکب افعال سیئہ کے نہین ہوئی
تو شمار مین نہین اسکتی کیونکہ النادر کالمعدوم مشہور قول ہو **قال** صفحہ مین ہی کہ جمیع علمای اہل

تسنن کا یہ مقولہ ہی کہ خلیفہ رسول کو دینیات سے کچھہ تعلق نہین ہی صرف امورات انتظام دنیاوی کے لئے امت کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہین خلیفہ رسول مقرر کر لین - واہ صاحب دروغ گویم بر روی تو - اگر آپ اپنے دعوے مین سچے تھے تو آگے اس عبارت کی دو چار علمای اہل سنت کا قول ہی نقل کر دیتے کہ خلیفہ رسول کو دین سے کچھہ مطلب نہین ہی صرف دنیا سے غرض ہی اگر آپ سچے ہین تو یہ مضمون کسی عالم سے سنوا دیجئے یا کسی کتاب مین دکھا دیجئے ورنہ آپ جھوٹے ہین - لعنت اللہ علی القوم الکاذبین **اقول** اول تو یہی فرمائیے کہ بقول آپکی موجب مذہب اہل تسنن لعنت کا لفظ ہی موہنہ سے نکالنا ناجایز ہے اور اولٹی کہنے والے پر پڑتی ہی اب آئینہ لیکر ذرا چہرہ مبارک تو ملاحظہ فرمائے کہ یہ لعنت تم پر لوٹ کر گری یا نہین اور جبکہ آپکا یہ عقیدہ ہی تو ضرور گری ہوگی دوم ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مولف اظہار الہدے عالم نہین ہین اگر وہ عالم ہوتے تو وہ یہ نہ لکھتے کہ کسی عالم سے سنوا دو سیوم یہ کہ کسی تصنیف و تالیف کا سوای رد اور جواب کے یہ قاعدہ نہین ہی کہ ہر قول پر نظایر اور اقوال ثبوتیہ درج ہوا کرین ہان جب کسی امر کی بحث ہوتی ہی اور کوئی اوسکے برخلاف بحث گفتگو ہوتی ہے تب البتہ سند پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہی اسلئے ہمکو انوار الہدے مین اس قول کے سند لکھنے کی کوئی حاجت نہین تھی ہان البتہ جبکہ مولف صاحب نے ہمارے قول پر اعتراض کیا تھا تو آپکو واجب تھا کہ اپنے قول کی تایید مین دو چار اپنی علماء کے اقوال ایسے پیش کرتے کہ جن سے برخلاف ہمارے قول کے یہ ثابت ہو جاتا کہ علماء اہل تسنن اسبات کے قایل ہین کہ خلیفہ کا تعلق محض امورات دنیاوی سے ہی نہین ہے بلکہ دینیات سے بھی تعلق رکھتے ہین اور چونکہ مولف نے ایسا نہین کیا تو معلوم ہوا کہ انہون نے براہ جہالت ایسا اعتراض کر دیا ہی اور دراصل ہماری قول کے تردید نہین کر سکتے چہارم یہ جبکہ اہل تسنن اس امر کے قایل ہین کہ خلیفہ کا تعین امت کے اختیار مین ہے خدا و رسول سے کچھہ علاقہ نہین تو خود بخود ثابت ہو گیا کہ خلیفہ کا تعلق صرف انتظام امورات دنیوی سے ہی اگر دین سے کچھہ بھی علاقہ ہوتا تو تقرر بھی اوسکا خدا و رسول کی طرف سے ہوتا جیسا کہ نبی دین کا بادشاہ ہی اور اوسکا تقرر امت کے اختیار مین نہین بادشاہ چونکہ دنیا کا سردار ہی اسلئے اہل دنیا اوسکو مقرر کر سکتے

ہین پنجم قطع نظر دیگر حالات خلفاے مابعد کے اجماع اہل سنت کا اس امر پر ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق بروے اجماع اہل حل و عقد خلیفہ مقرر ہوے پس یہ امر ظاہر ہے کہ جب اہل حل و عقد کو کوی دینی اختیار حاصل نتھا تو اونکے تقرر کئے ہوے خلیفہ کو کیسے اختیار حاصل ہو سکتا ہی تحصیلدار کہ جسکو وصول زر لگان کا اختیار ہے شحنہ بنابر وصول لگان مقرر کر سکتا ہے تہانہ دار کہ جسکو اختیار وصول زر لگان نہین ہی اوسکے مقرر کئے ہوے شحنہ کو بہے وہ اختیار بدرجہ اولی حاصل نہین ہو سکتا ششم یہ کہ بموجب مذہب اہل سنت خلافت فقط چار شخصون پر منحصر نہین ہے قیامت تک امت کو اختیار خلیفہ مقرر کرنیکا ہی اگر خلیفہ متجمع شرائط اس زمانہ مین بہی مقرر کیا جاوے تو اوسکو بہی خلیفہ راشد کہینگے ازالۃ الخفا مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب کے مقصد اول فصل اول مین درج ہی مسئلہ واجب بالکفایہ ست بر مسلمین الی یوم القیامۃ نصب خلیفہ متجمع شروط۔ پہر شاہ ولی اللہ نے فرمایا از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان باشد و از انجملہ آنست کہ عاقل و بالغ باشد و از انجملہ آنست کہ ذکر باشد نہ امراۃ و حر باشد یعنی آزاد و متکلم و سمیع و بصیر و شجاع و صاحب راے باشد از انجملہ آنکہ مجتہد باشد پس درین زمانہ مجتہد نمیتواند شد مگر کسیکہ جمیع کردہ باشد ہیچ علم را و لازم نیست کہ مجتہد مستقل باشد مثل ابوحنیفہ و شافعی بلکہ مجتہد منتسب ہست کہ تحقیق سلف را شناختہ و استدلالات ایشان فہمیدہ ظن قوی و از ہر مسئلہ بہم رساند و از انجملہ آنست کہ قریشی باشد۔ اگر تعلقات دینی امام کے اسی سے مراد ہی تو واے بر اختیار او اختیار دینی سے مراد یہ ہی کہ اگر اوسوقت مین خلیفہ رسول ظاہر ہو تو تمام ہدایت متفرقہ باطل ہو جاوین اور مجتہد مستقل فقط وہ امام قرار پاوے ایسا نہین کہ جیسے شاہ صاحب فرماتے ہین مسئلہ در بیان آنچہ بر رعیت واجب ست اطاعت خلیفہ لازم ست بر مسلمین ہر چہ فرماید خلیفہ از مصالح الاسلام و از آنچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ عادل باشد خواہ جابر اور اگر قوم در مذاہب فروع مختلف باشند و خلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ ست غیر مخالف کتاب و سنت مشہورہ و اجماع سلف و قیاس جلی بر اصل واضح الثبوت لازم ست سخن او شنیدن و بمقتضاے قضاے او رفتن ہر چند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد پہر شاہ ولی اللہ صاحب نے چار طریق انعقاد خلافت کے لکہے ہین ایک بیعت اہل حل و عقد جیسی طریق پر حضرت ابوبکر کی خلافت ہوی دوم استخلاف جیسے حضرت ابوبکر نے

حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا سوم شوری جیسا کہ حضرت عثمان کی خلافت پر ہوا اور عبد الرحمن بن عوف نے اونکو خلیفہ مقرر کر دیا - چہارم طریق استیلا یعنے خلیفہ کی وفات پر کوئی شخص بیعت و استخلاف کی سبکو اپنی طرف رجوع کرکے خواہ تالیف قلوب سے یا بالقہر و منصب قتال خلیفہ ہو جاوے تو اوسکا حکم ماننا ہی آدمیوں پر واجب ہی اس طریق کی دو نوع قایم کی ہین ایک وہ جسمین کہ مستولی مستجمع شروط ہو اور منازعین کو صلح یا تدبیر سے علیحدہ کر دے جیسے معاویہ دوسرے یہ کہ مستولی مستجمع شروط نہو اور منازعین کو قتال سے دور کر دے انعقاد خلافت عبد الملک بن مروان اور پہلی خلیفہ بنی عباس کا اس قسم مین ہی مگر حضرت علی کی خلافت شاہ صاحب کے نزدیک ان چارون قسم مین سے کسی قسم مین داخل نہین اسلئے اونکے نزدیک خلیفہ چہارم معاویہ اور پنجم یزید اور ششم عبد الملک ہی جبکہ خلافت کی یہ صورت ہی پھر دین سے کیا علاقہ ہے علاوہ ازین مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی نے بجواب سوال راقم صاف لکھا ہی کہ حضرت رسولخدا امورات دنیا کو ہمیشہ امت کی رائے پر چھوڑتے تھے اسلئے تعین خلافت کو امت کے اختیار مین چھوڑ دیا کہ اپنی مصلحت کے موافق جس شخص کو چاہئین خلیفہ مقرر کر لین اور یہ بات بہت صاف ہی کہ جب خلیفہ کا تقرر امت کے اختیار مین ہی تو خلیفہ کو دینیات سے کوئی علاقہ نہین ہان جو خلیفہ اور امام منصوص منجانب اللہ و رسول ہین وہ بیشک دین کے سردار ہین اور اگر ہمارے مخاطب صاحب بوجہ ناواقفیت تعلقات دینی الیسی باتونکو سمجھین کہ خلیفہ نماز اور روزہ کی لوگونکو تاکید کرے منہیات کا مانع ہو تو اوسکو ہر شخص کر سکتا ہے خود مخاطب صاحب ہی خواہ آپ نماز نہ پڑھتے ہون مگر دوسرونکو تاکید کر سکتے ہین ٹونک مین نواب صاحب کی طرفسے برابر محتسب مقرر تھے تو اسوجہ سے والی ٹونک خلیفہ دینی نہین قرار پا سکتے ہین امام کے اختیارات دینی اور ہین جنکا شاید مخاطب صاحب کو علم ہی نہین ہی **قال** صفحہ ۲۳ مین ہی خوب یاد آیا یہ لڑکے محمد بن ابو بکر کی ماجائی بہن ہی اسماء بنت عمیس سے پیدا ہوئی نام اوسکا ام کلثوم ہے جس کا عقد حضرت عمر فاروق سے ہوا اور بعض ناواقف مورخان نے ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام سمجھ لیا ہے سبحان اللہ مولف اپنی ہی زبان سے اپنی مجتہدون اور عالمونکو ناواقف کہتے ہین اب ہم مولف کی واقفکاری اور ایمانداری اور اونکی علماء کی بے ایمانی اور ناواقف کاری عیان کئے دیتے

منصف مزاجون مین پیش کرتے ہین آیا دولون مین سے کوئی صاحب سچے ہین اور کون جہوٹے اول نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین اس نکاح کا باین الفاظ اقرار کیا ہی اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد دوم مصایب النواصب مین ہی کہ محدثین کا اقرار ہی کہ نکاح جبراً واکراہ سے ہوا سیوم تہذیب مین مرقوم ہی قال مات ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن خطاب فی ساعتہ واحدۃ چہارم کافی کلینی مین منقول ہی ہو اول الفرج غصبنا پنجم مجالس المومنین مین لکہا ہے کہ بعد وفات عمر کے ام کلثوم کا نکاح ثانی محمد بن جعفر کے ساتھہ ہوا اور عبارت محمد بن جعفر طیار کی یہ ہے کہ بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ ام ششم ابو الحسن علی ابن اسمعیل شیعہ اثنا عشری ہی نکاح کا مقر ہے اوسکے قولکو قاضی سوشتری نے مجالس المومنین مین یون نقل کیا ہی۔ اور از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی ہست جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد این جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود ہفتم قول سید مرتضے مندرجہ شافی یہ ہے کہ انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی النکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ولے اس ثبوت کامل نے مولف کی جہوٹے دعویکو ڈسمس کر دیا بڑی شرم کی بات ہی عزت والے تو چلو بہر پانی مین ڈوب مرتے ہین مگر یہان بوند ہی نہین ٹہرتے ہے **اقول** مخاطب صاحب نے اپنے قول کی تائید مین سات کتابونکے حوالہ دئے جنمین سے نمبر دوم پرہی عبارت کسی کتاب سے نقل ہی نکسیکا نام ہی کہ وہ کسکے نکاح کا اقرار ہے باقی چہہ حوالونمین جو عبارتین نقل کے گئے ہی اونمین سے کسیمین نہئے ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام درج نہین ہے اگرچہ بنت ولی اور بنت علی نمبر اول وسیوم مین مخاطب نے درج کیا ہے لیکن یہہ نہین سمجہا کہ بموجب رواج ملک عرب ربیبہ کو اصلی فرزند کے طور پر فرزند ہی شمار کرتے ہین خصوصاً خاندان اہل بیت مین تو اسکے بہت بڑی نظیر موجود ہی کہ حضرت حسن مثنی کے نسبت عام مقولہ ہی کہ وہ امام حسن علیہ السلام کے ربیبہ ہین لیکن عوام الناس مین پسر مشہور ہین اور یہانتک اونکے ابنیت پر وثوق ہو گیا کہ شیخ عبد القادر جیلانی کو لوگون نے سادات مین شمار کر لیا حالانکہ وہ حسن مثنی کی اولاد ہین ایسا ہی بعض روایات مین ہی کہ جناب فاطمہ سے علاوہ دیگر دختران ربیبہ آن حضرت صلعم کے ہین مگر

عوام اون سب کو دختر رسول اللہ ہی کہتے ہین اسی اعتبار پر علماء شیعہ مین ہی بھی اگر کسینے ربیبہ کو بلفظ بنت لکھدیا تو کوی مضایقہ کے بات نہین ہی علی العموم اہل عرب ربیبہ کو بنت بھی بولتے ہین اگر مخاطب صاحب کو ثابت کرنا تہا تو بنت فاطمہ کا لفظ ثابت کرتے جس سے بالکل قاصر و عاجز رہے سند چہارم سے کوی امر مفید مخاطب ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ غصب ہر شئے مغصوبہ پر متحقق ہوتا ہی خواہ اپنی ملکیت ہو یا دوسرے شخص کی ملکیت ہو فقط قبضہ جابرانہ جبراً چہین لینے کو غصب کہتے ہین سند پنجم تو موید اس امر کے ہے کہ محمد بن جعفر کا نکاح بنت ابوبکر سے ہوا - مخاطب صاحب نے جو حوالہ عبارت مجالس المومنین کے قبل اپنی عبارت لکھی ہے کہ بعد وفات عمر کے ام کلثوم کا نکاح ثانی محمد ابن جعفر کے ساتھہ ہوا اس سے تو یہ ثابت ہی نہین ہو سکتا کہ ام کلثوم کون ہی اور بعد اسکے جو شرف مصاہرت امیر المومنین قول محمد بن جعفر مین لکھا ہی اوسمین مراد امیر المومنین سے بزعم اہل سنت حضرت ابوبکر ہی ہو سکتے ہین تو کیا بعید ہے کہ مطلب عبارت محمد بن جعفر کا یہ ہو کہ مین بعد وفات حضرت عمر کے حضرت ابوبکر کی دامادی سے مشرف ہوا استدلال ششم مین دختر کی مطلق تشریح و تنقیح نہین ہے کہ دختر ربیبہ ہی یا دختر صلبیہ اسلئے مولف معترض کو کوی نفع اوس سے نہین - بہو بحنسکتا یہ ہی حال استدلال نمبر ہفتم کا ہی کہ اوسمین بھی لفظ بنت درج ہی خدا نخواستہ جناب ام کلثوم بنت فاطمہ کا کیون ذکر ہونے لگا ہے دیکھیے تو باوجود اس امر کے کہ بنت ابوبکر فقط آپکی حضانت مین تہے اوسکا نکاح بھی حضرت عمر سے برضامندی نہین کیا ورنہ عذر معقول موجود تھا بیت -

گر آب چاہ نصرانی نہ پاک ست
جہود مردہ می شوی چہ باک ست

اب یقین کامل ہی کہ ہمارے مخاطب صاحب جو نہایت باغیرت ہین ضرور شرم کے مارے کنوئین مین گر پڑینگے مگر افسوس کی بات یہ ہی کہ بموجب اپنی فقہ کے حکم سگ ناپاک اونپر بھی جاری ہوگا اور بموجب مسئلہ مذہبی مسلمانون کو اوسیقدر ڈول کہینچنے پڑینگے جس قدر کہ سگ مردہ کے نکالنے مین **قال** صفحہ ۲۰ سے ۸۱ تک مولف کی کرامات شواہد النبوت سے لکہے ہین اگر مولف کے اعتقاد مین شواہد کتاب معتبر ہے تو ایک روایت اپنی کتاب کے ہمارے طرف سے بہی تسلیم کر لینے چاہئے وہ یہ ہی (ایک روایت نہروان کی بیان مین

لکہی ہی۔ روایت سقیفہ کہ بوقت تعمیر مسجد ابوبکر و عمر پتہر ڈہوتے تھے اور حضرت نی کہا جو پتہر مین نے نصب کیا ہی اوسکی برابر رکہو اور پہر فرمایا کہ یہ میرے خلفا ہین اور اگر غیر معتبر ہے تو کرامت ائمہ بہی ساقط عن الاعتبار ہوجانا چاہیے یہ کیسا کہ میٹہا میٹہا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تہو تہو۔ **اقول** اس قول مخاطب سے یہ تو ہمکو معلوم ہو گیا کہ مولف صاحب بہی اصحاب ثلثہ وغیرہ پر سب لعن و طعن کرنے لگے کیونکہ انہون نے شیعون کی بہت سی کتابونکے حوالہ دئے اظہار الہدے مین دی ہین اور اون سب مین ہزار ہا روایات موجود ہین جنمین صحابہ ثلثہ پر سب و لعن واجب لکہا ہی اگر شواہد کے ایک روایت کا ہمکو اعتبار کرنا چاہئی تو مخاطب کو متعدد روایات کا بدرجہ اولی اعتبار کرنا پڑیگا ایسے واہی اعتراضات مولف صاحب کی عقلمندی کی دلیل ہے شواہد پر ہمکو اعتبار کرنیکی حاجت نہین ہی اوسکے حوالے تو فقط سنیون کے لئے دی گئے ہین کہ اونکی معتبر کتاب ہی فضایل و کرامت ائمہ تو درحقیقت ہماری کتب مین ہین ہم کو شواہد پر اعتبار کرنیکی حاجت نہین۔

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۵، مین ہی کہ جسطرح سے کہ مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام معصوم وطاہر ہوتے ہین ویسی ہی انبیاء غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نایب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور ابتداء آفرینش سے تا این دم ہر مرسل صاحب شریعت کے ماتحت اور نیابت مین بحسب ضرورت کسیقدر انبیاء غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوے ہین الخ سلف سے کسی شیعہ نے اپنی فرض مذہبی اور اعتقاد باطنی کو کہ درحقیقت ائمہ انبیاء ہین رسول نہین ہین (اگر بدہ نتوانند پیام کنند) اور اسپر یہ طرہ ہے خالی از ابلہ فریبی نہین کہ اس دم تک مبعوث ہوتی ہین چنانچہ اسوقت کے نبی باعتقاد مولف حضرت امام مہدی ہین جو بیچارے سنیونکے ڈرکے مارے حضرت امیر کا قران بغل مین دبا کے کوہ حاجز مین غایب ہوگئے ایسے عقاید سے تکذیب آیہ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسول اللہ و خاتم النبیین کی ہوتی ہی کیونکہ صاف صاف خدا تعالے فرماتا ہی کہ محمد کے بعد کوی نبی مبعوث نہوگا جب ائمہ بموجب حکم خدا نبی نہ ٹہیرے اسلئے کہ معصومیت مخصوص بہ نبوت ہی نہ مخصوص بولادت اگر مخصوص بولایت ہوتے تو جناب امیر کبہی اپنی زبان مبارک سے الیسا نفرماتے صحیفہ کاملہ مین یہ حدیث جناب امیر سے منقول ہے۔ قد ملک الشیطان عنانی من سوء الظن وضعف الیقین

انی اشکو سوء مجاورته وطاعته لنفسی دیکھو جناب امیرؑ شیطان اور نفس کا غلبہ کرنا عین دلیل غیر معصومیت کی ہے تا بدیگران چہ رسد **اقول وبہ نستعین** اس مولف کے اعتراض کے تین جزو ہیں ایک یہ کہ متقدمین شیعہ نے کبھی ائمہ کو مثل انبیاء غیر مرسلین کے بیان نہیں کیا۔ اسکا یہ حال ہے کہ ایسے دقیق مسایل کے سمجھنے کا لئے کچھ لیاقت اور علمیت درکار ہے مطلب ہمارا اس فقرہ سے انوار الہدیٰ میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں اونمیں اونسے پہلے جو ہر ایک مرسل صاحب شریعت کے بعد متعدد انبیاء غیر مرسل مبعوث ہوے وہ ایسے نبی تھے جیسے کہ ہمارے حضرت کی رسالت کے دوازدہ امام کہ کام اونکا فقط مرسل کی کتاب کی تعلیم کا تھا اونمیں اور ہمارے ائمہ علیہم السلام میں بجز نام کے کچھ فرق نہیں جسقدر ذمہ داری کا کام اونکا تھا ویسا ہی ان ائمہ کا کام ہے لیکن چونکہ ہمارے حضرت پر نبوت ختم ہوے اسلئے ائمہ علیہم السلام کو نبی نہیں کہہ سکتے لیکن جسقدر انبیاء مرسلین سلف پر ہمارے حضرت کو شرف وفضیلت ہے ویسے ہی ہمارے حضرت کی رسالت کے امام بھی پہلے رسالتوں کے اماموں سے افضل ہیں رہا ثابت کرنا اس امر کا کہ انبیاء غیر مرسلین سابق بھی امام تھے انہیں یہہ خود قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ سورہ الم سجدہ میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ولقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریة من لقائه وجعلناه هدی لبنی اسرائیل وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ثبوت اس امر کا کہ نبی اور امام ایک ہی شی ہے اور امام بھی بمعنی نبی مستعمل ہوا ہے یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء کے صفحہ ۲۹۱ میں بذیل آیہ انی جاعلک للناس اماما لکھتے ہیں کہ یہاں امام کے معنی نبی ہیں اگرچہ شاہ صاحب نے اعتراض لاینال عہدی الظالمین سے بچنے کے لئے امام بمعنی نبی قبول کیا ہے تاکہ غیر معصوم اور بت پرستان قبل از اسلام کے لئے امامت کا جواز قرار دیں لیکن یہہ خیال نہیں کیا کہ جب امام اور نبی ہم معنی لفظ ہیں تو ہم صفت بھی ضرور ہیں تو لامحالہ جو صفات نبی کی ہیں وہ ہی امام منصوص کے ہونے چاہئیں امام اور نبی غیر مرسل کے لئے نص ضروری ہے جو شخص بغیر نص ادعاء امامت کرے وہ باطل ہے اور اہل سنت وجماعت نے جو ہر فن کے اوستاد کے لئے فقط امام وضع کر لیا ہے یہہ فقط تعصب اہل بیت سے ایسا کیا گیا ہے ورنہ کوئی شخص بغیر نص صریح امام نہیں ہو سکتا دوازدہ امام علیہم السلام کے منصوص ہونیکا دلایل بیحد [illegible]

مذہب امامیہ اثنا عشریہ سے قطع نظر کیجاوی تو اٹھہ حدیث تو خاص صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین یکون بعدی اثنا عشر خلیفتہ او ائمۃ او امیرًا درج ہین اور چند روایات صحیح ترمذی و ابی داود مین مروی ہین اور تین حدیث تفسیر ثعلبی مین درج ہین اور راویان اس حدیث کے ایک بہت بڑے جماعت صحابہ کی ہی جنکے یہ نام ہین۔ عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن مسعود ابی سعید خدری ابی ذر غفاری سلمان فارسی وجابر بن سمرہ وجابر بن عبد اللہ انصاری وانس بن مالک وابی ہریرہ وعمر ابن الخطاب وزید بن ثابت وزید بن ارقم وابی امامہ وواثلہ بن الاسقع وعمار بن یاسر وحذیفہ بن اسید عمران بن حصین وسعد بن مالک وحذیفہ بن الیمانی وابی جنادہ انصاری وحضرت علی ابن ابیطالب علیہ الصلواۃ والسلام وحضرت امام حسن ع و حضرت امام حسین ع صلوات اللہ علیہما اور زنان صحابات مین سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ وعائشہ بنت اسد وسیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما صاحب غایۃ المرام نے باب بست وچہارم مین پنجاہ و ہشت حدیث دالہ بر امامت ائمہ اثنا عشریہ طریق عامہ سے نقل کی ہین جنمین سے وہفت حدیث مجمل اور بست ویک حدیث مفصل ہین حتی کہ بعض مین دوازدہ امام علیہم السلام کے نام بہی درج ہین جن ائمہ کے لئے اسقدر اہتمام پیشین گوئی کا ہوا ہی اونکے ہم درجہ ثبوت ہونے مین کسی اہل ایمان کو کلام نہین ہو سکتا اور اون جملہ امورات مین لا یزال امر الاسلام ۔ لا یزال ہذا الدین قائما مروی ہے جس سے اونکا محافظ دین ہونا ثابت ہی اسلئے ہمارا قول مندرجہ انوار الہدیٰ بے سند نہین ہی گو اوسکے سمجھنے کے لئے علم و عقل در مخاطب صاحب کا یہ کہنا کہ متقدمین شیعہ نے ایسا نہین کیا محض اونکی ناواقفی ہے حالانکہ شیعون مین عام یہ بات ہی کہ دوازدہ امام علیہم السلام کی امامت کا اعتقاد رکہنا ویسا ہی رکن ایمان ہی جیسا کہ جمیع انبیاء مرسلین کی نبوت و رسالت پر یقین کرنا ضروری ہی اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ شیعون کے نزدیک ائمہ علیہم السلام ہم درجہ انبیا بلکہ اکثر انبیا سے افضل ہین دوسرا جزو اعتراض مخاطب کا یہ ہی کہ انوار الہدے مین لکہا ہی کہ (اس وقت تک مبعوث ہوتے ہین کہ یہ مخاطب صاحب کی بینائی کا فرق ہی ورنہ انوار الہدے مطبوعہ اول اگرچہ نہایت درجہ غلط طبع ہوی ہے مگر اس مقام پر غلطی ہی نہین ہوی صاف صاف یہ درج ہے (مبعوث ہوچکے ہین) جنسے مراد انبیا وتوابع مرسلین سلف ہین نہ حواریان حضرت مسیح اسی اعتراض کے ضمن

مین جو مولف صاحب نے اپنے گروہ کے جلادت اور قساوت جبلای ہی کہ انکے ڈر کے مارے حضرت امام مہدی صلوات اللہ علیہ (جنکے دشمنونکے آنکھونمین خاک اور گردنمین لعنت کا طوق پڑے) کو وہ حاضر مین حضرت امیر کا قرآن بغل مین لئے غایب ہوگئے ہین تو اسمین اونکے گروہ کی کوئی فضیلت نہین نکلتی بلکہ معلوم ہوگیا کہ گروہ ہی اوس گروہ کے زمرہ مین محشور ہوگا کہ جو حضرت نوح کو سنگسار کیا کرتے تھے اور جنہون نے ناقہ صالح کو پی کیا اور جنہون نے حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا اور جنہون نے حضرت یحیے کو قتل کیا مسیح کو مخذول کیا جنکے ڈر کے مارے ذکریا تہ درخت مین جا کر چھپے درجہ مظلومی تو ہمیشہ سے انبیاء و ائمہ پر ختم ہوا ہے پھر ظالم لوگ ناحق شیخی بگھارتے ہین اسمین کوئی بہادری نہین نکلتی کہ ہمارے خوف سی حضرت مہدی چھپے ہوے ہین نہ کوئی فخر کا مقام ہی بلکہ شقاوت ازلی اسی سے مراد ہی دوسرا اعتراض یہہ تہا کہ جب امام نبی نہ ٹھہرے تو معصوم بھی نہ ٹھہرے ہم کہتے ہین کہ تم لوگ تو انبیاء کے عصمت کے بھی منکر ہو آدم علیہ السلام کا گناہ ابراہیم علیہ السلام کی دروغگوئی ثابت کرتے ہو حضرت داود پر الزام قتل مومن اور زنا محصنہ کا لگاتے ہو اگر دوازدہ امام کی عصمت سے انکار کرگئے تو آپکی کیا شکایت ہی قرآن شریف کے انحراف تو آپکا شعار رہا ہی درانحالیکہ قرآن شریف مین صاف صاف طہارت اہل بیت بالکل ہی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا قرآن مین موجود ہے جس سے ہر طرح کے گناہ و آلایش سے وہ پاک قرار دیے گئے ہین اور آپنے دوسرے پر عصمت و طہارت کے نفی کی ہی تو اب انکا عصمت کیسی کرتے ہین صحیفہ کاملہ کی دعا کا جو حوالہ دیا جاتا ہی اوسکو آپ کسطرح ناسخ قرآن قرار دے سکتے ہین کچھہ حضرت عمر کا کلام تو ہی نہین کہ بموجب عقاید اہل سنت ناسخ کلام اللہ ہو اور اس قسم کے مناجات و دعا تمام انبیاء مرسلین سے مروی ہی اور مطلب اونکا یہ نہین ہی کہ مرتکب گناہ ہوئی ہین اپنی عبودیت نفس اور شیطان کی شکایت کرنا اس لئے ہے کہ اونکی عصمت اور طہارت محض لطف ایزدی ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ زید و عمر کے دلمین وسوسہ ڈالنے کو تو شیطان کو حاجت نہین وہ تو خود بخود اوسکے پیرو ہوتے ہین شیطان ہی اگر ایذا و رنج پہونچاتا ہی تو کاملین کو ہی پہونچاتا ہی اور اونکو شیطان کی ایذا و رنج سے بچانا خاص عنایت الہی ہی بس اگر ایسے لوگ شیطان کے شکایت اپنی خدا سے کرین

تو اونکی عصمت زایل نہین ہو سکتی۔ اور یہ مولف صاحب کی کم علمیت کی وجہ ہی کہ دعای صحیفہ کاملہ کو حضرت علی سے منسوب کیا ہی **قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۶** مین ہی کہ خلفا اہل التسنن یعنی جنکی نسبت خلیفہ رسول اللہ ہونے کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کو ہی یہ ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر ابن خطاب حضرت عثمان بن عفان معاویہ بن ابوسفیان یزید بن معاویہ عبدالملک بن مروان ولید و ہشام وغیرہ یہانتک کہ بارہ شخصون کی تعداد ختم ہو۔ خیر مولف صاحب آپ تعصب کی گہوڑی پر سوار ہین زبان مین لگام نہین ہے جتنے جی چاہی منہ زوری اور سرکشی کیجیے ہم برا نہین مانتے کیونکہ ابہی آپ نئی بگڑے ہین۔ اب ہمارا ہی دندان شکن جواب لیجیے فی الحقیقت ہمارا اعتقاد نسبت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی کے خلیفہ برحق ہونیکا یقیناً ہی اسلیے کہ اون بزرگان دین کی خلافت کو جناب امیر المومنین اور جناب حسنین نے بہی تسلیم کرلیا ہی اور ہمیشہ اونکے پیچھے نماز پڑہی ہے اور کبہی کسی کام مین ذرہ برابر مخالفت نہین کی حتی کہ اون حضرات نے اپنی اپنی خلافت او امامت کی حالتمین بہی اصحاب ثلثہ ہی کی سنت کی متابعت کی ہی پہر کیا وجہ ہی کہ جو ہم حضرات موصوف کے معتقد نہون کیونکہ در صورت سوء اعتقادی صریح مخالفت جناب امیر اور جناب حسنین کے ہوتی ہی اور نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نقل کفر کفر نباشد کے ہمارا یہ جواب ہی کہ جیسے اونکے ہاتھ پر حضرت امام حسن نے بیعت کی اور اونکو اپنا امیر المومنین سمجہا ویسے ہی ہم بہی اونکے امیر ہونے مین اعتقاد رکہتے ہین اور اونکو منجملہ اصحاب رسول اللہ سے جانتے ہین نہ خلیفہ رسول اللہ اب چلو یزید کی طرف جسمین کہ ایسے ایسے افعال واعمال پائی جاوین وہ پلید اوسکا خلیفہ ہی دیکہو وہ ظالم ڈاڑہی منڈاتا تہا ہم نہین منڈاتے وہ فسق وفجور کرتا تہا ہم نہین کرتے اوسنے شامیونکو جمع کرکے حضرت امام حسین کا سر مبارک نیزہ پر رکہکر گلی کوچونمین پہرایا ہم پہراتے نہین اوسنے جیسے اہلبیت کی اہانت مین کوئی دقیقہ نہین چہوڑا ہم اونکی بی بیون اور یتیمون کی مجلسون مین ماتم لیکر توہین نہین کرتے ہین پس ان وجوہات سے تمہی یزید پلید اہل التشیع کا خلیفہ ٹہرا نہ اہل سنت کا ہی برعکس نہند نام زنگی کافور دفع ہی چلی ہوتا ان صاحب یہ تو خود دیکہیے کہ آپکی کوئی کتاب سے بہی یہ مضمون ذرا شا ہی ثابت کیجیے ہم جہوٹے کو گہر تک پہونچا دیتے ہین ۶ اوسپر جو کی وہ بہی لکہے آتا لکہے

اقول وبه نستعین ہمارے مخاطب جلیل ابہی بسم اللہ کے گنبد مین ہین اردو کتابونمین ابھی ایسے مسائل دقیق ترجمہ نہین ہوے اور علماء لوگ عوام پر ان مسائل کا اظہار نہین کرتے پہر مخاطب صاحب کو کیسے اسکا حال معلوم ہوتا ابہی آپکو یہ خبر نہین کہ علماء متقدمین اہل سنت نے یزید و عبد الملک وغیرہ کو خلفاء اثنا عشر مین شامل کرکے جان بچائی ہی اور اپنی مذہب کو بیخ و بنیاد سے اوکھڑ جانے سے روکا ہی کیونکہ حدیث خلفاء اثنا عشر اونکے متواترات سے ثابت ہو گئی ہی پس اگر وہ دوازدہ امام کو اوس حدیث کے مصداق ٹھہراتے ہین تو مذہب اہل سنت اور خلفاء ثلثہ کی خلافت قطعی باطل ٹھہرتی ہی اب مذہب قایم رکھنے کے لئے بارہ خلیفہ کہانسے لاتین اسلئے یزید و عبد الملک وغیرہ کے خلیفہ ثابت کئے اونکا عبث بمقابلہ بیخ کنی مذہب تسنن کے پسند کیا گیا مخاطب صاحب ہم پر ناحق غصہ ہوے ہم اونکو اونکے علماء اکابر کا نام بحوالہ کتاب بتلا وینگے تب یہ خفگی اونپر واجب ہو گی چونکہ مولف اظہار الہدی نے اس اعتراض کو بہت طوالت دی ہی اور متفرق طور پر معترض ہوے ہین اسلئے ہم مفصلاً باعادہ اونکے قول کے تردید اوسکی کرتے ہین **اما قولہ** غیر مولف صاحب آپ تعصب کے گہوڑے پر سوار ہین زبان مین لگام نہین جتنی جی چاہے مونہ زوری اور سرکشی کیجیے ہم برا نہین مانتے کیونکہ ابہی آپ نئے پڑے ہین ۔

اقول یہ مردمی تو مخاطب صاحب کے حسب حال ہی خود دست فرماگئے ہین چون بامی برد عزت بست لیکن حضرت آپ ایسے کیون بہچکے ابہی تو اسطرح کان کہڑے لئے گویا آجتک اس مسئلہ کی کان آشنا نہ تھی افسوس کہ آپ اپنی مذہب سے اسقدر بے خبر ہین کہ اپنی عقاید سے بہی واقف نہین حدیث خلفاء اثنا عشر ایسی متواتر اور صحیح حدیث ہی کہ اوسکا یقین ہی رکہنا اور خلفاء اثنا عشر پر ایمان و عقیدہ رکہنا فرض ہی اور پہر آپ اوسی ایسے بے خبر ہین حضرت سلامت یا تو بارہ خلفاء کو تلاش کیجیے اور نہ یزید و عبد الملک کی خلافت و امامت پر آپکو ایمان لانا پڑیگا اشاعرہ کی آمنت باللہ تو اس حدیث سے منسوخ ہو گئے آپ جھوٹوں کی گردن سے شکایت کرتے تہے اب یہ شیشی سبزہ صد سالہ مذہب بگڑا جاتا ہی اگر عجب ہمت و غیرت ہو تو روک تہام لگاو **قولہ** اب ہمارے ہی دندان شکن جواب لیجیے **اقول** صدقت یا رسول اللہ اس دامان قیامت مین سفیانی کا ظہور برحق ہو گر جواب سے کے

دیکھنے سے منصفون کو خود معلوم ہو جاویگا کہ خود معترض صاحب کے دانت ٹوٹے ہوئے ہین کہین ہوا نہین رکھتے ہیچ پیچ آپکے باتین اور تیہر مارنا برابر ہی اگر بدیز نتواند پت استرم کند کا مضمون اسیکو کہتے ہین **وقولہ** فی الحقیقت ہمارا اعتقاد نسبت حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی کے خلیفہ برحق ہونے کا یقیناً ہی **اقول** بہت درست سفیانی عقیدہ یہی ہی حضرت علی اونکے نزدیک خلیفہ برحق نہین ہین اب تو اہل انصاف کو ہماری قول کا یقین آگیا ہوگیا **قولہ** اسلئے کہ اون بزرگان دین کی خلافت کو جناب امیر المومنین اور جناب حسنین نے بہی تسلیم کرلیا ہی **اقول** یہہ تو ہمارے چہڑانے کے لئے مخاطب صاحب نے لکہا ہی ورنہ اگر جناب امیر المومنین اور جناب حسنین کی اگر تقلید اونکو منظور ہوتی تو حضرت ابوبکر کے نام کے ساتہہ لفظ حضرت اور صدیق نہ لکہتے اور ایسا ہی خلیفہ دوم کو اور سیوم کو بلفظ حضرت اور فاروق اور غنی یاد نکرتے کیونکہ اون حضرات سے اصحاب ثلثہ کے ذمایم بکثرت مروی ہین **قولہ** اور ہمیشہ اونکے پیچہے نماز پڑہی ہے اور کبہی کسی کام مین ذرہ برابر مخالفت نکی **اقول** ہذا البہتان العظیم معصوم ہرگز گنہگارونکی پیچہے نماز نہین پڑہتے ہین یہ تمکو کیسے بہکا دیا ہی معصومین نے یہانتک احتیاط کی ہی کہ اپنا کپڑا بہی اونکے بدن سے نہین چہونے دیا ہی دیکہیے تو بموجب رواج ملک عرب جنازہ کی نماز بادشاہ امیر پڑہایا کرتا ہی لیکن معصومین نے اپنی مُردونکی نماز جنازہ تک اُن خلفاء کو نہین پڑہنے دی دیکہیے جب تیسرے روز خلافت کے ہنوز جا کر خلفاء صاحب جنازہ رسولخدا کے نماز پڑہنے آئی اور حضرت ابوبکر نے چاہا کہ امام مین بنکر نماز پڑہاؤن تو حضرت علی علیہ السّلام نے ہرگز نہ پڑہانی دی وہی ایسے ہی جناب فاطمہ کے جنازہ کے نماز بہی خلیفہ صاحب کو نہ پڑہانی دی پہر کون ایسا احمق ہے جو یہ کہدیگا کہ جنہون نے جنازہ کی نماز نہ پڑہانے دی وہ وقتیہ و فرض نماز اونکے پیچہے کیسے پڑہ سکتے ہتی اور اون معصومین کی نماز خلفاء کے پیچہے کیسے ہوسکتی نہین - اب اپنا قول اپنی مذہب کی کتابون سے تجہے ثابت نہین کر سکتے اور ہم اونکے ہی مذہب کی کتابون سے ثابت کرتے ہین کہ حضرات معصومین نے کبہی خلفاء کے پیچہے نماز نہین پڑہی اگرچہ نفی کا ثابت کرنا بہت دشوار ہوتا ہی لیکن ہم نے انوار الہدے مین وقتیہ نماز کیسے نماز جمعہ کا خلیفہ

کے پیچھے نہ پڑھنا ثابت کیا ہی مخالفت کا یہ حال ہی کہ خود جناب امیر خطبہ شقشقیہ مین فرماتے ہین کہ اگر اوسوقت چالیس آدمی عزم مجھہ کو ملتے تو مین ابوبکر سے قتال کرتا **و قولہ** حتی کہ اون حضرات نے ابھی اپنی خلافت اور امامت کی حالتمین بھی اصحاب ثلثہ ہی کی سنت کی متابعت کی ہی پھیر کیا وجہ کہ ہم حضرت موصوف کے معتقد نہون کیونکہ درصورت سوء اعتقادی صریح مخالفت جناب امیر اور جناب حسنین کے ہوتی ہی **اقول** بے سند بات گو نشتر کہتے ہین مین ابھی آپ اپنی مذہب کی کتب سیر و تواریخ سے بھے آگاہ نہین ہین بہت مناسب ہوتا کہ آپ اس ننگ رافضی سے پیشتر کچھہ عرصہ تک اپنی مذہب کی کتب کو ملاحظہ فرمایئے دیکھئے مولوی صاحب آپ بالکل اولٹی بات کہتے ہین آپ کی کتب سے تو برخلاف اسکے ثابت ہوتا ہی پہر آپ کس مذہب کی کتب بینی فرما کر یہ حال تحریر فرماتے ہین آپکی تمام کتب سیر و تواریخ مین ذکر شورے مندرج ہی کہ جب عبدالرحمن بن عوف نے دو شخصون یعنے حضرت علی و حضرت عثمان کو خلافت کی لائق قرار دیا تو اول حضرت علے سے یہ سوال کیا کہ آپکو اس شرط پر خلیفہ مقرر کرتا ہون کہ آپ سنت شیخین پر عمل کرین جناب امیر نے صاف جواب دیا کہ مین ہرگز اونکی سنت پر کہ بدعت سیئہ ہی ہرگز عمل نہین کر سکتا بعد ازان عثمان سے یہ سوال کیا انہون نے قبول کر لیا (گو اوسکا ایفا نہوا) اگر اہل شورے کچھہ ایمان اور دیانت رکھتے ہوتے تو ضرور خیال کرتے نسبت حضرت عثمان کے کہ یہ خلیفہ اور امام کیا ہے جو دوسرونکی تقلید کرنیکا اقبال کرتا ہی مگر وہان تو ایمان کا لگاو ہی نتھا دراصل اونکو منظور یہ تھا کہ حضرت علی کو محروم کرین چونکہ اون کے دلایل اور وجوہ ایسے محکم تھے کہ کسی دوسرے کو اونپر کب ترجیح ہو سکتے تہے اور عبدالرحمن جانتا تھا حضرت علی کیسے یہ اقرار کرینگے کہ مین شیخین کی پیروی کرونگا اسلیئے اونے دانستہ یہہ سوال آپ سے کیا تھا پہر فرمائے کہ اب کسطرح پہر اوجہال رہے ہین اور اگر خاص اپنی مذہب کی کتب سے ہنوز آپکے سیری نہوی ہو تو شیعونکے کتابونمین جو جو بزرگیان اصحاب ثلثہ کی حضرت علی سے مروی ہین اون کو سنکر تسلی کرلو **و قولہ** اور نسبت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نقل کفر کفر نباشد م

ہمارا یہ جواب ہی کہ جیسی او انکے ہاتہہ پر حضرت امام حسین نے بیعت کی اور انکو اپنا امیر المومنین سمجہا ویسے ہی ہم ہی اونکی نسبت امیر ہونیکا اعتقاد رکہتے ہین اور اونکو اصحاب رسول اللہ سے جانتے ہین یا خلیفہ رسول **اقول** بہلا معاویہ صاحب کی نسبت اب کیون اعتقاد نہ رکہینگے اونسے تو یہہ چل ہی چلی ہی اور کیا ناظرین کتاب اتنا ہی نہ سمجہینگے کہ مولویصاحب نے رضی اللہ عنہ کا لفظ نہ حضرت ابو بکر کے نام کے ساتہہ لگایا نہ حضرت عمر و عثمان کی اسکی کیا وجہ کہ صرف معاویہ کے نام کے ساتہہ رضی اللہ عنہ لکہا ہی مطلب اسکا یہہ ہی کہ نواصب کا یہ عقیدہ ہی کہ جب معاویہ کا نام حضرت اہلبیت علیہم الصلوۃ والسلام کے نام کے ساتہہ لیا جاوے تو معاویہ کے نام کے ساتہہ تعظیم لکہنی چاہئے کہ جناب رسولخدا اور حضرات اہلبیت کی ارواح کو ایذا پہنچے ۔ ایسی امت ہی شاید کسی نبی کو نہین ملی معاویہ کے فاسق و فاجر ہونیکا تو تمام اہلسنت والجماعت اقرار کرتے ہین پہر ایسے شخص کو بجاے امیر الفاسقین کے امیر المومنین کہنا بیشک ہمارے مخاطب کا ہی کام ہی اب محاربہ اور جنگ اہلبیت نبوی کو تو جانے دیجئے اونکے اعمال اوصاف کیطرف رجوع ہوجیے کیا اہل تسنن مین یہ حدیث مروی نہین سب المحسنین فسق یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی پر سب کرنا فسق ہی اور پہر یہ روایت کیا اہل تسنن کی ہی کہ معاویہ منبر پر بیٹہکر حضرت علی مرتضے کی شان مین سب کرتا تہا اور دوسرن سے کرتا تہا روایت سعد ابن وقاص ہم اسی رسالہ مین خاص ازالۃ الخفا رشاہ ولی اللہ سے نقل کر چکے ہین فقال یا سعد ما یمنعک ان تسب ابا تراب تمام صحاح اہل سنت مین مروی ہی پہر کیا وجہ کہ سباب مرتضے فاسق نہین سوای اسکے وارد ہی کہ من قتل مومنا متعمدا فقد کفر یعنے جسنے کسی مومن کو بالقصد مار ڈالا وہ کافر ہوگیا اور جامی شواہد النبوت مین لکہتے ہین ۔ و مشہور آنست کہ جعدہ زوجہ وی را (یعنی امام حسن علیہ السلام را) کہ زہر دادہ بتحریض بود معاویہ ۔ پس جبکہ ادنی مومن کا قتل بالعمد موجب کفر ہی تو امیر المومنین کا قتل بالعمد کیون کفر نہین ۔

خیر اب علاوہ اسکے بی بی عائشہ کو بہانہ دعوت بولا کر ایک کہتہ مین ڈلوا کر مار ڈالا اگر امام حسن سے اہل تسنن کو کچہہ رنجش ہی تو بی بی عائشہ سے اونکے نزدیک کیا ہوسنہ نہین

افترا اور کذب اور دیگر کبایر کا تو یہ شخص سرچشمہ و منبع تھا کسی عالم محقق اہلسنت نے اسکو زمرہ صحابہ
مین داخل نہین کیا مخاطب کا میلان طبع بے وجہ نہین ہم اوپر اشارہ کر چکے ہین محققین نے اسکو مسلمۂ فتح
اور مولفۃ قلوب مین داخل کیا ہے مگر جہاں اسکو صحابی سمجھتے ہین حضرات حسنین کا معاویہ سے بیعت کرنا جو
فاضل مخاطب نے لکہا ہے اوسکے مغالطہ کی یہ وجہ ہے کہ اونکو اقسام تعین خلافت کی ابھی خبر نہین
یہ جانتے ہین کہ بیعت کرنے سے خلیفہ ہو جاتا ہے اور جبکہ معاویہ خلیفہ ہوا تو اوسکے ہی بیعت کی
ہوگی حالانکہ اوسکی خلافت مبنی بر بیعت نہ تھی بلکہ مبنی بر عہدنامہ **قولہ** اب چلو یزید کی طرف **اقول**
مبارک ہو آپکو چاہیے بسم اللہ کیجئے **قولہ** جسمین کہ اوسکے افعال و اعمال پائے جاوین وہ پلید ہے اوسکا خلیفہ
اقول مولویصاحب آپ ناحق خفا ہوئے آپ بیچارے کس شمار و قطار مین ہین یزید تو علی العموم آپکے
اصحابون اور اصحاب زادون اور خلیفہ زادون کا خلیفہ اور امام برحق ہے دیکھئے سوی اہلبیت نبوی آپ
کے سب نے یزید کی بیعت کی اور اوسکو امام بنایا عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کا خلیفہ ہے عبداللہ بن عمر
کا خلیفہ تمام اصحاب اور اصحاب زادونکا خلیفہ یزید تھا اور آپکے خلفا زادے اسکی مدد و معاون
تھے دیکھئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین واقعہ حرہ کو
بہت تفصیل کے ساتہہ بیان کیا ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت خلع کی اور عبداللہ بن مطیع کی
طرف رجوع ہوئے تو آپکے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر کی کیا کیفیت تھی اور یزید کی محبت کا کیا جوش تھا
کہ گہر بہ گہر لوگونکو خلع خلافت یزید سے منع کرتے پہرتے تھے اور صدہا حدیث اور روایت وضع کرکے
سناتے تھے اور کچھہ خیال اوسکے کفر و نفاق اور فسق و فجور پر نکرتے تھے یہانتک کہ جب مدینہ
نبوی کو اوسکی فوج نے لوٹا اور عورتونسے جبراً زنا کیا جسکے بابت مروی ہے کہ اس واقعہ مین ایک ہزار
عورت نے زنا کی اولاد جنی اور مسجد نبوی مین گہوڑے باندہے اور طرح طرح پر ہتک حرمت
حرم نبوی ہوا اور اوسپر ہی ابن عمر صاحب اوسی کا دم بہرتے تھے فقط دو ہزار درم ماہوار کی
پر یہ سب کچھہ طرفداری تہی پس جبکہ آپکے اسلاف کا یہ حال تہا تو آپ ناحق جامے سے باہر نکلے
پڑتے ہین اب فرمائے کہ آپکے اصحاب اور خلفازادون اور تابعین مین اوسکے سے افعال کسکو پایا

نہین تو اپ پہر کس شمار مین ہین جبکہ ایسے اکابر کا یہ حال تہا تو اس زمانہ کے سے مولوی ملان لوگ تو صد ہا اوسکے قرمی اور ساقی گری کیا کرتے تہے **قولہ** دیکہو وہ ظالم ڈاڑہی منڈواتا تہا ہم نہین منڈواتے **اقول** اوسکی ڈاڑہی تو بڑی لمبی تہی پوری ایک مشت اور چہار انگشت جیسے اس زمانہ کے مولوی لوگ رکہتے ہین اور اگر ڈاڑہی منڈانا اوسکا آپکو ثابت ہو جائیگا تو جبکہ اوسوقت اوسکا خلیفہ سنیان ہونا آپ کی کتب سے ثابت ہوگا تو بے شک آپکو بہی اوسکی تقلید کرنے واجب ہوگی **قولہ** وہ فسق و فجور کرتا تہا ہم نہین کرتے **اقول** خلیفہ کو لفظ پلید کہنا بے شک فسق ہے پس جبکہ یزید آپکا خلیفہ اور امام برحق ہے تو اوسکو لفظ پلید کہنا بے شک گناہ کبیرہ ہے اور یہ ہمکو معلوم نہوا کہ اس فقرہ مین لفظ ہم سے کیا مطلب ہے آیا فقط مولوی جہانگیر خانصاحب کی ذات یا کل اہل سنت والجماعت داخل ہین لیکن در اصل ہر دو صورت مین کذب اور افترا ہے اور اسی کا نام فسق و فجور ہے اب یزید بہی پورے امیر الفاسقین ہوگئے **قولہ** اوس نے شامیونکو جمع کرکے حضرت امام حسین کا سر مبارک نیزہ پر رکہکر گلی کوچون مین پہرایا ہم نہین پہرتے ہین **اقول** یہہ تو آپکا گریز ٹہیک نہین ہے **شعر**

یک حسینی نیست کان گردد شہید
ورنہ بسیارند در دنیا یزید

اور اگر اس سے کچہہ کنایہ تعزیہ دارونکی نسبت ہے تو بے شک اس عمل سے آپکا بہی دل ضرور مثل عبید اللہ بن عمر کے دکہتا ہوگا کہ کیون ہمارے خلیفہ کی اعمال یہہ کی تشہیر کیجاتی ہے قاضی عیاض وغیرہ اکابر علماے اہل سنت نے یزید کے افعال کے نسبت یہہ ہی لکہا ہے کہ وہی قابل اخفا اور پوشیدگی کے نہین ہین یعنے جسطرح ہم پہلے خلفاء کے اعمال و افعال کو چہپاتے ہین اوسکے اعمال چہپ نہین سکتے تو ظاہر ہے کہ آپ کی کوشش بیکار ہے گیارہ ماہ تک آپ لوگ ان افعال کو چہپاتے ہین مگر جب ہلال محرم نظر آتا ہے تو خداوند تعالی ایک قوم کو اوسکے اعلان و اشتہار پر قایم کر دیتا ہے وہ دس دن کے اندر سال بہر کے تمہارے محنت برباد کر دیتے ہین **قولہ** اونہے جیسے اہلبیت کی اہانت مین کوئی دقیقہ نہین چہوڑا ہم اونکے بیبیون اور بیٹیون کی مجلسون مین نام لیکر توہین نہین کرتے

ہین **اقول** نام لینے کو توہین کہنا تو البتہ داخل جہالت ہی لیکن یہہ کنایہ آپکا خالی از جانبداری یزید نہین ہی بعضے جاہل طبع سنی یزیدیا اور دیگر اپنے اسلاف کے افعال پوشیدہ رکھنے کے لئے چاہتے ہین کہ کوئی واقعہ کربلا کا ذکر بھی نکرے اور بعضے عقلمند اس غرض سے یہ ذکر کرنا اور اوسکا سننا مناسب نہین سمجھتے کہ اگر کچھہ شمہ بہر ایمان کا اثر دل مین ہوگا تو دشمنان اہلبیت کی طرفسے ضرور بیزاری پیدا ہوگی اور رفتہ رفتہ وہ بیزاری اون لوگون تک ہی ترقی کریگی کہ جنکی عداوت اور دشمنی اہلبیت پیغمبر عوام پر ظاہر نہین کی گئی ہی اب ذکر اہلبیت کو داخل توہین سمجہنا یا تو محض بے عقلی کا کام ہی یا دشمن اہلبیت کا عورتونکا نام لینا اور اونکی تعظیم کرنا ناجایز نہین ہی ہان اونکو قیدیون کیطرح زمین مین یا باندھنا شتران بے کجاوہ پر سوار کرنا توہین تہا اور اگر فقط نام لینا داخل توہین ہوتا تو آپ لوگ تراویح مین صدہا آدمیونکے مین مریم سے پارسلکے سورت نہ پڑہا کرتے نہ تمہارے مولوی مجلس پند و وعظ مین النبی احادیث بیان کیا کرتے جنمین عن عایشہ عن حفصہ عن ام رومان درج ہی اگر اب لوگون کو خدا کا خوف نہین ہی تو دنیا کی تو چشم لازم ہی اپنی کتب فقہ کو ملاحظہ کرو کہ ابواب حیض و نفاس و ستر عورت و آداب مجامعت و اوضاع جماع و استحباب و کراہت اوقات جماع جیسے شرمناک معاملات مین جناب سرور کاینات کی ازواج کے روایات کتابون مین لکھنے اور اونکو علی الاعلان مکتبون مدرسون مین پڑہتے مجلس و مجمع وعظ مین اونکو سناتے شرم نہین آتی اور ان معاملات زشت کو اون مخدرات کی توہین کا باعث جانتے ہو تو پھر کیا وجہ ہی کہ اہلبیت کی مستورات کا رونا پیٹنا اور اونکے مصایب کا بیان کرنا داخل توہین سمجھا جاوی بجز این نیست کہ مطلب انکا یہ ہی کہ شیعہ محبان اہلبیت ہمارے دام تزویر مین آکر اونکے ذکر کو توہین خیال کرکے بند کردین تا کہ لوگونکو جو ولولہ اور جوش ایمانی پیدا ہوکر دشمنان اہلبیت سی نفرت کا باعث ہوتا ہی آیندہ نہوا کرے **قولہ** پس ان وجوہات بینہ سی یزید پلید اہل التشیع ہی کا خلیفہ ٹہرا نہ اہل سنت کا ع برعکس نہند نام زنگی کافور وقس علی ہذا صاحب یہہ تو فرمایئے کہ آپنے کونسی کتاب مین سے یہ مضمون تراشا ہی ثابت کیجئے ہم چھوٹے کو گہر تک پہونچا دیتے ہین **اقول** یہہ تو آپکو بھی معلوم

ہوگا کہ فقط اسی بات پر کہ یزید پلید کو خلیفہ نہ مانا تمام اہل تشیع اور اونکے سردار شہید ہو گئے لیکن جن لوگون نے یزید کی خلافت کو تسلیم کر لیا یزید اونکا خلیفہ اور امام برحق تہا اور وہی سبکے سب بموجب مسئلہ آپکی اہلسنت والجماعت ہین اگر اوس وقت کی صحابی اور تابعی جنکے آپ مقلد ہین اہلسنت وجماعت نہ تھے اور یزید کے ساتھہ وہ بہی پڑ گئے تھے تو ویسے فنا ہی لیکن جہانتک اوسوقت کے حالات پر نظر کیجاتی ہی تو عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن بن ابو بکر سے زیادہ اوسکا خیر خواہ کوی نہ تھا اور لوگون نے جبکہ اہل مدینہ نے خلع خلافت یزید کرنا چاہا تو بہت کچہہ ممانعت کی اور غایت دلسوزی چند روایات موضوعہ بنا کر پیش کین اور تمام اصحاب زادی بخوشی خاطر اوسکی بیعت مین ہی تہے اور بیعت بہی بعد واقعہ حرہ اہل مدینہ سے یہ لے گئے کہ ہم یزید کی غلام ہین خواہ بیع کر دے یا آزاد کر دے اور ہم اوسکے کسی حکم سے باہر نہونگے خواہ موافق شرع ہو یا خلاف شرع یعنے اگر بت پرستی کا بہی حکم دیگا تو ہم قبول کرینگے ایسی وسیع بیعت کسی خلیفہ کے نہ تھے بہی کمال افسوس ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب بارہ سو برس کے بعد اس پشتینی بیعت کو کس طرح توڑ کر یزید کی خلافت کے منکر ہوتے ہین یہہ امر تو مخاطب کی قبضہ مین نہین ہی کہ یزید کو خلیفہ مانین یا نہ مانین یہہ تو ایک واقعہ گذشتہ کا بیان ہے کہ یزید سنہ ۶۰ ہجری مین اہلسنت وجماعت کا خلیفہ اور امام تہا اوسوقت کے اکابر و علماء صحابہ و تابعین نے اوس سے غلامی کی بیعت کی تہی اور انہین ہی اپنا اوسکے ہاتہہ بیچ دیا تہا اسمین مخاطب کا انکار کسطرح تسلیم ہو سکتا ہی اما قولہ ہان صاحب یہ تو غنا ہی کہ آپ کونسی کتاب مین ہی یہ مضمون تراشا ہی ثابت کیجئے **اقول** یہہ امر تو آپکی ہر ایک کتاب مین درج ہی کہ امیر معاویہ کے بعد یزید پلید خلیفہ ہوا اور یزید کی بعد عبد الملک خلیفہ ہوا اور یہ بہی ثابت ہی کہ جن جن لوگون نے یزید کی بیعت کی وہ سب کی سب سنت جماعت تہا اونمین شیعہ کوی نہ تہا اور شیعون نے قابو پاکر سفیانیون کے قتل کا ارادہ شروع کیا تو آپکی اکابر اصحاب و اصحاب زادونکو بہت ناگوار ہوا کہ عبد اللہ ابن زبیر اور مصعب وغیرہ نے اون غریب شیعونکو فوج کشی کرکے بعوض خون ابن عمر سعد و شمر وغیرہ کے شہید کیا پہر بہی آپکو حوالہ الکتب درکار ہی تو سنیے کہ جو حال ہم اوپر لکھہ آئی ہین تو آپکی جملہ

تواریخ خورد و کلان مین موجود ہی تاریخ اعثم کوفی روضۃ الصفا سر الشہادتین تحریر الشہادتین تقریر الشہادتین و مخزن
تاریخ الخلفا کتاب الامامت والسیاست وغیرہ ملاحظہ فرمائے اور اگر اس امر پر مطلع ہونا منظور ہی
کہ علمای اہل تسنن نے یزید وغیرہ کو خلفاء اثنا عشر مین شامل کیا ہی جنکی نسبت لا یزال [illegible]
مروی ہی تو یہ بہت موٹی بات ہی کہ حدیث ائمہ خلفاء اثنا عشر تو اہل سنت کی احادیث صحیحہ بلکہ متواتر
مین داخل ہی تو پھر خیال اون بارہ امام کی ہی تخصیص ہونی چاہیے پس اگر شیعونکے
بارہ امام سے مراد لیتی ہین تو مذہب اہل سنت والجماعت بیخ و بنیاد سے اوکھڑ جاتا ہی تو لا
محالہ خلفاء مین سے بارہ خلیفہ مراد لینگے اور چونکہ خلفاء کا یہ حال ہی کہ تین خلیفونسے آگے تو
خلیفہ ایسے ہین کہ مہاجرین اہل سنت کو اونکا نام لینے سے ہی شرم آتی ہی لیکن مجبور بجز اسکے
اور کچھ چارہ نہین کہ اونہین کو خلفاء اثنا عشر مین شمار کرین شرم و ندامت بہ نسبت تحقیق
مذہب کے سہل ہے اسلیے مجبوراً وہ ذلت گوارا کی گئی اب ہم آپکو کتب معتبرہ اہل سنت کا حوالہ
دیتے ہین دیکھیے سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین اور شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ خود مین قول
قاضی عیاض کا یہ نقل کیا ہی لعل المراد باثنی عشر فی ہذہ الاحادیث وما شاکلہا انہم
یکونون فی مدۃ عزۃ الخلافۃ وقوۃ الاسلام واستقامۃ امورہ والاجتماع علی من
یقوم بالخلافۃ یعنے شاید کہ مراد خلفاء اثنا عشری جو ان احادیث یا انکی مشابہ دیگر احادیث
مین مستفاد ہوتے ہین وہ ہی خلفاء ہین کہ جو مدت عزت خلافت اور قوت اسلام اور اوسکے
امور کی استقامت کی ایام مین گذرے ہین اور اجتماع مردم اونکی خلافت پر قایم ہوا ہی بعد اسکے
تحریر مجمل فرماتے ہین وہ تحقیق کہ جمع ہوی ہین یہ حالات اونمین کہ جنپر اجتماع مردم ہوا ہی اور وہ ہین
زمانہ ولید بن یزید تک مگر شیخ الاسلام نے فتح الباری مین اس اجمال کی بہت اچھی طرح تفصیل
کی ہے کہ جو کچھ قاضی عیاض نے اس مقام پر کہا ہی بہت ہی خوب ہی ان احادیث کی تفسیر مین کیونکہ
انکی تائید آنحضرت صلعم کے اس قول سے ہوتی ہی جو ان روایات کے بعض طرق مین ہی کلہم یجتمع علیہ الناس اور
ہی اور مراد اجتماع مردم سے انقیاد بیعت ہے اور جن لوگونپر اجتماع مردم ہوا وہ یہ ہین خلفاء ثلثہ علی ابن ابی طالب

۲ زمانہ تک کہ جنگیں صفین ۲

مین واقع ہوا اور اوسکے بعد معویہ نے نام خلافت کا اپنی اوپر باندہا بعد ازان مجتمع یزید پر اور منتظم
نہوا واسطہ حسین کے تو کوی امر بلکہ مقتول ہوا قبل اس سے کہ اجماع اوسپر معقود ہو پہر بعد
یزید کے مردم مختلف ہوی تا آنکہ پہر مجتمع ہوے عبد الملک پر بعد قتل ابن الزبیر کے بعد اسکی اتفاق
کیا مردم نے اوسکے چارون پسران پر کہ پہلا ولید تہا دوسرا سلیمان تیسرا یزید شامی
چوتہا ہشام اور درمیان سلیمان اور یزید کے عمر بن عبد العزیز ہوا ملا علی قاری اپنی شرح مین جو
امام ابو حنیفہ کے فقہ اکبر پر لکہی ہی طرفہ داستان لکہہ رہے ہین وہ لکہتے ہین کہ رافضی لوگ
بجای عشرہ مبشرہ کے اپنی دوازدہ امام کے موالات کرتے ہین حالانکہ ذکر ائمہ اثنا عشر کا روایات
مین وارد نہین ہی اور جو کچہہ وارد ہی وہ اونکے قول کا رد کرتا ہی اور وہ روایت ہی کہ جسکو شیخان یعنی
بخاری اور مسلم نے صحیحین مین جابر بن سمرہ سے روایت کیا کہ وہ کہتا ہی کہ مین اپنی باپ کے ساتہہ
خدمت رسولخدا صلعم مین گیا پس سنا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لا یزال امر الناس
ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی لفظ لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر
خلیفہ چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا کہ جو کچہہ آنحضرت نے فرمایا تہا پس اثنا عشر خلیفہ یہ ہین خلفاء راشدین
چہارگانہ معویہ اور اوسکا پسر یزید عبد الملک بن مروان اور پسران عبد الملک چہار کس
عمر بن عبد العزیز شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین خلفاء ثلثہ کے بعد عبد الملک اور اوسکے
اولاد کو شمار کیا ہی اب ہم ایسے کجی مشغلیونکو کیا کہین کہ خود تو اپنی مذہب سے خبردار نہین اتنا علم حاصل
نہین کیا کہ کتب عربیہ کا مطالعہ کرین ہم سے اوپوچہنے کو موجود ہین یہ نہین جانتے کہ علماء اہل السنن
نے ہمیشہ ایسے مسایل کو چہپایا ہی اور اردو مین ایسی کتابونکے ترجمہ نہین ہوی ہین جاہل لوگ ایسے
مسایل کو سنکر تحقیق تو اونکی علماء سے کرتے نہین یہ سمجہکر کہ تمام مذہب کے اسرار کنز المصلی و مرقات
تامہ مین ہی درج ہین باصرار تمام انکار کرنے لگتے ہین اسلئے ہم پر یہ بہی واجب ہوا کہ اپنی مناظرہ
کرنیوالونکے لئے اول ایک مدرسہ قایم کیا جاوے جب اونکو جواب سمجہاوین قال صفحہ ۸۲ مین
ہی کہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف

بعد ازان مجتمع ہوی مردم اوسپر یعنی معاویہ پر وقت صلح امام حسن کے

بعضه واعرض عن بعض ترجمہ اور جبوقت نبی کی کوی راز کے بات اپنی کسی بی بی سے کہے اور اوسکی اخفا کے تاکید کی اور اوس بی بی نے برملا اوس راز کو فاش کیا اور اللہ تعالی نے اوسکو اپنے نبی پر ظاہر کردیا تو نبی نے بعضی باتونکے نسبت تو اوسکو جتلایا اور بعضی باتونسے منہ پھیر لیا اس آیت کی بحث مین مولف نے بہت سے اپنے کاغذ سیاہ کئے مگر اصل راز کی باتکو بیان نہین کیا اسلئے کہ کہین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے خلافت نہ ثابت ہو جاوے اب ہم اس راز کو شیعون کے مستند کتاب سے ثابت کرتے ہین خلاصۃ المنہج کے ۲۸ جزو اور مجمع البیان مین تفسیر سورہ موصوفہ بالا کے یہہ لکھے ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے حفظہ سے فرمایا کہ ہمارے بعد ابوبکر مالک امت ہوگا بعد اسکے میرا باپ یعنے عمر حفظہ اس باتکو سننے سے خوشحال ہوی یہہ دونو بھید عائشہ سے کہے تب یہہ روایت شریف نازل ہوی ہے اب اہل انصاف مولف کے مونہہ مین اوٹھاکر گھی شکر بھر دین آیا تم سچے ہو یا وہ دونو مین سے کون جھوٹا ہے **اقول و بہ نستعین** بے شک جس موقع پر ہم نے انوار الہدے مین اس آیت کو لکھا ہے وہان ہمارا مقصود صرف بی بی عائشہ اور حفظہ کے حالات انکشاف سے تہا اور ہم نے خود دانستہ کتاب مذکور مین ضرورت سے زیادہ مطاعن اصحاب ثلثہ کو نہین لکھا مگر یہ دیکھئے یہ گردش زمانہ ہے کہ مخاطب سادہ لوح ہمارے اغماض کے شکایت کرتے ہین ہمپر شکر گذاری واجب تہی کہ شکایت یہہ نقل سچ ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے ہمارے مخاطب صاحب عقلمندی سے شاید اوسکو جواز خلافت شیخین کے دلیل سمجہہ گئے ہین جو بغیر پس و پیش سوچے جلدی سے بول اٹہے اور اتنا نہ سمجہے کہ اگر یہ راز خلافت جابرہ کے نسبت ہوتا تو اوسکے اظہار کے لیئے سخت ممانعت کیون ہوتے اور پہر بعد اظہار کے ایسی ہتدید ازواج کے کیون نازل ہوتی کہ جسمین اونکی ایمان اور اسلام کی ہی نفی ہوتی ہے اصل حقیقت اسکی یہی ہے کہ جو کچہہ بعد رسول خدا کے ہونے والا تہا وہ سب آپکو بروی علم نبوت معلوم تہا یہان تک کہ تمام حوادث اور فتن اور خلفای بنی امیہ اور بنی عباس کا مفصل حال آپ پر آشکار تہا اور آپ خوب جانتے تہے کہ یہ امت جفاکار امام برحق اور وصی مطلق کو چہوڑ کر

ہادیہ ضلالت مین گمراہ ہوکر فلان وفلان کو ناجایز طور پر اپنا امام اور خلیفہ قرار دینگے اور آنحضرت جو بار بار حضرت علی کی خلافت اور امامت کی احکام صادر فرماتے ہی اسکی یہی وجہ تہی کہ یہ سرکش گروہ ہماری احکام کی مخالفت کرینگے آیندہ اظہار حق و باطل کے لئے حجت ہوی - اب اہل انصاف خود سمجہہ لین کہ فقط پیشین گوی سے ہرگز جواز خلافت ثابت نہین ہوسکتا حضرت کا - بقول مخاطب یہ فرمانا کہ میرے بعد امت کا حاکم ابوبکر اور اوسکے بعد عمر ہوگا اسکے برابر ہی یا نہین کہ داماں قیامت مین دجال خروج کریگا یا سفیانی ظاہر ہوگا یا بنی امیہ اور بنی عباس خلیفہ ہونگے اگر فقط پیشین گوی مفید جواز ہی ہوتی تو دجال کی متابعت ہی امت پر واجب ہوتی اس پیشین گوی کے قبل اور اوسکے بعد جو احکام دربارہ خلافت صادر ہوی ہین اونکے ساتہہ ملاکر اس چیز کو دیکہنا چاہئے کہ ہمیشہ فرماتے رہے ہین رسولخدا کہ علی میرا بہای ہی اور میرا وارث اور وصی ہی اور میرا خلیفہ ہے اور یہ کہ علی امام متقیون کا ہی اور سردار مومنونکا اور اور علی میرے بعد تمام مومنین اور مومنات کا والی اور سردار ہی اور یہ کہ اپنی بعد انکو چہوڑتا ہون اونکی تقلید اور تمسک کرنا وصیت یوم الغدیر کہ جسکا مین حاکم ہون علی اوسکا حاکم ہی اور مرض الموت مین حضرت ابوبکر کو اسامہ کی ماتحتی مین جہاد روم کے لئے بہیجنا اور حضرت ابوبکر کو اپنی انگشتری اور مہر اور لباس او عمامہ وجبہ وسواری عطا فرماکر اپنا جانشین کرنا اور عین آخری وقت مین انکی علی پر قبض روح ہونا اور شیخین کو حجرۂ مبارک سے نکلوا دینا اس پیشین گوی کے کیا معنی ظاہر کرتا ہے قال صفحہ ۹۲ مین ہی کہ بعد وفات حضرت عثمان کے ایک شخص عدی بن حاتم نے یہ ہذا اسمی البشر ابن عفان بروح وریحان ورب غیر غضبان البشر ابن عفان بغفران ورضوان مگر ہم تعجب کرتے ہین کہ جب عثمان کی روح اعلی علیین یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کر چکی ہی تو یہ بشارت اونکو دنیا مین کیون دی گئی ہی العجب مولف کا از راہ تعصب کے ہی مزید بر آن کچہہ سمجہہ کا قصور ہی اب ہم مطلب صحیح اس قصہ مستند کا سنی حقیقتاً اسکی روایت کی یہ ہی کہ حضرت عدی بن حاتم صحابی رسول فرماتے ہین کہ جبدم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حالت

تلاوت مین دشمن نے تلوار ماری قریب تھا کہ طایر روح اقدس قفس عنصری سے پرواز کرے کہ غیب سے یہ ندا ہم نے سنی پس یہ امر کسطرح سے دور از عقل ہی جو باعث تعجب کیا جاوے ہان یہ بات البتہ بڑے تعجب کی ہی کہ باوجود اسکے کہ جناب امیر کو شہید ہوے کچھہ کم تیرہ سو سال ہوے مگر شیعہ اسدم تک اوٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یا علی یا علی کہتے ہین کیا وہ دنیا مین موجود ہین جو اونکو بولایا جاتا ہے سوائے اسکے تعزیہ پر زیارت پڑھنا بھی زیادہ تر حیرت کی جاہ ہے کیونکہ اس بات سے موافق سنی بھی بخوبی اگاہ ہی کہ کاغذ اور کھپچون مین حضرت امام حسین نہین بیٹھے ہین پس امر واقعی پر تعجب کرنا عین غلط فہمی ہی اور یہ لکھنا مولف کا کہ روح حضرت عثمان کی یا کسی دوسری مقام مناسب پر پرواز کر گئے صریح تبرا ہے اس کا جواب قیامت مین تبرائیونکو ملیگا کہ اوسکے حبیب پاک کے داماد کی نسبت کیسی گستاخ ہین انشاء اللہ تعالی ہمارے پاس اسکا جواب نہین **اقول وبہ نستعین** ہمارے مخاطب صاحب بھی بات مین رفو کرتے ہین جیسا کہ ایک شخص دروغگو بات بنا کر کہتا تھا ہمراہی اوسکا رفو کرکے بات کو یقین کر دیتا جیسا کہ نقل مشہور ہی کہ دروغگو نے امیر کے روبرو کہا کہ مین شکار کو گیا تھا ہرن کے ایسا تیر مارا کہ اوسکا کھر اور کان توڑ کر نکل گیا۔ امیر نے اوسکو جھٹلایا ہمراہی رفوگر بولا کہ حضور کیا جای تعجب ہی مین بہی اوسوقت موجود تھا کہ ہرن کھر سے کان کھجلا رہا تھا کہ اس تیرانداز نے تیر مارا ایسا ہی قصہ مولف اظہار الہدے نے بنایا کہ حضرت کو یہ خبر نہین کہ کیا قصہ ہی کون راوی ہی کس کتاب مین مذکور ہی پس دیکھنی ہی دلسے مضمون تراشا کہ گویا مولف صاحب اوسوقت وہان ہی موجود تھے کہ ادہر تو تلوار پڑی اور ادہر بشارت گوش زد عدی کی ہوی اور پھر مولف صاحب کی اس دلیری کو ملاحظہ فرمایا جاوے کہ اصل قصہ سے اگاہ نہین اور روایت کو مستند قرار دیدیا اور یہ نہین سوچا کہ صد سالہ حکومت بنی امیہ مین ایسے روایات موضوعہ کا مشہور کیا جانا دشوار نہ تھا مگر ہمارے مخاطب صاحب نے بجای اصلیت پر غور کرنیکے اپنی دلی بخار کو نکالنا شروع کیا کہ شیعہ کیون بعد شہادت حضرت علی کا نام لیتے ہین اور تعزیہ پر کیون زیارت پڑہتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ جو لوگ خدا کی راہ مین

شہید ہوئے ہین وہ زندۂ جاوید ہین اونکو موت سی کیا علاقہ ہی وہ تو مثل زندونکی ہین بروئی کتب
اہل سنت اونکی اولی امتی شہیدون کا اونکی گہرون پر آنا اور رشتہ دارونسی ملاقات کرنا ثابت
ہی تو پھر ایسے شہدا اکابر دین کا زندہ ہونا اور اپنی علامون اور شیعونکی خبر لینا کیون تعجب خیز ہی
اور تعزیہ پر زیارت پڑہنا کیونکر بے معنی ہی مولف صاحب جو اس فقرہ پر برافروختہ ہوے
یا روح اونکی کسی مقام مناسب کو پرواز کر گئی اور اسکو تبرا قرار دیا یہ اونکے سمجھ کا فرق ہی مقام
مناسب داخل تبرا نہین ہان اگر مقام نامناسب درج ہوتا تو ایسا خیال کر سکتے تھی اور یہ مولف
کا فرمانا کہ انشا اللہ تعالی اس کا جواب ہمارے پاس نہین عجیب فقرہ ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ خداوند تعالی
نہین چاہتا کہ سنی لوگ تبرا کی تردید کر سکین پہر مخاطب صاحب کی کمال زیادتی ہی کہ جس امر سے
خداوند تعالی راضی ہو اوس سی وہ ناراض ہوتے ہین **قال الناصبی** صفحہ ۱۹۵ اوستاد۔
روح الامین اپکی مناقب مین بولا جاتا ہی اس فقرہ مین مولف کا اعتقاد ابن سبا کی مطابق
ہی کہ گویا حضرت علی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی کہ جنکا لقب جوہر اول ہی اوستاد ہین اگرچہ
مولف جناب امیر کو خدا اور رسول کا بھی کیون نہ اوستاد بتاوین نیابت جناب امیر
کی کسطرح سی ثابت نہین کر سکتے ہین **اقول** اگر اہل علم و فضل کے نزدیک ذریعہ افضلیت
علم ہی تو صریحا حضرت علی کی خلافت ثابت ہی اور اگر آپ جیسی عقلاء کے نزدیک جہل
ذریعہ افضلیت ہی تو وہ امارت جہلا آپکی ممدوحین کو ہی مبارک ہوا اور یہ بات قرآن
مین طے ہو چکی ہی کہ خدا تعالی نے جو آدم علیہ السلام کو فرشتون پر فضیلت دیکر خلیفہ
ارض مقرر کیا وہ بمحض علم کے امتیاز سے کیا کہ عند الامتحان حضرت آدم ملایکہ سے اعلم
ثابت ہوئے تو یہ صاف ہوگیا کہ صرف علم ہی ذریعہ افضلیت اور خلافت ہے اب جبکہ حضرت
آدم کل فرشتونسے اعلم ہوئے تو حضرت علی بدرجہ اولی اعلم ہوی کیونکہ ہم نے انوار الہدیٰ
مین بروایت صحیحہ اہلسنت ثابت کر دیا ہی کہ خداوند تعالی علم کے دس حصہ کئی جس مین سے
حصہ تو خاص حضرت علی کو عطا کئے اور دسوین حصہ مین تمام مخلوق الثانی ادمی سی لیکر

قیامت تک جو پیدا ہونی والی ہین اونکو دیا گیا بروایت ابن عباس ثابت ہی کہ حضرت علی اوس عشر مین بہی شامل ہین فاخرج ابو عمر عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطی ابن ابیطالب تسعة اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہم فی العشر العاشی آدم کا مسجود ملایک ہونا ثابت ہی اسلئے آدم ملایکہ سی افضل ہوی اور حضرت علی افضل ہین آدم اور شیث اور ادریس و نوح وابراہیم واسحاق ویعقوب وموسی وعیسی وداود والیشع سے ذکریا ویحیی سے بموجب حدیث ابوعقال کے کہ روایت کی ہی محمد بن یوسف گنجی نے اپنی کتاب کفایة المطالب مین ابو شعیب سی حدیث طولانی قال سأل ابو عقال النبی صلعم فقال یا رسول اللہ من سید المرسلین الیس آدم قد خلقه بیدہ ونفخ فیه من روحه وزوجه حوا امته واسکنه جنته فمن یکن فقال النبی صلعم من فضله اللہ عز وجل فقال شیث فقال افضل من شیث فقال ادریس فقال افضل من ادریس وهکذا قال علیه السلام هود وصالح ولوط وموسی وهارون وابراهیم واسمعیل واسحاق ویعقوب ویوسف وداود وسلیمان ایوب ویونس وذکریا ویحیی الیشع وذی الکفل وعیسی الی آخر الحدیث الطویل

پس جبکہ آدم مسجود جبرئیل ہین اور حضرت علی افضل ہین آدم سے اور فضیلت منحصر ہی علم پر تو حضرت علی کو اوستاد جبرئیل کہنا بہت درست ہوگا علاوہ اسکے شاگردے اوستادی کیسی جبرئیل کا راتون اونکی صاحبزادونکی گہوارہ جنبانی کرنا اور اونکے گہر مین چکی پیسنی ثابت ہی پہر شاگرد لوگ اوستاد کی اور کیا خدمت کیا کرتے ہین مگر انکو تو ناصبیت مناقب مرتضوی اچہی نہین معلوم ہوتے اور خدا اور رسول کا جاہلون تک کو اوستاد بنانی کا شیوہ تو اہل سنت کا ہی ہے کہ اگر رسول خدا اور فلان کی راے مین اختلاف ہوتا تو وحی مطابق راے فلان کے نازل ہوتی جیسے حضرت ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ اگر رسولخدا مجہسے ملتے تو بہت سے میری باتین اختیار کرتے ہمکو آپکی خلفا کی نسبت بلکہ

کے افترا ہونیکا دعوی نہین بلکہ یہ دعوی ہے کہ حضرت علی نایب رسول ہین اور بحمد اللہ کہ عقلاً ونقلاً ثابت کر چکے اور اوسکو تم بہی تسلیم کر چکے ہو کیونکہ انوارالہدی کا آپ نے جواب لکہا ہی اور صفات خلافت کا خلفاء ثلثہ مین موجود نہونا اور فقط حضرت علی اور ائمہ اہلبیت مین پایا جانا بذریعہ سکوت کے آپکو مسلم ہو چکا ہی۔ جوہر اول لقب حضرت جبرئیل کا آپ نے کس سے سیکہا ہی اور کس آیت اور حدیث سے اخذ کیا ہی جوہر اول نور مصطفوی و مرتضوی ہی اس اعتبار سے کہ تمام مخلوق اوسی نور سے پیدا ہوی ہی بشہادت حدیث اول ما خلق اللہ نوری و انا وعلی من نور واحد قال الناصبی صفحۂ الصفا مین ہی کہ شب معراج مین حضرت نے عرش پر لکہا ہوا دیکہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی مولف نے آیۃ ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکے بجاے روح القدس کے بعلی بنایا ہی اگرچہ غیر فصاحت سے جملہ موضوعہ ابن سبا کا بطلان کرتی ہی مگر ہم دوسری طرز پر جملہ مذکورہ کی تکذیب کرتے ہین دیکہو جناب باری جا بجا اپنی کلام مین فرماتا ہی کہ مہاجرین و انصار نے رسول اللہ کی جان و مال سے ہی مدد کی چنانچہ از جملہ مہاجرین ایک حضرت علی ہی ہین پس تخصیص ایدناہ بعلی کی کیونکر ہو سکتی ہی اسصورت مین تو تکذیب کلام الہی کی ہوتی ہی پس جملہ ایدناہ بعلی یقیناً جعلی ہی۔

بیت

سیکڑون شہر دیکہہ ڈالے ہین
تیری صورت کا پر ملا نہ کوی

اقول وبہ نستعین مولف نے دو طرح پر تردید اس حدیث کی کی ہی۔ ایک یہ کہ فقرہ ابن سبا نے اوسکو موضوع کیا ہی اور دوسری یہ کہ آیات قرانی کے خلاف ہی صورت اول کی نسبت تو پیشتر ہی ہم انوار الہدی مین لکہہ چکے ہین کہ تمام احادیث و روایات جو اس کتاب مین درج ہین بالخصوص مرویہ اہل سنت و جماعت ہین ہمکو یہ خبر نہ تہی کہ وہابی لوگ اکابر علماے اہلسنت کو ابن سبا کے مرید سمجہتے ہین یا ایسی چالاکی کرتے

ہین کہ اپنی استدلال کے وقت تو اونکو پیشوا اور امام قرار دیتی ہین اور دوسرونکی
مقابلہ پر اونکو ابن سبا کے گروہ سے تعبیر کرتے ہین اس سی معلوم ہوا کہ خود مخاطب صاحب
بہی ابن سبا ہی کی گروہ مین ہین مگر بعض اوقات تو بذکر اس سی گریز بہی کرتے ہین ۔
مخاطب صاحب نی جو دفعتًا اس حدیث کو موضوعات ابن سبا لکھدیا اسکی وجہ صرف یہ
ہی کہ اپنی مذہب کی کتب سے خبردار نہین خود علم حاصل نہین کیا کسی عالم کی صحبت نہین ملی
جو سننے کا اتفاق ہوتا اور خدا کی قدرت سی ہر ایک جاہل سی جاہل سنی کو یقین ہوتا ہی
کہ جن امور کا ہمکو علم ہی وہ ہی ہماری کتب مین ہین اور جن امور کا ہمکو علم نہین یا جو باتین
ہمنی نہین سنی اونکا کچھہ وجود کتب مین ہی نہین ہی اور جہالت کی دلیل ہی خاص یہی
ہی کہ باوجود بی علمی کے یہ دعوے ہو کہ تمام احادیث اور کتب پر ہمکو عبور ہی اور یہ کچھہ مخاطب
صاحب پر ہی منحصر نہین ہی بلکہ عوام اہل سنت کا یہی حال ہی کہ باوجود اسکی کہ فقط کچھہ برائے
نام فارسی پڑہی ہوی ہین عربی سے واحد شاہد نہین کتب مستندہ کا پڑہنا درکنار عمر بہر
اونکی نام کبہی نہین سنے مگر یہ ادعا ہی کہ جو بات اونکو معلوم نہین ہی وہ کتب مین ہی
نہین ہی اسی جہل مرکب مین ہمارے مخاطب صاحب گرفتار ہین کہ ایسی بڑی مشہور معروف حدیث کو جسکو
صدہا اکابر علماء و فضلا اہل سنت نے روایت کیا ہی بلا خوض و فکر یہ لکھدیا کہ مولف
آیتہ ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکے علی کا نام لکھدیا اور کتب اہل سنت مین اسکا
کچھہ وجود نہین وجہ اس مبادرت مولف اظہار الہدے کی یہ معلوم ہوتی ہی کہ ہمنے اس حدیث
کو فقط سرسری طور سے بغیر اسناد اسلئے درج کیا تہا کہ حدیث نہایت درجہ مشہور و معروف
ہی مگر چونکہ مخاطب صاحب علم سے تو بہرہ نہین رکھتے اوسکی سرسری اندراج کو محمول
بوضع کر لیا اور طرفہ یہ ہی کہ اپنی بی علمی اور نادانی سے ایک بڑی جماعت اکابر فضلا
اہل سنت کو گروہ ابن سبا مین داخل کیا اب ہم ناظرین با انصاف کے روبرو ثبوت
اس حدیث صحیح اور مشہور کا پیش کرکے مولف اظہار الہدے کی نسبت فتوی طلب کرتے

ہین قاضی عیاض جی کہ اکابر فضلا اہل سنت سے ہین اپنی کتاب شفا فی التعریف حقوق المصطفی
مین لکھا ہی روی ابن قانع القاضی عن ابی الحمراء رض قال قال رسول اللہ
لما اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
ایدناہ بعلی ترجمہ روایت کے ابن قانع قاضی نے ابی الحمراء سے کہ کہا اونسے فرمایا۔
رسول اللہ صلعم نے کہ جب بوقت معراج آسمان پر گیا تو عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ
الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدناہ بعلی ابن مغازلی نے کتاب المناقب مین بعد
سب اسناد لکھتے ہین قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لما اسری الی السماء
رایت علی ساق العرش الایمن انا وحدی لا الہ غیری غرست جنة
عدن بیدی محمد صفوتی وایدناہ بعلی یعنی ساق ایمن عرش پر بعد نام محمد
ایدناہ بعلی ثبت ہے اخطب خوارزم نے بھی یہی روایت کی ہی محب طبری - کتاب
ریاض البصرة مین لکھتے ہین عن ابی الحمراء قال رسول اللہ لیلة اسری بی الی السماء
نظرت الی ساق العرش الایمن فرایت کتابا عن یمینہ محمد الرسول اللہ۔
ایدناہ بعلی ونصرتہ بہ خرجہ ملاء فی سیرتہ اسمین ایدناہ بعلی کے بعد
ونصرتہ یہی ہے الخ عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلعم فاذا الطائر
فی فمہ لوزة خضراء فالقاہ فی حجر النبی صلعم فاخذ النبی فقبلها ثم کسرها
فاذا فی جوفها ورقة خضراء مکتوب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
نصرتہ بعلی خرجہ ابو الخیر القزوینی یعنے حضرت عبد اللہ ابن عباس کہتے ہین
کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس ہے ایک طائر آیا جسکی مونہہ مین ایک بادام سبز تہا اوس طایر
نے اوس بادام کو حضرت صلعم کی گود مین ڈالدیا انہون نے اوسکو بوسہ دیا اور توڑا تو اوسکے
اندر ایک برگ سبز نکلا جس مین مرقوم تہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نصرتہ بعلی محمد بن یوسف زرندی نظم درر السمطین مین ساق عرش پر بعد آنحضرت

ایدناہ بعلی لفرقتہ یہہ لکہا ہونا درج کرتے ہین اور دوسری روایت موافق روایت
ابن المغازلی کی لکھتے ہین شہاب الدین احمد کتاب توضیح الدلایل مین لکھتے ہین عن وہب
بن منبہ انہ مکتوب علی ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدناہ
ولفرتہ بہ رواہ الحافظ ابوبکر الخطیب وعن ابی حمس محمد رسول اللہ
وایدناہ بعلی ولفرتہ بہ رواہ الطبری وخرجہ ملا فی سیرتہ و میر یزند
سعید گازرونی کتاب منتقی مین لکھتے ہین روی ابن قانع عن ابی الحمراء خادم
رسول اللہ صلعم لما اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الہ
الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدناہ بعلی ولفرتہ بہ شیخ جلال الدین
سیوطی کتاب درمنثور مین لکھتے ہین اخرج ابن عدی وابن عساکر عن انس
رایت علی ساق العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدناہ
بعلی ولفرتہ بہ ایضاً یعنی سیوطی کتاب خصائص مین روایت ایضاً نقل کرتے ہین
احمد بن فضل بن محمد کتاب وسیلۃ المال عن ابی الحسن الخ میر محمد بدخشانی
کتاب مفتاح النجات مین روی ابن عساکر عن ابی الحمراء الخ - طبرانی فی الکبیر عنہ
شاہ ولی اللہ فی ازالۃ الخفاء عن انس قال قال رسول اللہ لما عرج بی رایت
علی ساق العرش مکتوباً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدناہ بعلی واضح ہو کہ شاہ
ولی اللہ سے زیادہ فضایل اہلبیت کا پوشیدہ کرنا دوسرا کسی نہیں ہے عالم مگر اس حدیث کا
اظہار انہون نے بھی کیا ہے سید علی ہمدانی مودت القربی مین لکھتے ہین کہ صخرہ بیت المقدس
وسدرۃ المنتہی اور عرش پر لکھا دیکھا شیخ سلیمان قندوزی کتاب ینابیع المودت
مین لکھتے ہین بطرق متعدد کتاب الشفا اور شرح کبیرت احمر سے لکھے ہین موید اس
حدیث کی دیگر احادیث بھی ہین ازانجملہ ابواب جنت پر مرقوم ہونا لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ علی اخو رسول اللہ وعلی ولی اللہ وعلی حبیب اللہ پیدائش

زمین و آسمان سے دو ہزار برس پیشتر ابن المغازلی کتاب المناقب میں عن جابر بن
عبد اللہ سمعت رسول اللہ یقول مکتوب علی باب الجنۃ قبل ان یخلق اللہ
السموات والارض بالف عام محمد رسول اللہ و علی اخوہ ابو المؤید خطیب خوارزم
عن طریق الطبرانی عن جابر ایضاً ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی
کتاب ہدایت السعداء ایضاً شہاب الدین احمد توضیح الدلایل علی ترجیح الفضایل میں فی
باب الرابع عشر عن جابر ایضاً رواہ الصالحانی باسنادہ الی الحافظ
ابی بکر بن مردویہ رواہ الحافظ ابوبکر الخطیب عن جابر عبد الرحمن صفوری
نزہۃ المجالس عبد الوہاب تفسیر انوری محمد صدر عالم معارج العلی مرزا محمد بدخشانی
مفتاح النجا محمد بن یوسف زرندی۔ نظم درر السمطین میں لکھتے ہیں کہ ہر بہشت دروازہ
بہشت پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ شہاب الدین
توضیح الدلایل میں حدیث طویل ابواب جنان پر مرقوم ہونا کلمہ مندرجہ بالا مع عبارات دیگر
درج کرتے ہیں سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ میں پیشانی ملک پر لکھا ہے اید اللہ محمد بعلی
لواء حمد پر مکتوب ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ شہاب الدین احمد
توضیح الدلایل بحروف ذہب بہشت پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ
ابو المؤید خوارزمی کتاب المناقب محمد نبی الرحمۃ علی مقیم الحجۃ و بعد کلمہ توحید علی حبیب اللہ۔
اخطب خوارزم لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی مقیم الحجۃ ہمین ہر دو کتف فرشتگان حامل
لکھا ہے بعد کلمہ توحید لفظ علی الوصی یا علی وصی اللہ جناح جبرئیل پر مرقوم ہے شہاب الدین احمد
توضیح الدلایل میں لکھتے ہیں عن ابن مسعود مکتوب علی العرش محمد نبی الرحمۃ
علی مقیم الحجۃ ومن عرف حق علی زکا و طاب ومن انکر حقہ لعن و خاب اقسمت بعزتی
وجلالی ان ادخل الجنۃ من احبہ وان عصانی واقسمت بعزتی وجلالی
ان ادخل النار من عصاہ وان اطاعنی رواہ محی السنۃ الصالحانی

من کتاب الاربعین مصنفہ اخطب خوارزم ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سی کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ عرش پر لکھا ہی لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ اور جس نی پہچانا حق علی کا وہ پاک و طیب ہی اور جس نے اوسکے حق کا انکار کیا وہ ملعون و مردود ہی اور قسم ہی مجھہ کو اپنی عزت اور جلال کی کہ مین اوسکے دوست کو جنت مین داخل کرونگا اگرچہ اوسنے میری نافرمانی کے ہو قسم ہے مجھکو اپنی عزت و جلال کی کہ جس نی اوسکی نافرمانی کی ہی اور اوسکو جہنم مین داخل کرونگا اگرچہ اوسنی میری فرمانبرداری کی ہو۔ روایت کی اسکی محی الدین الصالحانی نے کتاب الاربعین اخطب خوارزم سے۔ اب ناظرین با انصاف سی امید ہی کہ ان روایات اور استاد علماء اہل سنت کو ملاحظہ فرماکر فتویٰ دین کہ مولوی جہانگیر خان صاحب بموجب روایت نمبری ۵۴ مصداق من انکر حقہ کی ہوی یا نہین اور اسکا بھی انصاف کرین کہ یہ حدیث مین نی ہی اپنی طرف سی ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکی بنا دی ہی اور علمای اہل السنن نی کبھی اس حدیث کو نہین لکھا یا یہہ حدیث نہایت درجہ مشہور احادیث مرویہ اہل سنت سی ہی اور اس امر کو بھی قرار دین کہ اکابر علمای مندرجہ بالا بحسب قول مولف اظہار الہدے گروہ ابن سبا مین داخل ہوی یا نہین۔ حضرت مخاطب صاحب اگر ہمکو پہلے سے یہ خبر ہوتی کہ علمای مندرجہ بالا ابن سبا کی مریدین تو ہم ہرگز اونکی قول پر اعتبار کرتے تھے تو اونکو اکابر علماے اہل سنت سمجھہ رہے ہی اب اون بزرگون کی نسبت جو کچھہ مرضی ہو۔ دوسری وجہ تردید اس حدیث کی فاضل مخاطب نی یہہ لکھی ہی کہ آیات قرآنی مین مہاجرین و انصار کی مدح کی ہی اور حضرت علی بھی منجملہ مہاجرین کے ایک شخص تھے پھر اونکی خصوصیت تائید نبی نی کیا ہی اگرچہ یہ اعتراض خود ہی مخاطب صاحب کی علم و فضل اور ایمان و دیانت کو ظاہر کرتا ہی لیکن اس اعتراض کی تردید اوایل کتاب مین بکمال قرآنی بسط و تشریح کے ساتھہ ہو چکی ہی کہ تمام غزوات اور معارک مین مثل حضرت علی کے کسی نی دین خدا کی مدد نہین کی ایران توران فتح کرنیوالے اصحاب دبا کر فرار ہو جاتے تھے

بدر احد خندق خیبر حنین وغیرہ معارک کے حالات کتب سیر تواریخ مین ملاحظہ کرکے اطمینان کرلیجے کہ اونسے بہی یہی ثابت ہوگا کہ سواے علی مرتضے کے دوسرا کوئی شخص موید دین آلہی نہین ہے پس ایسی حدیث صحیح اور متواتر کو یقیناً جعلی کہنا ایسی ہی شخص کا کام ہے ورنہ دوسرا شخص یہ تو ضرور خیال کرتا کہ اگر فریق ثانی اسکا ثبوت پیش کرکے اصلی اور صحیح ثابت کر دیگا تو پھر چار آدمیون کیطرح موہنہ نہ دکہا ئینگے ۔

قال صفحہ ۱۲۴ مین ہے کہ نائب برحق علم قرآن وسنت وحل مسایل وقضایا مین بدرجہ اتم کمال رکہتا ہو کبہی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو ۔ اس تمہید کی تشریح مولف نے صفحہ ۱۳۹ تک کی ہے جسکا خلاصہ یہی ہے نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) کہ خلفاء راشدین نہ علم قرآن رکہتے تہے نہ سنت پر چلتے تہے اور نہ مسایل حل کر سکتے تہے اور نہ کبہی داد دیکہی تہی مگر جناب امیر مین یہ سب کمال تہے ۔

اقول ہمنے انوار الہدیٰ مین اس بحث کو بہت طول کے ساتہہ لکہا ہے اور کتب اہل سنت سے اس بیان کو بخوبی ثابت کر دیا ہے مگر مولف انہار الہدیٰ اوسکی تردید سے بالکل قاصر رہی نہ تو انہون نے اس صفت پر یہ اعتراض کیا کہ خلیفہ مین اسکا ہونا ضرور نہین نہ یہ ثابت کیا کہ یہ صفات فلان فلان وجوہ سے اصحاب ثلثہ مین موجود ہین بلکہ اصحاب ثلثہ کی نا قابلیت کو مجبوراً تسلیم کرکے مفصلہ ذیل بیہودہ اور لغو اعتراض حضرت علی پر کئے ۔

قولہ علیہ وما التحفہ ہم کہتے ہین کہ جب باعتقاد شیعان جناب امیر نے اپنے جمع کئے ہوے قرآن کو گم کر ڈالا اور تمام عمر قران عثمانی کی تلاوت کرتے رہے اور اپنی اولاد کو تلاوت کرائی ہی تو پہر آپ مین صفت علم قرآن کی کیا پائی گئی جسپر مولف کو گو نہ ناز ہے بلکہ ایسے عقیدہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر سے بڑہ کر کوئی گنہگار نہوگا کیونکہ انہون نے اپنی خلافت کے زمانہ سے لیکر قیامت تک بندگان خدا کو گمراہ رکہا ہیں جسقدر کہ بامعصیت مثل کفر و شرک وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب جناب امیر کے سر رہا اب سنت کا حال سنئے کہ جناب شیر خدا مرتے مرگئے مگر انہون نے خلاف سنت اصحاب ثلثہ کے کوئی کام نہین کیا اور نہ اپنی اولاد کو کرنے دیا معصومین منصب

کہ بانی سنت سزاوار ہین یا وہی منصب کے سزاوار پیرو سنت ہی ثابت ہوے پس مولف کا ہجو یا نگیر نیست کہنا محض تعصب ہے **اقول** مولف نے اس خیال سے کہ ناظرین کتاب کی طبیعت اس واہیات اور ہزلیات مین متوجہ ہو جاینگے اور اوسکو یہ امر یاد نرہیگا مولف اظہار الہدی پر کس امر کے تردید اور کس امر کا اثبات کرنا واجب تہا تو مین عہدہ جواب سے باہر ہو جاونگا لیکن اسی طرح دم دبانے سے کب کام نکلتا ہے یہ توضیح ثابت ہو گیا کہ واقعی مولف اظہار الہدی تردید مطالب انوار الہدے مندرجہ صفحت ششم سے عاجز ہوے۔

اب ہم مخاطب صاحب کو اونکے ہذیان کا جواب دیتے ہین۔ اوّل یہ فرماے کہ آپکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت امیر نے اپنے جمع کئے ہوئے قرآن کو گم کر ڈالا کیا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عثمان نے زید بن ثابت کے جمع کئے ہوے قرآن کو تمام مملکت اسلام سے منگا کر جلوا دیا اور لقب نعثل یہودی ام المومنین سے پایا کیا آپ اسی امید مین ہین کہ وہ قرآن گم ہو گیا دیکھیے انشاء اللہ بہت جلد وہ قرآن ظاہر ہوتا ہے اور ایک ایک کے چوتڑ دو بیر تسمہ اور چابک مار کر یاد کرایا جایگا وہ قرآن گم نہین ہو سکتا اوسکی حفاظت کا وعدہ خدا نے فرمایا ہے وہ قرآن وہ ہی جو حضرت علی نے امام حسن کو سپرد کیا تہا اور امام حسن نے امام حسین کو دیا اور امام حسین نے حضرت امام زین العابدین کو دیا الیٰ اسیطرح تا آنحضرت قائم آل محمد پہونچا پہر حضرت علی کی نسبت گم کر دینے کا الزام آپ کسطرح لگاتے ہین رہا اجرا اوسکا یہہ امت کی اختیاری امر تہا کہ امام کا یہ کام تہا کہ بعد جمع کرنے قرآن کے آپ بحیثیت وصیت رسول اوس قرآن کو مسجد نبوی مین لائے اور امت کے روبرو پیش کیا مگر امت ناہنجار نے براہ شقاوت ازلی قرآن کے لینے اور اوسپر عمل کرنے سے انکار کیا۔

پہر آپ ہی فرمائین کہ امام کا کیا قصور ہے حضرت مسیح اور انجیل کو یہودیون نے براہ شقاوت قبول نکیا حضرت یحییٰ کا کہنا نمانا حضرت نوح کو مجنون کہا تو کیا اسکا گناہ اون انبیا علیہم السلام پر ہے یا امت نابکار پر۔

اب طرفہ یہ ہے کہ آپ امتیون کی خطاؤن کو امام پر لگاتے ہین اور خدا سے بالکل شرم نہین کرتے

اس تمام سرکشی اور عصیان است کا مظلمہ تو حضرت عمر پر ہی کہ ثقلین کے منکرون کے رئیس وہ ہی ہین یعنی منجملہ ثقلین کے اہلبیت پیغمبر سے تو پیغمبر کے مونہہ پر ہی انکار کیا اور حسبنا کتاب اللہ کہا اور کتاب اللہ سے حضرت امیر المومنین کی حضور مین انکار کیا کہ انکی تمام معتبر کتب سیر واحادیث مین دونون واقعی اظہر من الشمس ہین جناب امیر اور انکی اولاد کو تلاوت اس قرآن کی کیا حاجت تہی تمکو نہین معلوم کہ تمہاری کتب معتبرہ مین درج ہی کہ جب صفین مین مخالفین نے نیزون پر قران باندہ کر دونون لشکرونکے بیچ مین کہڑے کئے تو اپنی فرمایا کہ ای احمقو یہ قران جسکو تم نیزونپر رکہے ہوے ہو قرآن صامت ہی اور مین قرآن ناطق ہون پہر آپ ہی انصاف کرین کہ قران ناطق کسطرح قرآن صامت کا محتاج ہو سکتا ہی علاوہ اسکے انوار الہدی مین ہم نے شواہد النبوت سی روایت لکہی ہے کہ جب آپ گہوڑے پر سوار ہوتے تو رکاب مین پیر دیتی تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور جب دوسری رکاب مین پیر پہونچتا تو تمام قران کے تلاوت ختم فرماتے کیا انکو ہی مثل اپنی خلیفونکی سمجہہ لیا ہی کہ بارہ برس تک سورہ بقر پر محنت کی اور یاد نہوی اسی خیال سے اوسکی نسبت ہی گمان کر لیا کہ امتیون کی مانند وہ ہبی قرآن دیکہہ دیکہہ کر پڑہتے ہون گے اور اس لئی انکی صفت قرآنی کی منکر ہوے تہے تعجب یہ ہی کہ اگر آپ کو مذہب سے معلومات نہین ہی تو کیون یہہ کتاب لکہہ کر ایمان اپنا خراب کیا یہ اعتراض ہی آپکا محض ناواجب ہی کہ حضرت علی نی اپنی خلافت سی لیکر قیامت تک بندگان خدا کو گمراہ رکہا اسمین انکا کیا قصور ہی بلکہ آپ لوگون کا ہی قصور ہی حضرت علی سے لیکر تا بامام یازدہم ہر وقت موقع کے منتظر رہی کہ جب کبہی اونہین اجتماع مردم ہو اجرا اوس قرآن کا کیا جاوے لیکن اجتماع مردم صرف امام دوازدہم پر معتقد ہی اسلئے اوسکا اجرا بہی اونہین پر منحصر رکہا گیا باقی نماز روزہ حج وزکوۃ ضروریات دین اس قرآن مین موجود ہین یہ آپکو بہی خوب معلوم ہی کہ اجرا قرآن بغیر کامل اجتماع مردم محال ہی اور

اور کامل اجماع نہ خلافت مرتضوی پر ہوا نہ بعد اوسکی دیگر ائمہ پر ہوا ہان اگر اجرا مذہب تشیعہ عام مسلمانون پر ہوجاتا تو البتہ اجرا قران ممکن تہا لیس ثابت ہوا کہ اوس قران کے جاری نہونے سے جسقدر کہ بار معصیت مثل کفر و شرک وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب جناب عمر فاروق کی سر پر رہا۔ اب مخاطب صاحب کا یہ قول کہ جناب شیر خدا مرتے مرگئے مگر انہون نے خلاف سنت اصحاب ثلثہ کا کوئی کام نہین کیا اس قول سے تو میرا یہ قول ہی نہایت درجہ باقوت ہی کہ شیخین مرتے مرگئے مگر بدعت سے باز نہ آئی کیونکہ آپ اپنی قول کو اپنی مذہب کی کتابون سے ہی ثابت کر سکتے نہین اور مین اپنی قول کو آپکی مذہب کی کتابون سے ثابت کر سکتا ہون دیکہیے حضرت علی کبہی رسول اللہ کو معرکہ جنگ مین تنہا چہوڑ کر نہین بہاگے حضرت علی نے کبہی حضرت کی نبوت پر شک نہین کیا حضرت علی نے کبہی رسول خدا کی عدول حکمی نہین کی حضرت علی نے عقبہ رسول اللہ کے سواری پر حملہ نہین کیا حضرت علی نے جیش اسامہ سے تخلف حکم نبوی نہین کیا حضرت علی نے بیماری مین رسول خدا سے مخالفت نہین کی کہ اپنی پاس سے نکلوا دیا ہو حضرت حضرت علی جسد اطہر کو بے غسل و کفن چہوڑ کر طلب خلافت مین نہین چلے گئے حضرت علی نے کسیکا حق غصب نہین کیا حضرت علی نے حکومتونکے وعدہ کر کر لوگونکو اپنی طرف رجوع نہین کیا حالانکہ طلحہ و زبیر سے مخالفت اسی بات مین ہوی حضرت علی نے کبہی خلفاء و منافقین کو حکومت مومنین پر مقرر نہین کیا حالانکہ معاویہ کا فساد اسی وجہ سے ہوا حضرت علی نے اپنی خلافت جمانے کے لئے بہانہ اہل حرم گہر مین بیٹہی ہوی پر فوج کشی نہین کے حضرت علی نے بمخالفت قرآن کسی حلال شے کو حرام نہین کیا حضرت علی نے کبہی ارتکاب بدعت نہین کیا حضرت علی نے کبہی مجنونون سی قصاص لینے کا حکم ندیا حضرت علی نے کبہی حاملہ پہ رجم نہین کیا حضرت علی نے کسیکی حد و قصاص مین رعایت نہین کی حضرت علی نے کسیکی بیت المال کا روپیہ زانیونکے عیوض مین دیت نہین دیا حضرت علی نے مثل از وقت روزہ افطار کرنیکا حکم دیکر مخالفت قرآن کی نہین کی حضرت

علی نے ثعلبہ بن حاطب سے زکوۃ نہین لی حضرت علی نے کسی طرید رسول کو بلوا کر اپنا مشیر نہین کیا حضرت علی نے کبھی قسم جھوٹی نہین کہائی حضرت علی نے کبھی ایسا نہین کیا کہ زید کو بجائے عمر حاکم کرکے بھیجا اور عمر کو لکھ بھیجا کہ اسکو مار ڈالنا حضرت علی نے کبھی بت و اصنام کی پرستش نہین کی پھر آپ کس ذریعہ سے کہتے ہین کہ حضرت علی نی کبھو مرتے مرگئے اور سنت شیخین پر ہی چلتے رہے مگر یوم شوری کی تقریر بھول گئے۔ ہے کوئی ایسا۔ یا تھا کوئی ایسا۔ یا ہوگا کوئی ایسا۔ کہ خلافت کی پرواہ نکرکے صاف جواب اہل شوری کو دے کہ مین ہرگز شیخین کے طریقہ پر کہ بدعت سیئہ ہے نہین چلونگا اور دوسرا اگرچہ ایسا وعدہ نکرسکا مگر طمع خلافت سے سنت رسول کو چھوڑکر بدعت شیخین پر چلنے اور عمل کرنیکو راضی ہوگیا۔

اب فرمائیے کہ آپکی اطمینان بھی ہوئی اور ثابت بھی ہوگیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے کبھی سیرت شیخین پر عمل نہین کیا او شیخین تا زیست مخالف سنت رسول اللہ او مرتکب بدعات رہے چنید شیخین نظیر آئین نے لکھی ہین اگر ذرا غور کے ساتھ اس معاملہ کو لکھا جاوے تو آپکے اصحاب ثلثہ کے بدعات آپکی اظہار الہدے سے سہ چند ضخامت پر مرقوم ہے۔

قال علیہ ومالیتحفہ اب مسایل ذاتی جناب مظہر العجایب کی بھی قابل غور ہین کہ الجناب نے باوجود کثرت ثواب کبھی تا زیست متعہ نکیا اور اپنی اولاد کو کرنے نہ دیا مگر اپنی محبون کو وصیت کر گئے کہ معراج شیعان پاک کو اسی نردبان چوپایہ کے ذریعہ سے حاصل ہوگی قیامت تک مومنین و مومنات ایسے مسایل اپنی قوم مین جاری رکھین تاکہ درجہ بدرجہ خاتم المرسلین تک ہر ایک فاعل اور مفعول کو ملے **اقول** جناب امیر علیہ السلام نے کبھی متعہ کو منع نہین فرمایا چنانچہ اہلسنت کی کتب مین مندرج ہے کہ حضرت علی اور عبد اللہ ابن عباس حکم جواز متعہ کا دیتے تھے اور کرنا انکا متعہ کا منحصر بر ضرورت ہے اگر باوجود ضرورت کوئی شخص متعہ کو ناجائز سمجھکر متعہ سے باز آوے تو سخت گنہگار ہے اور اگر بے ضرورت متعہ کو حلال جانکر کرے بھی تو بھی فضول بات ہے اور بعند الضرورت احیاء سنت نظر کرکے بے متعہ کرکے تو اتنا بڑا ہی ثواب ہے جتنا اوسکے حرام کرنیوالے کی گردن پر عذاب او یہ تو آپ سمجھے ہونگے کیسے

[illegible]

بے شک ابو شحمہ کے زمانہ کے چوپایہ کے مخرج سے بہتر ہی اور مساجد کے اندر جو آپ لوگ خسر بغداوی بنے اور بنانے ہین تو اس پنج شاخہ پل صراط سے نزدیک شیعہ سے بہتر ہی البتہ ام خارجہ اگر بجای نکاح متعہ کرتے تو گنہگار نہوتے ایک ایک عدت مین بیس بیس او سے نکاح کر ڈالے متعہ کے بند ہونے کی داستان عجب لطف خیز ہے اپنی گہر کا تو بندوبست ہو نہ سکا دوسرونکو مثل اپنے بنانے کے لئے امتناع متعہ کیا گیا مگر بفضلہ اشراف و مہاجرین و انصار نے کوی مرتکب افعال قبیحہ کا نہوا چونکہ بلاے ممانعت کی فتح کرنے مین ثواب عظیم ہے ورنہ فعل جایزی کرنا او نکرنا ہر شخص کی ضرورت پر منحصر ہے لیکن مجھے یہ تعجب ہے کہ جناب مظہر العجایب کی مسئلہ دانی پر اتنی کیا سقم عاید ہوا اگر سقم عاید ہوتا ہے تو حضرت عمر کی مسئلہ دانی پر عاید ہوتا ہی کہ اونکو اسقدر بہی علم نہ تہا کہ یہ سمجہتے کہ متعہ کے بارہ مین کوی حکم خدائی نازل ہی ہا نہین یا فقط رسولخدا نے اپنی ہی اختیار سے عند الضرورت لوگونکو اسکی اجازت دی ہی کیونکہ اگر یہ معلوم ہوتا کہ بموجب آیۃ قرآنی متعہ حلال اور دیدہ و دانستہ حکم خدا کے مخالفت کرکے اوسکو حرام قرار دیا تو اس فعل سے تکفیر لازم آتی ہی اور اگر اونکو اسکا علم نہین ہوا تو فقط مخالفت حکم نبی کی وجہ سے عاصی ہوی مگر مسئلہ دانی آپکی ظاہر ہوگئی اور غالبا اونکے محب اسی شق اخیر کو اختیار کرینگے کہ دیگر مسایل مین بہی اونکی ناواقفیت قرآن و سنت سے ظاہر ہو چکی ہے جیسا کہ ایک مرتبہ حاملہ کے رجم کردینکا حکم دیا اور ایک مرتبہ مجنون سے قصاص کا حکم دیا کہ جس پر مفتی برحق نے روکا اور خلیفہ صاحب نے فرمایا ۔

لولا علی لهلك عمر ۔ یعنے اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تہا ۔ عجب امام ایسے ہوتے ہین امت کیسے ہی سرکش اور گمراہ ہوجاوے مگر امام اوس حالت مین ہی رحمت اور رافت ہی باز نہین رہتے اور اگر اسپر بہی امام کے شکر گذار نہون تو فاولئك هم الظالمون کے مصداق ہین ۔

قولہ دوسرا مسئلہ یہ کہ خود تو جناب نے علی الدوام غسل الرجلین فرمایا لیکن شیعونکو منع کرگئے کہ شیعونکے لئے کسیطرح سے درست نہین ہے کہ پاون دہونا افضل سمجہے خود را فضیحت و دیگری را نصیحت

اقول یہ قول تو اپنی برعکس لکھا جو در افضیحت و دیگرے را نصیحت تو ایسی حالتین کہتی ہین کہ جیسے بعض منافقین صحابہ رمضان شریف مین گہر کی اندر بیٹہکر دن کو طعام زہر مار کرتے ہین اور باہر اکر لوگون پر روزہ کی تاکید کرتے ہین خود ایک حبہ زکوۃ کا ندیتی دوسرونسے جبرًا وصول کرتے ہین دلوئین لات وعزی زبان پر سبحان ربی الاعلی کیسی کی خوبصورت عورت دیکہے شوہر کو اوسکے مرتد قرار دیکر مار ڈالا اور رات بہر عورت سی عیش اوڑاوین اور دوسرونکو زنا کی سزا سے ڈراوین اپ گہر پر قرابہ شراب کے اوڑاوین باہر متقی بنجاوین جناب امیر نے کبہی اس قسم کے افعال نہین کئے کہ آپکا یہ مقولہ کہ خود را فضیحت و دیگری را نصیحت درست سمجہا جاوی اور علاوہ اسکے حضرت علی نے کبہی مخالفت حکم خدا و رسول کے نہین کی جو مسئلہ وضو مین کرتے جنہون نے مخالفت حکم خدا ہمیشہ کی ہی انہون نے ہی اس مسئلہ مین مخالفت کی ہی وضو مین غسل رجلین بدعت سیئہ ہی اور کل بدعۃ ضلالۃ حدیث مشہور ہی حضرت نے تمام روایات کی جو زمانہ ثلثہ مین جاری ہوگئین نہین اپنی شیعونکی لئی سخت ممانعت کی ہی مخالفین کو افعال اور اعمال اہلبیت کی کیا خبر ہی اونکی فقہ مین اونکی مسایل کا ذکر نہین ہی اور اگر احیانًا کسی موقعہ پر ذکر ہوا ہی تو صاف یہہ درج ہی کہ مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اور مذہب علی اور اونکی شیعونکا ہم سے علاقہ نہین رکہتا پہر مخاطب صاحب کو کس ذریعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ہی نعوذ باللہ مثل اصحاب ثلثہ مرتکب بدعت غسل قدمین کے ہوتے تہے اور غسل قدمین بدعت سیئہ ہی ہی بدتر ہے اور بوجہ مخالفت حکم آلہی درجہ تکفیر کو پہونچی ہوئی ہی اسلئے حضرت علی نہ خود اسکے مرتکب ہوئی نہ اپنی اشیاع و اتباع کو اسکی اجازت دی قولہ علیہ وما ینتحلہ ابن سنی کیفیت انکی قضایا کی کہ یہ امر شیعونکی معتبر کتب سی ثابت ہی کہ جناب امیر کے ہی زمانہ مین تمام مفسدات و مکروہات پیدا ہوے اور کیا شہری اور کیا لشکری سب مین بدنظمی پہیل گئے تہا سے ملک مقبوضہ خلفاے ثلثہ آپ ہاتہہ سے دے بیٹہے باعتقاد شیعیان یہ صفت بہی جناب امیر

کی بدرجہ اتم کامل ہونی کی ہی پہر بہی مرغے کی ایک ٹانگ رہیگی تقیہ کا بہلا ہو جو بیچارہ ائمہ کا ایمان
بچا لیتا ہے ورنہ شیعون نی اماموں کو مرتد اور کافر اور مشرک اور منافق بنانی مین
کچہہ بہی کمی نہین رکہی عیاذا باللہ اقول یہہ وہی نقل ہوئی کہ اندہی گاوین اور بہرے
بجاوین کجا ذکر انفصال قضایا و اجتہاد کجا بیان معتقدات و مکروہات باغیان و
منافقان امت ۔ اگر براہ بی سعادتی عائشہ و طلحہ و زبیر نے امام وقت سی نکث بیعت
کرکے بغاوت کی اور ملک عراق مین شور و شغب برپا کی یا معاویہ غاویہ نی براہ شقاوت
ملتی خطا و بغض مملکت اسلام مین فساد برپا کیا یا ذوشدیہ وغیرہ اشقیا نی فرزند خیر الخلق کی مخالفت
پر کمر باندہی تو امام کے انفصال قضایا اور اجتہاد مین کیا نقص پیدا ہو گیا بحث انوار الہدی
مین یہ ہی کہ خلفاء ثلثہ نہ علم قرآن جانتے تہی نہ سنت رسول سے واقف تہی نہ انفصال قضایا
کر سکتے تہی نہ قدرت اجتہاد رکہتے تہے اور حضرت علی مین یہ جملہ صفات بدرجہ اتم موجود تہین
اور اس بحث کو ہم نے معتبر کتب اہل سنت سی ثابت کر دیا چونکہ تردید اس بحث کی مخاطب
صاحب سی نہو سکی تو انہون نے بمقتضای حب جاہلیت ائمہ دین اور اہل بیت رحمۃ للعالمین
کی نسبت کفر بکنا شروع کر دیا بحث اور مناظرہ اسکو نہین کہتے جب بات کا جواب نہ آیا تو
ایک پتہر کہینچ مارا ۔ گو سمجہنے والی سمجہ گئے کہ مخاطب صاحب اصل معاملہ ناقابلیت
اصحاب ثلثہ مین تردید کرنے سے عاجز ہو گئے ہین اور نہایت درجہ خجل ہو کر گالی پہ
اوتر آئی لیکن اسمین اپنا ہی رہا سہا ایمان خراب کیا اور عوام اہل سنت کے نزدیک
بہی مورد لعن وطعن ہوے اگرچہ مخاطب صاحب کی سخت جواب سی اونکا ایمان تو خراب
ہوا لیکن ہمارا ایک بڑا فایدہ یہہ ہوا کہ متلاشی حق کو آیندہ زیادہ تحقیق کی حاجت نہین رہی
گویا اب یہ امر مسلمہ اہل سنت ہو گیا کہ اصحاب ثلثہ مین علم قرآن اور سنت اور حل مشکلات
وانفصال قضایا کا مادہ ہرگز نہ تہا اور اسکو مولوی جہانگیر خان جیسی عالم فاضل نے
تردید سے قاصر وعاجز ہو کر قبول و تسلیم کر لیا اگر ہماری تہذیب ہمکو مانع ہوتی تو مخاطب

صاحب کی فقرات اخیر کا بہی جواب اوس بحر اور اوسی وزن مین دیا جاتا لیکن مخاطب صاحب کی طرح ہمکو یہ منظور نہین کہ ہماری کتاب کو پڑہکر کسی شخص یا گروہ کو ایسی ناگواری پیدا ہو نہ اپنے خود پڑہے نہ دوسرونکو پڑہنے دی۔ **قال جہانگیرخان** صفحہ ۱۹۲ ۱۳ مین یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر و حضرت عثمان مسلمان ہونے سے قبل مشرک تھی اور بت پرستی کرتے تھی علی الاعلان اور قرآن مین صاف حکم ہے انما المشرکون نجس ثبت کہ مشرک نجس ہین پس در حالیکہ خود یہ سہ حضرات چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک رہی اور بوجہ الالیش کفر و شرک کے نجس تھے تو کب ممکن ہی کہ اونکو وہی آبا و اجداد ہمارے ہوے ہون الخ۔ اس آیت شریف کی تشریح مین مولف نے بطریق تبرا کے صرف اصحاب ثلثہ ہی کو مشرک اور کافر نہین ٹہیرایا ہی بلکہ صاف صاف دیگر انبیا و اللہ و جناب رسول اللہ اور حضرت مرتضے کو مشرک اور کافر بنایا ہی۔ دیکہو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو لیکر تا حضرت محمد رسولخدا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیکر تا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اولاد آذر بت تراش سے ہین اور آذر کا مشرک اور کافر اور بت پرست ہونا بنص قرانی ثابت ہی پس بعقیدہ شیعان یہہ جمیع حضرات بہی مشرک اور کافر ہوے۔

اقول و بہ نستعین ہمارے مخاطب صاحب کی عقل پر کمال افسوس ہی معلوم ہوتا ہے کہ اردو عبارت کے بہی سمجہنے کی بہی لیاقت نہین۔ جس عبارت انوار الہدی پر مولف نے اعتراض کیا ہی وہ اثبات فضیلت حضرت مرتضے مین ہی اور رسول خدا سے اونکا توحد معانی ثابت کرنیکے لیے حدیث نور کا ذکر کیا گیا ہی جسمین یہ درج ہی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوے ہین اور نور ہمارا خلق آدم سے چودہ ہزار برس پیشتر خدا تعالی کے حضور مین تسبیح و تقدیس کیا کرتا تہا اور جب خدا تعالی نے آدم کو پیدا کیا تو نور ہمارا آدم کی پشت مین ودیعہ کیا اور بعد ازان ہم منتقل ہوتی رہی اصلاب طاہرہ سے طرف ارحام طیبہ کی اور شامل رہی ہم عبد المطلب تک بعد ازان نور میرا منتقل ہوا طرف پشت

عبد اللہ کی اور مین نبی نکلا اور نور مرتضوی منتقل ہوا پشت ابوطالب مین اور علی وصی و خلیفہ نکلا اور نور ہمارا کسی پشت و رحم غیر طاہر مین نہین رہا ۔ چونکہ بعض نواصب فی حسب عادت خود کہ اکثر فضایل اہلبیت مین اصحاب ثلثہ کو بطور موضوعات شامل کر دیا کرتے ہین اس حدیث مین بھی تصرف کیا اور بمقابلہ اسکے ایک حدیث بنا ہی جس کا ترجمہ یہ ہی کہ مین اور ابوبکر و عمر اور عثمان اور علی پیدا کئے آدم سے ایک ہزار برس پہلے خدا تعالی کے روبرو تھے اور جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو اوسکی پشت مین رکھا اور نہین زایل ہوا بدلنا ہمارا اصلاب طاہرہ مین یہان تک کہ منتقل کیا مجھکو صلب عبد اللہ مین اور ابوبکر کو صلب قحافہ مین اور عمر کو صلب خطاب مین اور عثمان کو صلب عفان مین ۔ اور علی کو صلب ابوطالب مین اگرچہ یہ حدیث موضوعہ مقابلہ اوس حدیث کا نہین کر سکتی اور طرز بیان اسکا خود شاہد اسکی موضوعی ہونیکا ہی ۔ مگر ہمنے اس حدیث کی موضوعیت کو اس دلیل سے ثابت کیا کہ حضرت رسولخدا کی نسبت تو یہ بات ماننی کی قابل ہی کہ آپکے نسب مین کوی بزرگ مشرک و کافر نہ تھا اور بےشک بموجب مضمون حدیث ہمیشہ اونکے نور کا انتقال اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ کی طرف ہوتا رہا کیونکہ جسطرح نبی شرک و کفر سے پاک اور مبرا ہوتے ہین ویسے ہی اونکا آبا و اجداد بھی پاک ہوتے ہین اگر اونمین کوی کافر و مشرک ہوتا تو رسول خدا اونکی اصلاب کو لفظ طاہر بیان نفرماتے کیونکہ بموجب فرمان الہی انما مشرک نجس ہین ایسا ہی حال حضرت علی کا حال ہی کہ وہ بھی یوم پیدایش سے پاک و طاہر رہے کبھی شرک و کفر نہین کیا حالت نابالغی مین مسلمان ہوگئے اور عبد المطلب تک جو اونکا نور شامل رہا بعد ازان فقط عبد اللہ اور ابوطالب کے نسبت شرک ہونے کا ثبوت درکار ہی سو ابوطالب کا مومن کامل بلکہ ولی کامل ہونا احادیث و مرویات صحیحہ سے پایا گیا ہی ۔ اسلئے حضرت علی کا بھی نور ہمیشہ اصلاب وارحام طاہرہ مین رہا ۔ اور وہ حدیث موضوع اسلئے دروغ ثابت ہوی کہ اس حدیث کے مقابلہ مین بھی لفظ اصلاب طاہرہ کا وضع کیا گیا ہی اور خلفاء ثلثہ کا اصلاب

ظاہرہ مین رہنا ثابت نہین ہوسکتا اونکے آبا و اجداد کو کفر و شرک پر بحث کرنا ہی فضول ہے کیونکہ شیخین و چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک اور بت پرست رہی بزرگان کے اصلاب کا طاہر ہونا تو فقط برعایت نور مصطفوی و مرتضوی تہا اور جن لوگون نے اپنی ذات سے چالیس چالیس برس تک کفر و شرک کیا اونکی باپ دادا اُسکی رعایت سے مسجود اور پاک قرار پاسکتے ہین اس لئی وہ حدیث جسمین اصحاب ثلثہ شامل کئی گئی ہین موضوعی ثابت ہوتی ہے بحث صرف یہہ ہی ہی مگر ہمارے مخاطب صاحب چونکہ اوس حدیث کی ثابت کرنے سے عاجز ہوگئے تو انہون نے اولٹا راگ گانا شروع کیا اس بحث مین سے کسی جگہہ یہ مطلب نہ تھا کہ جسکے باپ دادا مشرک ہون وہ بہی باوجود مسلمان ہوجانیکے مشرک و کافر رہیگا۔ ہمکو نہایت درجہ حیرت ہی کہ مخاطب صاحب نے یہ فقرہ کیون لکہا ہی کہ مولف نے بطریق تبرا کے صرف اصحاب ثلثہ کو ہی مشرک اور کافر نہین ٹہرایا ہی بلکہ صاف صاف دیگر انبیاء اور رسول خدا اور علی مرتضی کو تا با امام مہدی کافر اور مشرک ٹہرایا ہی مین حیران ہون کہ ہمارے مخاطب کی سمجھ ہی اولٹی ہی یا دیدہ و دانستہ اسلئی کہ جب جواب ظاہر نہو یہ اولٹا راگ گایا ہی انصاف اسکا منصف مزاجون کے ذمہ ہی۔ آذر بت تراش کا اعتراض مخاطب صاحب نے کرکے جو یہ جتایا ہی کہ قول رسول اللہ صلعم کا کہ ہماری نسب مین کوئی کافر نہین ہوا غلط ہی یہ مخاطب صاحب کی خام خیالی ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آذر نہین ہی تارخ ہی توریت مین بھی تارخ ہی لکہا ہی آذر آپکی چچا کا نام تہا عرفاً چچا پر باپ کا اطلاق ہوسکتا ہی لیکن چچا کو نسب مین مداخلت نہین ہی۔ علاوہ اسکی جن لوگون کی دلونکو یہ یقین ہی کہ رسول اللہ ہمیشہ سچ بولتے تھے وہ آذر کی اعتراض کو اوس حالتمین بہی کہ اوسکو حضرت ابراہیم کا باپ تصور اور فرض کرلیا جاوے اسطرح رفع کرسکتے ہین کہ ممکن ہی کہ تا پیدائش ابراہیم علیہ السلام آذر مومن و موحد رہا ہو اور بعد پیدائش ابراہیم کے کافر ہوگیا ہو۔ علاوہ ازین توریت سے یہہ بہی ثابت ہی کہ تمام خاندان ہی حضرت ابراہیم کا خدا پرست تہا

اور بوقت رشتہ داری حضرت اسحق کے یہ فرمایا کہ میں کافران کنعان کی دختر سے نسبت نہیں کر سکتا اے اہلی اولاد تو میرے آبای خاندان میں کہ خدا پرست ہیں جا اور نسبت اسحق کی کر۔

الملخص **قولہ** سوای اسکے جناب امیر کی تو والد ہی کافر تھے تو جناب امیر کیونکر مسلمان ہو سکتے ہیں اگر کہا جاوے کہ موحد تھی تو اسلئے قابل اعتبار نہیں کہ بغیر رسول پر ایمان لانے کے خدا پر ایمان لانا کار آمد نہیں الخ **اقول** ہم تو مخاطب صاحب کی سمجھ سے نہایت تنگ ہو گئے خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا مبعوث ہوئی تو حضرت علی دس برس کی عمر تھی تو ظاہر ہے کہ آپکی بعثت سے پیشتر جو لوگ فقط خدا پر ایمان رکھتے تھے وہ موحد کامل الایمان تھے پس اگر اس قول کو بطور فرض محال مان بھی لیا جاوے کہ نعوذ باللہ حضرت ابوطالب رسول اللہ پر ایمان نہیں لای تو بھی تا پیدائش حضرت علی کے حضرت ابوطالب کا موحد کامل الایمان ہونا ثابت ہے اور نسب میں عدم حرمت کفر اور ایمان قبل از ولادت پسر کی ہوتی ہے۔ اگر خدانخواستہ بعد پیدائش حضرت علی کی حضرت ابوطالب ہی مشرک ہو جاتے تو قادح مقصود نہ تھا مگر ہم کتب اہل سنت سے روایت حضرت ابوطالب و عبدالمطلب سے ثابت کر سکتے ہیں۔ مدارج النبوت محدث دہلوی سے ثابت ہے کہ عبدالمطلب اور ابوطالب زمان پیدائش سرور عالم سے جانتے تھے کہ ایک آخر الزمان اور اوسکی اکثر خرق عادات ظاہر ہوئے ہیں اور یہ دونوں بزرگ مستجاب الدعوات تھے اشعار و قصاید ابوطالب سے تعریف آنحضرت و مدح دین اسلام و حمد الہی میں مشہور ہیں اور اونمیں مذمت بت پرستش اور اصنام کے قدح ہی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحق نے کہ فن سیر میں امام ہی قصیدہ حضرت ابوطالب سے ہشتاد بیت لکھی ہیں کہ وہ تمام حمد الہی و نعت رسالت پناہی اور مذمت قریش و دین قریش و ترغیب اطاعت و اتباع و قبول آنحضرت صلعم میں ہی۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب بحسب المعیشۃ مسلمان بود وجہ عدم اظہار اسلام ابوطالب مومن و مخفی ہی جان سکتے ہیں عوام کہہ

اسکی اطلاع نہین ہی اوس زمانہ مین مشرکین قریش نہایت درجہ عداوت اونحضرت سے رکہتے تہے اور ہمیشہ درپی ایذا و اضرار آپکے رہتے تہے مگر حضرت ابوطالب کا لحاظ اور رعایت بدرجہ نہایت کرتے تہے اسلیے حضرت کو کسی قسم کے ایذا نہ پہونچا سکتے تہے اور کفار تو جو رعایت اور لحاظ حضرت ابوطالب کا تہا وہ صرف اسلیے تہا کہ اونکو غلطی سے اپنا ہمذہب جانتے تہی پس اگر اسلام ابوطالب کا بہی اعلان ہو جاتا تو پہر کفار کو اونکا لحاظ مطلق نرہتا اور پہر کوی ذریعہ حضرت کی امن کا نہ تہا۔

قال الناصبی ہان اس موقع پر دلیل کہ جو مسلمہ فریقین ہی اور یہی پیش کیجاتی ہی کہ جب جناب امیر نے اسلام قبول کیا تو عمر اونکی دس دس برس کی تہی اس سے پیشتر جناب کا بہرحال کوی نہ کوی تو مذہب ہو وی ہی گا جب باعتقاد شیعان قبل از قبول اسلام جناب امیر بہی کافر تہے تو ضرور ہوا کہ نجس ہون اور جناب کی اولاد بہی عیاذا باللہ نجس ہوے

اقول دس برس کی عمر ایام نابالغی کہلاتی ہی اور اس عمر کا کافر کا بچہ بہی مومن ہوتا ہے معلوم ہوتا ہی کہ آپنے گلستان بہی نہین پڑہی سعدی صاحب نے حدیث لکہی ہی کل مولود یولد علی الفطرت الخ یعنی ہر بچہ پیدا ہوتا ہی طریق اسلام پر ہوتا ہی جب بڑا ہوکے بالغ ہو جاتا ہی تو اوسکے ماں باپ خواہ اوسکو یہودی بناوین یا نصرانی یا مجوسی تو یہ امر تو آپکا ہی مسلمہ ہی کہ قبل از بلوغ آپ مسلمان ہوگئے پہر اونکو کافر کہنے والا خود کافر ہی اور اونکو نجس کہنے والا نجاست کی پیدایش۔ کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ کوی ولد الحلال دشمن اہلبیت نہین ہوسکتا اور کوی ولد الزنا محب اہلبیت نہین ہوتا علاوہ اسکے حضرت علی قبل از بعثت بہی حضرت رسولخدا کی تکفل پرورش اور حضانت مین تہی ایام قحط سے ہی والدین سے جدا ہوگئے تہے تو ظاہر ہے کہ قبل البعثت جو مذہب رسولخدا کا تہا وہی مذہب حضرت علی کا تہا بڑے شرم کی بات ہی کہ چالیس چالیس برس تک سور اور شراب کے کہانے والون اور بت پرستون مشرکون کا الزام معصومین پر لگاتے ہین اگر خدا کا خوف

نہین ہوتو بنا کے لوگونکی تو شرم کے ہوتی کہ اٹھہ اٹھہ دس دس بیس بیس برس کے بچون کا مذہب ظاہر کرتے ہو اور چالیس چالیس برس کے اونہیں پیرون کا کہ لطف زندگانی سنفاح جاہلیت مین بسر کر چکے مذہب چھپاتے ہو اور طرہ یہہ ہی کہ بحث کچہہ ہی اور راگ کچہہ گاتے ہو جو لوگ باغیرت ہوتی ہین اور وہ کسی امر کی تردید اور جواب پر قادر و عاجز رہتے ہین تو اوسکو تسلیم کر لیتے ہین اور اگر تسلیم کرنے مین شرم آتی ہی تو اوسکا ذکر ہی نہین کیا کرتے آپ عجیب باحیا شخص ہین کہ اصل بحث کو شروع کر کے اول قول کہنے لگتے ہو تاکہ اصل بات کسی پر ظاہر نہو سکے مذہب کے سب ایکا ہی سا ہی ذہن رسا نہین رکہتے وہ تو آپکی کتاب پڑہتے ہین ضرور منتظر ہونگے کہ مولویصاحب نے اصل بحث کا کیا فیصلہ کیا ہی اور حدیث موضوعی کو کن دلایل سے صحیح ثابت کیا ہی **قال الفاضل المخاطب** - لطیفہ اب ہم جناب مولف صاحب سے یہہ بات دریافت کرتے ہین کہ آپکے باپ دادی ہی سب کے سب ناصبی تھی اور ناصبی شیعونکے نزدیک یقیناً کفار یہود و نصارا سے بدتر ہوتے ہین تو آپ ہی مصداق اس شعر کے مضمون کے ہین یا نہین

شعر

نجس العین کے بود طاہر
سگ خوک بت میت و کافر

پس بموجب عقاید شیعونکے آپ ہی نجس العین ٹہرتے ہین مثل فلان و فلان کے **اقول** فلان فلان سے اگر مراد آپ کی شیخین رضی اللہ عنہما سے ہے تو آپ خود سمجہہ سکتے ہین کہ مین نے رسولخدا کی مخالفت نہین کی اونکے اہلبیت کا دشمن نہین اونکا حق غصب نہین کیا تو مین مثل اونکے کسطرح ہو سکتا ہون حضرت مولویصاحب آپنے لطیفہ اوسکا اولٹا لکہا بحث گذشتہ کا مطلب یہ نہ تہا کہ اصحاب ثلثہ کے بزرگون مین کافر و مشرک تہی تو اس وجہ سے وہ بہی نعوذ باللہ بقول آپکے کافر و مشرک ہو گئی بلکہ بحث یہہ تہی کہ نبی اور امام کے نسب مین کوئی مشرک نہین ہوتا کبہی وہ مشرک ہوتے ہین یا اصحاب ثلثہ کے بزرگون کی نسبت تحقیقات کفر و شرک

لیکن آپ انہین شمول کی وجہ سے وہ تو چالیس چالیس برس کی عمر تک قبل مسلمان ہونے کے مشرک ہی تو بزرگی اونکا اونکی برکت سے کیسے مستفیض رہی مگر آپکی تو سمجھ ہی ماشاء اللہ ایسی کی منجی ہوی ہی جواب اسکو اولٹا سمجھے لیکن ہم اونکی سمجھ والونکو ہی سمجھا دیتے ہین اسکو ایسی سمجھی کہ مثلا آپ کے باپ دادا کافر و مشرک یا منافق تھے تو ایک آپ تک اونکی نجاست کا اثر اوسوقت تک نہین جا سکتا کہ جبتک اب ہی بعد جیسا اونکے طریقے کے کافر و مشرک یا منافق ہو جاوین اور اگر آپ ایمان قبول کرین تو اسلام البتہ نجاست کو دور کرتا ہی ناصبیت کا الزام جو مجھے پر آپ نے لگایا ہے یہ آپکی تہذیب ہی ممکن تھا کہ مین بہی اسیطرح پیش آتا لیکن چونکہ وہ مسلک کم ظرفون کا ہے اور رذیل ہو تو ان پہ ہی ایسی لغویات ختم ہین اسلئے ہنسے اوسکو آپہی چہوڑا لیکن اسقدر اطلاع دینا ضرور ہی کہ بحمد اللہ میرے باپ دادا مین سے کوئی ناصبی نہین ہوا بلکہ وہ نواصبیت اور وہابیون وغیرہ پر ہمیشہ لعنت کرتے ہی اور دشمنان اہلبیت کو کافر سمجھتے ہی کیونکہ وہ اہل سنت وجماعت تھے آپکی طرح لامذہب وہابی نہ تھے کہ اہلبیت نبوی کے دشمن ہون۔

لیکن مجھے ایسی ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے اور چونکہ آپ اپنی آپکو ملقب مولوی لکھتے ہین اسلئے الیقین ہی کہ آپ جواب استفسار سے درگذر نکرینگے **مسئلہ قدوری** فقہ حنفیہ مین یہ مسئلہ درج ہی کہ سور اور آدمی کے کہال نجاست مین برابر ہین کہ یہ دباغت سے بہی پاک نہین ہوتے پس کیا یہ عوام آپکے ہم مذہب اور ہمشربون پر حاوی ہے یا آپکے علماء وصلحاء پیر وغیرہ اس سے مستثنی ہین اور اگر وہ بہی اسی حکم مین داخل ہین تو نماز اور عبادات آپکے کس طرح قبول ہو سکتی ہی اور نیز جب آپکے کہال نجاست مین مثل خوک کے ہو تو اوسکا گوشت اور دیگر احشا یعنی دل وغیرہ بہی خوک کے ہی گوشت اور احشا کے مانند نجس العین ہوگا یا اوسکا اور حکم ہے اور نیز بشرطیکہ اوسکی احشا اور گوشت بہی مثل کہال کے نجاست مین خوک کے احشا اور گوشت کی برابر ہون تو نجاست زندگی ہی مثل خوک کے کہ وہ زندہ ہی نجس العین ہے یہ بہی نجس العین ہوگا یا نہین اگر ہوگا

تو اونکی وجہ ارشاد ہو۔ اور جبکہ آپ مثل خوک کے نجس العین تسلیم کریں تو اونکی دخول فی الجنان
اور دخول فی الحرمین کی نسبت کیا فتوی ہی بینوا توجروا اما قولہ اس مقام پر توضیح اس امر
ہی کرنا ضرور سمجھا گیا کہ جب شیعہ کسی بدنصیب اہل سنی کو اپنی مذہب میں داخل کرلیتے ہیں تو وہ
پیشتر اوس سے اوسکے آبا و اجداد پر ہفتاد و پشت تک ایک ایک کا نام اور لقب عہدہ بعہدہ
بولا کر تبرا و لعنت کراتے ہیں الی آخر الہزلیات اقول یہ قول آپکا کسیقدر صحیح ہے اور کسیقدر
غلط ہی اصل یہ ہی کہ جسکے آبا و اجداد میں دشمنان خدا و رسول اور معاندان اہل بیت رسالت
ہوں جیسے کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا سفیانی یا مروانی مذہب حق قبول کرے تو البتہ
بموجب عقیدہ مذہبی فرض ہوگا کہ اپنی قبیلہ کے اوس گروہ پر لعنت کرے جس کا دشمن خدا
یا دشمن رسول یا دشمن اہلبیت ہونا ثابت ہو اگر وہ نسب کی رعایت کریگا تو ایسا ہی مسلمان۔
سمجھا جاویگا جیسے آپکی بعض اصحاب کہ کشتگان واحد کا ہی صدمہ معرکہ کربلا کے بعد بھی اونکے
دلوں سے نہ گیا اور مومن اور مسلمان کا فرق ہی اتنا ہی ہے کہ مومن برحق وہ ہے
کہ رسول اللہ کو اپنے نفس سے اونکی اولاد کو اپنی اولاد سے اونکی بزرگوں کو اپنی بزرگونسے
اولی سمجھے اپنی خوشی پر اونکی خوشی کو اپنی غم پر اونکی غم کو مقدم سمجھے اور مسلمان وہ ہی کہ جھوٹے
کے زور سے دبا ہوا مطیع ہے جس وقت موقعہ ملا کیسے رسول اللہ کیسی اہل بیت اپنا نفس کہو رسول اللہ سے
بہتر اپنی اولاد کو اونکی اولاد سے عزیز تر اپنی معاد کو مقدم کریں موقعہ لگی تو نبی کا گھر لوٹ لیں اونکی
حقوق غصب کرلیں اونکی اطاعت کی جگہہ اونسے اطاعت کراویں ظاہر موقعہ نہ ملی خفیہ زہر دیکے
ہلاک کرڈالیں کوئی موقعہ ملی تو نبی زادوں کو بھوکا پیاسا ذبح کرڈالیں اور نام کی مسلمان۔ تو خدا
سلامت ایسے مسلمانی پر تو ہزار لعنت ہی اور اس مشرب کا اگر باپ ہی ہو تو اوسپر مومن کو
صد ہزار لعنت بھیجنا واجب اور فرض ہی اگر معاندین اور سفہا کی ملامت کرنے سے کوئی مخلص
ایسی بزرگوں کا خیال کرے تو وہ بھی مثل انہیں منافقوں کے ہے اور کفار میں قریش جو اشد
سمجھے جاتے ہیں اوسکی وجہ یہ ہی تو ہی کہ دین و ایمان پر باپ دادا کو فوقیت دیتی ہی اور دین اسلام

کی جوتیون سے قایل ہوکر اخری جواب اونکا یہ ہی ہوتا تہا کہ باپ دادا ہماری بت پرستی کرتے
آئے ہین ہم کس طرح اونکا طریقہ چہوڑ دین یا آج کل کے سنی کہ یہ سمجہتے ہین کہ باپ دادا ہمارے
دشمن اہلبیت تہے اونکے دوست کیسے ہوجاوین پس جو شخص ایمان سے تعلق رکہتا ہی وہ بے
دین باپ دادا سے ضرور تبرا کریگا اور جسکے دلمین ایمان نہین وہ ضرور اپنے کفار باپ دادا کو رسول اللہ
اور اہلبیت پر ترجیح دیگا۔ پس جس شخص کے باپ دادا دشمن اہلبیت نہ تہے وہ نماز مین ہی اونکیلئے مغفرت
طلب کریگا اور خداوند تعالی اوس مومن کی خاطر سے اوسکے گنہگار باپ دادا کو بخشدیگا اور جسکے باپ
دادا دشمن اہلبیت تہے اور وہ مومن اونسے سخت متنفر اور بیزار نہین ہی تو وہ ہرگز مومن نہین اور اگر
متنفر ہے اور اونپر لعنت کرتا ہی تو مورد رحمت الٰہی ہوتا ہی کیا تمکو معلوم نہین کہ خدا تعالی نے زبان
رسول اللہ امین مومنین کو منع کیا تہا کہ اپنے والدین مشرکین کی مغفرت طلب نکرین حالانکہ وہ زمانہ
جاہلیت مین تہے اور اونپر حجت رسالت ختم ہوی تہی اور جو لوگ کہ بعد اتمام حجت رسالت خاندان
رسالت سے برگشتہ ہوی اور کہلم کہلا اہلبیت نبوی کے دشمن ہوگئے خواہ وہ صحابی ہون یا تابعی
یا زمانہ مابعد کی پیدایش مین کسی طرح قابل رحمت نہین ہین بلکہ حق مومن کا یہی ہی کہ اونکی اوپر مدام
لعنت کرے اور جس شخص نے بمقابلہ ایمان کے لحاظ نسب کیا وہ ہرگز صاحب ایمان نہین
اسلئی جب کوی اہل سنت وجماعت سے شیعہ ہوگا تو البتہ اوسکو لازم ہوگا کہ گن گن
کر باپ دادا اوستاد وغیرہ پر لعنت کرے کیونکہ اونکی عداوت حق اہلبیت مین ثابت ہی
قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۵۰ ہامین مولف بڑے دعوے کے ساتہہ لکہتے ہین کہ
ایک ثلث قرآن مناقب اہلبیت مین نازل ہے بطور نمونہ بعض آیات ذیل مین درج کئے
جاتے ہین اسکے بعد فہرست ہی جس مین بیس آیتون کے نمبر دیی ہوی ہین اور ان آیتون سے اگر تو
غلط مین کہین کا پانو کہین کا سر کہین کا مبتدا کہین کی خبر ایسی فہرست کیجانب ثبوت مین مولف
نے بہت کتابون کے نام لکہ دیے ہین تاکہ شیعہ لوگ سمجہین جناب فضیلت مآب شیخ احمد صاحب بڑے
ذی لیاقت مولوی ہین جنہون نے سیکڑون کتابین اہل سنت کی ٹٹول ڈالی ہین اور اونسے

فضیلت جناب امیر کی ثابت کی ہی **اقول وبہ نستعین** اس اعتراض مولف کے کئی جزو ہین
لیکن عبارت طویل اور مطلب قصیر ہونے کی وجہ سے بخوف طوالت اسموقعہ پر پوری نقل
نہین کی گئی۔ اول اعتراض یہ ہے کہ اہلبیت پیغمبر کی شان مین کوئی آیت نازل نہین ہوے
اگر بقدر پاؤ پارہ کی بہی ثابت کیا جاوے تو ہم جانین۔ دوسرا اعتراض یہ ہی کہ شیعہ علم
سے علی العموم بے بہرہ ہین سنیون کی حجام و قصاب بہی میر صاحبون سے اعلم ہین اور شیعون کی
عالم بہی قواعد بغدادی صحیح نہین پڑہ سکتے اور منجملہ آیات مستدلہ کے ایک آیت ولکل قوم
هادٍ حضرت علی کی شان مین نازل ہونا غلط ہی اور حضرت علی تو بوجہ گم کر دینے قرآن کے
گمراہ کرنیوالے ہین نہ کہ ہادی اور پہر سہ زمانہ طعنہ لکہا ہی دربارہ خروج و ظہور مہدی علیہ السلام
اور اجزا قرآن اب ہم ہر امر کا جواب مفصل عرض کرتے ہین۔ اول اعتراض مین جو
نسبت فہرست آیات اعتراض کیا گیا ہے اوس سے لغویت معترض کے ثابت ہی اگر کہین غلطی ہوتی
تو مخاطب صاحب درگذر کیون فرماتے اور اگر اظہار غلطی کی مولف مین لیاقت نہ ہی تو یہ
دوسری خطا ہی کہ باوجود عدم تمیز صحت و غلط کی کیون اعتراض کیا اور اوسکو ثابت نہ کیا تو یہ
تیسری خطا ہی اور جو کچہہ اعتراض نسبت حوالہ کتب مرج ہی تو ظاہر ہی کہ علم و فضل مین حصہ مشایخ سادات
کا ہی ہی اگر حجام قصاب اسکی حسد کرین تو فضول ہی یہی انگریزی عملداری کی بدولت ہی کہ حجام و
نداف بہی مدرسون مین پڑہ کر مولوی کہلانے لگے ورنہ بادشاہی زمانہ مین کیا مجال تہی کہ پاؤ سیپارہ
سے زیادہ پڑہ سکین نسبت عقل و فضل علماء شیعہ کے اونسے پوچہنا چاہیے کہ جو علم سے بہرہ رکہتے ہین
کہ تمام علوم و فنون کے موجد ہی شیعہ ہوے ہین جاہلون اور کم علمون کو اسکی کیا خبر ہی جنہون
نے کتب درسیہ علوم عربیہ کی پڑہی ہین اونسے دریافت کرنا چاہیے کہ اونمین شیعون کی کسقدر تصنیفات ہین
اور اسلام ابتدائی سے تا ایندم جس قدر فضلا علامہ کے لقب سے مشہور ہوے اونمین کتنے شیعہ ہین
اور کتنی غیر شیعہ ہین۔ نسبت قواعد بغدادی جو ارشاد ہوا ہی کہ علماء شیعہ اوسکو بہی صحیح نہین پڑہ سکتے
اسکی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ شیعہ بوجہ نحوست بغداد کے کہ منحوس ترین ارض سے ہی اوس سے

بہی تبرا کرتے ہون اگر اب ابتدای صرف و نحو و منطق کی ہی کوی کتاب پڑھ لیتی تو آپکو علماء شیعہ کے علم و فضل کا حال معلوم ہوتا۔ ورنہ بی علم آدمی علم کی لذت سے کب واقف ہو سکتا ہی وہی نقل ہے چہ داند بوزنہ لذات ادرک ✤ نسبت قرآت نماز شیعہ جو ارشاد ہوا ہی کہ شیعہ سنی کو دیکہہ نماز مین بہت مونہہ بگاڑتی ہین اور زبان کو بہی توڑتے ہین جیسے کوی ڈبہ مین ڈالکر کنکر کہڑکہڑاتا ہی۔ یہہ کیفیت بیشک ہزار درجہ اوس سے بہتر ہی کہ فقط طبلہ اور سارنگی کی ہی کسر رہ جاتی ہی اور باقی سب سامان نغمہ و سرود کا سنیون کی نماز مین موجود ہوتا ہی جسکی نسبت حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آخری زمانہ مین ایک گروہ شیطانی قایم ہوگا کہ قرآن کو راگ کی مانند پڑہینگے اور وہ اہل نار سے ہین۔ کذا فی المشکوٰۃ اور یہ امر تو البتہ درست ہی کہ کلاونت یا ڈوم کو کسی نے نغمہ سنج کا کلام کریہ خوش معلوم ہوگا کیسا ہی عالم و فاضل ہوگا ڈوم کے آگے تو اوسکی میراثی بنی ہوگے جیسے ڈبہ مین کنکر کہڑکہڑاوے نسبت عدم تحصیل علم سادات جو کچہہ ارشاد ہی وہ برا ماننے کی قابل نہین واقعی سادات کو غیرت بگڑنی چاہی کہ گردش ایام سے اب وہ زمانہ آیا ہی کہ جنکی ہفتاد پشت نے کبہی علم کا نام بہی نہین سنا تہا اب وہ صاحب تصانیف بنی ہین جنکے بزرگون نے پاو سیپارہ سے ایک رکوع زیادہ پڑہ لینے پر بچون کے دٹے کہلے تہے اب وہ مولوی اور حافظ کہلاتے ہین سادات عظام کے لئے واقعی بڑا عبرت ناک واقعہ ہی کہ ذریت اور اولاد رسول اللہ ہوکر علم حاصل نکرین اور حجام و نداف مولوی و فاضل کہلاوین اور سادات کہ افصح العرب تہے غضب نہین کہ ہندی اقوام اونکے مخارج حروف پر طعنہ زن ہون نظر بحالات فریقین یہ شعر نہایت موزون ہے اور حسب حال ہی

شعر۔ ظہور حشر نہو کیونکر کلی چڑی گنجی ✤ حضور بلبل بستان کرے نواسنجی

انسان اپنی حالت کو بہت جلد بہول جاتا ہی ہمارے دیکہتے دیکہتے ہندوستان کے رذیل اقوام سلام علیک کی جگہہ سلام ملیک اور غیر المغضوب کی جگہہ گیر المگذوب کہا کرتے تہے اب گردش ایام سے جابجا مولوی اور حافظ اور قاری کہلانے لگے مگر شرفاء کو افسوس ہی کہ اونکے طعنون پر بہی غیرت نہین آتی مخاطب صاحب جو یہ فرماتے ہین کہ اہلبیت علیہم السلام

کی شان مین ایک یا دو پارہ ہی نازل ہونا ثابت کرو ہم کہتے ہین کہ کل قرآن ہی اہلبیت پر نازل ہوا ہے رسول خدا کیا اہلبیت سے باہر ہین اور اہلبیت کیا قرآن سے جدا ہین خود رسول فرماتے ہین لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنے قرآن اور اہلبیت میرے باہمدگر جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین اور یہہ فرماتے ہین القرآن مع علی و علی مع القرآن جناب علی مرتضے آپکی ہم شہریون سے صفین مین فرماتے ہین یہہ قرآن جسکو تمنے نیزہ پر نصب کیا ہے قرآن صامت ہے اور مین قرآن ناطق ہون اور یہ سب روایات متواترہ اہل سنت کی ہین اگر آپ کی ممدوحین پر یا اونکے گہر مین قرآن نازل ہوتا تو آپکا یہہ سوال بجا تہا کہ اہلبیت کی شان مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی جسقدر آیات ہمنے انوار الہدی مین درج کی ہین وہ کئی پارونکی برابر ہین اور ثبوت اس امر کا کہ وہ آیات بموجب روایات اہلسنت حضرت علی کی شانمین نازل ہین ہر ایک کے محاذ لکہدیا ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ مولف صاحبکو اپنی مذہب کی کتب سے ہی آگاہی نہین خانہ ثبوت مین جابجا تفسیرونکی نام کتب احادیث کی نام درج ہین جسپر مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ کسی تفسیر کا حوالہ نہین دیا اسمین مین سخت مجبور ہون کہ اردو کی تفسیر مجہکو نملی کہ مین اوسکا حوالہ درج کرتا لیکن مخاطب صاحب کو یہ لازم تہا کہ کسی عالم سے فہرست انوار الہدی کو دکہلا کر اطمینان کر لیتے خود ہی جواب دینی کی مبادرت نکرتے — آیت نمبر اول منجملہ فہرست انوار الہدی آیۃ انما ولیکم اللہ) ہے جسکو فخر رازی نے اپنی تفسیر مین تین طرق سے اور ثعلبی نے عبد اللہ ابن عباس سے اور سیوطی نے در منثور مین بطرق خطیب عبد الرزاق عبد بن حمید و ابن جریر و ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و ابن عساکر و ابو الشیخ سے عبد الرزاق ابن مردویہ ابن جریر ابو احمد خطیب نے ابن عباس سے طبرانی فی اوسط مین حضرت عمار بن یاسر سے ابو حاتم نے اور ابن عساکر نے سلمہ بن کہیل سے ابن جریر نے مجاہد سے و نیز ابن جریر نے سدی سے و عتبہ بن حکم سے اور ابن مردویہ نے بطریق کلبی ابن عباس سے بتوسط ابن صالح — طبرانی فی — ابو نعیم نے — ابن مردویہ نے — ابی رافع سے روایت کی ہے کہ یہ

کہ شان مین حضرت علی مرتضی کی ہی اسی طرح ہر آیت کے مجاز مین ہمنے حوالہ تفاسیر معتبرہ و احادیث
صحیحہ اہلسنت کا دیا ہی مگر یہ معلوم ہم کہ مخاطب صاحب اس سے زیادہ اور کیا توضیح چاہتے ہین عام
روایات ملاحظہ فرماوین کہ شیخ ابن حجر صواعق محرقہ مین خود لکھتے ہین و اخرج الطبرانی
وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین امنوا الاو
علی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلعم فی غیر مکان وما
ذکر علیا الا بالخیر اور روایت کی طبرانی نے اور ابو حاتم نے ابن عباس سے کہ کہا انہون
نے کہ نازل نہین فرمایا خدای عز وجل نے کسی جگہہ یا ایہا الذین امنو مگر یہ کہ علی مرتضی امیر و
شریف ترین مخاطبین کے ہین اور تحقیق کہ بہت مقامات پر خدای عز وجل نے عتاب فرمایا محمد
کے اصحاب پر مگر حضرت علی کہ اونکا ذکر خیر کے ساتھہ ہی کیا ہی تو اب شمار کیجیے ایات یا ایہا الذین
امنو کو اور نکال دیجیے اونمین سے ایات عتاب کو جو اصحاب ثلثہ وغیرہ کی شان مین ہین اور پھر
حساب کیجیے کہ کی سیپارون کی برابر ہوتے ہین و اخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال
ما انزل فی احد من کتاب اللہ ما انزل فی علی و اخرج عنہ ایضا قال نزلت فی
علی ثلثمائۃ آیۃ یعنے روایت کی ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے کہ جسقدر
آیات قرآن پاک کی حضرت علی کی شان مین نازل ہوی ہین اونکے کسیکی شان مین نازل نہین
ہوے ہین اور دوسری یہہ روایت ہی ابن عباس سے ہی کی ہے کہ حضرت علی کی شان مین
تین سو آیات نازل ہین ــ ابہی دیگر حضرات اہلبیت علیحدہ ہین کہ جنکی شانمین بالاجماع سورتین کی
سورتین مثل سورہ دہر و سورہ والفجر وغیرہ نازل ہین اگر حساب لگایا جاوی تو بیشک ایک ثلث
قرآن آن حضرات کی شانمین نازل ہی منجملہ آیات مندرجہ فہرست الواکبد کے مخاطب صاحب نے
آیۃ و لکل قوم ھاد کے نسبت لکہا ہی اور حضرت علی کی شانمین نازل نہین ہوی اور لفظ
ہادی او نسے مراد نہین حالانکہ سیاق آیت خود شاہد ہی کہ انما انت منذر و لکل قوم ھاد
مین بلفظ انما مفید حصری جس کے یہ معنی ہوی کہ تو تو ڈرانیوالا ہی اور ہر قوم کے لئے ایک

ہدایت کرنیوالا ہے ہمارے مخاطب صاحب ہم جانتے ہین کہ حافظ ابونعیم اور اونکی کتاب ما انزل من القرآن فی علی کو جانتے بھی نہ ہونگے ایسا ہی تفسیر ثعلبی کا نام ہی سنا ہوگا کیونکہ یہ دونو عربی زبان مین ہین مگر شاہ ولی اللہ جن سے وہابیونکو حسن عقیدت ہی اور اونکی تصنیفات تبرکاً پڑھتے ہین اگرچہ اونکی کتاب ازالۃ الخفا فارسی مین ہی مگر ہم آزمایش کر چکے ہین کہ جو لوگ برای نام مولوی کہلاتے ہین اونسی پڑھی نہین جاتی مگر چونکہ وہابیون اور ناصبیون کی نزدیک قرآن ثانی ہی اس لئی مخاطب صاحب پر اتمام حجت کے لئے اوس سے زیادہ اور کسی کتاب کا حوالہ دینا مناسب نہین جانتے ہین اسلئے ہم مخاطب صاحب کو توجہ دلاتے ہین طرف اونکی قرآن ثانی یعنے ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء کے مقصد دوم کے صفحہ ۲۶۲ کی سطر ۱۸ و ۱۹ مطبوعہ مطبع بریلی کیطرف اخرج الحاکم عن علی فی قولہ تعالی انما انت منذر ولکل قوم ہاد قال علی رسول اللہ المنذر وانا الہادی - یعنے روایت کی ہی امام حاکم نے حضرت علی مرتضے سے قولہ تعالی انما انت منذر ولکل قوم ہاد کہ فرمایا حضرت علی مرتضے نے کہ رسول اللہ منذر ہین اور مین ہادی ہون یہہ فرمایئے کہ مخاطب صاحب کا انکار محض براہ تعصب ہی یا نہین اب ناظرین بانصاف مخاطب صاحب کی ایمان کی نسبت فتوی دین کہ او جو بے علمی کے ایسے معاملات مین اپنی راے ناقص سے بلا کسی ثبوت کے انکار کر دینا حد تکفیر کو پہنچا ہے یا نہین اگرچہ جہلا بوجہ بے علمی معذور ہوتے ہین لیکن ایسے مسایل مین اونکو دخل دینے کی کیا ضرورت تھی جب این ایمان پر صدمہ پہنچا ہو گیا عمدہ کیسا قول ہی کہ نیم ملان خطرہ ایمان مخاطب صاحب کا بعد ترجمہ آیت یہہ لکہنا کہ دیکھو اسمین حضرت علی کا ذکر کہان ہی بالکل ایسا ہی ہے جیسا کوئی بدفہم بد اندیش نام کی کوئی کہے کہ اسمین محمد رسول اللہ کا نام کہان ہی ابھی حضرت آیات کا شان نزول قرآن کے ترجمہ مین نہین ہوا کرتا اور اگر مترجم قرآن کو پڑھکر معنی سمجھا کرین تو پھر علما کو کون پوچھے پھر تو سارے کٹھ ملان ملک اسلام کو زیر و زبر کر دین علمای نامدار نے خدا اونپر رحمت کرے بہت ہی خوب کام کیا ہی کہ دقیق کتابونکے ترجمہ اردو مین نہین کیے ورنہ ہیچ ہیچ مفتی بلان

تو عوام الناس کے ایمان کا تسمہ لگا ہوا ہی نہ چھوڑتی بلا اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی کہ کہتے ہین ترجمہ قرآن کا اردو مین ملگیا ہی جو امر کہ اوس ترجمہ مین درج نہین وہ گویا کسی کتاب مین ہی نہین ہے بعد ازان مخاطب صاحب نے پہر وہی اپنی تکیہ کلام کا اعتراض درج کیا حضرت علی تو تمام قومونکو گمراہ کرنیوالے ہین کہ انہون نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن غایب کر ڈالا معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب کو اپنی اعتراض کا بہت ہی کچہہ ناز ہی اور جس مقام پر مولف صاحب عاجز ہوکر گہبر جاتے ہین وہان اسے اعتراض کو اپنی جان بچانے کا قلعہ بناتے ہین حالانکہ اس اعتراض سے زیادہ پوچ اور لغو کون اعتراض ہوگا کہ اپنا الزام امام پر لگاوین قومونکا گمراہ کرنیوالا وہ شخص ہے جسنے کہ جس نے تمسک ثقلین کا انکار کیا رسول خدا کی روبرو کیا پہر تمام امت کو عموما کرکے قرآن و اہلبیت پیغمبر سے منحرف کیا پہر اصلی قرآن کو قبول نکرنے دیا اور اپنی طرف سے قرآن غلط مرتب کرکے جاری کیا اور اہلبیت کی تقلید سے لوگونکو روکا یہہ کیا انصاف ہے کہ امت کا گناہ نوح علیہ السلام پر اور گروہ ثمود و عاد کا الزام ہود اور صالح پر اور یہودیونکا الزام حضرت ذکریا و یحیی علیہ السلام پر لگایا جاوے مخاطب یہ نقل تو مت کرو جیسے نکٹون نے ناک والونکو براہ بیشی ہندی کہنا شروع کیا کہ یہ ناک والی آئی یہ واقعہ تو ایسا تہا کہ بوجہ شرم و ندامت تمکو زبان سے بہی نکالنا واجب نہ تہا بعد اسکی پہر آپنے اپنا معمولی دس مرتبہ کا لکہا ہوا اعتراض کہ امام مہدی قرآن جاری کرینگے اور تمام ناصبی یعنی اہل سنت قتل کروا ڈالی جاوینگے بے کہٹکے مومن اور مومنات متعہ کرینگے- تحریر فرمایا جسکے جواب متعدد مقامات پر ہم دیچکے ہین اور اب ہی آپکی خدمت کرنیکو موجود ہین اول تو آپنے جو ناصبیون کو معبر اہل سنت کیا ہی تو فرمائے کہ کیا واقعی ناصبی اور سنی ایک ہی فرقہ ہے یا آپنی حمایت بہم پہونچانیکے لئے بر روی دغا و فریب اپنی آپکو اہل سنت سی تعبیر کیا ہی اور یہ جو اپنی تحریر فرمایا ہی کہ مومنین و مومنات بین بے کہٹکے متعہ جاری ہوگا اسبارہ مین مین آپکو دوسری خوشخبری یہہ سناتا ہون کہ مومنین کو علاوہ مومنات کی مسلمات سے بہی

متعہ کرنا جایز ہی اور یہہ تو غور فرماے کہ جیسی حالات اوس زمانہ کی آپکی عرفا اور علماء نے لکہے ہین کہ ایک ایک مرد کے پیچہے ستر ستر عورت ہونگی اور مثل بہایم کے سڑکون پر مسلمین و مسلمات زنا کرتی ہونگی تو اوس کیفیت سے تو مومنین و مومنات کا متعہ کرنا ہزار درجہ بہتر ہی پہر کیا وجہ ہی کہ آپ نے پہلے اپنی گریبان مین موتہہ ڈال کر نہین دیکہا اور دوسرون پر معترض ہونے لگے پہر آپ نے بحوالہ ہمارے کتاب کے صفحہ ۱۲۵ اکے یہ لکہا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت کی جمع کی ہوی قرآن سے اغماض کیا تو حضرت علی کل قوم کے گمراہ ہونیوالی ہوی نہ کہ ہادی بہلا حضرت مین آپسے پوچہتا ہون کہ اغماض کرنیوالا مفضل قرار پایگا یا جس سے اغماض کیا گیا اونکا یہی کچہہ مقصود ہی۔ یہہ سواد الوجہ فی الدارین کرنیوالے مالیخولیا تو خوب ہی کہ جو بات سوجہتی ہین اولٹی سوجہتی ہین۔ دیکہیے ناظرین بالانصاف کہ ہمارے مخاطب صاحب اس اولٹی سمجہہ پر اسیجگہ ایک بیت ہی تحریر فرماتے ہین بیت

تیرے دماغ مین سودا سا کیا سمایا ہی
جتاتا ہی تو عیشہ کو بخت ٹہرایہ

اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ شعر خود مخاطب صاحب کے حسب حال ہی یا نہین ہم بیشک یہی سمجہے کہ اسکی کیا وجہ ہی کہ مخاطب اکثر مقامات پر سوداءیون مجنونون کی سی تقریر کرتے ہین اور اسکی وجہ خود ہی ایک شعر اپنی حسب حال لکہدیتے ہین بالکل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسا کسی پر شیطان یا بہوت خبیث کا سایہ ہوتا ہی اور وہ اوسکے اثر مین لاف و گزاف بک دیتا ہی اور بعد ختم اوسکی پہر کچہہ ہوش آتی ہی اسوقت اپنی تحریر یا تقریر بے ہودہ پر مطلع ہوکر حسب حال اپنی بیہودگی کی کوی فقرہ یا شعر زبان یا قلم سے نکالتا ہے سو یہی حال بالکل اس معترض کا ہی کہ کیسا ہی بیوقوف اور جاہل شخص ہی اسکو سنکر کہدیگا کہ اعتراض اولٹا ہی اور ایسی تحریر یا تو نشہ کی حالت مین ہو سکتی ہی یا بہوت خبیث کے ہین اور یہہ شعر آپکا خود دلالت اس امر پر کرتا ہی کہ جو مخاطب صاحب ہی جب اعتراض کو لکہکر ہوش آتی ہی تو اپنے خبط اور سودی کو تسلیم کرکے فرمایا تیری دماغ مین سودا سا کیا سمایا ہی کرتا ہی

تو شیشہ کو سخت پتہر پے) قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۲۰۹ مین ہی وتعیہا اذن واعیۃ کا فلان راوی نے فلان کتاب اہل سنت مین ماثر علی سے تفسیر مین لکھا ہی الخ مولف نے آیت مطلوبہ کا تحریف سراسر تراش لیا ہی محض بغرض بہکانے نادانونکے بالخصوص جو علم قران سے بے بہرہ ہین یہہ آیت شریف پارہ تبارک الذی سورۃ الحاقۃ مین اس طرح پر ہے کہ انّا لما طغا الما حملناکم فی الجاریۃ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیہ ترجمہ تحقیق ہمنے جس وقت زیادہ کیا پانی یعنی وقت طوفان کی اوٹہایا ہمنے تمکو کشتے مین۔ یعنی نوح کے ساتہہ تاکہ بتادین ہم اوسکو واسطے تمہارے نصیحت یعنے بطریق عبرت اپنی کان مین ڈال رکہتے ہین اور ہر دم اس غضب آلہی کا خیال کرکے ڈرتے ہین خلاصہ مضمون اس آیت شریف کا تفسیر مدارک وغیرہ مین یہ لکہا ہے کہ رب اکبر اپنی بندون کو از راہ نصیحت فرماتا ہے کہ ای میرے بندو تمہاری آبا و اجداد کو بڑے بہاری عذاب سے ببرکت اسلام وبطفیل حضرت نوح علیہ السلام کے نجات دی تمکو چاہیے کہ اس ہماری احسان کی شکر گذار ہو اور بت پرستی اور تعزیہ پرستے وغیرہ من عمل الشیطان سے بیزار ہو اگر ہمارے اس کہنے پر بھی تم نہ سمجھوگے تو تم بہی مثل کفار امت نوح کے تباہی کی جہاز مین پڑجاوگے۔ دیکہو اس آیت شریف کو بہی کوئی مناسبت جناب امیر سے نہین معلوم نہین کہ ایسے صریح جہوٹی کارروائیون مین جو خسر الدنیا والاخرۃ کی ہم مرتبہ ہون کونسا فایدہ تصور کیا گیا ہی علی ہذا القیاس جس کا حال آیات بینات خالق کائنات کی تبدیل وبدل معنی اور مطلب مین یہہ ہی تو پہر اوسکی بحث احادیث صحیحہ رسول خدا پر کیونکہ تعصب سے خالی ہوسکتے ہے۔ بیت

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگان انداختم

حق یہہ ہے کہ مولف کا رسالہ اندہیری رات کا نشانہ ہی لگا تو تیر نہین تکا بنا بنایا ہی۔ بقول شخصے کہین کہیت کے سینن کہلیان کی اقول وبہ نستعین فی الواقع یہ آیت سورۃ الحاقۃ مین سے

اور مطلب سورہ کا شروع سے یہ ہی کہ قیامت برحق آنی والی ہی پیشتر ثمود اور عاد نی اوسکے
تکذیب کی پس ثمود و عاد پر جو عذاب نازل ہوی کہ وہ ہلاک کئے گئے پہر فرعون اور اوس سے
پہلے اور صاحب مؤتفکات اہل طغیان و عصیان ہوے اور مرسلین کا کہنا انہون نے
نہ مانا تو اونپر سخت عذاب ہم نے نازل کئے انا لما طغا الماء الخ بدرستیکہ جس وقت طغیانی
کی پانی نے حملنا کم فی الجاریۃ اوٹھا لیا ہمنے تمہارے پدران کو کشتی پر بٹھلایا تاکہ کرین ہم
اوس کشتی کو لکم تمہارے لئے تذکرۃ پند و عبرت دربارہ نجات مومنان و ہلاک کافران
و تعیہا اور نگاہ رکہے اوس نصیحت کو اذن واعیۃ نگاہ رکہنے والا کان اب تفسیر طلب
یہ امر ہی کہ وہ اذن واعیہ کون ہی اور ایک ہی یا چند شخص ہین ہم نے انوار الہدی مین بحوالہ
تفسیر ثعلبی و حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم و مناقب ابن المغازلی و ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب
نے لکہا ہی کہ اذن واعیہ مراد علی مرتضے سے ہی مگر ہمارے مخاطب صاحب یہ منقبت دیکہکر جل گئے
اگر اتنی تو علمیت اور لیاقت نہ تہی کہ اون کتابون اور تفسیر کو ملاحظہ کرکے اپنی اطمینان فرماتی
بجاے اسکے اپنی وسوسات شیطانی کو اپنا رہبر گردان کر انکار صاف کر دیا کہ حضرت علی کو اس سے
کیا مناسبت ہی لیکن ہم بغیر دوای کب چھوڑتے ہین ہمکو مالیخولیا کا بہی علاج معلوم ہے انوار الہدی مین ہمنے
کتب عربیہ کے حوالہ سے اسکو ثابت کر دیا ہی اور زیادہ ثبوت پیش کرنے کی اسلئے حاجت نہین مگر یہ ہی کہ
یہ آیت ایسی مشہور ہی کہ اس کے ذریعہ سے اذن واعیۃ حضرت علی کے القاب مین داخل ہو گیا
اور تمام علماے اہل سنت نے اپنی تصانیف مین جہان کہین اسم و القاب حضرت علی کے لکہے ہین
وہان اذن واعیہ بہی آپکے لقب مین شامل کیا ہی مگر یہ خبر نہین کہ ایسے عالمون سے جنسے مناظرہ کا اتفاق
ہوگا جنکو عربی کتاب سے نہایت درجہ نفرت ہی گویا عربی کتاب کا نام اونکی چڑ ہو گئی ہی اب مخاطب
صاحب اگر تفسیر ثعلبی اور حلیۃ الاولیاء اور مناقب ابن المغازلی کو آپ نے مطالعہ نہین کیا تو ہم
فارسی کتب سے آپکی اطمینان کرینگے۔ مولوی معین وسیلۃ النجاۃ مین لکہتے ہین کہ مدارج النبوت مین شیخ
عبد الحق محدث و محقق دہلوی لکہتے ہین کہ تسمیہ کرد او را ابو طالب بعلی و تسمیہ نمود پیغمبر خدا او را بعلی

ولقب کرد این شریف و ہادی و مہدی و اذن واعیه — ویعسوب الامته — وکنیت جناب
ابو الحسن وابو الحسین — وابوتراب — وابو السبطین — وابو الحارثین — واشہر القابس مرتضے
واسد الله الغالب — وحیدر والوصی — امیر المومنین — وسید المسلمین — وامام المتقین — و
یعسوب الدین — وسید العرب — وامام البررہ — وقاتل الفجرہ — ذوی القرنین —
وقسیم النار والجنته — وغیر ذلک اور عبارت مدارج النبوت یہہ ہی کہ علی مرتضے علی نام اوست و ابو الحسن
وابوتراب کنیت او و ابن عم رسول و برادر او بمواخات و زوج فاطمہ بتول سیدۃ نساء العالمین و ابو السبطین
حسن و الحسین الخ — نیز لقب کردہ است رسولخدا بہ یعسوب الدین و بہ آمین و شریف و ہادی و مہدی
و بہ ذی الاذن الواعیه و یعسوب الامته انتہی — علاوہ اسکے تفسیر مواہب علیہ میں ہی وہ در حدیث آمدہ
کہ حضرت پیغمبر علی را گفت من از خدا درخواستم کہ گرداند اذن واعیه گوش ترا ای علی پس علی
گفت بعد ازان ہیچ خبر فراموش نکردم سوا اسکے اب کا قرآن ثانی یعنی ازالۃ الخفا مصنفہ شاہ ولی اللہ
دہلوی ہے — وہ مقصد ثانی کے صفحہ ۲۷۰ میں تحریر فرماتے ہیں واخرج شیخ الشیوخ السہروردی
فی العوارف عن عبد اللہ بن الحسن قال حین نزلت هذه الآیۃ وتعیہا اذن واعیۃ
قال رسول اللہ صلعم لعلی رضی اللہ عنہ سالت اللہ تعالیٰ ان یجعلہا اذنک
یا علی قال علی رضی اللہ فما نسیت شیئا بعد وما کان لی ان انسیٰ انتہی یعنے روایت کی
شیخ الشیوخ سہروردی نے عوارف میں عبد اللہ ابن حسن سے کہ کہا انہوں نے کہ جب آیت شریف
وتعیہا اذن واعیہ نازل ہوے تو فرمایا رسول نے حضرت علی مرتضے سے کہ میں نے تیرے
لئے خداتعالیٰ سے دعا کی ہی کہ وہ تیرے کان کو اذن واعیہ کرے فرمایا ہی علی مرتضے نے کہ میں
اسکے بعد کوئی شے نہیں بھولا اب یہ امر ثابت ہوگیا کہ سواے حضرت علی کے اور کوئی ذی اذن واعیہ
نہیں ہے مخاطب صاحب انکے اصحاب ثلثہ کو ہیں شامل نہیں کر سکتے کیونکہ انکے نسبت احکام قرآن
کا بھول جانا مروی ہے چنانچہ اسی فصل میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں واخرج ابو عمر
عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو الحسن

قال ابو عمر و قال فی المجنونة التی امر برجمها و فی التی وضعت لستة اشهر فاما و عمر برجمها فقال له علی ان اللّٰه یقول و حمله و فصاله ثلثون شهرا الآیة و قال ان اللّٰه رفع القلم عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول لولا علی لهلک عمر

یعنے روایت کی ابو عمر نے سعید بن مسیّب سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت عمر ابن الخطاب خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے اُس حادثہ سخت سے کہ جسکے واقع اور مخلصی کنندہ حضرت علی مرتضے نہوتے اور کہا ابن عمر نے کہ حضرت عمر نے ایکمرتبہ ایک عورت مجنونہ کے قصاص کا حکم دیا اور ایک مرتبہ ایک ایسی عورت کے رجم کئے جانے کا حکم دیا کہ جسکے وضع حمل کو چھہ مہینے گذرے تھے تو حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ایام حمل اور بعد وضع حمل کے تیس ماہ تک رحم کرنا چاہئے اور پھر حدیث نبوی بیان کی کہ خدا نے مجنون کو مرفوع القلم کیا ہی یہہ سنکر عمر بولے کہ اگر علی نہوتے تو البتہ عمر ہلاک ہوا تہا پھر دوسرا قصہ حالت احرام مین انڈون کے کہانے کا اور اوسکے ہدیہ کا مذکور ہی کہ حضرت علی نے فتوی دیکر حضرت عمر کی مخلصی کرے فی الریاض

عن محمد بن الزبیر قال عمر اللّٰهم لا تنزل بی شدیدة الا ابو حسن الی جنبی

یعنے کہا حضرت عمر نے کہ خداوندا اگر ابو الحسن میرے پاس نہوں تو مجہہ پر کوئی سختی نازل نکرنا اب ہم اہل انصاف سے فقط اسکی اس امر کی داد چاہتے ہین کہ مولوی صاحب جہانگیرخان کے اعتراض کو براہ عنایت مکرر غور فرماوین — اور بجا الفاظ کہ انہون نے ہماری نسبت دربارہ تبدیل آیات و مطالب و معانی آیات درج کئے ہین اونکی نسبت عاید ہوتی ہین یا ہماری نسبت اور جو ترجمہ غلط مولف الہدایا المہدی نے لکہا ہے اوسکو بہی ملاحظہ فرماوین کہ واعیہ کے کیا معنی ہین اور انہون نے کیا لکہا ہے اور اذن بصیغۂ واحد ہی یا جمع ہے اور ترجمہ مین مولف نے اذن کی جمع کہانے اخذ کی ہی اور پہر خلاصہ مطلب درج کیا ہی وہ کتنا بیہودیا اور خلاف واقع ہے بہلا اوس وقت کے صحابہ مین سے نفرہ پرستی کون کرتا تہا کہ جنکی نسبت لفظ نفریہ کا مذکور ہو کیا گیا ہی — اب ہم مخاطب صاحب کی تفسیر کے تغیرات کے نسبت لکہتے ہین قولہ خدا تعالے

مخاطبین آیت سے کہنا ہی۔ کہ اگر ہمارے اس کہنے پر بہی تم نہ سمجہوگے تو تم بہی مثل کفار امت نوح کی تباہی کے جہاز مین پڑجاوگے۔

اقول درانحالیکہ یہہ امر مسلم ہی کہ آیت مبحوث عنہ کے مخاطب صحابہ مین اور یہہ امر بہی مسلمہ فریقین ہوگیا کہ اس فصیح باری کو سوای علی مرتضے کے اور کسی صحابی نے گوش ہوش سے نہین سنا تو اہل انصاف فتوی دین کہ مخاطب صاحب کے فقرات تفسیر کی مصداق اصحاب ثلثہ ہوئے یا نہین۔ ہماری مخاطب صاحب نے اس آیت کی بحث فقط اس امر کے ثابت کرانیکے لیے فرمای تہی —

اما قولہ دیکہو اس آیت شریف کو بہی جناب امیر سے کوی مناسبت نہین الخ۔

اقول مناسبت پایکر تو مخاطب صاحب کی آنکہین ضرور پتہرا گئین ہونگی —

وقولہ جو شخص ایتونکے معنی اسطرح بدل دے اوسکی بحث بابت احادیث سو لحذا کیونکر تعصب سے خالی ہوگی۔

اقول اب مخاطب صاحب آپ ہی غور فرماوین کہ واقعی آپکے علما عجیب شخص ہین کہ دیکہیے ملا رضی اپنی اشعار کو حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہین اور دیکہیے ہمنے تو آپکو علما کا حوالہ دیا اپنی طرف سے کوی لفظ نہین لکہا اور پہر غضب تو یہ ہی کہ آپکے علما حضرت عمر کے مسایل شرعیہ سے ایسا عجز بیان کرتے ہین کہ ایسے معذور شخص پر کسطرح اطلاق امامت وخلافت کا مسلمین کا نہین ہوسکتا اور پہر حضرت علی کے مقابلہ مین اونکو خلیفہ برحق کہتے ہین آپ ہی تو غور فرماوین کہ امام برحق جو حجۃ اللہ ہین امت کی خبر نہ لیتے اور حضرت عمر مجنون اور حاملہ کو رجم کر دیتے تو کیا کیفیت ہوتی —

وقولہ من ز قرآن مغز را برداشتم * استخوان پیش سگان انداختم۔ ماشاء اللہ آپکو اس لیاقت پر مغزیکا دعوے ہے اور دعوی بہی ایسا کہ قرآن مجید کے الفاظ کو نعوذ باللہ استخوان اور اپنے اکابر علما کو سگان بنایا۔

قال المولوی جہانگیر خان ۹۰ صفحہ مین ہمنے سنا ہی کہ اگرچہ ابوبکر وعمر بغرض معذرت جناب سیدہ کی خدمت مین حاضر ہوئے لیکن تاہم غضب سیدہ رفع نہوا اور یہ حدیث رسولخدا کی یاد دلائی فاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر۔ مولف صاحب کیا اسیکا نام شیعہ ہو کر جناب امیر کو کافر معنوی بناتے ہو۔ کیا یہی اسکا علم امامیہ ہے کہ حضرت علی مرتضے کو دشمن خدا و رسول کا بناتے ہو واللہ ابن سبا ہی کے مریدون سے ایسا ہو سکتا ہی دوسرے کا کام نہین ہی کیونکہ ماشاء اللہ یہ حدیث جناب شیخین

کی ہی شان مین رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ حضرت شیخین کی الحمد للہ کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر مولف کے اتہام الزام سے بری ہوے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہین کہ بالیقین یہہ حدیث جناب امیر کے ہی باب مین رسول اللہ نے فرمائی ہے قصہ مختصر یہ ہی کہ حضرت علی نے ابوجہل کی دختر سے اپنا نکاح کرنا چاہا جب یہ خبر حضرت امیر کے ارادہ سے آپکو اطلاع دی حضرت بہی اس بات کو سنکر رنجیدہ ہوے اور سیدہ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت طلحہ کو بہیجکر حضرت علی کو طلب فرمایا اور اونسے یہہ حدیث ارشاد کی قال رسول اللہ یا علی اما علمت ان فاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی فقط انتہی یہی حدیث علل الشرائع معتبر کتب شیعون مین موجود ہے جسکا جی چاہے نقل کو اصل سے ملا دیکہے اور انصاف کرے کہ کس کی اصل مین غلطی ہے باقی مضمون حدیث مذکورہ بالا کا موضوعہ مفتری ہی جس سے بعقیدہ مولف جناب امیر ہی معاذ اللہ موذی اور کافر ٹہیرے سچ تو یہ ہے کہ ایسے وہ ہوکہ دینی شیطان کو داد انکو بہی یاد نہ ہونگے ؎ کور کورانہ مرو در کربلا * تا نیفتی چون حسین اندر بلا —

اقول و بہ نستعین — مخاطب صاحب معلوم ہوتا ہی کہ عجب سادہ لوح آدمی ہین — یہہ خبر نہین کہ معصومین کا معجزہ یہہ ہی کہ اونکی نسبت کوئی عاید نہین ہو سکتے اگر ایسا کوئی برائی اونکی نسبت منسوب ہی کیجاوے تو خدا کی قدرت سے وہ برائی اونکی دشمنون کے عاید حال ہوجاتی ہی اور وہ بدستور معصوم رہتے ہین دیکہیے اگر ہم اسکا قول تسلیم ہی کر لین کہ حضرت علی کے ارادہ شادی دختر ابوجہل پر رسولخدا نے یہ حدیث فرمائی تو پہر ہم آپسے ہی پوچہتے ہین کہ حضرت علی یہہ حدیث سنکر اس ارادہ سے باز رہے ہین — ہان اگر حضرت علی باوجود سماع حدیث دختر ابوجہل سے شادی کر لیتے تو بیشک ایذا دہندہ فاطمہ اور ایذا دہندہ رسول قرار پاجاتے اور جبکہ اس ارادہ سے بعد سماع حدیث باز ہوگئے تو ثابت ہوا کہ حضرت علی کی نسبت کوئی الزام عاید نہوا اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی نسبت آپ خود تسلیم کر چکے ہو کہ وہ بوقت بیان کرنے اس حدیث کے موجود تہے اور رسولخدا سے سن چکے تہے کہ فاطمہ کو ایذا دینا بیشک ایسا ہے جیسے کہ رسولخدا کو ایذا دی اور یہہ بات بہی دیکہہ چکے تہے کہ حضرت علی اس حدیث کو سنکر ارادہ نکاح سے باز آئے اور ایذا فاطمہ اور ایذا رسول گوارا نکی تو آپ فرمائے کہ باوجود معلوم ہونے اس حدیث کے جو حضرت ابوبکر و عمر نے جناب سیدہ کو ایذا پہنچائی اور اونکا حق غصب کیا اور یہہ نامہ فدک بقول صاحب تحفۃ الاحباب و کتاب الامامۃ والسیاست چاک کر ڈالا اور نیز ترکہ پدری سے سیدہ کو محروم کیا اور پہلوی معصومہ پر دروازہ گرایا وہ کس

دلیل سے مصداق اس حدیث سے باہر نکل سکتے ہیں۔

ہمارے مخاطب صاحب اس حدیث عقد ارادہ نکاح دختر ابوجہل میں دیکھ کر ایسے جامہ سے باہر ہوئے کہ خدا کی پناہ اور ایسے جوش میں آئے کہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجاوے لیکن یہ خیال نکیا کہ حضرت علی تو حدیث سنتے ہی ارادہ باز آکر اوسکے مصداق سے علیحدہ ہوگئے اور بیچارے شیخین بمقتضای رباعی

ہر بلای کز آسمان آید ٭ گو بنام دگر قضا باشد ٭ بر زمین نارسیدہ می پرسد ٭ خانۂ انوری کجا باشد

اس بلای آسمانی میں پھنس گئے۔ اصل یون ہے کہ انبیاء کے اسرار عوام نہیں سمجھتے ہیں یہ حدیث بالخصوص حضرت ابوبکر اور عمر کو حضور میں بلاکر سنانا خالی از علت نتھا آپ خبردار تھے جانتے تھے کہ یہ دونو میرے بعد میرے نور نظر فاطمہ زہرا کو ایذا پہنچاوینگے۔

پھر مخاطب صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ مَن اذانی اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر فقرہ موضوعہ ہے یہ سمجھے اونہین کا کام ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ دونو امر قرآن شریف سے ثابت ہیں کہ جس نے رسول خدا کو ایذا دی اوسنے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ بالاجماع کافر ہے جز ایذاء خدا تو بنسبت فریقین ثابت ہے لیکن اس شعر سے مجلل مخاطب صاحب نے کیا مطلب نکالا ہے ؎ کہ کور کورانہ مرو در کربلا ٭ تا نیفتی چون حسین اندر بلا۔ ظاہر ہے کہ یہ شعر کسی خارجی کا ہے پر کمال تعجب ہے خدا و رسول کے مسلمانین خوارج کے اشعار سند لای جاتی ہین

قال جہانگیر خان صفحہ ۲۲ میں ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی۔ یعنی بچایا جاویگا جلتی ہوئی آگ سے وہ بڑا متقی کہ جس نے اپنا مال پاک ہونے کے لئے زکوٰۃ دی مولف انوار الہدی اس آیت کو عام رکھکر وہ نبی و الوصی کے لئے نازل ہونا کہتا ہے اور مولوی محمد قاسم نے جو حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہونا کہتا ہے اوسکو غلط کہتا ہے مگر ہم کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ آیت بلا شک وشبہ حضرت ابوبکر کی شان نازل ہوئی۔ علامہ طبرسی مجمع البیان میں ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ بلال اور عامر وغیرہ کے آزاد کرنے میں یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہے تا آخر مضمون۔

اقول مجمع البیان میں قول فیصل یہ نہیں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں ہے بلکہ جہان بہت سے قول عامہ اور خاصہ انہوں نے لکھی ہیں وہاں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر کا نواسا یعنی ابن زبیر یہ کہتا ہے کہ یہ آیت

مرے نانا کی شان مین اتری ہے لیکن جہان علامہ نے اپنا قول فیصل لکہا ہی وہ البتہ سند مین پیش کرنیکی قابل تہا مگر مخاطب اوس سے گریز فرما گئے۔ اور مین نہایت تعجب کرتا ہون کہ اس آیت سے تو سخت مذمت حضرت ابو بکر کی نکلتی ہی پہر ایسا امر ایمولف صاحبکو کیون ہی یہ آیت تو شہادت اس امر کی دیتی ہی کہ وہ شخص دوزخ مین جائیگا اور اوسکا نتیجن جو اوسکی نیکی یعنے زکوۃ دینے پر خیال ہوگا تو وہ جہنم سے نکال لیا جاویگا اور واقعی بلال اور عامر کی آزادی بہت نیک کام تہا اور وہ قابل ایسکے ہی کہ اگر اونکا آزاد کرنیوالا اپنی افعال بد کے سبب سے دوزخ مین بہی ہو تو بعد پورا ہو جانے اوس سزا کے اس عمل نیک کی جزا مین اوسکو دوزخ سے نکال لیا جاوے اگرچہ درجہ صحابیت کی مقابلہ مین تو اس آیت کا مصداق ہونا غایت درجہ کا تنزل ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب صاحب نے اب طرفین ناامید ہوکر اسی پر قناعت کی اور اگر لفظ اتقی پر کچہہ ناز ہو تو نہایت فضول ہی کیونکہ حضرت علی کی شان مین امام المتقین وارد ہی

قال جہانگیرخان صفحہ ۲۷۸ مین مولف نے محض بغرض اشتعال طبع اہل ایمان کے حضرات امہات المومنین عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو مثل زوجہ حضرت نوح و زوجہ حضرت لوط کے کافرہ لکہا ہی حالانکہ کتب شیعہ مین تیرہ عائشہ کا درج ہے اور جنگ بی قصد سے ہی حضرت عائشہ کا توبہ کرنا اور حضرت امیر سے صلح کرنا ثابت ہی اور خوب یاد آئی بہلا حضرت حفصہ کا کیا قصور ہی جو اونکو بہی کافر لکہتے ہین۔ الی آخر الہفوات

اقول ہماری مجال نہین کہ خدا تعالی کے حکم سے مخالفت کرین یہ مخالفت تو آپکے حصہ مین آئی ہی کہ جسکو خدا تعالی اور رسولخدا کافر کہین اوسکو آپ مومن بلکہ سردار مومنات قرار دین سورہ تحریم کا ترجمہ دیکہہ کر اپنی اطمینان کرلو کہ خدا اونکو کافرہ بتلاتا ہی یا شیعہ اپنی طرف سے کہتے ہین اور اوسی سورہ مین یہ بہی دیکہہ لو کہ خدا نے زن نوح و زن لوط کی عائشہ و حفصہ ہی مثال دے ہے یا شیعہ بطور خود مثال دیتے ہین سورہ تحریم مین وارد ہے عَسَىٰ رَبُّهُ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُبْدِلَهُ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۱۲ یعنے فرماتا ہی خداوند تعالی کہ اگر نبی تمکو ای عائشہ و حفصہ طلاق دیدی تو شاید رب اوسکا بدلدیوے تم سے نیک تر ازواج کہ ہوں مسلمات یعنی اسلام والیان اور مومنات یعنی تصدیق قلب ایمان لانی والیان قانتات یعنی نماز گذار اور فرمانبردار یا بانیغی

توبہ کرنیوالی عابدات یعنی عبادت کرنی والیاں سائحات یعنی روزہ رکہنی والیاں شوہر دیدگان و دوشیزگان اس آیت کا صریح مفہوم ہے کہ عائشہ اور حفصہ میں وہ صفات نہ تہیں جنکی تفصیل خدا نی فرمائی ہے اس سے پیشتر کی آیت میں فقد صغت قلوبکما وارد ہے یعنی بتحقیق کہ دل تمہارے دونوں کی راستی اور حق سے منحرف ہوگئی ہیں۔

اور چونکہ خدا تعالی اپنی علم قدیم کے ذریعے سے جانتا تہا کہ بعضے حمقا و جہلا جو ظلمت تعصب میں ہمیشہ پہنسے ہیں وہ اہل حق کے مقابلہ پر بیہودہ توجیہات کرکے جہٹلا دینگے اور دلیل لائینگے کہ کیا نبی صلعم کی صحبت نے انکی ازواج پر بہی اثر نہ کیا تہا اور کیا اونمیں اتنی بہی تاثیر نہ تہی کہ بیبیاں اونکی مومنہ اور مسلمہ رہتی اسکا جواب خدا تعالی نے اسی سورہ میں ان آیات کی بعد اسطرح فرماتا ہی۔ ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأت نوح و امرأت لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا الصالحین فخانتاہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئا اون لوگوں کے لئے جو نافرمانی کرتے ہیں (اغلب کہ مراد عائشہ اور حفصہ سے ہی) خدا تعالی مثال دیتا ہی زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی کہ وہ دونوں تحت میں تہیں ہمارے دو نیک بندوں کے پس خیانت کی اون دونوں عورتوں نے اون دونوں مردوں کی ساتہہ نفاق اور مخالفت دین میں پس وی دونوں پیغمبر دفع نکر سکے اون دونوں عورتوں سے کچہہ بہی خوف خدا کی طرف سی پس تہا یہ تو بی بی عائشہ اور حفصہ کی مناقب ہیں جو قرآن میں نازل ہیں اور بعضے احمق جو برات افک کو منقبت خیال کریں یہ بڑا بیہودہ امر ہے وہ برات خاص اوس واقعہ خاص ہی سے ہے اور ثابت ہوگیا کہ بی بی عائشہ اوس تہمت سے بری ہیں اور اونکی بخاجان کاذب و مفتری ہیں اور اونپر حد افترا ماری گئی اوس برات سے کسی قسم کی فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ اس قصہ کو زبان پر لانا بہی نہایت درجہ بے غیرتی ہی بی بی حفصہ کی نسبت جو استفسار ہی کہ وہ لڑی ہی حضرت علی سے نہیں پہر اونکا کیا خطا ہے سو جناب من بڑی خطا اونکی یہ ہی کہ وہ حضرت عمر کی دختر ہیں اور اونکے اغوا سے اسرار نبوی کو فاش کیا کرتی تہے حضرت کی کوئی بی بی ایسی نہ تہی جسکو حضرت نے طلاق دیدی ہو سو اس بارہ میں بی بی حفصہ ہی منفرد ہیں کہ اونکو رسول نے طلاق دیدیا مگر بوجہ نان نفقہ اونکو گہر سے نہیں نکالا ہی کتب سیر ملاحظہ کر دیکہو رسول نے انہیں کی وجہ سے ان کیدکن عظیم ان ہی دونوں کی شان میں فرمایا ہے و خف [illegible]

اپنی باپ تک آنی نہین دیا اور دروغگوئی ہی آپکی مزاج مین ہے تفصیل درج ہوئی ہی زبان شما صاحب یوسف باید در دل چیزی میدارید و بظاہر چیزی دیگر می کنید معاملہ نماز پڑہانی مین جہوٹ موٹ رسولخدا کی طرف سے اپنی باپ کی لیے کہدیا کہ نماز پڑہانی کا حکم ہی پہر اس سے زیادہ اور کیا ثبوت درکار ہی مولف صاحب نے جو یہ ارشاد کیا ہی کہ بواسطہ ایذا رسانی مسلمانون کے اہلبیت رسول اللہ کی نسبت جنکی نسبت آیت تطہیر نازل ہوئی الفاظ ترک ادب لکہی ہین قطع نظر بحث اس آیت تطہیر کی کہ جسکو مولف صاحب انوار الہدی مین بدلایل مستحکم دیکہہ چکی ہین کہ ازواج سے آیت تطہیر کو کوئی علاقہ نہین ہمکو بڑا تعجب ہی کہ اہلبیت پیغمبر سے ہماری مخاطبکو ایسی دلسوزی کیون ہوئی اور آج تیرہ سو برس بعد کیا گردش زمانہ بدلی کہ آپ لوگ اہلبیت کی طرفداری اپنی آپ کو ظاہر کرنے لگے وہ دن بہول گئے کہ یزید پلید کی دستر خوان کی اولش کے لالچ پر جگر پارہ رسول الثقلین کا پیاسا ذبح کیا حسن مجتبی کو زہر دیا علی مرتضے کا حق غصب کیا حضرت سیدہ کو ترکہ پدری سے محروم کیا دروازہ پہلوی معصومہ پر گرایا اوسدن تو کسی مسلمان کا دل نہ دکہا اور ایذا نہ پہونچی اج کیا سبب ہی کہ یہ فرمانی لگی کہ اہلبیت پیغمبر سے تو یہ جب دلسوزی ہی کہ اب ہر فقط شیخین کی امت کو شیخین کا پاس و لحاظ ہی چونکہ عایشہ اور حفصہ انکی دختر ہین اسلیئی مسلمانونکو ایذا پہونچی ہی اس ناانصافی کا بدلہ تو خدا ہی دیگا کہ نبی کی اہلبیت کو ترک کرکے غیر کو انکی اہلبیت سے دلسوزی کرتی ہو ازواج کو آجتک کسینے اہلبیت نہین کہا رسولخدا نے کبہی ازواج کے لیے لفظ اہلبیت استعمال نہین کیا تو یہ حوصلہ تو ماشاء اللہ آپ لوگونکو ہی عطا ہوا ہی کہ جنکو رسول نے کبہی بلفظ اہلبیت تعبیر نہین کیا آپ اونکو اہلبیت قایم کرکے اونکی طرفداری کرتے ہو اور جنکو رسول نے ہمیشہ اپنا اہلبیت کہکر پکارا اونسے قطع تعلق ایسا کرو کہ اونکو ذبح ہی کرڈالا تو آپ لوگون کی نظر مین انکی اور جگر گوشون کی اونکی مظلومی پر تاسف اور غم کرتے مین انکو آجتک اب لوگ چڑاتی ہین اور ہر دم اسی کوشش کرتے ہو کہ دنیا مین کوئی اونکا نام نہ لی۔

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۲۰۲ مین مولف نے بڑی دہوم سے دعوی کیا ہی کہ ہم کتب سماویہ سابقہ سے یعنی توریت و انجیل سے منقبت علی مرتضی کی ثابت کرینگے اس امر سے علماء اہلسنت والجماعت ہی انکار نہین کرسکتے ہین کیونکہ یہ امر خود قرآن مجید سے ثابت ہی کہ جناب رسولخدا اور اونکی ہمراہیان کا ذکر توریت و انجیل مین لکہا ہی مگر اسکا کافی ہی اب یہ امر دریافت طلب ہی کہ ہمراہی رسول خدا کون شخص ہین اونکی تعریف ہی قرآن مجید مین موجود ہے

اشداء علی الکفار رحماء بینهم پس یہ قرآن مجید سے ثابت ہوگیا کہ علی مرتضی کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین موجود ہے بلکہ دوازدہ امام علیہم السلام کا ذکر اونمین موجود ہے اور آیہ محمد رسول اللہ والذین معہ مین جو ہمراہان کی جمع بیان کی گئی ہے وہ بالیقین دوازدہ امام علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے اگر کوئی عدم موجود ہونے کو منافی بیعت سمجھے تو تفاسیر معتبرہ دیکھ لیجئے کہ جلالین وغیرہ مین معہ کی تفسیر اتبعہ درج ہے الخ واہ صاحب خوب ہی سمجھے اور خوب ہی آیت شریف کو تحریف کیا شاید چودہ صدی مین یہ حصہ آپ ہی کے لئے نازل ہوا ہے مگر کیا تھا جسمین ہی انکو امیر نازل کی ضرور ہمکو وہ تفسیر جسمین معہ کی اتبعہ درج ہے دکھائیے ورنہ آپکو قیامت تک کوئی سچا نہ کہیگا اور صاحب آپکو۔ کوئی بھلا آدمی کیونکر سچا کہہ سکتا ہے کہ جھوٹ کے پل باندھتے ہو ہم کہتے ہین کہ یہ دعوے کرنا آپکا محض مخالف مذہب اہل تشیع کے ہے کیونکہ اونکی کتب مین ہے کہ امیر بیچارہ اونسے مسلمان سے ہی ایسے ڈرتے تھے کہ کبھی اونکے روبرو اظہار اپنے مذہب شیعگی کا نہین کرتے تھے اگر کوئی انسے دریافت کرتا کہ آپکا کیا مذہب ہے تو آپ یہی کہتے کہ ہم سنت جماعت ہون غرضکہ جب ایسے بیچارے تھے تو مصداق اشداء علی الکفار کیونکر ہو سکتے ہین۔

اقول وبہ نستعین ہم بارہا ناظرین باانصاف کی خدمت مین عرض کرچکے ہین کہ ہمارے مخاطب ہمیشہ اولٹی سمجھتے ہین دیکھو مضمون اور معنی آیت تو یہ ہین اشداء علی الکفار یعنی شدید ترین کافرون پر رحماء بینهم اور رحیم ترین آپس مین باہم یعنی مسلمانو پر اور مخاطب صاحب اس دلیل سے حضرت علی کو اس آیت کی مصداق ہی خارج کرتے ہین کہ وہ ادنی مسلمان سے بھی ڈرتے تھے گویا مطلب مولف صاحب کا یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان پر تو شدید ترین ہون اور کافرون پر رحیم ہون وہ مصداق اس آیت کی ہین یعنی سیدہ ہی معصومہ پر جبر کیا یا کسی وصی رسول کا حق غصب کیا یا مال فی مومنین کی خیانت کی یا مالک بن نویرہ جیسے صحابی کو قتل کیا یا ابوذر جیسے افضل الصحابہ کو جلا وطن نکالا دیا یا عمار بن یاسر جیسے کامل الایمان کو زدوکوب کیا تو پھر حضرت علی کس طرح مصداق رحماء بینهم کے صفت ہوسکتے ہین ہمنے خوب آزماکر دیکھا ہے کہ جو لوگ عترت نبی سے عداوت رکھتے ہین اور اونپر الزامات قائم کرنا چاہتے ہین خدا بیعقلی ضرور انکو دیتا ہے بعد ازین ہم ناظرین باانصاف کے روبرو عرض کرتا ہون کہ آپ صاحب براہ غور مولف صاحب کی دلیل کو ملاحظہ

فرماوین که وه یه لکھتے ہین که جب حضرت علی ایک ادنی مسلمان سے بھی ڈرتے تھے تو اس آیت کی مصداق کیونکر ہو سکتے تھے حالانکه یه بہت موٹی بات ہے که بموجب مضمون اس آیت کے کافرون پر شدید تر ہونا چاہیے اور مسلمانون پر رحیم تر ہونا چاہیے پس اگر حضرت علی ادنی سے بھی ڈرتے تھے تو بدرجه اولی مصداق رحماء بینهم کے ہوے اور اشداء علی الکفار سو پر خود مخاطب نے بحث کی نہین اوسکو اونکی معارک غزوات مین دیکھ سکتے ہین۔ اب ہمکو کمال تعجب ہے که مخاطب صاحب نے دعوی کے خلاف بر عکس دلیل کیون پیش کی آیا واقعی فہم ہی کا قصور ہے یا معجزۂ اہلبیت ہے۔ اتنا نه سمجھے که یه امر تو واسطه مصداق ہونے اس آیت کے مطلوب ہے که آپ مسلمانون پر بہت ہی مہربان تھے نسبت تحریف آیت جو ہم پر تہمت لگائی ہے یه ہی ہمارے مخاطب صاحب کا ہی شعار ہے پیشتر چند بار ہم مخاطب کی نسبت ثابت کر چکے ہین که آیات قرآنی مین تحریف و تبدیل کی بلکه فقرات کی فقرات الحاق کئے ہین جسکی نسبت ہم نے تمام علمای اہل قبله سے فتوی طلب کیا ہے که جو شخص اسطرح ارتکاب تحریف و الحاق کا کلام ربانی مین کرے وه کافر مطلق ہے یا نہین اور ہم اب پھر مولف اظہار الهدی کو متنبه کرتے ہین که انہون صفحه ۱۰۱ اظہار الهدی مین بروی تحریف بعض کلمات و الحاق فقره طویل خداوند تعالی جل جلاله پر اس طرح تہمت لگائی ہے سوره روم مین ہے ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعًا لست منهم فی شیء ترجمه اون لوگون مین سے که تفرقه ڈالا انہون نے اپنی دین مین اور تھے وه شیعه نہین او نمین سے کسی چیز پر در اصل والذین ہے جسکی جگہه ان الذین بنایا اور شیعًا کی جگہه شیعًا بسکون یاے تحتانی تحریف کی اور لست منهم فی شیء الحاقی فقره ہے جو خداوند تعالی نے قرآن مین نازل نہین کیا۔

مولف اظہار الهدی کے اس خبط کو بھی دیکھا جاوے که حضرت علی اپنے آپکو کا سنت جماعت کہتے تھے جسکا وجود کئی سو برس کے بعد پیدا ہوا اور طره یه ہے که حضرت علی شوری مین اس شرط پر که شیخین پر عمل نہین کرونگا کیونکه وه ہیچ بدعت سیئه ہے او یه امر تمام کتب سیر تواریخ مین درج ہے او خود صحاح اہلسنت مین درج ہے که خود خلفاء ثلثه احکام شرعیه سے بے خبر تھے اور حضرت علی ہمیشه اونکو ہدایت حق کرتے رہتے تھے اعتراف اونکی موجود ہے مین لولا علی لهلک عمر ہے۔ مخاطب صاحب کا ایسی بے تکی بات کہنا ظاہر ہے که لغویت کی دلیل ہے۔

اور پھر مخاطب صاحب کا یه کہنا که اشداء علی الکفار کا خلعت قامت اصحاب ثلثه پر ہی دوخته ہوا ہے

البتہ یہی بات ہی مگر مخاطب صاحب نے اہتمام نہین فرمایا کہ وہ خلعت جلیل احد کے غار مین قطع ہو کر دوخت ہوا تہا یا بمقام حنین یا جنگ خیبر مین سلوایا گیا تہا

اما قولہ اونہین ارکان دین نے جہان کی کفار کو زیر و زبر کر ڈالا تہا بلکہ انہین حضرت نے کفار پر ایسی سختی کی تہی جسکا مذکور یہود و نصاری کی توریت و انجیل مین ہنوز موجود ہی چنانچہ درس ۶ باب ۱۳ کتاب استثناء توریت مین ہی کہ اگر تیرا بہای یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجہے بہسلاوے اور کہے کہ تو غیر معبودون کی بندگی کر تو تو اوسکے موافق نہونا اور اوسکی بات نہ سننا اور اوسپر رحم کی نگاہ نکرنا اور اوسکی رعایت نکرنا اور اوسے پوشیدہ نرکہنا بلکہ اوسکو ضرور قتل کر ڈالنا اوسکی قتل پر پہلے تیرا ہاتہ پڑے دیکہو بلا رعایت شیخین نے اپنے عزیزون کو قتل کرنے مین دریغ نکیا — اقول حضرت مولوی صاحب یہ باتین تو جاہلون قصہ گوئیون بنانی چاہئین کہ وہ بیچارے علم تواریخ سے بہرہ نہین رکہتے بہلا یہ باتین آپکی لکہے پڑہون کے روبرو کب چل سکتی ہین بہلا یہ فرمایئے کہ حضرت ابوبکر اور عمر نے اور نیز حضرت عثمان نے اپنے تمام زندگی مین بہی کسی ایک کافر کو قتل کیا ہی یا عزیزون کو قتل کرنا تو ادہر ہی ہم آپ کو ایک سال کی مہلت دیتے ہین کہ اس عرصہ مین آپ اپنی کتب سے تلاش کر کے ایسا واقعہ بیان فرمادیں کہ جسمین ان حضرات ثلثہ کی نسبت ایک کافر کا بہی قتل کرنا پایا جاوے بجز اسکے کہ معرکہ جنگ سے دبا دیر بہاگ جانا گالی گلوچ کے میدان داری کرنا یا اپنی بہن مومنہ اور بہنوی مومن کا سر پہوڑنا جبر — جمیل صاحب کی نسبت بہی آپ ثابت نہین کر سکتے اگر یہ امر داخل مردانگی سمجہتے ہو کہ قیدیان بدر کے قتل کی ہردم رسول اللہ کو ترغیب دیجاتی تہی اوسکے وجہ یہی تہی کہ عقیل اور عباس حضرت کے رشتہ دار اون قیدیون مین تہی اور آپکو ہردم یہہ منظور تہا کہ ایسا امر کرنا چاہیے جسمین رسول اللہ کا دل دکہی اور نیز ایک رشتہ دار آپکا بہی قید تہا اوس سے آپکی دلی عداوت تہی اوسکا مارا جانا آپ دلسے چاہتے تہے مگر وہ نصیب نہوا جبکہ علماء اہل سنت کو اصحاب ثلثہ کی شجاعت اور بہادری کی مناقب احادیث مین نہین ملتے تہین تو وہ مکہ معظمہ کا جو ہوا کا قصہ جو حضرت ابوبکر کی میدان داری مین بیان کیا جاتا ہی جسمین ماشاء اللہ کفار ہی آپ پر تشدید رہے ہین۔

مگر تہدید پر بھی کچہہ خیال ہوا پہر کیسے گمان ہوسکتا ہی کہ وہ قابو پاکر اپنے عزیزونکو قتل کرتے حضرت عثمانکا یہ مقولہ نہین سنا کہ اگر بہشت کی کنجیان میرے قبضہ مین ہوتین تو مین جملہ منافقین بنی امیہ کو بہشت مین داخل کردیتا

قولہ بحوالہ فلان تفسیر و فلان کتاب حضرت عمر نے اسیران بدر کی نسبت کہا ہت کہ ہر ایک اپنے رشتہ دار کو قتل کرے۔

اقول ہم پیشتر لکھہ چکے ہین کہ اپنے رشتہ دار کی عداوت سے ایسا فرماتے تھے مگر وہ بھی نصیب مین ہوا اور واقعی یہہ باتین اور کس سے ہوسکتی تہی کہ قیدیونکے سر اڑانے پر اصرار کرے یہہ آپ ہی کا حصہ تہا کہ مردہ نعشون سے ملوا خون آلودہ کرکے دیرہ پر تشریف لاوین اور قیدیونکی گردن ماری جانیکے ساعی ہون — این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قولہ اب سنیے انجیل کی شہادت متی ۳۱-۳۲ باب ۱۳ انجیل متی مین ہی کہ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانہ کے مانند ہی جیسے کہ ایک شخص نے ایک کہیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہی اور جب اگتا ہی سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہی اور ایسا درخت ہوتا ہی کہ ہوا کی پرندی اوسکی دالیون پر بسیرا کرتے ہین۔ دیکہو مثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار کے اس درس سے کیسی تصدیق ہوتی ہی پس یہ مثال موافق اصحاب باکمال کی بالکل ہی اسوجہ سے کہ پہلی وہ بہت کم تہے پہر زیادہ ہوگئے جنکو کفار دیکہہ کر جلتے تہے اور مانند حاسد ناحق کوش کف افسوس ملتے تہے

اقول و بہ نستعین مخاطب صاحب اپنے جی مین خوش ہوگئے کہ یہ اصحاب کی مثال ہی حالانکہ اصحاب سے اوسکو کچہہ علاقہ نہین یہ دونو مثالین یعنی مثال مندرجہ انجیل و مثال مندرجہ قرآن خاص حضرات اہل بیت اور اونکے شیعونکی ہین نظیر اسکی موجود ہی کہ جسدن جناب سرور کائنات نے انتقال فرمایا تو بعد حق پر بہت تہوری آدمی تہے جنکی مثال بیشک دانہ رائی کی برابر ہوسکتے ہین اور اب ماشاء اللہ تو درخت ہی کہ جسپر ہوا کی پرندے ہی بسیرا کرتے ہین۔ مولف اظہار الہدی کوی سند ایسی پیش نکرسکے کہ جس سے یہہ درخت اصحاب مراد ہو جاوین اور دیکہی یہہ وہ درخت ہی جسکا ذکر بارہا رسولخدا نے فرمایا ہی و احادیث صحیحہ اہل سنت مین درج ہی کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء۔ او فی الجنۃ اور نیز دوسری حدیث ہی کہ فرمایا رسولنے کہ مین اصل اوس درخت کی ہون و فاطمہ اور علی اوسکی اغصان یعنی شاخین ہین اور

کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ بوقت تحریر ہونے قرآن مجید کی اصحاب ثلثہ کا وجود کہاں تہا رسولخدا اور علی مرتضے کا وجود تو احادیث صحیحہ مندرجہ کتب اہلسنت سے علی اختلاف الروایات چالیس ہزار برس پیشتر خلق آدم سے ثابت ہے اور دیگر ائمہ علیہم السلام کا وجود بہی پیشتر خلق آدم متحقق ہے اور اصحاب ثلثہ کا وجود اسلام مین بعد بعثت نبی صلعم کے ہوا ہے۔ اسلئے اصحاب ثلثہ تو کسی طرح اسکے مصداق نہین ہو سکتے کیونکہ اوس وقت وہ پیدا نہوے تھے۔

علاوہ اسکے معہ کی معنی ہمراہی کے ہین اور اکثر اوقات آپکی ہمراہی مین کافر بہی ہوتے تھے اور منافق تو تمام غزوات وغیرہ مین ہمراہ رہے ہین اسلئے یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ عام ہمراہیان سے مراد نہین ہو سکتی بہرحال معہ کے معنی اتبعہ کے لئے جاوینگے جیسا کہ خود بہی مخاطب نے اس معنی کو قبول کرلیا اور معہ کی تفسیر مین اصحاب من المومنین درج فرمایا جس سے وہی اتبعہ مراد ہے پس اول مخاطب صاحب منجملہ صحابہ کے مومنین کی تشخیص کرین اور اوسکے بعد اصحاب ثلثہ کی حال سے بحث کرین محض اسلام لانا اور مسلمان ہونا اونکا دلیل اثبات مومنیت نہین ہے۔

جب تک مخاطب اصحاب ثلثہ کو اس منقم سے بری ثابت نکردین اوسوقت تک دیگر مناقب کی آرزو رکہنا محض بے سود ہے۔ خصوصاً اشداء علی الکفار کے مصداق وہ لوگ کسطرح ہو سکتے جسکا ایک مرتبہ بہی کفار سے ڈر کر بہاگنا ثابت ہو جاوے۔

مولف صاحب نے دوسری سادہ لوحی اپنی یہ ظاہر فرمائی کہ ہم پر الزام تحریف آیات لگایا المرء یقیس علی نفسہ کا مضمون صادق آتا ہے ہم نے انوار الہدی مین اس موقعہ پر اسلئے آیت ہی نقل نہین کی تہی کہ پیشتر ہم کامل بحث اسکی کر چکے تہے یہ امر دریافت طلب ہے کہ ہمراہی رسول خدا کون شخص ہے اوسکی تعریف ہی قرآن مین موجود ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم اور ہم پیشتر ثابت کر چکے ہین کہ یہ دونون امر سب سے زیادہ بوجہ احسن حضرت علی مرتضے مین تھے بعد اسکے اگر ہمکو کسی فقرہ ماسبق یا مابعد پر استدلال کرنا منظور ہوتا تو ہم اوسکو لکہہ سکتے تہے لیکن کوئی کلمہ یا فقرہ اس آیت کا بجز کلمہ متذکرہ بالا کے ہم نے اس مقام پر نہین لکہا بہرحال افسوس مخاطب صاحب کی عقل پر ہے کہ کس وجہ سے ہم پر الزام تبدیل اور تحریف اور کمی بیشی کا لگایا

کیا ہمکو ہی خلیفۂ ثالث سمجہا تہا کہ آیات قرانی کو پس و پیش کرنیکے یا مثل اپنی ایمان کے ہمارا بہی ایمان سمجہا تہا کہ اظہار الہدی کی ۱۰۱ صفحہ مین صریح آیت قرانی کو دانستہ یا حماقت سی بدلا اور ایک فقرہ کا فقرہ اپنی طرف سی بناکر قرآن مین الحاق کیا۔

ناظرین باانصاف سی ہمکو قوی امید ہی کہ مولویصاحب کی ایمانداری ظاہر ہونیکے لئے وہ براہ عنایت انوار الہدی کی صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ کو اور اظہار الہدی کے صفحہ ۱۰۸ کو جس مین صریحاً دروغ الزام ہمپر لگایا گیا ہے ذرا تکلیف فرماکر ملاحظہ فرماوین۔ ہان البتہ کتاب انوار الہدی مین اشداء علی الکفار اور رحماء بینہم کے درمیان مین واو نہین لکہا گیا اسکو میری غلطی سمجہین یا کاتب کا سہو خیال کرین سو اس واو کی نہونے سے کوئی مطلب نہ فوت ہوا نہ بدلا ہی بہرحال ہمارا بیان رسول مقبول کی دو صفت بیان کی گئین ہین کہ کفار پر شدید ترین اور آپس مین رحیم ہین اسکی نسبت مخاطب صاحب نی حسب ذیل الزام ہم پر لگایا

قولہ اس آیت شریف کو مولف نی اپنی حصول مطلب کی واسطہ چند طریقے سے تحریف کیا ہی اول تحریف جملہ یعنے آیت کو مقدم و موخر کرنا۔ دوم تحریف کلمہ یعنے اپنی مدعا براری کے لئے واو کا حذف کرنا۔ سیوم تحریف معنی یعنی معہ کے زبردستی اور دہینگا مشتی سے اتبعہ کی لینا۔ واللہ یہ تحریفات مولف کچہہ کم از اہل کتاب نہین ہی۔

اقول جو کچہہ اصلی کیفیت تہی وہ ہم معہ نقل عبارت انوار الہدی کے لکہہ آئی ہین۔

اب اہل انصاف برای خدا قرآن شریف کو نکال کر ملاحظہ کرین اشداء علی الکفار اور رحماء بینہم کس طرح پر مقدم و موخر ہی ہم نے تو ہر ایک قرآن مین اسطرح لکہا ہوا دیکہا ہی رحماء بینہم اشداء علی الکفار پر مقدم نہین ہی پہر ناظرین باانصاف فتوی دین کہ مولف اظہار الہدی کو واقعی کچہہ خبط ہی یا مجہی بہی سہو ہوا دوسرے تحریف کلمہ قرار دی ہے۔ اور تیسرے تحریف لفظی کہی ہی مگر جو لوگ علم کی بو رکہتی ہین اتنا تو سمجہ گئے ہونگے کہ مولوی جہانگیر خان صاحب درحقیقت تحریف کے معنی سے ہی آگاہ نہین ہین البتہ کسی عالم وغیرہ سے لفظ تحریف سن لیا ہی یونہی جابجا اوسکا استعمال کرتا ہی اگر واو کی غلطی کو اہل مطبع کی غلطی بہی قرار نہ دی جاوی انوار الہدی کے طبع اور چہاپنے کی لا انتہا غلطی یہ کہ ہر سطر مین متعدد غلطیان موجود ہین

خیال نکیا جاوے بلکہ اوسکو میرا ہے سہو یا غلطی قرار دیدیجاوے تاہم تحریف سی کیا علاقہ اگر ہر دو جملہ کے مابین واو سہواً رہ ہی گیا ہی تو اس سے معنی مین مطلق فرق نہین آتا ہے ایسی معد کی معنی مین تحریف سمجھنا مخاطب صاحب کا ہی کام ہی اجی حضرت تحریف اوسکو کہتے ہین کہ کسی کلمہ کو بدل کر دوسرا کلمہ لکھدیا ہی مثلاً کسی مقام پر من الذین ہے اور اوسکو کوی ایماندار اس ارادہ سی کہ آیت ماسبق کا الحاق دور ہوجاوے بجاے اسکے ان الذین بنادے یا کسی اپنی غرض شیطانی او رہواء نفسانی کے لئے کسی کلمہ کو بڑہا یا گہٹا اور ما القی سے اسطرح بدل دے کہ اوسکے معنی بدل جاوین جیسے مثلاً قرآن کی آیت مین کلمہ شِیَعًا بالفتح یاء تحتانی بمعنے گروہ ہی اور اوسکو کوی شخص بسکون یاء تحتانی شیْعًا بنادے اور اوسکے معنی باعتبار متابعت مرتضوی شیعہ قرار دے تو یہ تحریف و تبدیل کہلاتی ہی اور ان سب سے بڑھ کر کوی آیت یا جملہ خود تصنیف کر کے کسی آیت مین شامل کرے جیسے مثلاً لست منہم فی شیٔ کسی آیت کے بعد محض براہ بے ایمانی الحاق کرے اور دراصل اوس آیت مین یہ جملہ نہین ہے تو البتہ کہا جاویگا کہ اس تحریف و تبدیل اور الحاق کا مرتکب کافر مطلق ہی اور خدا یتعالی عزوجل پر تہمت لگاتا ہی اگر حکم شرع نافذ ہو تو ایسے شخص پر اول اسی درہ حد افترا کے مار کر بجرم تحریف و الحاق قران سنگسار کیا جاوے۔

قال المولوی جہانگیر خان اب لگے ہاتون آپکے ذرا ثبوت کو بہی ملاحظہ فرمایئے کہ مولف نے کیا اچھا ثبوت توریت و انجیل زیب قلم کیا ہے۔ مولف نے لکہا ہی کتاب پیدایش ۱۷ باب ۲۰ فصل مین لکہا ہی کہ خداوند کریم نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا ہی اور اسمعیل کے حق مین مین نے تیری سنی دیکہہ مین اوسے برکت دونگا اور اوسے برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑہاونگا اور اوس سے بارہ سردار ہونگے

مولف جی بارہ کا عدد کتاب پیدایش مین دیکہہ کر نہال ہو گئے اور فوراً اس مضمون کو اپنی رسالہ مین درج کر دیا کہ عدد بارہ سے مراد بارہ امام ہین بقول شخصے بہینس کودی کودے گون وہ یہ تماشا دیکہے کون اگر ایسی ہی سمجہہ ہے تو اسکی دوا لقمان پاس بہی نہیں ہے ہان شاید امام غایب بتاوین تو خیر نہین ہم کہتے ہین کہ اس آیت مین مطلق ائمہ کا ذکر نہین ہی اس دلیل معقول سے کہ بفضل خدا یہان تیرہ کا موجود ہین جسکا جی چاہے جناب رسول مقبول سے لیکر حضرت امام مہدی علیہ السلام آخر الزمان تک

شمار کر دیکھیے تیرہ کا شمار ہوتا ہی اگر کہا جاوے کہ جناب رسالت مآب اس شمار مین داخل نہین تو بارہ امام بھی مرتبہ امامت سی خارج ہوے جاتے ہین کیونکہ مسلمہ فریقین ہی کہ مراتب ائمہ کا بدولت جناب رسولخدا کی ہے بیت تو اصل وجود آمدی از نخست + دگر ہر چہ موجود شد فرع تست ۔

سوائے اسکے خطاب خدا نسبت حضرت ابراہیم کی صرف اسقدر ہی کہ مین حضرت اسمعیل کی اولاد کے بارہ مین سردار یعنی حواری پیدا کرونگا نہ یہ کہ محمد کی آل مین بارہ امام ہویدا کرونگا ایسی فریب سی تو فریبی [illegible] کہلا سکتے ہین نہ اہل صدق وصفا واہ ری لیاقت بقول شخصے عقل چہ کنیست کہ پیش مردان بیاید ۔

اقول وبہ نستعین مخاطب صاحب نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ لگے ہاتھون نبوت بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ حضرت نے کیا اچھا ثبوت زیب قلم فرمایا ہے ۔ اسمین مین حیران ہون کہ ہماری مخاطب صاحب کو حضرات اہلبیت سے کیون اسقدر عداوت ہی آیا وہ آرزومند اس امر کے ہین کہ ان حضرات کا ذکر کتب سماویہ نہ آوے آیت توریت مندرجہ بالا سے کوئی اور عمدہ نتیجہ مخاطب صاحب نے اصحاب ثلثہ کے لئے پیدا کیا ہے کہ جس سے حضرات اہلبیت کی مناقب کو اصحاب ثلثہ کی جانب منسوب کر دین یا یہ کہ آپ ہی نہ کہاوین اور تجھے ہی نہ کہانے دین اور دنیا و دین دونو غارت کر کے مصداق خسر الدنیا والاخرہ کے بنتے ہین جیسا کہ حاسدونکا دستور ہی کہ تمام محلہ والونکی یک چشم ہو جانے کی شرط پر اپنا اندہا ہونا قبول کر لیا تہا مخاطب صاحب نے فقط اس بنا پر اس پیشین گوئی ائمہ علیہم السلام سے انکار کیا ہی کہ آیت شریف مین فقط بارہ کی مقدار درج ہی رسولخدا کا ذکر کیون نہین ہی پس اگر تیرہ کا عدد ہوتا تو قول انوار الہدی درست ہوتا کہ ایک پیغمبر خدا اور بارہ امام قرار پاتے ۔

یہ مخاطب صاحب کی بہت اچھی سمجھ ہے اگر بالفرض تیرہ کا ذکر ہوتا تو آپ کہہ سکتے تہے کہ معصوم تو چودہ ہین اگر چودہ کا عدد ہوتا تو البتہ مراد ہوتی اور اگر چہاردہ کا ذکر ہوتا تو کہتے کہ حضرت کی والدین کا ذکر کیون نہین کیونکہ حجت خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو ہر موقعہ پیدا ہو سکتے ہی سمجہدار کی نزدیک تو بہت بڑی سیدہی بات ہی کہ اماموں کی ذکر مین رسول کے ذکر سے کیا بحث تہی جبکہ پیشین گوئی بالخصوص دوازدہ امام کی ہے ہو تو کیا حاجت اسمین رسولخدا کے ذکر کی تھی ۔ اور طرفہ یہ ہی کہ مخاطب صاحب

فرماتے ہین کہ یہ پیشین گوئی حواریونکی ہی مگر ماشاء اللہ اپنی حواری کا نام ہی سنا ہی اوسکی معنی اور تعریف سے ہی واقف نہین ورنہ ظاہر بات ہی کہ حواری ہی بجز پیغمبر کے نہین ہوتی اگر بارہ حواری ہون تو تیرہوان پیغمبر ہونا چاہئی سوای اسکے فقط حضرت مسیح علیہ السلام کے انبیا ماتحت کا لقب حواری ہوا ہی سو وہ سبکے سب بنی اسرائیل تھے اونکو بنی اسمعیل سے کیا علاقہ - علاوہ اسکے عبارت آیت سے مراد اماموں ہی ہی سردار بمعنی امام مستعمل ہوتا ہی - اردو ترجمہ توریت مین صریحا لفظ بارہ سردار موجود ہی عربی ترجمہ سابقہ مین - اثنا عشر عظیما اور ترجمہ حال مین اثنا عشر رئیسا مذکور ہی عبارت توریت واما اسمعیل فانی قد سمعت دعاءك له وها انا ذا قد باركت فيه وجعلته مثمرا وساكثره تكثيرا ويلد اثنى عشر عظيما وساميهم امة عظيمة لفظ عظیم سوای امام اور بادشاہ کے دوسرے معنی مین مستعمل نہین ہو سکتا - خطوط جو جناب سرور کائنات نے مکتوب اقالیم کے نام تحریر فرمائی ہین اونمین دیکھہ لیجئے عظیم القبط شاہ مصر کو عظیم الفارس شاہ فارس کو عظیم الروم قیصر روم کو لکھا ہی پھر حواری سے سرداری اور عظمت کو کیا علاقہ اگر ہمارے مخاطب صاحب حواری کے معنی جانتے ہوتے تو ہرگز ایسی لغو حجت پیش نکرتے ثبوت اس امر کا یہ ہی کہ جس اہل انصاف کو یہ کتاب ملی وہ اول مخاطب ہی حواری کے معنی دریافت فرما دین کہ حواری کسکو کہتے ہین اور اس آیت مین انہی کیسے معلوم کیا کہ حواریون ہی مراد ہی اوس وقت مخاطب صاحب کا علم وفضل سب پر کہل جاویگا - علاوہ اسکی اس آیت شریف مین مراد برکت بخشنی اور بارور کرنے سے یہی ہی کہ اسمعیل کی نسل مین پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونگے گویا بعد پیغمبر آخر الزمان کی دوازدہ امام کا ذکر ہی مگر جو لوگ مصداق ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة کے ہین اونکو کیسے نظر آسکتا ہی مگر یہ موقع نہایت شکر کا ہی کہ ہمارے مخاطب نے قول نصاری کا نہین سنا ورنہ وہ اونکی تقلید سے حضرت اسمعیل کے بارہ پسر کا بیان تسلیم کر لیتے مخاطب صاحب نے دوازدہ امام کا نام سنکر بہت کچہہ ہذیان بکا اور گویا ایسا حال ہو گیا کہ جیسا کسی کے بدن مین کوئی مرچین لگا دیتا ہی جس دلیل نامعقول سے مخاطب صاحب نے نقل کی ہی اور اوسکی تائید مین ایک بیت لکہی ہی ہم اوسی بیت سے مولف اظہار الہدی کو ساکت کئی دیتے ہین آپ ہی نے یہ دلیل لکہی ہی کہ بارہ امام مین رسولخدا کیون نہین

شامل کیا اور یہ بیت لکہی **بیت** تو اصل وجود آمدی از نخست ✲ دگر ہر چہ موجود شد فرع تست تو اس حساب سے خود حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم ہی فرع جناب رسولخدا کی قرار پاتے ہین پس اگر سلسلہ دوازدہ امام جناب سرور کائنات کا ہی ذکر فروعات اسمٰعیل مین ہوتا تو ایک قسم کی توہین رسولخدا کی تہی کہ اونکو اونکی فرع فرع قرار دیدیا جاتا اسلئے رسولخدا کا اوس موقعہ پر ذکر کیا جانا موجب عقیدہ مندرجہ بیت گذشتہ مخاطب کیطرح درست نہ تہا پس دعوی کی خلاف دلیل لانا کیطرح عقلمند کا کام نہین۔

قال الجہانگیر خان پہر صفحہ ۲۸۲ مین آپکا دستہ ثبوت دیکہیے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو کہ انکی قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین کہ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے درمیان تیرے بہائیون مین سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا تم اوسکی طرف کان دہریو پہر حضرت موسے وحی کی نقل اسطرح کرتے ہین اور خداوند نی مجہے کہا کہ انہون نے کیا سو اچہا کہا مین اونکے لئے بہائیون مین سے تجہہ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منہہ مین ڈالونگا وہ سب اونسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری بات کو جنہین وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا الخ

مولف فہمائی کا جو لفظ عبارت صدر مین دیکہا لٹو ہوگئے اور فوراً یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسے الا انہ لا نبی بعدی حدیث بنا کر طیار کردی اور اوسکی معنی یہ بتا دی کہ جیسے حضرت ہارون سے لوگ حسد رکہتے تہے ویسی حضرت مرتضے سے عداوت رکہتے ہین مگر اخلاق محمدی بالنسبہ عدا او رغارت ہونے سے کیان کا ہوا الخ۔

غرض مولف اسطرح سے اس کچی عمر کے اپنے دماغ کی چاول علیحدہ ہی پکاتی ہین دیکہو قول موسیٰ تو اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ میری بہائیون (یعنی انبیاء اسد) مین سے ایسا ایک نبی جلیل القدر خدا تعالیٰ پیدا کریگا کہ وہ سب کا ہادی ہوگا اور اوسکے موہنہ مین کلام خدا اوتریگا اور وہ خدا کی حکم کو پورا پورا تعمیل کریگا اور جو کوئی اوسکا کہنا نہ مانیگا تو خدا اوس کا حساب لیگا پس اے بنی اسرائیل تم اوسکی طرف رجوع کرنا اور اوسکی بات کو گوش ہوش سے سننا جہان تک کہ غور کیا جاتا ہی تو حضرت موسیٰ کے قول مین کوئی لفظ ایسا نہین پایا جاتا ہی جس سے حضرت ہارون یا جناب امیر بالنعوذ باللہ اونکے حساد یعنی اصحاب ثلٰثہ

مراد لئے جاوین بلکہ حضرت موسی کی پیشین گوئی سے تو صرف حضرت رسولخدا کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہے
اقول و بہ نستعین اصل یہ ہے کہ مخاطب صاحب کی تقریر ایسی سخت جاہلانہ ہے کہ خواہ مخواہ سمجھہ دار آدمی کو غصہ آوے اردو عبارت سمجھنے کی بھی مخاطب مین لیاقت نہین تو کتابکی تصنیف پر کسنے مجبور کیا تھا مصنفی بڑی ذمہ داری کا کام ہے جو شخص کوئی تصنیف کرتا ہے وہ تا اوسکو تمام خلائق کی رای پر چھوڑتا ہے اسلئے مصنف لوگ احتیاط رکھتے ہین کہ کوئی غیر معقول تقریر ہمارے قلم سے نہ نکلے مگر ہم نہین جانتا کہ مخاطب صاحب کو دار الکذب یا مینیا کا عارضہ ہوا ہے کہ ہر دلیل کج ہے اور ہر بحث اولٹی ہے ہر عبارت کے معنی کو اولٹا ہی سمجھتے ہین دن کو رات اور رات کو دن ہی دیکھتے ہین بھلا اس غضب کا کہین ٹھکانا ہے کہ جناب سرور کائنات کی پیشین گوئی کو اپنی اولٹی سمجھہ کی بدولت ساقط کرتے ہین کیا عیسائیون سے مخاطب صاحب ملی ہوسے ہین کہ ہمارے علمانے تو بڑی سعی اور کوشش کرکے فقط اس لفظ سے عیسائیونکو ساکت کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسرائیل نہین ہوسکتے بلکہ بنی اسمعیل ہوسکتے ہین اس لئے اس پیشین گوئی کا اطلاق حضرت مسیح پر نہین ہوسکتا آپ اولٹی سمجھ کی بنا پر بنی اسرائیل کے بھائیونکو حضرت موسی کے بھائی قرار دیکر اوسکی تقیید نبی اللہ کے لفظ سے فرماتے ہین مگر اسقدر سمجھنے کی لیاقت کہان کہ حضرت موسی کے بھائی تو بدرجہ اولے بنی اسرائیل ہوسکتے ہین نہ بنی اسمعیل پر کسطرح اطلاق ہوسکتا ہے۔

اور اگر اونکے بھائی انبیا اللہ ہون تو کیا بنی اسرائیل مین ہزارون نبی پیدا نہین ہوے جو دوسری قوم مین تلاش کیا جاویگا غرض ایسے کج فہمون سے کوئی نقض پیشین گوئی سرور کائنات پر نہین ہوسکتا مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند کا مضمون ہے اور سمجھنے والے سب کی سب تو ایسے بیوقوف نہونگے کہ مولف اظہار الہدی کے طرح اولٹی سمجھین

اب ہم ناظرین باانصاف کے روبرو پہر توریت کی آیات کو پیش کرکے صاحب اظہار الہدای کی جہالت کے داد چاہتے ہین حضرت موسی بنی اسرائیل کی قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین۔
خداوند خدا تیرے لئے تیرے درمیان تیرے بھائیون مین سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا تم

تم اوسکی طرف کان دہرلو

اب اہل انصاف غور فرماوین کہ اس عبارت سے موسیٰ کے بہائی (انبیاء اللہ) مین سے ثابت ہوتا ہی یا بنی اسمٰعیل کے بہائیون یعنی بنی اسمعیل سے نبی کا پیدا ہونا پایا جاتا ہی۔

بعد ازآن حضرت موسیٰ وحی کی نقل بیان کرتے ہین کہ مجہہ سے خدا نے یون فرمایا اونکے لئے اونکی بہائیون سے یعنے بنی اسرائیل کے لئے تھے اسرائیل کے بہائیون مین سے تجہہ سا ایک نبی یعنی موسیٰ کی مانند اونمین برپا کرونگا۔ الخ

اب مؤلف اظہار الہدیٰ کا یہ قول ملاحظہ طلب ہی وہ اولٹی کی سمجہین ہار کر فرماتے ہین کہ دیکہو قول موسیٰ سے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ میرے بہائیون (یعنی انبیاء اللہ) مین سے ایک نبی جلیل القدر خدا تعالیٰ پیدا کریگا۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ مخاطب صاحب کے پاس کونسی حجت ہی جس سے یہ نبی مراد ہین جناب محمد کا ثابت ہو۔ حضرت موسے کے بہائیون یعنے بنی اسرائیل مین سے ہزارہا نبی پیدا ہوئے اور عیسائی اس پیشین گوئی سے مراد حضرت مسیح سے لیتے ہین مگر جب یہ حجت کی جاتی ہی کہ حضرت مسیح سے بنی اسرائیل مین او پیشین گوئی مین بنی اسرائیل کے بہائیون مین سے نبی کے پیدا ہونے کے بعد خبر ہے تو وہ ساکت ہو جاتے ہین یعنی سے لوگ کہتے ہین کہ ہم ملاحظہ کیا ہوتا ہی آپ بعینہ تیرے کے معنی میرے اور میرے کی معنی تیرے سمجہتے ہین عقل تو بقول مخفی مکتب کے اڑکے گئے مگر آنکہون کی بینائی بہی کم معلوم ہوتی ہی علی الصباح ہم غشتان کا مضمون ظاہر ہو رہا ہے۔

پہر آپ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت موسے کے قول مین کوئی لفظ ایسا نہین پایا جاتا ہی جس سے حضرت ہارون یا جناب امیر نعوذ باللہ اونکے حساد یعنے اصحاب رسول مراد لئے جاوین اس سے اور بہی اگر دیکہے صاحب اظہار الہدیٰ کی ثابت ہوتی ہی مطلب ہمارا انوار الہدیٰ مین یہ تہا کہ حضرت موسیٰ نے جو بنی اسرائیل سے یہ فرمایا کہ میرے مانند وہ نبی ہوگا اور ایسا ہی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ تیری مانند نبی برپا کرونگا تو آپ بواسطہ مطابقت پیشین گوئی کے ثابت کرنا اس امر کا ضرور ہی کہ منجملہ ہزارہا انبیاء علیہم السلام کے وہ نبی کون ہی جو مثیل اور مانند حضرت موسے کے ہی نصاریٰ دعویٰ کرتے ہین کہ نبی مثیل موسیٰ سے مراد حضرت عیسیٰ ہین مگر ہم لکہتے ہین کہ ہرگز

ہین حضرت مسیح مین کوی بات بہی مثل حضرت موسی کے نہ تہے - سب سے اول اور مقدم تعریف حضرت موسے کی یہ ہی کہ اونکا بہائی ہارون اونکا ممد و معاون تہا پس حضرت عیسی کا کوئی بہای اونکا معاون نہ تہا - لہذا وہ کسی طرح مثل موسے قرار پا نہین سکتے ہان محمد مصطفے مین یہ صفت موجود ہی کہ علی مرتضے اونکے بہائی اونکے ممد و معاون تہے کہ جنکی تائید و نصرت بحسب روایات مرویہ اہلسنت دجکو چند اوراق پیشتر ہم لکہہ چکے ہین - عرش پر اور ابواب جنت پر ازل سے لکہے ہوے ہین اور خود رسولخدا حضرت علی کو مثل ہارون اور اپنے انکو مثل موسے قرار دیتے ہین اور یہ حدیث جسکو حدیث منزلت کہتے ہین متواترات اہلسنت مین سے ہے یعنے اس حدیث کو ہر طبقہ اور ہر زمانہ مین اسقدر گروہ کثیر نے روایت کیا ہی کہ اسکی صحت مین کلام کرنے والا مثل منکر کلام ربانی کا سمجہا جاتا ہی مگر مولف اظہار الہدی کو اسکی کیا خبر کہ یہ حدیث ہی یا کسی کا کلام ہے یا کسی نے اپنی بنالی ہی - ہمکو اس حدیث کی نسبت بحث کرنے کی کوئی حاجت نہین جس گروہ کی متواترات مین سے ہے وہ آپ نپٹ لینگے مگر ہمارا تو مقصود اسی بات کی اظہار سے کہ مولف اظہار الہدی محض ناخواندہ شخص ہے اور کسی نے مذاق سے مولوی اور انکا لقب ذو الہدی رکہا ہی -

آج تک اس حدیث منزلت سے کسی عالم اہلسنت نے انکار نہین کیا تہا - صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن ابی داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور سنن ترمذی کے علاوہ سے تمام محدثین اہلسنت مثل امام حاکم اور حافظ ابونعیم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ اور تمام علمای متاخرین مثل شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز و شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس حدیث کو روایت کیا ہی اور سب نے متواترات سے اسکو لکہا ہی مگر مولف اظہار الہدی نے اسکی نسبت یہی ارقام فرمایا کہ حدیث عیار کرکے لکہدی - اصل یہ ہی کہ انسان کا جوہر زبان ہی کہولتی ہی - اس کتاب اظہار الہدی کی تصنیف سے پہلے تو مولوی صاحب کی لمبی داڑہی اور بڑے بڑون کا سا عمامہ دیکہ کر لوگ عالم سمجہتے تہے مگر اظہار الہدی سے مولف صاحب کی لیاقت کا اچہا اظہار کر دیا کہ اب کسی کو بحث ہی باقی نہ رہی جہان دو آدمیون مین مولف صاحب کی لیاقت کی بابت بحث ہوگی انکی لیاقت کا مقر فوراً انکی تصنیف پیش کرکے مخالف کو ساکت کر دیگا جیسے انوار الہدی مین بنابر ثبوت امامت کے جناب سرورکائنات مثل حضرت موسے کے اولی العزم صاحب السیف مبعوث ہوی اور صاحب امر ہین دونو حضرات شامل ہین

انا نجمہ موسی کے مدد و معاون اونکے بہای تہے ہارون ویسی ہی ہماری حضرت کی بہائی علی مرتضے مدد معاون تہے دوم حضرت موسے کی اولاد پسری نہوی بہای کی اولاد چلی ایسی ہی ہماری حضرت کا حال ہی ۔ جسطرح ہارون او بیٹے ہارون کی حق مین طہارت نازل ہوی ویسی ہی حضرت علی اور حسنین کی حق مین آیت تطہیر نازل ہوی مین ابنا ہارون اور ہارون قدس مین رہ سکتے تہے ویہی حکم حضرت علی اور حضرات حسنین کے لئے ہوا جس طرح امامت خاندان ہارون مین مقرر ہوی ویسی اولاد علی مرتضے مین ہوے جس طرح حضرت موسی نے جہاد کیا ویسے ہی حضرت نے ہمارے کیا جس طرح حضرت موسی نے کفار سے جہاد کیا ویسے ہی ہمارے حضرت نے کیا ۔ جسطرح حضرت موسے نے مال غنیمت لیا ویسی ہی حضرت نے لیا جسطرح جہاد کی مقید باندی غلام حضرت موسے نے بنای ویسی ہی ہمارے حضرت نے بنای جس طرح شرع جدید حضرت موسی پر نازل ہوی ویسے ہی ہمارے حضرت پر نازل ہوی ۔ یہہ صفات مذکورہ بالا ایسی ہین کہ سواے حضرت موسی اور حضرت محمد مصطفے صلعم کی کسی اور کسی نبی مین متحقق نہین ہین اس لئی ثابت ہوا کہ یہہ تشبیہ گوی حق مین جناب سرور کائنات کی ہے نہین معلوم کہ مولف اظہار الہدی نے کیا اولٹا سبق سیکہا ہی کہ مخالفت خدا و رسول سے بہی اونکو خوف نہین اگر کوی اہل انصاف اس عقیدہ پر اصل کتاب انوار الہدی کو ملاحظہ کرے اور بعد اوسکے اظہار الہدے کو تو کل حال مفصل صاحب اظہار الہدی کی لیاقت کا معلوم ہو جاویگا

اما قولہ علیہ ما یستحقہ ۔ رقص کردن خود نہ داند صحن را گوید کجست ۔

اقول اس سے معلوم ہوا کہ مولف اظہار الہدی رقص کرنا جانتے ہین اور صحن کج ہین ہی تال و سم سے ماہر نہین جانے کیون نہو بقول شخصے ۔ جس کا کسب اوسکو ساجے ۔

اما قولہ صفحہ ۴۲۶ مین ہی کہ ایلیا اور علی مین کچہہ فرق نہین ہی ہم کہتے ہین کہ ما بین علی اور ایلیا کے زمین و آسمان کا فرق ہی اسلئے کہ علی عربی لفظ ہی اور ایلیا عبرانی مگر مولف نے بسبب عدم واقفیت کی اس لفظ کو سریانی کہا ہی حالانکہ کسی لغت کی کتاب سے یہہ ثابت نہین ہی اور یہہ ترکیب نحوی بہی مولف کی غلط ہے کہ علی مشتق اعلی سے ہے کیونکہ اعلی خود اسم تفضیل ہے علاوہ اسکے مصدر ہی الخ ۔

اقول وجہ تشنیع اگر چہ ہمنے با رہا یہ لکہا ہے کہ خداوند تعالی نے مولف اظہار الہدی کی آنکہون

پر اور قلت پر جہالت کا پردہ ڈال رکھا ہی اور ہر ایک بات کو وہ ہمیشہ اولٹی سمجھتی ہین اب ہم تمام ناظرین با انصاف کو مولف اظہار الہدی کی جہالت کا پردہ برای العین مشاہدہ کرائے دیتی ہین اور اسی پر تمام لغویات اور مفتریات صاحب اظہار الہدی کو قیاس کر لیا جاوے اصل نسخہ انوار الہدی کے صفحہ ۲۹ مین مطبوعہ سابق جنکے صفحونکا حوالہ مولف اظہار الہدی نے دیا ہی ملاحظہ فرمایا جاوی اوس مین شروع صفحہ مین ہی پہلی سطر کے نصف اخیر سے یہ درج ہے۔

وایل نام خداوند تعالی کا ہی لغت عبری ہی۔ عربی اور عبری زبانون مین کسیقدر بول چال محاورہ کا فرق ہی جیسے یسوع و عیسی ایلیا اور علی ہین کچھ فرق نہین ہی جیسا ایلیا خدا تعالی کے نام سے مشتق ہی ویسا ہی علی اسم خدا اعلی سے مشتق ہے۔

اب اہل انصاف غور فرماوین اگر مخاطب صاحب کی آنکھو پر ضلالت کا پردہ نہین ہی تو عبری کو سریانی کس طرح پڑھا۔ کیا عبریکا عین سین ہوکر اور یاء موحدہ راء مہملہ ہوکر نظر آگئین۔ افسوس تو یہ ہی کہ مخاطب صاحب کو یہ تو خبر ہی نہین کہ عبر کیونسی زبان ہی اور سریانی کیا ہی اونکو تو بکہ دینے سے غرض تہی خواہ مخواہ ہو یا صواب انہون نے یہ سمجھا کہ اس ہماری ہزلیات کو اصل کتاب سی کون دیکھیگا مطابق کریگا خصوصا ہم جہلا مین بیٹھ کر انکو پڑھینگے تو اونکو تحقیق سے تو کچھ غرض ہی نہین ہی البتہ یہ تو سمجھہ جاوینگے کہ مولوی جہانگیر صاحب عربی و فارسی کے تو فاضل تہی ہی مگر سوریانی اور عبرانی کی بہی ٹانگ توڑنے لگے ہین۔

اور اگر کوئی معترض یون کہی کہ مولوی صاحب کا منشا یہ لکہنے کا تہا کہ ایلیا لغت سوریانی ہی اور صاحب اظہار الہدی نے اوسکو عبرانی لکہدیا لیکن گہبراہٹ مین ایسی کہ یہی لفظ ہی عبرانی کی جگہہ سوریانی اور سوریانی کی جگہہ عبرانی ہی لکہہ گئے۔ تو ہم اس بات کا فیصلہ اس طرح پر کرتے ہین کہ وہ معترض صاحب اول مولف اظہار الہدی سے اصلی حقیقت زبان عبری اور سوریانی کے دریافت کرین کہ اونکی وجہ تسمیہ کیا ہی۔ اوس وقت اونکو معلوم ہو جاویگا ایلیا در حقیقت لغت ہی عبرے ہے اور عبرے یا عبرانی منسوب ہی حضرت عبر سے جنکے اولاد مین حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔

اب آپ حضرت عبر کے اولاد کی زبان کو عبری یا عبرانی کہتے ہین اور سوریانی منسوب

لسوریانی اور سوریہ نام ہے ملک شام کا جس وقت بنی اسرائیل شام کے ملک میں آکر آباد ہوئے تو وہی زبان وہاں کی سوریانی تھی اونکی زبان میں بھی مخلوط ہوگئی اور تحریر و کتابت میں عبرانی زبان مخصوص رہی صحایف اور کتب سماویہ سب عبری زبان میں لکھے گئے تھے عبری کے اسماء اکثر ایل سے مرکب ہیں جیسے اسمٰعیل و اسرائیل کافی نظیر موجود ہے۔

پس اگر مخاطب صاحب کی تحریر میں سہو نہیں ہوا ہے تب وہ مفتری ثابت ہوتے ہیں کہ ناحق انہوں نے ہم پر تہمت دروغ لگائی اور اگر سہو واقع ہوا ہے تو بالکل کاذب اور ناواقف ہیں اور یہ مقولہ صاحب انوار الہدیٰ کا کہ یہ ترکیب نحوی بھی مولف کی محض غلط ہے کہ علی مشتق اعلی سے ہے کیونکہ اعلی خود اسم تفضیل ہے علو مصدر کا اگر اس سے ناظرین کو یہ تو معلوم ہوگیا کہ مولوی صاحب علم نحو سے خوب واقف ہیں یا صرف میں خوب اچھی دستگاہ رکھتے ہیں۔

لیکن میں مخاطب صاحب کی سمجھ پر بڑی افسوس کرتا ہوں حالانکہ انوار الہدیٰ میں مصدر کی مشتقات کا کہیں ذکر نہیں ہے اس میں تو صاف یہ لکھا ہے کہ اعلی جو نام خدا تعالی کا ہے اوس سے علی مشتق ہے صرف و نحو کی کتب کا موقعہ اور وقت نہ تھا کہ جس مصدر کے مشتقات کا ذکر ہوتا اور اگر خدا نے اپنے نام اعلی سے علی کا نام مشتق کیا ہے اور مخاطب کے نزدیک اسمیں خدا کی غلط فہمی ہوئی ہے تو خدا پر اعتراض کرنا چاہیے یا رسول خدا پر کہ انہوں نے باوجود مخاطب کے طرح صرف و نحو پڑھنے کی کیوں یہ روایت درج کی اور ہم اس روایت اشتقاق اسماء پنجتن از اسماء الہی کو انوار الہدیٰ میں بطریق متعدد بیان کرچکے ہیں

قال رسول اللہ صلعم واشتق اللہ لنا من اسمائہ اسماء واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ الفاطر وابنتی فاطمۃ واللہ المحسن وابنای الحسن والحسین

یعنے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ جل شانہ نے ہمارے نام اپنے ناموں سے مشتق کئے ہیں کہ اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ اعلی ہے اور میرا بھائی علی علیہ السلام ہے اور اللہ فاطر ہے اور بیٹی میری فاطمہ ہے اور اللہ محسن ہے اور دونوں بیٹے میرے امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام ہیں۔

اما قوله ہان صاحب آپ یہ تو فرمائے کہ اپنی لفظ الیلیا پر تو بہت کچہہ بحث کی اور نتیجہ حق پوشی کی یعنی جو اوڑا گئی تاکہ معنی لکہنے مین کوئی اہل سنت کی ہاتہہ دستاویز صحیحہ نہ پڑجاوے جو اولٹا شیعونکو جہاوین اب ہم قلعی انکی کہولتے ہین دیکہو غیاث و منتخب و برہان وغیرہ لغتون کو کہ اونمین الیلیا کے حقیقی معنی صدیق اکبر کے لکہے ہین اور مجازاً لقب جناب امیر کا بہی ہے ۔

اقول و بہ نستعین سبحان اللہ آپکی بہی عجب تقریر ہے صدیق اکبر نعوذ باللہ کوئی گالی نہین ہے کوئی بیجا کلمہ نہین ہے کہ جو حضرت علی کی شان مین وارد ہونے سے شیعہ چڑینگے صدیق اکبر تو خاص لقب ہی جناب علی کا ہے اور جبکہ خود تم الیلیا لقب حضرت علی کا تسلیم کر چکے اور معنی اسکے صدیق اکبر کے ہین تو ظاہر ہے کہ حضرت علی صدیق اکبر ہین ۔ اس قلعی کہولنے کی کیا بات تہی تمام کتب فریقین اس حال سے بہری ہوئی ہین کہ سوای علی مرتضے کی اس امت مین کوئی صدیق اکبر نہین ہے ثبوت اس امر کا اسی رسالہ مین دو جگہ ہم پیش کر چکے ہین اور ثابت کر چکے ہین کہ حضرت ابوبکر کو اہلسنت نے اپنی طرف سے یہہ لقب دیا ہے ورنہ رسول خدا نے کبہی یہہ لقب اونکو نہین دیا بلکہ احادیث صحیحہ خاص کتب اہل سنت و جماعت مین مروی ہے کہ دنیا مین فقط تین صدیق ہوے دو امت سابقہ مین اور ایک علی مرتضے جو صدیق اکبر ہین امت محمد مین چنانچہ بکثرت نقل روایات مندرجہ صحاح اہلسنت کرتے ہین ۔

واخرج الطبرانی عن سلمان وابی ذر معاً ان النبی صلعم قال لعلی ان هذا اول من آمن بی وهو اول من یصافحنی یوم القیامة وهذا الصدیق الاکبر وهذا فاروق هذه الامة یفرق بین الحق والباطل وهذا یعسوب للمومنین ۔

یعنی روایت کی طبرانی نے سلمان اور ابوذر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ نبی صلعم نے حضرت علی کے لئے ارشاد فرمایا کہ یہ وہی ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور یہ وہی ہے کہ جو سب سے پہلے قیامت کو دن مجہسے مصافحہ کریگا اور یہی صدیق اکبر اور یہی فاروق اس امت کا کہ تفریق کرتا ہے درمیان حق باطل کے اور یہ ہی سردار مومنین کا الخ ۔

اب مخاطب صاحب کی یہ نقل ہوئی کہ گئی نماز بخشوانے اور روزے گلے پڑے ابہی بحث صدیق اکبر کی

ہی ہو رہی ہے کہ اہلسنت نے القاب علی مرتضے مین سے چورا کر اونکی نسبت منسوب کر دیا ہے اب معلوم ہوا کہ اکیلا یہہ ہی لقب نہین چورایا بلکہ فاروق ہے جو حضرت علی کا ہی لقب ہے اور یہ بہی چورا کر حضرت عمر کے نام کے ساتھہ لگا دیا ہے۔

واخرج النسائی والحاکم ایضاً عن عباد بن عبد اللہ سمعت علیاً یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر الخ۔

اور امام فخر الدین رازی۔ امام ثعلبی اپنی تفاسیر مین امام احمد بن حنبل مسند خود مین ابن شیرویہ کتاب فردوس مین اور ابن المغازلی مناقب مین روایت کرتے ہین کہ صدیقان تین شخص ہین۔ حبیب نجار کہ مومن آل یسین ہے اور حزقیل کہ مومن آل فرعون ہے اور علی مرتضے کہ اونسے افضل ہے اسی سند مین حافظ ابو نعیم نے بہی حلیہ مین عباد سے روایت کی ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج مین لکہا ہے وتسمیہ نمودہ پیغمبر خدا صلعم الصدیق۔

مولوی حسین وسیلۃ النجات مین نقل کرتے ہین مثل مدارج کی

مولوی جہانگیر خان صاحب تسلیم کر چکے ہین کہ الیا لقب علی مرتضی کا ہے اور معنی الیا کے بموجب بیان صاحب غیاث اللغات ومنتخب وبرہان صدیق اکبر کے ہین۔ جبکہ صدیق اکبر خاص لقب جناب علی مرتضے علیہ السلام کا ہے پہر ہمارے مخاطب صاحب کیون ایسے اوچہلے کیا صدیق اکبر کی جگہہ ابوبکر لکہا ہوا دیکہہ لیا تہا جو آپ ایسے بے تاب ہوے اسی سے تو کہتے ہین کہ بے علم آدمی کی نہایت درجہ مٹی خراب ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی لغت مین اپنی الیا کے معنی دیکہے تہے اوسمین اوسکے معنی صدیق اکبر کے نکلے اور یہ بہی لکہا کہ یہ لقب حضرت علی کا ہی ہے تو آپ فقط لفظ صدیق اکبر کو دیکہہ کر چرغو ہوگئے اور لگے شیعون کو جہیلنے اگر مخاطب صاحب کو پہلے سے یہ معلوم ہو جاتا کہ صدیق اکبر خاص حضرت علی کا لقب ہے اور حضرت ابوبکر کو سنیون نے براہ غصب مثل خلافت یہہ لقب بہی دیا ہے اور مولویانے کہی اونکو صدیق لقب نہین دیا ہے تو وہ ہرگز الیا کے معنی کی طرف توجہ ہوتی اب یہ خدا کی قدرت ہے کہ مخاطب جیسے شخص کے مونہہ سے ہی کہلوا دیا کہ الیا کے حقیقی معنی

صدیق اکبر کے ہیں اور مجازاً لقب علی مرتضیٰ کا ہی۔

قال المولوی جہانگیر خان صفحہ ۳۷۰ میں ہی کہ جبکہ یہ لوگ رسولخدا کے جنازہ پر حاضر نہوی تو غریب سیدہ مرحومہ کے جنازہ سے کیا غرض تھے افسوس اوسوقت کی مسلمانوں کی حال پر ہی کہ سب ناحق شناس مطلب مولف کا اس صریح افترا سے یہ ہے کہ کوی اصحاب رسول اللہ میں سے حضرت فاطمہ کے جنازہ پر نہ آیا اور نہ کوی اصحاب رسول اللہ کے جنازہ پر شریک ہوا تھا اب ہم مولف کی قولکو شیعوں کی مذہب سے جھوٹا کرتے ہیں کتاب علل الشرائع کی جلد اول باب فلان میں لکھا ہی کہ عمر رضہ نے چاہا کہ قبر فاطمہ کہود کر نماز پڑہے اسبات پر حضرت علی غضبناک ہوی تو مستعد بجنگ و شمشیر ہوے پس مہاجرین و انصار جمع آئی اور حضرت علی کی رضامندی کو چاہا کیے۔

اقول وبہ نستعین ماشاء اللہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

اجی حضرت مولوی صاحب یہ روایت آپکو کہتے شرم ہی نہ آئی یہ تو آپ ہماری قول کی تائید کرنے لگے خود آپ بھی تسلیم کر چکے کہ جناب سیدہ کے جنازہ پر لوگ نہ آئی کیا جنازہ پر جانا اسیکو کہتے ہیں کہ انکی قبر کھودنے لگے ایسی نماز جنازہ اور نماز پڑہنے والوں پر ہزار آفرین ہی کہ جنازہ پر تو نہ آئیں اور بعد میں مردونکی قبریں کہود کر نماز پڑہنا چاہیں اور پہر ماشاء اللہ اوسپر اصرار بہی ایسا کہ جب حضرت علی مستعد بجنگ و شمشیر ہوے جب ہی اوس ارادہ سی باز نہ آئی یہانتک کہ مہاجرین و انصار نے رفع فساد کیا۔

آب اہل انصاف مولوی صاحب کی دلیل پر تعجب کریں انکے یہان جنازہ کے ساتھ جانا اور جنازہ کے نماز پڑہنا اس سے مراد ہے کہ جب مرتے انکے ورثا دفن کر آویں تب آپ نبش قبر کرنے کو قبرستان میں جایا کریں۔ ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔ یکے نماز جنازہ و دوم فساد دنیا

الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

طرفہ طلسمات مخاطب کی یہ ہیکہ یہ روایت قبر کہودنیکی نماز پڑہنیکی نسبت جناب رسولخدا کی ہی جسکو جنازہ جناب سیدہ سے منسوب کیا اور نماز جنازہ رسول میں جو ایک روایت شرح السنۃ کی لکہی کہ ابوبکر نے نماز پڑہانا چاہا حضرت عمر نے ہٹا دیا اور دس

دس صحابی نے نماز پڑہی ورنہ تمام کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہی کہ اصحاب ثلثہ وفات رسولخدا سے تیسرے دن آئی اور ارادہ قبر کہودکر نماز پڑہنے کا کیا کہ حضرت علی ذوالفقار نیام سے کہینچکر گہوڑے کیطرح قبر پر پہونچے اور کف آپکے موتہہ سے فرط غیظ مین جاری ہو گیا تب بعضی لوگونکو حدیث نبوی یاد آئی کہ فرمایا تہا رسول اللہ نے کہ ڈرنا علے سے اوسدن کہ گہوڑے پر سوار ہوی اور موتہہ سے کف جاری ہون اور ہاتہہ مین ذوالفقار برہنہ ہو اور ایک گروہ سکان دنیا سے اوسکی مخالفت پر آمادہ ہوکر اوسکو غضبناک کریگا۔ پس جبکہ اون لوگون نے یہ حدیث سنی تو وہانسے بہاگ گئی اور قبر کہودنیکا قصہ جناب سیدہ سے کسطرح منسوب ہو سکتا ہی کیونکہ جناب علی مرتضے نے اونکی قبر کا نشان ہی ظاہر نکیا تہا البتہ پوشیدہ رکہا تہا کہ آج تک ہی لوگونکو یہ تحقیق نہین ہی کہ قبر کہان ہی ہی کوئی۔ روضہ رسولخدا مین کہتا ہی کوئی قریب اوسکے کوئی قبر امام حسن کے قریب بیان کرتا ہے اگر لوگونکو اوسوقت آپکی قبر کا علم ہوجاتا تو ہرگز تاریخ مخفی رہ سکتی تہی مولانا روم فرماتے ہین۔ — چون صحابہ جاہ۔ دنیا خواستند ٭ مصطفے را بی کفن بگذاشتند۔

اما قولہ مولف نے پیرایہ دشمنی مین تو کہلا کہلا تبرا اصحاب عالی صفات وازواج مطہرات رسول خدا پر کیا ہی۔

اقول ہمنے کسی موقعہ پر اصحاب یا ازواج النبی کی شان مین تبرا نہین کیا البتہ جو علماء اہلسنت نے اونکے صفات ومناقب اپنی کتب مین لکہے ہین ہم نے اونکو نقل کر دیا ہی اگر وہ اقوال مولف اظہار الہدی کے نزدیک داخل تبرا ہین تو اہل سنت وجماعت سے شکایت کرنے چاہیے اور اگر انصاف کیا جاوے تو مولف صاحب کی شکایت داخل حماقت ہی کیونکہ جب کتاب کا جواب لکہنے بیٹہے تو پہر شکایت کیا اون اقوال کی بدلائل تردید کرنی لازم تہے جواب کے یہ معنے نہین ہی کہ جب معقول طور پر تردید نہو سکے تو اوسکے عیوب مجیبونکا بیان دینے لگے اور اگر بہت ہی زیادہ خفا ہوا اعتراض ہو تو حضرات ائمہ اہلبیت کی شان مین گستاخیان کرنے لگے جس سے اپنا ایمان ہی خراب کیا اور آپنے ممدوحین سے مطاعن ہی رفع کر سکے۔ اگر آیندہ جواب لکہنے کا حوصلہ ہو تو اس رسالہ شمس الضحی سے طریقہ جواب سیکہہ کر لکہنا چاہیے۔ جواب اسکو نہین کہتے کہ چہپا آپنے لکہدیا کہ یہی اظہار الہدی بجواب انوار الہدی لکہی ہے آپ ہی تو ذرا شرمائین کہ اپنی اظہار الہدی مین کہ کتنا کام

نمایان دکھلایا یا ضرورت خلافت وامامت کا جواب دیا یا خلافت کی منجانب اللہ ہونے کی تردید کی یا صفات ثمانیہ خلیفہ مین کوئی سقم نکالا یا اون صفات کو بتردید دلایل انوار الہدی کے اصحاب ثلثہ سے منسوب کیا یا حضرات ائمہ اہلبیت مین جو صفات مذکورہ ہمنے ثابت کین ہین اونکی تردید کی یا فضایل حضرت علی مرتضی ہین اور مطاعن اصحاب ثلثہ جو ہمنے تسلیم کر لینے کے سبب شاہی کی پہر ہمنے چودہ مرتبہ حیات حضرت رسولخدا مین استخلاف علی مرتضے کا اثبات کیا۔ اپنے اوسکو بہی تسلیم کر لیا پہر کسطرح اپنی حماقت نامہ کو انوار الہدی کا جواب نام رکہا کیا آیات قرانی جنمین مہاجرین و انصار کا ذکر ہے اصحاب ثلثہ کے کارآمد ہو سکتی ہین جو آپنے ترجمہ کا قران شریف لیکر بغیر تمیز اوامر کے کہ یہ آیت اصحاب ثلثہ کی تعریف مین ہے یا توہین ومذمت اوس سے نکلتی ہے ایک سطر سے جہان لفظ مہاجرین دیکہا فوراً نقل کر لے یا شیعون پر طعن کرنے سے خلافت اصحاب ثلثہ ثابت ہو سکتی ہے شیعون کے کسی مسئلہ پر طعن ہوئی ہین اپنے مذہب کی خبر نہین اسکا کوئی مسئلہ ایسا طعن سے خالی نہین خود آپکے ہم مذہب ایک دوسرے پر طعن کرتے ہین شافعیہ کے مقلد حنفیون کا کافر اور خدا و رسول کی مخالفت کرنیوالے لکہتے ہین حنفی اونکو برا اور اونکے مسایل کو خلاف عقل بیان کرتے ہین ایسے ہی مالکی و حنبلی کا حال ہے پہر آپ شیعون کے مسایل پر کس حوصلے معترض ہو سکتے ہین۔

وقولہ اپنی دانست مین مولف نے اہل سنت والجماعت کی توہین مین کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہا ہی۔

اقول اگر وہ اعتراضات جنکو مخاطب صاحب توہین سمجہتے ہین ایسے ہین کہ مخاطب اونکی جواب سے بالکل عاجز ہین اور ہر جواب ایسے قابل تسلیم ہین کہ جیسے خود مخاطب نے بذریعہ سکوت اونکو تسلیم کر لیا تو اسکو توہین نہین بلکہ وہ حق بات کہلاتے ہین اور اسکا قبول کرنا ہر ذی عقل پر فرض ہے۔ ہان اگر مولف انوار الہدی اوسکی تردید کی لیاقت رکہتے تو مجاز جواب لکہنے کے تہے اور یہ تو کمال بیغیرتی مین داخل ہے کہ اعتراض کا تو جواب نہ آوے پہر حق بات کو قبول کر کے مذہب باطل کو بہی ترک نہ کرین بلکہ عورتون کی سی شکایت کرنے لگے۔

اما قولہ ہمارے نزدیک رسالہ انوار الہدی اور داستان امیر حمزہ مین اتنا فرق ہے کہ مولف داستان نے تو واسطے دہوکہ دینے اہلسنت کے اصحاب رسول اللہ کے نام دشمنون کے نام پر رکہہ کر تبرا کیا ہے چونکہ ناواقف لوگون نے قصہ سمجہہ لیا ہے اور واسطے تفریح طبع کے پڑہ کر ایمان اپنا غارت کرتے ہین

اور مولف انوار الہدے نے صاف صاف تبرا لکہا ہے —

اقول مولف داستان امیر حمزہ بہت ہوشیار آدمی تہا کہ لاکہون اہل سنت سے اوسنے فقط قصہ کی آڑ مین صدہا سال تک تبرا کیا ہی اور مخاطب جیسے غلیظ القلب لوگون کو بہی نہ چہوڑا بہرحال مخاطب نے بہی اوسکو خوب غور سے پڑہا ہی اگر غور سے نہ پڑہتے تو وہ بہی مثل دیگر اہل سنت کی اس اندرونی تبرا سے بے خبر رہتے اور چونکہ آجتک کسی سنی نے اس امر کو نہ سمجہا اور فقط مخاطب صاحب کا ذہن سا تبرا تک پہنچا تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب صاحب نے بکثرت مداولت اسکی کی ہی اب بغیر گنگا نہاے یہ گنوہاری یہ گنوہاری کا پاپ مطلب سے دور نہین ہو سکتا —

اہل انصاف مخاطب کے شعور کا اندازہ فرماوین اور امیر حمزہ کی داستان کو بہی اگر تبہ میری خاطر ملاحظہ فرماوین کیونکہ آیندہ تو سنی لوگ اوسکو اپنی گہر کتب خانہ مین بہی نہ رکہینگے اوسکو بغور دیکہین کہ کہین حضرت ابوبکر یا حضرت عمر یا حضرت عثمان کا نام بہی ہی پہر نہین معلوم کونسے اصحاب کا نام اور تبرا مولف اظہار الہدی کی نظر پڑا ہی ہان شروع قصہ مین ابو جہل اور ابو سفیان کے مکتب مین پڑہنے کا قصہ لکہا ہے اگر اونکے اداب و حفظ مراتب مین صاحب داستان سے کوی فرو گذاشت ہوگئی ہو اور وہ مخاطب صاحب کو ناگوار معلوم ہوی ہو تو مضایقہ نہین کیونکہ آپ ہمیشہ الٹی بات سمجہا کرتے ہین —

وقوله علیہ ما یستحقہ بہرحال یہ دونو کتابین تبرائیون کی قابل آگ مین جلا دینے یا پانی مین ڈبا دینی کی ہین —

اقول آپ لوگون کے تو بزرگون نے قرآن پاک کو جلایا ہے اگر اوس کتاب کو جلاوگے تو کیا شکایت ہی لیکن یہ بات تو سب پر منکشف ہوگئی کہ آپ انوار الہدے کے جواب سے ایسے عاجز و قاصر ہوے کہ بجاے رد و جواب کے اوسکو جلا دینے پر آمادہ ہوے اہل بصیرت تو آپکے اس فقرہ سے سمجہ گئی کہ آپ لاجواب ہوگئے جبتک کہ آپ تمام مطالب و مقاصد انوار الہدے کا جواب معقول نہین الزام آپکا رفع نہین ہو سکتا کہنا ہمارا کام تہا — بقول آپکے بر رسولان بلاغ باشد و بس —

اما قوله اب اس اختصار مین زیادہ گنجایش نہین ہی ورنہ اور بہی ہٹ دہرمیان خلافت الہدی کی ظاہر کیجاتی مالا یخفے — **اقول** یہ بہی عجب ہی کہ اس اختصار مین زیادہ گنجایش نہین یون فرمایئے کہ آپ مین گنجایش

باقی نہین رہی ورنہ یہ کتاب تو اپنے بقول خود انوار الہدی کے جواب مین لکھی ہی کسی اور مضمون کی کتاب تہی کہ اوسمین اصلی مقصد لکھنے کی گنجایش جواب دینے کے نہ تہی۔ اور انوار الہدی کا نام جو آپنے ظلمات الہدی رکھا یہ بے شک آپکے حسب حال ہی جو لوگ نور کو دیکھہ سکتے ہین وہ نور سے ہدایت پاتے ہین اور جو بعض مخلوقات ایسے ہین کہ نور سے متنفر اور ظلمت سے مانوس ہوتے ہین اونکو آفتاب عالم تاب سے متنفر ہوکر درختون کی کہوکہون مین بسیرا کرتے ہین اور اندہیرے مین سیر و سیاحت فرماتے ہین اون اندہون کے لئے ظلمات سے ہی ہدایت ہوتی ہے اور وہ انوار الہدی کو ظلمات الہدی سے ہی تعبیر کرتے ہین اب ہم سمجھے کہ اگر مقامات جو اظہار الہدی مین اوسنے درج مین سیری کو سیتا اور تیر کو تیرا اور عبرانی کو سیرانی اور سوریانی کو عبرانی من الذین کی جگہہ ان الذین اور شیعا کی جگہہ شیئا درج ہی اور بعض کلمات قرانی بے الحاق کئے گئے ہین وہ ایسے سبب سے کہ ہمارے مخاطب نے اون مقامات کو رات کی وقت نہین لکہا ہی۔

اما قولہ۔ اطلاع جواب الجواب مین تہذیب کا خیال رہے (۲) آیات مع ترجمہ ہون (۳) اپنے ائمہ مجتہدین کے قول کی تکذیب معقول طور سے ہو (۴) ہمارے سوالات کا جواب معقول دیا جاوے (۵) آیات و روایات مین تحریف و تبدیل نہو الخ

اقول طرفہ یہ ہے کہ اپنی تو بد تہذیبی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور ہم سے سوال تہذیب ہی مگر ہم نے اس خیال سے کہ بد تہذیبی تو چہوٹی امت پر ہم ختم ہے اپنی شرافت پر نظر کر کے مخاطب کی بد تہذیبی کا جواب نہین دیا دوم یہ کہ ہم لکہہ چکے ہین کہ مخاطب صاحب دن کو رات اور انکو دن سمجہتے ہین ایسے ہی تصدیق کو تکذیب استعمال فرماتے ہین سوم یہ کہ ہمنے جواب معقول ہی دی ہین آپکی تقلید نہین کی ہی کہ آپکا ہر جواب نامعقول ہر قول بے سند اور لغو محض ہی اپنی موقعون پر اچہی طرح تشریح سے لکہا ہے۔ ہمنے ایسا جواب نہین دیا کہ جیسا آپنے انوار الہدی کے ہزار ہا سوالات او مقاصد مین سے بطور نمونہ ۲۲ مقامات پر فضول اور لغو اعتراضات کئے کہ جنسے کوئی مطلب بر آمد نہوا انوار الہدی کی تحریر کے وقت بیشک ہمکو یہ خیال نہین رہا کہ اہل السنن مین ایسے ہی مولوی ہوتے ہین کہ جو فقط اردو ہی سمجہہ سکتے ہین اور آپ ہمکو اظہار الہدی کی چہپنے سے معلوم ہو گیا اسلئے حتی الوسع ہر مقام پر ترجمہ ہی لکہا ہی آیات و حدیث

مین تحریف کرنا ہے چنانچہ ہمنے ایک تحریف ایسی ثابت کی کہ آجتک کسی مسلمان کی نسبت اسطرح آیات قرآنی کی تحریف نہین ہوی تہی جسپر یقینًا تمام علماے اسلام تحریف کنندہ کی نسبت فتوی تکفیر کا دینگے چونکہ تحریف قرآن کا کام نہین یہ کافرون کا ہی کام ہی اپنی نفس کا ہم پر قیاس نفرماوین آپ وہابی لوگ فرض کے لئے نماز اور روزہ کرتے ہو تاکہ لوگ مسلمان سمجہین ورنہ خاص عبدالوہاب کہ جسکے آپ پیرو ہو دشمن اور مخالف رسولخدا کا تہا۔

قولہ حکم اطاعتی خلفا و رسول اللہ کا ہی اس موقعہ پر آیت اطیعوا اللہ پر استدلال کیا ہی۔

اقول وہ یہی اس آیت مین لفظ اولی الامر سے مراد دوازدہ امام ہین جنکی نسبت دیگر روایات و احادیث موید ہین لہذا اسمین دخل نہین ہین اسلئی مخاطب کی غلطی ہی اور جو آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم سے خاصہ مراد علی ہی یہ مخاطب صاحب کی کم علمی ہی اور رہا واقعی پر خیال ہی اس آیت کا مطلب ہی کہ جیسا بنی اسرائیل کو ہمنے ملک شام و فلسطین میراث مین دیا تہا ویسے ہی ہم مومنین کو تمکین فی الارض دینگے سلیمان یا حضرت داود کسی نبی کے خلیفہ نہ تہی خود نبی تہی اونکی سلطنت بالکل مثل خلافت خلفاء سے نہین مفصل تردید مولف کی کم فہمی کی ہم اس رسالہ مین کر چکے ہین۔ جہان شیعہ مولف نے اس آیتکو لکہا ہے جہان یہی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ سے خلافت شیخین کی خبر نکالی ہی مگر مولف صاحب یہ نہ سمجہے کہ خبر جواز نہین ہو سکتی۔ خدا ہی عالم الغیب ہی اور نبی بہی جہانتک کہ خدا انکو علم دیتا تہا غیب کی باتون جانتے تہے اگر ہمنے صلعم نے کوی غیب کی بات کسی سے کہی کہ فلان وقت مین ایسا ہوگا اس سے یہ مراد نہین ہو سکتی کہ وہ وقوعہ جائز ہی ہوگا مثلاً جناب سرور کائنات نے دجال کی خبر دی ہے کہ آخیر زمانہ مین پیدا ہوگا تو کیا مولف جیسے عقلمند دجال کو برحق سمجہینگے یہ تو خیال فرمائے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اکثر اور ہمیشہ امت کو ہدایت فرماتے تہے کہ میرے بعد میرے اہلبیت کی پیروی کرنا اور علی مرتضی کو بجاے میرے اپنا مالک اور اولی الامر سمجہنا اور شیخین کی نسبت کبہی ایسا نہین فرمایا بلکہ انکے قریب زمانہ مین اونکو جہاد مین بہاگتی اشخاص طے جانے گا۔

حکم دیا تہا اور حضرت رسول خدا کو بروی علم غیبت یہہ معلوم تہا کہ شیخین براہ
سرکشی و تمردی خود خلیفہ بنجاوینگے اور امت بالاتفاق اونکو اپنا امام کر لیگی تو اگر
کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حال بیان ہی کردیا تو اتنا نہین ہوسکتے
کہ شیخین کی خلافت برحق ہے بلکہ جو وقوعہ ہونے والا تہا اوسکی اطلاع تہا یہہ اطلاع ہی
زیادہ تر شیخین کی تمردی کا باعث ہوئی اس لئے تو خداوند تعالی نے النبی کی سخت
تہدید فرمائے اور اونکو زن نوح اور زن لوط سی مثال دی مولف خیال باطل کی
تردید ہم پیشتر ہی لکہہ چکے ہین اور جو مولف اظہار الہدے نے عدم ربط تقضے نسبت
خلافت ظاہری کتب شیعہ سے لکہی ہے یہہ سب سچ ہے کہ واقعی وہ حضرت بروی علم امامت
جانتے تہے کہ یہہ منافق لوگ تو کسی منافق کے ہے سرداری سے خوش ہین تو ہم سے
بیعت کرتے ہین کل کو بیعت توڑ کر لڑینگے اور خلافت ظاہرے کو ختم کرینگے بہلا کسی
نے معاویہ اور یزید اور آل مروان کی بہی بیعت توڑی باوجودیکہ منافق اور
کافر سمجہتے تہے پہر اسکی کیا وجہ کہ حضرت علی اور امام حسن کی ہی خلافت کو ناگوار ہو
اسلئے آپ لس خلافت ظاہری کو مکروہ سمجہتے تہے اس سے خلافت ذاتی ثابت نہین
ہو سکتا بلکہ اونکے ہی خلافت ایسی ہے ثابت ہوتی ہے جیسے انہی کی بلا نزاع قائم
ہوی اور ثابت ہوا کہ اگلی اور پچہلے یکسان حیثیت کے خلیفہ تہے۔

بعد اسکے مولف صاحب نے خلفاء ثلثہ کی پیروی کرنے والون کی لکہی ہین۔ پنج وقتہ
جماعت سے نماز پڑہنے والے ہون۔ خواہ ایمان کا اثر قلب مین نہو گو نماز پڑہتے ہوت
دل مین بت کے گرویدہ ہون مگر لطف ہے مساجد اللہ کی ثناخوان ہون اشراق
اور چاشت کے عاشق جیسے کہ بعض لوگ رنڈی بغل مین رکہتی ہے اور چاشت
واشراق کی نماز لوگون کے دکہلانے کو پڑہی جاتی ہے۔

غرض کہ مولف صاحب نے اون لوگونکی صفات مین ہیئت نماز کا ذکر کیا

ایمان کا

BE ISSUED

مگر ایمان کا مطلق ذکر نہین کیا اور نہ اس سے مولف صاحب اور پیروان مولف کو غرض۔ غرضکہ جس قدر اوصاف منافقین کے ہین سب مولف نے درج کئے ہین اور سب کی زیادہ تعجب خیز فقرہ اخیر مین یہ لکھا ہے کہ خدا تعالی اظہار الہدے کو اونکی نجات کا ذریعہ بناوے حالانکہ اظہار الہدے کا ہر کلمہ دوزخ کیطرف کھینچنے والا ہے۔ قیامت مین مولف کو اسکا حال معلوم ہوگا کہ اظہار الہدے کی تمام کلمات اور جملے اور فقرہ حل گوتھی بنکر مولف صاحب کو جہنم مین داخل کرینگے۔

الٰہی بحرمت النبی والہ الامجاد اپنے رسول صلعم کے عترت رسول کے حاسدون اور دشمنون کو ابدالاباد عذاب شدید مین مبتلا فرما کر اور اونکے محبون اور دوستون اور مقلدون و متمسکون پر ابواب بہشت مفتوح اور بے حساب اونکو نعمای جنت سے مسرور کر ۃ ۃ ۃ

تمت بالخیر

فی تاریخ - ۱۱ شوال سنہ ۱۳۲۹ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۱۱ء یوم الجمعہ

داخلہ نمبر	۱۰۰۲۶
فن نمبر	الف ۲۷
کتاب نمبر	

RARE BOOK
NOT TO
۱۶۴

اطلاع واجب الاتباع

اس کتاب کے ساتھہ اشتہار - قرآن شریف مترجم معہ تفسیر تنویر البیان مطابق عقاید مذہب امامیہ - رضوان اللہ علیہم اجمعین - بنظر ملاحظہ جناب سامی - ارسال ہے - جسکی ہدایت کے موافق آپکو عمل درآمد کرنا واجب اور تا امکان جملہ برادرانِ ایمان کو - مہتمم مطبع کی نازیبا کاروائی سے آگاہ کرنا قرین فرض ہے - لہذا - بعد ملاحظہ اشتہار مشتہرانِ ذیل کو مطلع فرمایئے کہ جناب والا نے اس معاملہ دین اور مقدمہ شرع متین میں سر دست کیا کیا اور آئندہ کو خادمانِ والا مناقب کس مقدار تک برادرانِ ایمان کیساتھہ فرایض ہمدردی کو ظاہر کرینگے - کیونکہ معاملات دین میں کسی کے ساتھہ اظہار رعایت و مروت کرنا ممنوع ہے ماعلینا الا البلاغ فقط

والسلام خیر الختام

مشتہر

آ[illegible] محمد جعفر - و مرزا محمد طاہر - باغ مرزا صاحب آگرہ

(کتبہ [illegible] ساکن [illegible])

HYDERABAD STATE LIBRARY

نوٹ - مالک مطبع نیاز مند کی مہر		مہر مشتہران قرآن شریف
	وقت خریداری مہر کا لحاظ رہے - تاکہ اصل مال کی ملنے میں کبھی خطرہ نہ ہو	